فقہ مذہب فاطمی کی جامع اور مستند

کتاب

دعائم الاسلام

جلد ثانی

تالیف

سیدنا القاضی الاجل ابوحنیفہ النعمان بن محمد المغربی

التمیمی لقاطمی متوفی سنہ ۳۶۳ھ !!

ترجمہ

یوسف شکیب مبارکپوری

شائع کردہ

ادارہ ادبیات فاطمی ۔ بدری روڈ سورت

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	کتاب البیوع	
	احکام خرید و فروخت	۹
	فصل (۱)	
۱	طالب رزق کی ترغیب	۱
	فصل (۲)	
۲	جن چیزوں کو فروخت کرنے سے روکا گیا ہے اُن کا بیان	۸
	فصل (۳)	
۳	اس بیع غرر کا بیان جو ممنوع ہے	۱۲
	فصل (۴)	
۴	پھلوں کی فروختگی کا بیان	۱۵
	فصل (۵)	
۵	خرید و فروخت میں جس فریب اور عیاری سے منع کیا گیا ہے اس کا بیان	۱۹
	فصل (۶)	
۶	خرید و فروخت میں جو باتیں ممنوع ہیں ان کا بیان۔	۲۳
	فصل (۷)	
۷	صرف کا بیان۔	۲۸
	فصل (۸)	
۸	اناج سے اناج کی فروختگی کا بیان	۳۴

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۹)	
۹	خرید و فروخت کرنے والوں کے اختیار کا بیان۔	۳۶
	فصل (۱۰)	
۱۰	عیوب کے احکام کا بیان	۴۰
	فصل (۱۱)	
۱۱	بیع نفع اندوزی کا بیان	۴۳
	فصل (۱۲)	
۱۲	بیع سلم کا بیان	۴۵
	فصل (۱۳)	
۱۳	خرید و فروخت کی شرطوں کا بیان	۴۸
	فصل (۱۴)	
۱۴	بیوع میں قضایا کا بیان	۵۰
	فصل (۱۵)	
۱۵	قرضوں کے احکام کا بیان	۵۵
	فصل (۱۶)	
۱۶	حوالہ و کفالہ کا بیان	۵۸
	فصل (۱۷)	
۱۷	محروم کہنا اور دیوالیہ قرار دینے کا بیان	۶۰
	فصل (۱۸)	
۱۸	زراعت اور سینچائی کا بیان	۶۶

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۱۹)	
۱۹	اجرتوں کا بیان	۶۸
	فصل (۲۰)	
۲۰	کاریگروں کے احکام کا بیان	۷۵
	فصل (۲۱)	
۲۱	رہن کا بیان	۷۸
	فصل (۲۲)	
۲۲	شرکت کا بیان	۸۱
	فصل (۲۳)	
۲۳	شفعہ کا بیان	۸۴
	کتاب الایمان والنذور	
	فصل (۱)	
۲۴	عہد و پیمان اور قسم کے پورا کرنے کا جو حکم آیا ہے اس کا بیان	۸۹
	فصل (۲)	
۲۵	کون سی قسم لازم ہے اور کون سی نہیں اس کا بیان	۹۳
	فصل (۳)	
۲۶	نذور کا بیان	۹۷
	فصل (۴)	
۲۷	کفارہ کا بیان	۹۸
	کتاب الاطعمۃ	
	فصل (۱)	
۲۸	کھانا کھلانے کا بیان۔	۱۰۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۲)	
۲۹	کھانوں کی قسمیں ان کا علاج اور ان کی ضروریات کا بیان	۱۰۶
	فصل (۳)	
۳۰	کھانے کے آداب کا بیان	۱۱۵
	فصل (۴)	
۳۱	کھانے کی چیزوں میں جو چیزیں حلال حرام ہیں ان کا بیان	۱۱۹
	کتاب الاشربۃ	
	فصل (۱)	
۳۲	مشروبات میں سے جن کا پینا حلال اور غیر حلال ہے ان کا بیان۔	۱۲۴
	فصل (۲)	
۳۳	پینے والوں کے آداب کا بیان	۱۲۶
	فصل (۳)	
۳۴	جن چیزوں کا پینا حرام ہے انکا بیان	۱۲۸
	کتاب الطب	
	فصل (۱)	
۳۵	طب کا بیان	۱۳۲
	فصل (۲)	
۳۶	اعمال صالحہ سے شفا پانیکا بیان	۱۳۳
	فصل (۳)	
۳۷	تعویذ اور گنڈے منتر کا بیان	۱۳۶
	فصل (۴)	

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۳۹	علاج و دوا کا بیان	۱۴۱
	کتاب اللباس والطیب	
	فصل (۱)	
۳۹	آداب لباس کا بیان	۱۵۰
	فصل (۲)	
۴۰	حلال و حرام لباس کا بیان	۱۵۸
	فصل (۳)	
۴۱	زیورات پہننے کا بیان	۱۶۰
	فصل (۴)	
۴۲	خوشبو اور اسکے استحباب و فضل کا بیان	۱۶۲
	کتاب الصید	
	فصل (۱)	
۴۳	حلال و حرام شکار کا بیان	۱۶۴
	فصل (۲)	
۴۴	شکاری جانوروں کے شکار کا بیان	۱۶۵
	فصل (۳)	
۴۵	شکاری جس شکار کو مار ڈالتے ہیں اس کا بیان	۱۶۷
	کتاب الذبائح	
	فصل (۱)	
۴۶	ذبح کرنے والوں کے افعال کا بیان	۱۷۰
	فصل (۲)	
۴۷	کس کے ہاتھوں کا ذبیحہ کھانا اور کس کے ہاتھوں کا ذبیحہ نہ کھانا چاہئے اسکا بیان	۱۷۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۳)	
۴۸	ذبح کرنے کی معرفت کا بیان	۱۷۴
	کتاب الضحایا والعقائق	
	فصل (۱)	
۴۹	قربانی کے جانوروں کا بیان	۱۷۷
	فصل (۲)	
۵۰	عقیقہ کا بیان	۱۸۲
	کتاب النکاح	
	فصل (۱)	
۵۱	نکاح کی ترغیبات کا بیان	۱۸۵
	فصل (۲)	
۵۲	کس قسم کی عورتوں سے نکاح کرنا چاہئے اور کس قسم کی عورتوں سے نکاح نہ کرنا چاہئے اس کا بیان۔	۱۹۱
	فصل (۳)	
۵۳	عورتوں سے شادی کے لئے منگنی کا بیان۔	۱۹۸
	فصل (۴)	
۵۴	بی بیوں کے پاس حرم میں داخل ہونے اور ان کے ساتھ سلوک کرنیکا بیان	۲۰۲
	فصل (۵)	
۵۵	اولیاء کے نکاح اور اشہاد کا بیان	۲۱۷
	فصل (۶)	
۵۶	مہر کا بیان۔	۲۱۹

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۷)	
۵۷	شرائط نکاح کا بیان	۲۲۷
	فصل (۸)	
۵۸	ممنوع اور مباح نکاح کا بیان	۲۳۳
	فصل (۹)	
۵۹	مفقود کا بیان	۲۳۹
	فصل (۱۰)	
۶۰	رضاع (ماں کا دودھ پینا) کا بیان	۲۴۰
	فصل (۱۱)	
۶۱	لونڈیوں کے نکاح کا بیان	۲۴۶
	فصل (۱۲)	
۶۲	غلاموں کے نکاح کا بیان	۲۵۱
	فصل (۱۳)	
۶۳	مشرکین کے نکاح کا بیان	۲۵۳
	فصل (۱۴)	
۶۴	سوکنوں کے درمیان تقسیم کا بیان	۲۵۷
	فصل (۱۵)	
۶۵	شوہروں پر نان و نفقہ واجب ہونے کا بیان	۲۵۹
	کتاب الطلاق	
	فصل (۱)	
۶۶	ممنوع و مباح طلاق کا بیان	۲۶۳
	فصل (۲)	
۶۷	خلع اور مباراۃ کا بیان	۲۷۸

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۳)	
۶۸	ایلاء کا بیان	۲۸۱
	فصل (۴)	
۶۹	ظہار کا بیان	۲۸۵
	فصل (۵)	
۷۰	لعان کا بیان	۲۹۲
	فصل (۶)	
۷۱	عدت کا بیان	۲۹۷
	فصل (۷)	
۷۲	عدت اور اولاد والی عورتوں کے نان و نفقہ کا بیان	۳۰۲
	فصل (۸)	
۷۳	سوگ منانے کا بیان	۳۰۶
	فصل (۹)	
۷۴	متعہ کا بیان	۳۰۹
	فصل (۱۰)	
۷۵	رجعت کا بیان	۳۱۰
	فصل (۱۱)	
۷۶	تین طلاق والی عورت کے حلال کا بیان	۳۱۴
	فصل (۱۲)	۲۱۵
۷۷	ممالیک کے طلاق کا بیان	۳۱۵
	کتاب العتق	
	فصل (۱)	
۷۸	غلاموں کو آزاد کرنیکی ترغیبات کا بیان	۳۱۷

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۲)	
۷۹	قطعی طور پر آزاد کرنے اور اس میں سے کیا جائز ہے اور کیا ناجائز اس کا بیان	۳۲۰
	فصل (۳)	
۸۰	مکاتبین کا بیان	۳۲۶
	فصل (۴)	
۸۱	مدبرین کا بیان	۳۳۳
	فصل (۵)	
۸۲	اُمہات الاولاد کا بیان	۳۳۵
	فصل (۶)	
۸۳	ولاء کا بیان	۳۳۶
	کتاب العطایا	
	فصل (۱)	
۸۴	لوگوں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کا بیان۔	۳۳۹
	فصل (۲)	
۸۵	ہبہ اور عطیہ میں سے جو کچھ جائز ہے اس کا بیان۔	۳۴۱
	فصل (۳)	
۸۶	تباذل اور توصل کا بیان	۳۴۴
	فصل (۴)	
۸۷	صدقہ کے فضل کا بیان	۳۴۸
	فصل (۵)	

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۸۸	صدقہ وخیرات میں سے کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے اس کا بیان	۳۶۰
	کتاب الوصایا	
	فصل (۱)	
۸۹	وصیت کے پسندیدہ حکم کا بیان	۳۶۸
	فصل (۲)	
۹۰	جائز و ناجائز وصایا کا بیان	۳۸۱
	فصل (۳)	
۹۱	جائز و ناجائز وصایا کا بیان	۳۸۳
	کتاب الفرائض	
	فصل (۱)	
۹۲	اولاد کی میراث کا بیان	۳۹۳
	فصل (۲)	
۹۳	بیٹے اور بھائیوں کے ساتھ والدین کی میراث کا بیان	۳۹۸
	فصل (۳)	
۹۴	تنہا زوجین اور ان کے ساتھ دوسرے کی میراث کا بیان	۴۰۱
	فصل (۴)	
۹۵	بھائیوں اور جد و جدۃ کی میراث کا بیان	۴۰۳
	فصل (۵)	
۹۶	ذوی الارحام، عصبات و قرابات کی میراث کا بیان۔	۴۰۸

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۶)	
۹۷	سہام کے مبلغ اور اس میں ہونے والے ظلم و جور سے حفاظت کا بیان	۴۱۰
	فصل (۷)	
۹۸	جس کیلئے میراث جائز ہے اور جس کے لئے کوئی میراث نہیں ہے اسکا بیان	۴۱۳
	فصل (۸)	
۹۹	میراث کے جن حصول کو مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے ان کی شرح و تفسیر	۴۲۳
	فصل (۹)	
۱۰۰	فرائض کے حساب (مقرر حصوں) کا مختصر بیان۔	۴۲۸
	کتاب الدیات	
	فصل (۱)	
۱۰۱	ناحق خون بہانے کی تحریم اور تغلیظ کا بیان۔	۴۳۳
	فصل (۲)	
۱۰۲	قصاص کا بیان	۴۳۷
	فصل (۳)	
۱۰۳	خون بہا کا بیان	۴۴۷
	فصل (۴)	
۱۰۴	دیت ادا کرنے والوں پر خون بہا واجب ہونے کا بیان	۴۴۹
	فصل (۵)	
۱۰۵	ایسے گناہوں کا بیان جن کے کرنے سے خون بہا واجب ہوتا ہے قصاص واجب نہیں ہوتا۔	۴۵۲
	فصل (۶)	
۱۰۶	ان صورتوں کا بیان جن صورتوں میں نہ خون بہا واجب ہے نہ تاوان۔	۴۶۲
	فصل (۷)	
۱۰۷	قسامت (قسم) کا بیان۔	۴۶۴
	فصل (۸)	
۱۰۸	اعضاء اور جوارح پر گناہ کا بیان۔	۴۶۶
	فصل (۹)	
۱۰۹	سر کے زخموں کا بیان	۴۷۴
	کتاب الحدود	
	فصل (۱)	
۱۱۰	حدود کو قائم کرنے اور اس کو ضائع کرنے کی ممانعت کا بیان	۴۷۷
	فصل (۲)	
۱۱۱	زانی اور زانیہ کی سزا کا بیان	۴۸۲
	فصل (۳)	
۱۱۲	تہمت کی حد کا بیان	۴۹۳
	فصل (۴)	
۱۱۳	شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء	

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	کے استعمال پر حد کا بیان	۴۹۶
	فصل (۵)	
۱۱۴	حدود کے فیصلوں کا بیان	۵۰۰
	کتاب السّراق والمحاربین	
	فصل (۱)	
۱۱۵	چوروں کے متعلق احکام کا بیان	۵۰۴
	فصل (۲)	
۱۱۶	کس کا ہاتھ قطع کرنا اور کس کا نہ قطع کرنا واجب ہے۔ اسکا بیان	۵۰۷
	فصل (۳)	
۱۱۷	محاربین کے احکام کا بیان	۵۱۲
	کتاب الردۃ والبدعۃ	
	فصل (۱)	
۱۱۸	مرتد کے احکام کا بیان	۵۱۵
	فصل (۲)	
۱۱۹	اہل بدعت اور زندیق کے احکام کا بیان۔	۵۱۸
	کتاب الغصب والتعدی	
	فصل (۱)	
۱۲۰	غصب کرنے کا بیان	۵۲۱
	فصل (۲)	
۱۲۱	قسمت کا بیان	۵۲۲
	کتاب العاریۃ والودیعۃ	

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	فصل (۱)	
۱۲۲	عاریت (اُدھار) کا بیان	۵۲۶
	فصل (۲)	
۱۲۳	ودیعت کا بیان	۵۲۹
	کتاب اللقطۃ واللقیطۃ والآبق	
	فصل (۱)	
۱۲۴	لقطہ کا بیان	۵۳۳
	فصل (۲)	
۱۲۵	ولد الزنا اور نافرمان بھگوڑے غلام کا بیان۔	۵۳۸
	کتاب القسمۃ والبنیان	
	فصل (۱)	
۱۲۶	تقسیم کرنے کا بیان	۵۳۹
	فصل (۲)	
۱۲۷	عمارت کا بیان	۵۴۵
	کتاب الشہادات	
	فصل (۱)	
۱۲۸	گواہی قائم کرنے اور جھوٹی گواہی دینے کی ممانعت کا بیان	۵۴۸
	فصل (۲)	
۱۲۹	کسکی شہادت جائز اور کسکی ناجائز ہے اسکا بیان	۵۵۰
۱۳۰	**کتاب الدعوی والبیّنات**	۵۶۰
۱۳۱	**کتاب آداب القضاۃ**	۵۷۱

پیش لفظ

خداوند ذوالجلال کی بارگاہ کبریائی میں عبودیت اور شکر کے بے شمار سجدات کہ جس کے فضل و کرم سے آج فقہ مذہب فاطمی کی جامع اور مستند کتاب دعائم الاسلام جلد ثانی کا مکمل اردو ترجمہ ادارہ ادبیات فاطمی کی جانب سے دوسری عظیم الشان پیش کش کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ مخلص احباب و قارئین نے جلد ثانی کے لئے شدت انتظار کی جو زحمت اٹھائی ہے۔ مترجم حقیر کو اس کا شدید احساس ہے اور دل سے معذرت خواہ بھی ہے۔

دعائم الاسلام جلد اول جو عبادات سے متعلق تھی اسے تو آپ نے پڑھ ہی لیا ہے اب آپ کی خدمت میں جلد ثانی پیش کی جا رہی ہے جس کے عربی متن کو پروفیسر آصف فیضی زید مجدہ نے مصر کے دارالمعارف سے اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کیا تھا۔ ہم نے جلد اول میں کتاب اور مؤلف قدس اللہ روحہ کے بارے میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ یہاں پر مکرر تذکرہ بے معنی ہوگا البتہ جلد ثانی کے مضامین پر روشنی ڈالنا نہایت ضروری ہے۔

فقہ مذہب فاطمی کی جامع اور مستند کتاب دعائم الاسلام کے اس دوسرے حصے میں خرید و فروخت، اشیاء خورد و نوش، ایمان و نذور، طب، لباس و خوشبو، شکار، ذبیحہ، قربانی عقیقہ، نکاح و طلاق، غلام آزاد کرنا، بخشش، وصایا، میراث، خوں بہا، حدود قائم کرنا، چوروں اور محاربین کے احکام، ارتداد و بدعت، غصب و تعدی، عاریت، وامانت، گری پڑی چیزوں کے احکام، تعزیرات، شہادت، دعویٰ، دلیل و حجت، قاضیوں کے آداب جیسے اہم مسائل پر فقیہ اہل بیت سیدنا القاضی النعمان قدس اللہ

روحہ نے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ طاہرین علیہم السلام کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی ہے آپ نے ان مسائل کے کسی معمولی سے بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے قارئین پڑھنے کے بعد ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

خوشخبری۔ گجراتی داں طبقہ کو اس بات کی ہم سے بجا شکایت تھی کہ اس عظیم کتاب کو گجراتی زبان میں بھی کیوں شائع نہیں کیا گیا؟ تو انھیں آج یہ مژدۂ جانفزا سناتے ہوئے ہمیں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ان دونوں جلدوں کا مکمل گجراتی ترجمہ عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔ دعائم الاسلام جلد اوّل کا مکمل گجراتی ترجمہ تو اس وقت ادارہ ادبیات فاطمی کے پاس محفوظ ہے جو جلد ہی پریس کے حوالے کر دیا جائے گا اور جلد ثانی کے گجراتی ترجمہ کا کام بھی جاری ہے۔

اس کے علاوہ ادارہ کے سامنے تاریخ و سیر کی مستند کتابوں کا اردو گجراتی ترجمہ شائع کرنے کا اہم کام بھی ہے اس سلسلے میں سب سے پہلے فاطمی دعوت کے بلند پایہ مورخ و داعی مطلق سیدنا ادریس عماد الدین قدس اللہ روحہ کی مستند تاریخ عیون الاخبار کا مکمل ترجمہ جو سات جلدوں پر مشتمل ہے شائع کیا جائے گا۔ اس وقت سیرت امام حسین علیہ السلام جو عیون الاخبار جلد ثالث سے ماخوذ ہے زیر طبع ہے۔

اعتراف۔ بندہ ناچیز کو اپنی لغزشوں کا اعتراف ہے مخلص علماء و فضلاء سے گذارش ہے کہ اس ترجمہ میں جہاں کہیں لفظی یا معنوی خطا دیکھیں مجھے فوراً مطلع کر دیں تاکہ آئندہ طبع ثانی کے موقع پر اصلاح اغلاط کے کام میں آسانی ہو۔ خداوند عالم انھیں اس کا اجر وافر عطا فرمائے گا۔

شکریہ۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا وہ اللہ جل شانہٗ کا شکر گذار نہ ہوا۔ اس حدیث کو مدنظر رکھ کر یہ بندہ بے مایہ ان تمام احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاونوا علی البر والتقوٰی کے معنی سے تعاون فرمایا ہے۔

خصوصاً اپنے کرم فرما دوست اور مخلص بھائی سید اظہر حسین صاحب رکن یونین پرنٹنگ پریس اردو بازار دہلی المعروف راہی پرنٹنگ ایجنسی دہلی کا شکر گذار ہوں جنکی زیر نگرانی انتھک

کوششوں اور ہر قسم کی سہولتوں سے پہلے جلد اول اور پھر جلد ثانی کی طباعت کا اہم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے وہ اس بے لاگ خدمت کا صلہ بارگاہ الٰہی اور محمدؐ صلعم و آل محمد صلعم کے دربار سے پائیں گے۔

تاویل الدعائم۔ تصنیف سیدنا القاضی النعمان بن محمد تحقیق الاستاذ محمد حسن الاعظمی۔ فن تاویل باطنی کی یہ جامع اور مستند کتاب جو قانون اسلامی و فقہ مذہب فاطمی دعائم الاسلام حصہ اوّل کی تفسیر ہے جسے حال ہی میں الاستاذ محمد حسن الاعظمی الازہری فاضل جامعہ سیفیہ سورت و فاضل جامعہ ازہر مصر نے ایک محققانہ مقدمہ لکھ کر دار المعارف مصر سے شائع فرمایا ہے۔ اس کا پہلی بار اردو گجراتی ترجمہ بھی انشاء اللہ عنقریب ادارہ ادبیات فاطمی کی جانب سے شائع کر دیا جائے گا۔

قارئین انتظار فرمائیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والسلام

یونس شکیب مبارکپوری

۲۵ر نومبر ۱۹۶۷ء

ادارہ ادبیات فاطمی۔

بدری روڈ۔ سورت۔ ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب البیوع

احکام خرید و فروخت

فصل (۱)

طلبِ رزق کی ترغیب !!

اور

اس کے متعلق اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات کا بیان

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے کہ :-

یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیرٌ لکم ان کنتم تعلمون فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون (۱)

ترجمہ اے ایمان دارو جب جمعہ کے دن نمازِ (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو اگر تم سمجھتے ہو تو یہی

(لوط) رسول اکرم صلعم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا میرا نفس دنیا کی

(باقی اگلے صفحہ پر)

تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں جہاں چاہو) جاؤ اور خدا کے فضل (یعنی روزی) کی تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ تم دلی مرادیں پاؤ۔ ۲۸ ۶۲/۹

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیت رسول اس طرح دعا کرتے ہیں کہ :۔

اللھم لا تکلفنی طلب ما لم تقسم لی فیطول فی ذالك شغل من طاعتك ولا اقدر علی شئ منذ اللھم وما قسمت لی من ذلك فاعنی به فی عفاف وبیسر۔ اصلحنی بما اصلحت به الصالحین فان صلاح الصالحین بك۔

ترجمہ بارے الٰہا! جو چیز میری قسمت میں نہیں ہے اس کی تلاش کی تکلیف مجھے نہ دے، پس اس کی تلاش میں تیری طاعت سے غفلت طول پکڑ جائے گی اور اس غیر مقسوم شئی میں سے مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ پروردگارا! تو نے میرے لئے جو کچھ بھی مقسوم کر دیا ہے تو اس کے ذریعہ تو مجھے پاکدامنی اور عفت میں مدد فرما اور تو میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے اور میری اصلاح اس ذریعہ سے کر جس سے تو نے صالحین کی اصلاح فرمائی ہے کیونکہ صالحین کی اصلاح تجھی سے ہوئی ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام

(باقی صفحہ ۱) کسی بھی چیز پر قناعت نہیں کرتا اور نہ اس کو دنیا سے سیری حاصل ہوتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس شخص سے فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھا کرو اللھم ارضنی بقضائك وبارك لی فی عطائك واقنعنی بما قدرت لی حتی لا احب تعجیل ما اخرته ولا تاخیر ما عجلته

ترجمہ :۔ پروردگارا تو مجھے اپنی مرضی پر رضامند کر دے اور اپنی نوازش میں میرے لئے برکت عطا کر اور تو نے میرے لئے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس پر قانع کر دے یہاں تک کہ میں اس چیز کے حصول میں تعجیل نہ پسند کروں جس میں تیری طرف سے تاخیر ہو اور نہ اس چیز کے بارے میں تاخیر پسند کروں جس میں تیری جانب سے تعجیل ہو۔

نے فرمایا کہ یہ دُعا حضرت داؤد علیہ السّلام کی ہے۔ اور آپ نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان روزی کو تقسیم فرما دیا ہے اور اس میں سے بیشتر حصّہ فضل و عنایت کیا ہے۔ لہٰذا تم اللہ سے روزی مانگو۔ (حاشیہ مختصر الآثار)

امام جعفر الصادق علیہ السّلام اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السّلام اور آپ کے آباء کرام اور امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص محتاج اور تنگدست ہو جائے تو وہ اپنے گھر سے نکل جائے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو روزی مقسوم ہے اس کی تلاش میں زمین کا سفر کرے وہ اپنی جان کو اور اپنے اہل و عیال کو مبتلائے غم نہ کرے۔

امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اُس شخص سے بغض رکھتا ہوں جو اپنے دُنیاوی معاملے میں سستی کرتا ہے کیونکہ جب وہ اپنے دنیاوی معاملے میں سست رفتار ہوگا تو وہ آخرت کے معاملے میں سُست ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ میرے لئے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا فرمائیں کہ وہ مجھے راحت و آرام کے ساتھ روزی عطا کرے آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہارے حق میں ایسی دعا نہ کروں گا تم خود روزی تلاش کرو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر مسلم کو لائق ہے کہ وہ اپنی روزی اس طرح تلاش کرے کہ سورج کی طپش اس کو لگے (یعنی محنت و مشقت سے روزی کمائے)

حصولِ رزق کے لئے اہل بیت علیہم السلام سے بکثرت دعائیں منقول ہیں ان تمام کا ذکر طولانی ہے ان میں سے کوئی ایک دعا مخصوص نہیں ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ قسم بخدا مجھے جس عمل کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ تم کو جنّت سے قریب کر دے گا میں نے تم کو اس عمل سے واقف کر دیا ہے اسی طرح جس عمل کے متعلق مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ تم کو جہنّم سے قریب کر دے گا میں نے تم کو اس سے ڈرا دیا ہے اور روح الامین جبرئیل علیہ السّلام نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ کوئی جان اس وقت تک اپنے جسم سے نہیں نکلتی جب تک اپنا رزق پورے طور پر پا نہ لے

پس تم اللہ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں عمدہ طریقہ اختیار کرو اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے ہر بندے کے لئے ایک رزق مقرر ہے اس کے اور رزق کے درمیان ایک پردہ حائل ہے پس اگر بندہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کو حلال روزی پہنچاتا ہے اور اگر صبر و ضبط سے کام نہیں لیتا ہے تو حجاب کو چاک کر دیتا ہے پس وہ حرام رزق کھاتا ہے لہذا تم میں سے کسی کو روزی پہنچنے میں تاخیر ہو تو اس کو یہ جرأت نہ کرنی چاہئے کہ وہ روزی کو ناجائز طریقے سے حاصل کرے، خدا کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اسی کی اطاعت سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ گناہ رزق سے محرومی کا سبب ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں آپ ایک طاقت ور نوجوان کے پاس سے گذرے جو موٹے تازے اونٹوں کو ہانک رہا تھا اس وقت آپ کے اصحاب نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم اگر اس نوجوان کی قوت و طاقت اور اس کے یہ فربہ اونٹ خدا کی راہ میں کام آتے تو بہت ہی بہتر ہوتا چنانچہ آپؐ نے اس نوجوان کو بلا کر فرمایا کہ ذرا دیکھو اپنے ان اونٹوں کو ان سے تم کیا کام لیتے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! میری بیوی اور بچے ہیں سو میں اپنے ان اونٹوں کے ذریعے روزی کما کر اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں اور میں ان کو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے باز رکھتا ہوں اور مجھ پر کچھ قرضہ ہے جس کو ادا کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ اور اس کے علاوہ، کچھ اس شخص نے جواب دیا کہ نہیں! جب وہ نوجوان واپس چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ نوجوان اپنی بات کا سچا ہے تو اس کو غازی کا ثواب ملے گا اور حج و عمرہ کرنے والے کا ثواب ملے گا۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ بروز قیامت جس دن عرش الٰہی کے سایہ کے سوا کسی اور چیز کا سایہ نہ ہوگا پس یہ عرش الٰہی کے نیچے وہ مرد ہوگا جو اللہ کی روزی کی تلاش میں اپنے گھر سے دنیا کے سفر پر نکلا تاکہ وہ اس سے اپنے نفس کی کفالت کرے اور روزی کما کر اپنے اہل و عیال کی جانب لوٹ کر آئے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں جہاد کے لئے

تم میں سے کسی کا صبح چل کھڑا ہونا اپنی اولاد کے فلاح حال کے لئے معاش کی تلاش میں صبح تڑکے اُٹھ کر جانے سے زیادہ بڑھ کر نہیں ہے۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ حلال روزی کی تلاش میں جانے والا راہِ خدا میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اے رسول خدا صلعم میں جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں اس میں مجھے گھاٹا ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا کسی ایک چیز پر نظر رکھو جس سے تمھیں ایک مرتبہ فائدہ ہو چکا ہے تو اس کو پکڑ رکھو اس شخص نے کہا کہ وہ چیز جس سے مجھے فائدہ ہوا ہے کھال سدھانے کا پودا ہے آپؐ نے فرمایا کہ تب تم اسی چیز کو پکڑ رکھو۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب میں ایک شخص سے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم اکثر اپنے اہل وعیال سے غائب رہتے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں میری جان آپ پر فدا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ کہاں غائب ہو جاتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ اھواز و فارس چلا جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کس کام میں مشغول رہتے ہو اس نے کہا کہ تجارت اور دنیا کی طلب میں، آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو تم اس بات کا خیال رکھنا کہ تم جس چیز کی طلب میں ہو اگر وہ نہ ملے تو تم اس دین کو یاد کرنا جس سے خداوند عالم نے تم کو مخصوص فرمایا ہے اور پروردگار نے ہماری جس ولایت محبت سے تم پر احسان کیا ہے اس کو بھی یاد کرنا اور جس بلا و آزمائش سے تم کو محفوظ رکھا ہے اس کو بھی یاد کرنا کیونکہ دین کے مقابلے میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ امر دنیا میں سے جو چیز تم سے فوت ہو چکی ہے اس کی طرف تمہارا دل متوجہ نہ ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ میں تجارت کرنا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم احکام شریعت سے واقف ہو اس شخص نے جواب دیا کہ تھوڑا بہت جانتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ وائے ہو تم پر پہلے دین کو سمجھو پھر تجارت کرو کیونکہ جو شخص حرام و حلال کی بابت پوچھے بغیر خرید و فروخت کرے گا وہ بار بار سود میں ملوث ہو گا۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپؐ کپڑے کی تجارت کو پسند کرتے تھے اور گیہوں،

(غلّہ) کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ غلّہ کی بندش اور ذخیرہ اندوزی کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو مضرت اور مشقت اُٹھانی پڑتی ہے لیکن ایسا نہ کیا جائے تو غلّے کی تجارت حرام نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے کسی صحابی سے ان کے کام کاج کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا میری جان آپ پر قربان میں نے تجارت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے، آپؑ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ اس میں بڑا انتظار کرنا پڑتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے نہایت تعجب خیز بات ہے تمھارا مال ضائع ہو جائے گا دیکھو تجارت سے اپنا ہاتھ نہ روکو فضل خداوندی کے طلبگار رہو اپنا دروازہ کھول دو اور بساطِ تجارت کو پھیلا دو پھر اپنے پروردگار سے رزق طلب کرو۔

رسولِ خدا صلعم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ تاجروں کے پاس سے آپ کا گذر ہوا اس زمانے میں بیوپاریوں کو سماسرہ (دلال) کہا جاتا تھا۔ آپ نے ان سے خطاب کر کے فرمایا کہ سنو! میں تم لوگوں کو سماسرہ تو نہیں کہتا ہوں لیکن تجار کے نام سے موسوم کرتا ہوں تاجر فاجر ہوتا ہے اور فاجر کا ٹھکانہ جہنّم ہے پس انھوں نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا اور تجارت سے رُک گئے جب آپ دوسرے دن وہاں تشریف لے گئے تو بازار تجارت بند پا کر آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے رسول خدا صلعم آپ نے کل جو کچھ فرمایا تھا اس کو سن کر تاجروں نے تجارت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ آج بھی وہی کہتا ہوں سوائے اس تاجر کے جو حق کے ساتھ لین دین کرے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے تاجر اور کسان نہیں اس اُمت کے شریر لوگ تاجر اور کسان ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اپنے دین کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی اپنا ایک اونٹ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم میں اپنے اس اونٹ کو فروخت کرنا چاہتا ہوں لہذا آپ اسے میرے لئے فروخت کر دیں آنحضرت صلعم نے اس شخص سے فرمایا کہ میں بازاروں میں فروخت کا کام کرنے والا آدمی نہیں ہوں اس نے کہا کہ تو آپ مجھے کوئی مشورہ دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ تم اس

کو اتنے میں فروخت کرو اور اس کو اتنے میں فروخت کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اپنے بعض اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بازاروں میں بہت زیادہ گھومنے پھرنے والے نہ بنو اور نہ تم بذات خود معمولی معمولی چیزیں خریدنے جاؤ کیونکہ نہ تو تمہارے لئے اور نہ دین دار باعزت مرد مسلم کے لئے لائق ہے کہ وہ بذات خود بازار جا کر معمولی اشیاء خریدے البتہ بکری، اونٹ، غلام ان تین اشیاء کو بذات خود خریدے ایک مرتبہ آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک مرد کو دیکھا جو اپنے ہاتھ میں سبزی لئے جا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ فاضل شخص کو لائق نہیں ہے کہ معمولی چیز کو اٹھائے پھرے اس لئے تاکہ اسے معمولی سمجھ کر کوئی جرأت اور دلیری نہ کرے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم اس بندے کو پسند کرتا ہے جو لین دین اور خرید و فروخت میں سہولت سے کام لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم قیامت کے دن ان تین قسم کے لوگوں کی طرف نہ تو نظر اٹھا کر دیکھے گا اور نہ ان کو پاکیزہ بنائے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک تو وہ شخص ہے جس نے امام سے بیعت کی ہے لیکن اس کا حال یہ ہے کہ جب امام اس کو متاع دنیا میں سے کچھ دیتا ہے تو وفاداری کرتا ہے اور جب نہیں دیتا ہے تو بے وفائی اور بدعہدی کرتا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جس کے پاس سر راہ پانی (کنواں) تو ہے لیکن وہاں سے گذرنے والے مسافروں کو پینے سے روکتا ہے اور تیسرا شخص وہ ہے جس نے عصر کے بعد حلفیہ یہ کہا کہ اس نے فلاں فلاں سامان بخشش کر دیا ہے پس اس کے قول کے مطابق کسی دوسرے شخص نے سچ مان کر لیا حالانکہ وہ جھوٹا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا بازار ان کی مسجد کی طرح ہے وہ اس طرح کہ جو شخص جس جگہ بیٹھ کر تجارت کرتا ہے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے الا آنکہ وہ اس جگہ سے اٹھ کر چلا جائے یا پھر سورج ڈوب جائے آپ نے اپنے اس ارشاد میں جگہ سے وہ جگہ مراد لیا ہے جو کسی کی ملکیہ نہ ہو۔

فصل (۲)

جن چیزوں کو فروخت کرنے سے روکا گیا ہے ان کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :-

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، لیکن ہاں تم لوگوں کی باہمی رضامندی سے تجارت ہو (اور اس میں ایک دوسرے کا مال ہو تو مضائقہ نہیں) ۵ ۴/۲۸

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ :-

و احل اللہ البیع وحرم الربوا (ترجمہ) حالانکہ بکری کو تو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا۔ ۳ ۲/۲۲۵ اس آیت کریمہ میں پروردگار عالم نے بکری (بیع) سے جائز بکری مراد لیا ہے اس چیز کی بکری نہیں جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا ہے اور جس کو رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے حرام قرار دیدیا ہے انشاء اللہ اس کا بیان اسکے مقام پر کیا جائیگا۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے احرار (آزاد) مردار، خون، خنزیر، (سور) بت، حاملہ کرنے والے سانڈ شراب کی قیمت غلاظت کی خرید فروخت ممنوع قرار دی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ مردار ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں جو حلال ہیں اور جن پر لوگوں کی زندگی اور بھلائی کا مدار ہے اور جن سے فائدہ اٹھانا مباح ہے ان سب چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور جو چیزیں اصلاً حرام اور ممنوع ہیں ان کی خرید و فروخت مطلقاً جائز اور درست نہیں ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی معنوی اعتبار سے نہایت جامع ارشاد ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی لعنت شراب اور اس کے بنانے والے پر اور جس جگہ جس برتن سے کشید کی جائے اس پر اور شراب بیچنے اور خریدنے والے پر اور اس کے پینے اور پلانے والے پر اور آمدنی کھانے والے پر اور شراب کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس اٹھا کر لیجائی جائے اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جس وجہ سے شراب کا پینا حرام ہے اسی وجہ سے اس کی خرید و فروخت اور کمائی کھانا بھی حرام ہے (۱)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے کچھ درہم کسی دوسرے شخص پر نکلتے تھے پس اس نے شراب یا سور بیچ کر اس کی قیمت کو قرض اتارنے کے لئے قرض خواہ کو دے دیا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس نے قرض کا تقاضا کیا ہے اس کے لئے تو جائز ہے لیکن فروخت کرنے والے کے لئے حرام ہے۔

---

(۱) مختصر الآثار میں وارد ہے کہ جن اشیاء کی خرید و فروخت ممنوع ہے ان کی قیمت اس شخص سے لینے میں حرج نہیں ہے جو ان اشیاء کی تجارت بذات خود کر رہا ہے اشیاء ممنوعہ کی تجارت اس پر حرام ہے جو خود خرید و فروخت کرتا ہے لیکن ان کی قیمت اپنے حق کے طور پر اس شخص سے لینے میں حرج نہیں ہے جس کے ہاتھ میں وہ قیمت پہنچ چکی ہے مشرکوں کے ہاتھ مبایعت کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے ان کے ہاتھوں اپنا مال فروخت کر کے اس قیمت کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جو انھوں نے ایسی چیز کو فروخت کر کے حاصل کیا ہے جس کی فروختگی ناجائز تھی کیونکہ ان کا اکثر سرمایہ سود اور ناجائز کمائی کا ہے ایسا تمام سرمایہ جزیہ میں لیا جاتا ہے اور مشرکین مسلمانوں کے ہاتھوں جو سامان خریدتے ہیں ان کی قیمت کے طور پر لیا جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے تازہ انگور اور خشک انگور اور خرما ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کی بابت پوچھا گیا جو ان چیزوں سے شراب کشید کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب ان چیزوں کو حلال صورت میں فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر خریدنے والا ان چیزوں کو حرام و ناجائز شکل دیدے تو بیچنے والے پر کچھ بھی عائد نہ ہوگا۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے کاٹ کھانے والے کتے کی قیمت کھانے سے منع فرمایا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ شکاری کتے کی قیمت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مصاحف (قرآن) کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اجرت لے کر لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور خریدنے کا لفظ کتاب اللہ پر واقع نہیں ہوتا بلکہ جلد اور دونوں دفتیوں پر واقع ہوتا ہے لہذا فروخت کرنے والا خریدنے والے سے کہے کہ میں تم کو یہ چیز اتنے میں فروخت کرتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک بلی اٹھائے لئے جا رہا تھا اس سے آپ نے پوچھا کہ اس کو کیا کرو گے اس نے کہا کہ میں اس کو بیچ ڈالوں گا آپ نے اس کو فروخت کرنے سے روکا اس شخص نے عرض کیا اے امیر المومنین اس بلی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تو تم اس کی قیمت کو خیرات کر دینا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ سے کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے کوئی چیز خریدنے کی بابت پوچھا گیا جس کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ خائن چور اور ظالم ہے آپ نے فرمایا کہ جب تک کہ اس بات کا صحیح علم نہ ہو جائے کہ جو مال خریدا جا رہا ہے وہ خیانت اور ظلم یا چوری کا مال ہے اس وقت تک اس کا مال خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر معلوم ہو جائے تو اس مال کا خریدنا اور فروخت کرنا دونوں جائز نہیں ہے اور جس شخص نے ذرا سی بھی حرام چیز خریدی یا حرام و ناجائز کمائی کی تو خدا اس کو معاف نہ کرے گا کیونکہ اس نے ایسی چیز خریدی جو اس کے لئے حلال نہ تھی۔

رسول اکرم صلعم نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنا حصہ فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔
آنحضرت صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے پانی اور گھانس اور آگ فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں آپ نے اس چیز کی بیع ممنوع قرار دی ہے جو عام مسلمانوں کے لئے مباح ہے جیسے جنگل کی گھانس اور آگ کا وہ شعلہ جس سے چراغ جلایا جاسکے اور اس میں سے آگ لی جاسکے پھر بھی اس میں ذرا بھی کمی نہ ہوتی ہو تو اس کی فروختگی جائز نہیں ہے اور چشموں سے بہتا ہوا پانی اور سیلاب کا پانی اور ان کنوؤں کا پانی جو کسی کی ملکیت نہ ہوں اور عام لوگوں کے لئے مباح ہوں تو ایسے پانی کی فروختگی ممنوع ہے۔ لیکن ان میں سے جو بھی کسی کی ملکیت ہو تو اس کے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور آگ کا ایک انگارہ بھی مالک کی اجازت کے بغیر نہ لینا چاہیے کیونکہ یہ بھی مال میں داخل ہے۔

فصل (۳)

اس بیع غرر کا بیان جو ممنوع ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار اور آباء کرام علیہم السّلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے بیع غرر سے منع فرمایا ہے۔ بیع غرر ہر اس بیع کو کہتے ہیں جس میں خرید و فروخت کرنے والوں میں سے دونوں کے نزدیک یا کسی ایک کے نزدیک خرید و فروخت کی جانے والی چیز نامعلوم ہو۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے بیع حبلہ الحبلہ سے منع فرمایا ہے اس کے معنی میں لوگوں کا اختلاف ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں ایک شخص کسی دوسرے کے ہاتھ جانوروں کو یہ کہہ کر فروخت کر دیتا کہ وہ بعد میں قیمت لے گا اور ان دونوں کے درمیان اونٹنی کے جننے تک کی مدت مقرر ہو پھر اس کا بچہ حاملہ ہو جائے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیع حبل الحبلہ یہ ہے کہ بچہ جننے سے پہلے ہی فروخت کر دیا جائے بہرحال اس قسم کی دونوں بیع فاسد اور ناجائز ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے مضامین اور "ملاقیح" کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے مضامین سے وہ بچے مراد ہیں جو ابھی حاملہ جانوروں کی پشت میں ہیں زمانہ جاہلیت میں عرب جن جانوروں کو حاملہ کرواتے تھے ان کو ایک سال اور کئی سال کے لئے اور ایک مرتبہ دو مرتبہ کے لئے باہم خرید و فروخت کر لیتے تھے اور "ملاقیح" ان بچوں کو کہتے ہیں جو ابھی حاملہ

جانوروں کے پیٹ میں ہیں وہ بچوں کے جننے سے پہلے ہی ان کی خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے۔
رسول اکرم صلعم نے ملامسہ منابذہ اور کنکر ڈالکر خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔
ملامسہ کے معنی میں اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کپڑے کو لپیٹ کر فروخت کرنا مراد ہے
وہ اس طرح سے کہ کپڑے کو ہاتھ سے چھوا تو جائے لیکن اس کو پھیلایا نہ جائے اور نہ اس کا اندرونی
حصہ دیکھا جائے۔

اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فروخت کرنے والا کہے کہ میں تجھے کپڑا اس شرط پر بیچتا ہوں کہ
تمہارا کپڑے کو دیکھنا یہ ہوگا کہ تم اس کو ہاتھ سے چھو لو لیکن اس وقت تم کو خریدنے کا اختیار نہ
ہوگا جبکہ تم اس کو نظر اٹھا کر دیکھ لو گے اور دوسرے یہ کہتے ہیں کہ فروخت کرنے والا خریدنے
والے سے یہ کہے کہ جب تم میرے کپڑے کو ہاتھ لگا دو گے تو میرے اور تمہارے درمیان خرید
فروخت واجب ہو جائے گی اور کتنے یہ کہتے ہیں کہ پردے کے پیچھے سے مال و اسباب کو ہاتھ سے
چھونا مراد ہے۔ غرض ملامست کے یہ تمام معانی ایک دوسرے سے قریب ہیں ہاتھ لگا کر چھو
لینے کی شرط پر اگر بیع واقع ہو تو وہ فاسد اور ناجائز ہے۔ اسی طرح "منابذہ" کے مفہوم میں بھی
لوگوں کا اختلاف ہے کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ "منابذہ" اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی ایک شخص
کی طرف کپڑا ڈال دے اور اس کی طرف دوسرا شخص ایک کپڑا ڈال کر یہ کہے اسے اتنے میں خرید لو
لیکن الٹ پلٹ کر دیکھے بغیر

اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی کے ہاتھ میں نہ کیا ہوا کپڑا دیکھے اور وہ کہے کہ
میں تم سے یہ کپڑا اس شرط پر خریدتا ہوں کہ جب تم اس کپڑے کو میری طرف پھینکدو گے تو ہمارے درمیان
فروختگی تمام ہو جائے گی اور پھر اسے کسی کو توڑنے کا اختیار نہ ہوگا اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ
کپڑے اور کنکریوں کا ڈالنا دونوں ہم معنی ہیں زمانۂ جاہلیت میں خرید و فروخت کا یہ ایک طریقہ تھا کہ
عرب کنکریاں ڈالتے تھے اور خریدنے اور فروخت کرنے والے دونوں میں سے ایک لفظ نکالے بغیر
اس کو مارتے تھے اور پھر خرید و فروخت کا معاملہ طے ہو جاتا تھا غرض خرید و فروخت کے یہ تمام
طریقے فاسد اور ناجائز ہیں۔

آنحضرت صلعم نے بیع الولا یعنی وہ چیز جو آزاد کردہ غلام سے حاصل کی گئی ہو اس کی فروختگی اور اس کو

ہبہ یعنی بخشش کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ولاء نسب کا ایک حصہ اور شاخ ہے جسے نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے نافرمان غلام کو اور بدک کر بھاگے ہوئے اونٹ کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اور امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بھاگے ہوئے نافرمان غلام اور گم شدہ جانوروں دونوں پر قابو پانے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاس کوئی شئے حاضر و موجود ہو تو اس کی فروختگی جائز ہے کیونکہ بیع کا انعقاد حاضر و موجود چیز پر ہی ہوتا ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دینار و دیگر دست بدست معدنیات کی خاک خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور تاخیر سے ادا کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؐ سے پانی کے اندر جھاڑیوں میں چھپی ہوئی مچھلی کی فروختگی کی بابت اور اس دودھ کی فروختگی کی بابت پوچھا گیا جو ابھی جانوروں کے تھنوں میں موجود ہے اور اس اون کی فروختگی کی بابت پوچھا گیا جو ابھی بھیڑوں کی پیٹ پر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان تمام کی فروختگی ناجائز ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں فروخت کی جانے والی شئے کی مقدار نامعلوم ہے ان میں سے ہر چیز کم اور زیادہ ہو سکتی ہے اور یہ بیع غرر ہے یعنی اس طرح کے لین دین میں دھوکا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کسی جھاڑی یا باڑے میں مچھلیاں اس صورت میں موجود ہوں کہ بغیر شکار کئے ان کو حاصل کیا جا سکتا ہے یا تھن میں دودھ ہونے کے ساتھ ساتھ نچوڑا ہوا دودھ یا اس کے علاوہ موجود ہو تو خرید و فروخت جائز ہے لیکن جب مچھلیوں کو شکار کئے بغیر حاصل نہ کیا جا سکے تو اس صورت میں بیع ناجائز اور باطل ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے نا پسند فرمایا ہے کہ کوئی شخص قبالہ (ایسا کاغذ جس میں کسی اور شخص کا قرض لکھا ہوا ہو) کسی اور کے ہاتھ یہ کہہ کر فروخت کرے کہ میں اس کو تمہیں اتنے اتنے درہم میں فروخت کرتا ہوں۔

فصل (۴)

پھلوں کی فروختگی کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ آں حضرت صلعم نے ثمرہ یعنی خرمے کو اس کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں ثمرہ میں صلاحیت کے ظہور کا یہ مطلب ہے کہ درخت خرما پر زرد یا سرخ یا کالی کھجور نمایاں ہو جائے۔

امام جعفر الصادق اور امام باقر اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ اس صورت میں درخت خرما کی فروختگی کی اجازت اور رخصت ہے جبکہ خرما زرد، سرخ یا سیاہ ہو جائیں یا ان میں سے کچھ زرد و سرخ ہوں یا اس حال میں ہوں جس میں فروختگی جائز ہے خواہ ان میں سے کچھ خرما بعد میں ایک سال یا کئی کئی سال تک زرد و سرخ نہ ہوں کیوں کہ اس صورت میں بیع اس چیز پر واقع ہوگی جس سے روکا گیا ہے یا اس پر واقع ہوگی جس کی بیع جائز ہے اور وہ حاضر و موجود ہے اور جو خرما زرد اور سرخ نہ ہوگا اور جو نمود میں نہ آئے ہوں وہ بعد میں ہوں کیونکہ اکثر پھلوں کا یہ حال ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ظاہر ہوتے ہیں اور بیع کا وقوع پہلے انھیں پھلوں پر ہوگا جن کی صلاحیت ظاہر ہو چکی ہے جیسے ککڑی اور تربوز اور اسی قسم کے دوسرے پھل۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھلوں کی صلاحیت کے ظہور سے قبل ان کی فروختگی کی جو ممانعت ہے وہ تحریمی نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے ان پھلوں کی خرید فروخت کرنے والے اور خریدنے والے پر حرام ہے لیکن بات یہ ہے کہ لوگ عہد رسالت میں اس طرح پھلوں کو خرید کرتے تھے پس بسا اوقات آفت ناگہانی کی وجہ سے وہ پھل ضائع ہو جایا کرتے تھے اور پھر فیصلہ کے لئے رسول خدا صلعم کی خدمت میں آتے تھے جب اس بارے میں خصومت اور جھگڑا بڑھ گیا تو آپ نے پھلوں کی فروختگی اس وقت تک کے لئے ممنوع قرار دیدی جب تک کہ وہ حد بلوغ تک نہ پہنچ جائیں آپ نے اس بیع کو ممنوع قرار دیا تھا حرام نہیں فرمایا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اس قسم کے بیع کی ممانعت لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے کی تھی لہذا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی فروختگی خریدنے اور بیچنے والے پر حرام نہیں ہے اور نہ ان میں سے کسی ایک پر حرام ہے جب تک کہ دونوں بیع کو تسلیم کرتے ہوں اور اٹھ نہ جائیں اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک بیع کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس صورت میں بیع واقع نہ ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ خریدنے والا اتنے مقدار یا اتنے وزن کے پھل درخت پر چھوڑ دے گا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پھل خریدنے والے کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ پھلوں پر قابض ہونے سے پہلے ان کو فروخت کر دے یہ کوئی اناج کی قسم میں سے نہیں ہے جو ناپ کر ہی فروخت کیا جاتا ہے اور نہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہے جن پر قابض ہونے سے پہلے فروخت کرنا ممنوع ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپ نے "بیع مزابنۃ" سے منع فرمایا ہے۔ بیع مزابنۃ یہ ہے کہ ایسے تمر (خرما) کو فروخت کیا جائے جو ابھی کھجور پر لگے ہوئے ہیں ان تمر کے عوض ناپ کر بیچے جائیں جو سوکھ چکے ہیں البتہ ان میں سے ان درخت خرما کو بیع کرنے کی رخصت دی ہے جن کے پھل دوسروں کے کھانے کے لئے ہبہ کر دیئے گئے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "عرایا" ایک یا دو درخت خرما کو کہتے ہیں درخت خرما کا مالک کھجور کا تیسرا اور دسواں حصہ خریدنے والے کو بطور عطیہ دیدیتا ہے پس وہ انھیں تازہ حالت میں چن لیتا ہے اور "عرایا" عطیہ کو کہتے ہیں اور عرایا کی شرح میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "عرایا" ان درخت خرما کو کہتے ہیں جن کو فروخت کرنے والا کھجور کی فروختگی کے وقت علحدہ کر دیتا ہے پس ان کو بیع میں شامل نہیں کرتا مگر انھیں اپنے لئے رکھ چھوڑتا ہے پس وہ الگ کئے ہوئے درخت خرما ہیں جن کے پھلوں کا اٹکل سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ ان میں سے جتنا بھی لوگ کھالیں وہ سب معاف ہے۔ ایسے درخت خرما کو "عرایا" کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ ان کو فروخت کرنے اور ان کے پھلوں کا اٹکلی اندازہ لگا کر الگ کر دیا گیا ہے اور وہ صدقہ و خیرات میں شامل ہیں۔

رسول اکرم صلعم نے ان مسکینوں اور محتاجوں کو جن کے پاس سونا اور چاندی تو نہیں ہوتا لیکن ان کے پاس تمر (خرما) ہوتے ہیں انھیں اس بات کی رخصت دی ہے کہ وہ اپنے تمر سے عرایا یعنی ہبہ شدہ درخت خرما کے پھلوں کو خرید کر سکتے ہیں آپ نے ان پر نظر عنایت فرما کر اس کی رخصت دی ہے کیونکہ وہ اپنی محتاجگی کی وجہ سے تر و تازہ خرمے پر قادر نہیں ہوتے اور معاذ اللہ کو اس بات کی رخصت نہیں ہے کہ وہ اس کے عوض تجارت اور ذخیرہ کے لئے خرید لیں۔

اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عرایا سے وہ درخت خرما مراد ہے جس کے پھل کو ایک شخص محتاجوں کے لئے ہبہ کر دے جب مالک درخت خرما کو ایک سال کے لئے ہبہ کر دیتا ہے تو جس کے لئے ہبہ کیا گیا ہے وہ اپنے بخشش شدہ درخت کے پاس آتا ہے تاکہ اس کے پھلوں کو جن کے پس ہبہ کرنے والے کو ناگوار ہوتا ہے کیونکہ اس کے اہل و عیال کا درخت خرما میں حصہ ہوتا ہے لہذا فروخت کرنے والے کے لئے رخصت ہے کہ وہ جن محتاجوں کے لئے بخشش کیا گیا ہے ان سے درخت خرما کے پھلوں کو خرید لے۔

اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم کی خدمت میں کچھ لوگوں نے اس بات کی شکایت کی کہ وہ تازہ کھجور کے حاجتمند ہوتے ہیں تازہ کھجور تو آتے ہیں لیکن ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی کہ جس سے وہ تازہ کھجور خرید لیں اور دوسروں کے ساتھ

مل کر کھائیں ان کے پاس تو سوکھے کھجور ہوتے ہیں۔ لہذا آنحضرت صلعم نے ان کو اس بات کی رخصت دیدی کہ وہ اپنے سوکھے تمر سے بہ شمار درخت خرما کے پھلوں کو اندازاً خرید لیں۔ غرض دوسروں نے بھی تقریباً عرایا کے ایسے ہی معنی بیان کئے ہیں اور یہ سب کے سب معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ گیہوں کو خوشوں کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور لہلہاتی کھیتی کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ فروخت کے وقت خوشے نکل ہی کیوں نہ آئے ہوں کیونکہ بیع تو کھیتی پر واقع ہوتی ہے نہ کہ خوشوں پر اور یہی صورت تازہ کھجور کی بھی ہے گیہوں کی کٹی ہوئی کھیتی اور تازہ کھجوروں کی بابت آپ سے پوچھا گیا تو اس کے خرید و فروخت کی اجازت دی تھی۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اگر گابھا کئے ہوئے کھجور کے درختوں کو فروخت کیا ہے تو اس کے پھلوں پر فروخت کرنے والے کا حق ہے بشرطیکہ خریدنے والے نے شرط نہ لگا رکھی ہو۔

فصل (۵)

خرید و فروخت میں جس فریب اور عیاری سے منع کیا گیا ہے

اس کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار اور باقر اور آپ کے آباء کرام سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلعم نے چرب زبانی سے فریفتہ کرنے اور حیلہ و فریب اور دھوکہ بازی سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے ہم کو فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے آپ نے خرید و فروخت میں غداری اور فریب کاری سے روکا ہے اور قسموں اور معاہدہ کے ختم کرنے سے منع کیا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ خرید و فروخت اور نکاح میں جو کچھ طے پا چکا ہو اس کو پورا کرو اور حلف، عہد اور صدقہ کو پورا کرو۔ رسول اکرم صلعم کے اس ارشاد گرامی کے معنی کی بابت لوگوں کا اختلاف ہے یہ کہ "جس نے ہم کو فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں "ہم میں سے نہیں ہے" یعنی ہمارے اہل مذہب سے نہیں ہے، اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں وہ "ہمارے ہم مثل نہیں ہے" اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ دھوکہ بازی ہمارا اخلاق اور ہمارا فعل نہیں ہے کیونکہ فریب کاری انبیاء اور صالحین کے اخلاق میں سے نہیں ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے افعال کی پیروی نہیں کی اور اس کے ثبوت میں انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا ہے کہ جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے" ان معنوں میں سے جو بھی معنی ہو وہی آنحضرت صلعم کا مقصود ہے بہر صورت دھوکہ و فریب ممنوع ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اناج میں آمیزش اور ملاوٹ کی بابت پوچھا گیا وہ اس طرح کہ کچھ تو اچھا ہو اور کچھ خراب آپ نے فرمایا کہ یہ فریب ہے آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے۔ پس اس بات کا تو خدا ہی کو زیادہ علم ہے جبکہ عمدہ اناج تو نظر آتا ہو لیکن اگر عمدہ مخفی تو ہو اور اس سے کم عمدہ نمایاں ہوں تو یہ دھوکا نہیں ہے اور نہ اس سے روکا گیا ہے۔ امام جعفر الصادق سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تاجروں کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ جس چیز کو فروخت کرتے ہیں اس کے عمدہ حصہ کو نمایاں کریں اور جو خراب ہے اس کو پوشیدہ رکھیں ابھی ہم نے اوپر جس بات کا تذکرہ کیا ہے یہ اسی کی تائید ہے

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گوشت کو پھونک مار کر پھلانے سے روکا ہے یعنی کھال کھینچنے کے بعد لیکن کھال اور گوشت کے درمیان پھونک مارنا قسم ممنوع میں داخل نہیں ہے کیونکہ اس عمل سے تو کھال کھینچنے میں آسانی ہوتی ہے البتہ گوشت کے اندر پھونکنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ ہوا گوشت میں آمیز ہو جائے اور ہوا باریک جلدوں میں اس طرح پیوست ہو جائے کہ گوشت پھول اٹھے اور دیکھنے والوں کو معلوم ہو کہ یہ چربی ہے حالانکہ وہ چربی نہیں ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے جبکہ دودھ کو فروخت کرنے کا ارادہ ہو کیونکہ یہ تو دھوکا دینا ہوگا لیکن اگر کوئی اپنے پینے کے لئے دودھ میں پانی ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب میری امت ناپ تول میں کمی کرے گی اور لوگ خائن اور عہد شکن ہو جائیں گے آخرت کا کام کر کے دنیا طلب کریں گے تو اس وقت ان کی جانوں کو پاکیزہ نہ کیا جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے چاندی کے سکوں کو رائج کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس میں چاندی کا حصہ زیادہ ہو تو رائج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور آپ نے ردی چاندی کے سکے کی بابت فرمایا کہ اس پر چاندی کا کھول ہوتا ہے اور اندر تانبا ایسے سکے کو رائج کرنا جائز نہیں ہے۔ غرض جس میں بھی آمیزش ہو وہ

جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے بیت المال کے نقادوں (دراہم کے پرکھنے والوں) کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ بیت المال میں وہی درہم داخل کریں جو عمدہ اور اچھے ہوں۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپؐ نے "تصریہ" سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایسی بکری خریدی ہے جس کا دودھ تھن میں اس لئے روک دیا گیا تھا تاکہ زیادہ معلوم ہو تو یہ فریب ہے اگر چاہے تو معلوم ہونے کے بعد اس کو لوٹا دے اور معاً کھجور کا ایک پیالہ دیدے "تصریہ" دودھ زیادہ معلوم ہونے کے لئے تھن میں دودھ روک دینا تصریہ ہے۔

آنحضرت صلعم نے "سامان کے بھاؤ میں اس طرح زیادہ کرنے سے منع فرمایا ہے کہ بھاؤ بڑھانے والا خود اس مال کے خریدنے کا ارادہ تو نہ رکھتا ہو مگر وہ اس لئے بھاؤ بڑھاتا ہے تاکہ دوسرا اس کا بھاؤ سن کر اس سے زیادہ بھاؤ لگائے۔

رسول خدا صلعم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے فروخت کا کام نہ کرے اس ممانعت کا مفہوم خدا زیادہ بہتر جانتا ہے لیکن اس خبر کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے جب سامان فروخت کرے تو اس پر جبر نہ کرے اور اپنی ہی رائے نہ چلائے اور یہ نہ جتائے کہ یہ اس کے لئے زحمت اور مشقت کی وجہ سے کر رہا ہے، یا پھر دیہاتی شہری کو اپنا مال بازار میں پیش کرنے کے لئے والی بنا دے پس وہ اس سے پوچھے بغیر خود ہی مال فروخت کر ڈالے اسی کے مشابہ جو طریقہ بھی ہو وہ ممنوع ہے۔

لیکن اگر دیہاتی اپنا مال سامان شہری کے سپرد کر دے اور وہ فروخت کرنے کے لئے آواز لگائے اور بازار میں رکھ دے اور اس کی آخری قیمت طے کرے پھر اس قیمت سے دیہاتی کو باخبر کرے اور پھر دیہاتی خود اس مال کو فروخت کرے یا کسی کو حکم دے جو بذریعہ وکالت اس کی جانب سے فروخت کا کام کرے تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلعم کی مخالفت کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے

فروخت کا کام نہ کرے لیکن دیہاتی خود فروخت کرے تو یہ اس کے جملہ میں داخل نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ کوتاہ فہم گمان کرتے ہیں۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے شہر سے باہر جا کر سواروں سے ملنا ممنوع فرمایا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تلقی سے یہ مراد ہے کہ تم اس لئے شہر سے باہر جا کر سواروں سے ملو کہ شہر سے باہر ہی ان کا مال سامان خرید لو اس طرز عمل سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں فروخت کرنے والے کے ساتھ دھوکا اور فریب کا خوف ہے اور جو لوگ شہر میں ہیں وہ خریدنے سے رہے کیونکہ جب کوئی ان تک مال سامان پہنچنے سے پہلے ہی آگے بڑھ کر مال و سامان خرید لے تو پھر ان تک کہاں پہنچ سکے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو ایسا اناج خریدتا ہے جسے ناپا اور تولا جاتا ہے تو جو اناج اس نے خریدا ہے اس کے ناپ یا تول میں زیادتی پاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر زیادہ اس لئے ہے کہ اس کے ہم مثل لوگوں کو دھوکے میں رکھا جائے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ایک دم زیادہ معلوم ہوتا ہو تو اس کے کھانے میں بہتری نہیں ہے اس کو لوٹا دیا جائے کیونکہ ایسا غلطی سے ہو سکتا ہے یا جس کو پورا پورا دے رہا تھا اس سے توجہ ہٹ جانے کے باعث ہو سکتا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے خریدنے والے کو اس بات کی رخصت دی ہے کہ وہ فروخت کرنے والے سے ناپ اور تول کر دینے کے بعد زیادہ مانگ سکتا ہے فروخت کرنے والے کو اختیار ہے چاہے تو دے اور چاہے تو نہ دے۔

فصل (۶)

خرید و فروخت میں جو باتیں ممنوع ہیں اُن کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپؑ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپؑ کے آباء اکرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک ہی چیز کی خرید و فروخت میں دو شرطیں لگانے سے منع فرمایا ہے اس کی تاویل و تشریح میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ فروخت کرنے والا کہے کہ میں اس چیز کو تمھارے ہاتھ اتنا نقد لیکر اور اتنے اُدھار پر فروخت کرتا ہوں اور اس شرط پر لین دین طے کر لیا جائے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ فروخت کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وہ یہ مال و سامان ایک دینار میں فروخت کرتا ہے اس شرط پر کہ جب دینار کی مدت ختم ہو جائے گی تو وہ اس کے عوض اتنے درہم لے گا اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فروخت کرنے والا اس شرط پر سامان فروخت کرے کہ وہ پھر دوسرے سامان کو فروخت کرے گا اسی معنی کے قریب قریب دوسروں کے بھی اقوال ہیں۔ غرض خرید و فروخت کی ایسی تمام صورتیں فاسد ہیں بجز اس کے کہ خریدنے فروخت کرنے والے دو تو ہی صرف ایک شرط پر متفق ہوں، لیکن اگر خرید و فروخت پر دو شرطیں لگائی گئی ہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے یہ تو ایک ہی چیز کے فروخت کرنے میں دو چیز کی فروختگی شامل ہے چنانچہ اس سے روکا گیا ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مال و سامان پر ابھی قبضہ بھی نہیں ہوا ہے اس کا نفع لینے سے منع فرمایا ہے اس ممانعت کی تاویل میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صرف اناج میں ہو سکتا ہے وہ اس طرح کہ خریدنے والا اناج پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسا ہر اس چیز میں ہو سکتا ہے جو ناپ کر یا وزن سے فروخت کی جاتی ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اناج کے بھرے ہوئے گودام پر قبضہ کرنے سے قبل اس میں سے غلہ فروخت کرنا مراد ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ کسی غلام یا بار برداری وغیرہ جانوروں کو کرایہ پر لیا جائے پھر اجرت سے لینے والے نے جس اجرت پر لیا ہے اس سے زیادہ اجرت لے کر کسی اور کو اجرت پر دیدے ان تمام صورتوں میں اہل بیت رسول علیہم السلام سے احکام منقول ہیں انشاء اللہ ہم ان کا عنقریب ذکر کریں گے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ایسے خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے جس میں قیمت بطور قرض ہو۔ چنانچہ اس کے مفہوم میں لوگوں کا اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس قسم کے لین دین سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ میں تمہارا یہ مال اتنے اتنے میں اس شرط پر لیتا ہوں کہ تم مجھے اتنا اتنا واپس کرنا اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے کو قرض دے پھر اس پر خرید و فروخت کرے غرض یہ دونوں ہی صورتیں فاسد ہیں کیونکہ قرض کا نفع نامعلوم ہے پس اس وجہ سے اس میں قیمت بھی غیر معلوم ہو گئی۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے ادھار سے ادھار کا لین دین منع فرمایا ہے وہ اس طرح کہ قرض کو قرض ہی سے فروخت کر دیا جائے مثلاً کوئی شخص اناج میں وقت معلوم تک بیع سلم کرے لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو جس پر اناج باقی تھا۔ اسے اناج نہ مل سکا تو پھر وہ اس کو خریدے جس کا وہ قرض دار ہے دوسرے قرض کے ذریعہ دوسری مدت تک کے لئے پس یہ بھی دین ہے جو ایک دوسرے دین میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اناج میں بیع سلم کرے اور قیمت نہ ادا کرے اور اس پر

ایک دین باقی رہ جائے تو اسے قرض در قرض کہا جائے گا اس کی بہت سی مثالیں ہیں جیسے ایک شخص کا قرض کسی دوسرے شخص پر ہے جو کاری گر ہے اور وہ کام کر کے قرض چکاتا ہے اسی طرح کسی شخص نے بار برداری کا اونٹ کرایہ پر لیا پھر اس نے کسی اور کو کرایہ پر دیدیا جو اس کا قرض دار تھا اس قسم کی دوسری بہت سی مثالیں ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے دست بدست جانور کے عوض جانور کی فروخت کی اجازت دی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے مقام ربذہ میں اپنا ایک اونٹ چار اونٹ کے عوض میں فروخت کیا تھا اور اپنا ایک اونٹ جس کا نام عصیفیر تھا ایک معین مدت تک کے لئے بیس اونٹ لے کر فروخت کیا تھا یہ اسی وقت جائز ہے جبکہ ثمن موصوف کی صفت معلوم ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے جانور کے عوض گوشت فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے ہی بھائی سے بھاؤ پر زیادہ بھاؤ لگانے سے منع فرمایا ہے اس ممانعت کا مفہوم یہ ہے کہ جب فروخت کرنے والا فروختگی پر آمادہ ہو اگرچہ اس نے عقد بیع نہیں کیا ہے لیکن اس شکل کے علاوہ بھاؤ پر بھاؤ لگانے میں اور مال و اسباب میں اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اشیاء کو اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا ہے جو اضافہ کرتا ہے قیمت میں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اناج خریدا پھر اس نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت تک اسے نہ فروخت کرے جب تک وہ خود تول اور ناپ نہ لے اگر وہ تول اور ناپ کی جانے والی چیز ہے لیکن اگر کسی اور کو اس کا والی بنا دیا ہے تول اور ناپ سے قبل تو والی بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس طرح قبضہ اور نقد قیمت پانے سے پہلے تمام مال و اسباب فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح کسی سے اناج خریدا اور فروخت کرنے والے نے یہ بتا دیا کہ اس نے اسے تولا ہے پس خریدنے والے نے اس کی تصدیق کی اور اس نے جتنا تولا تھا اسے لے لیا تو اس میں بھی کوئی حرج و مضائقہ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا ہے آپ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ خطاکار کے سوا اور کوئی بھی غلہ کی ذخیرہ اندوزی نہیں کر سکتا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ غلے کا ذخیرہ کرنے والا گنہگار اور نافرمان ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک رات بنی اسرائیل کی جماعت پر ایک ایسا عذاب آیا کہ وہ صبح کے وقت ان چار طبقہ کے لوگوں کو کھو بیٹھے تولنے والے، گانے والے اور غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرنے والے اور سود کھانے والے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حکرہ اسی غلے کو کہتے ہیں جس کو تم خریدو اور اس کے سوا اور شہر میں غلہ نہ ہو اور اسے تم ذخیرہ کر لو، لیکن اگر شہر میں غلہ یا اور کوئی دوسری جنس موجود ہو یا پھر غلہ اتنی زیادہ مقدار میں موجود ہو کہ لوگ آسانی سے خرید سکیں تو پھر ذخیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے پس اگر غلہ موجود نہ ہو تو پھر ایسے وقت میں غلہ کی ذخیرہ اندوزی ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ خاندان قریش کا ایک شخص جس کا نام حکیم بن حزام تھا غلہ جب بھی مدینہ میں داخل ہوتا تو وہ سب کا سب خرید لیتا ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر اس کے پاس سے ہوا آپ نے فرمایا کہ اے حکیم تم غلہ کی ذخیرہ اندوزی سے باز آجاؤ اور آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جس کی ذخیرہ اندوزی لوگوں کو نقصان دہ ہو اور گرانی پیدا کرے اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور آپ نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی صرف جو، گیہوں، تیل، انگور، اور تمر میں ہوتی ہے اور آپ سال بھر کے لئے اپنے اہل و عیال کا غلہ خرید لیتے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کی مدت فراخی زندگانی اور آسائش کے زمانے میں چالیس دن ہے اور تنگی و بلا کے زمانے میں تین دن

ہے پس جو اس سے زیادہ دن تک ذخیرہ اندوزی کرے گا وہ ملعون ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا کہ تم لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو اور جو اس کا مرتکب ہو اس کو اذیت دو اور اس نے جس چیز کی ذخیرہ اندوزی کی ہے اس کو برسر عام ظاہر کر کے سزا کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے بھاؤ باندھنے کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے کسی شخص کے لئے بھاؤ نہیں مقرر کیا تھا لیکن آپ نے اس شخص کے لئے بھاؤ مقرر کر دیا تھا جو لوگوں کے بھاؤ سے کم ہی فروخت کرتا تھا اس سے یہ کہا گیا کہ جس بھاؤ سے دوسرے لوگ فروخت کرتے ہیں اس کے مطابق تم بھی فروخت کرو ورنہ بازار سے اٹھ جاؤ ہاں وہ شخص البتہ بھاؤ بڑھا سکتا ہے جس کا غلہ دوسرے لوگوں سے زیادہ بہتر ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کو بادشاہ نے ظلم کر کے مال کے ساتھ پکڑ لیا بس اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی کہ اسے دیدے سوائے اس کے کہ وہ اپنا کچھ مال فروخت کرے پس اس سے کسی نے مال کو خرید لیا کیا اس صورت میں اس کا یہ مال فروخت کرنا اضطراری ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا فروخت کرنا جائز ہے یہ مجبور کی بیع کے مانند نہیں ہے اس کا اس بیع میں یہ نفع ہے کہ وہ اپنے سر سے مصیبت کو دفع کرے گا مجبور و مضطر تو صرف وہی شخص ہے جس کو خریدنے والا بیع پر مجبور کرے۔

فصل (۷)

صَرف[1] کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السّلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چاندی سے چاندی اور سونے سے سونا برابر برابر اور دست بدست بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے پس کسی نے زیادہ کر دیا یا زیادہ طلب کیا تو اس نے سود لیا ہے اور خدا کی لعنت ہے سود بیاج پر اور سود خوار اور اس کے ایجنٹ اور لین دین کرنے والے اور سود کا حساب لکھنے والے اور اس کے دو گواہی دینے والوں پر بھی خدا کی لعنت ہے۔

صادق آل محمد علیہم السّلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ چاندی سے چاندی اور سونے سے سونا ہم وزن نہ زیادہ ہو نہ اس میں مہلت و تاخیر ہو تو اس قسم کے معاملے میں حرج نہیں ہے لیکن زیادہ دینے والا اور زیادہ طلب کرنے والا دونوں ہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا دو درہم کے عوض زیادہ دراہم دست بدست لئے جا سکتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ تو وہ بیاج ہے جو فوراً مل گیا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جب ذمیوں سے جزیہ قبول فرمایا تو آپ نے ان کے ساتھ چند شرطیں کر رکھی تھیں ان میں سے ایک شرط تھی کہ وہ

---

[1] دراہم سے یا دوسرے دنانیر سے بدل لینا۔

سود نہ کھائیں اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو خدا و رسولؐ کی ذمہ داری اس پر سے اُٹھ جائے گی اور یہ بات بھی تو ہے کہ ان کے اس دین میں سود خواری حلال نہیں ہے جس دین سے نہ نکلنے کی شرط پر انھوں نے مصالحت کی ہے بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ خود ان کی شریعت میں بھی ان پر سود و بیاج کا لین دین حرام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ

فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم و بصدھم عن سبیل اللہ کثیرا واخذھم الربوا وقد نھوا عنہ۔

ترجمہ غرض یہودیوں کی شرارتوں اور گناہ کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ صاف ستھری چیزیں جو ان کے لئے حلال کی گئی تھیں حرام کر دیں اور نیز ان کے خدا کی راہ سے بہت سے لوگوں کو روکنے اور باوجود ممانعت سود کھا لینے کی وجہ سے ۴/۱۶۱

پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں یہودیوں کی بابت یہ خبر دی ہے کہ ان پر سود کھانا حرام تھا لیکن ان میں سے جس نے اسے حلال کر لیا تو اس نے خدا کی نافرمانی کا ارتکاب کر کے اسے حلال کر لیا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ علماء یہود اور راہبوں نے ان کے واسطے کوئی تحریف و تبدیل بھی نہیں کی ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ علماء یہود نے ان کے لئے سود کو حلال کر دیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے عامل جناب رفاعہ کو اس بات کا تحریری حکم دیا تھا کہ وہ ذمیوں میں سے ان لوگوں کو شہر بدر کر دیں جو سود کا لین دین کرتے ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہر اس چیز میں سود کا لین دین ممکن ہے جو تول کر یا ناپ کر فروخت کی جاتی ہے جبکہ اس کے لین دین میں زیادہ لیا دیا جائے تو یہ سود ہو گا۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے مجھے ایک تھیلی دے کر عراق کے ایک صراف کے پاس بھیجا جس میں ایک ہزار درہم تھے اس لئے کہ وہ آپ کو اس سے بہتر دینار دے اور ساتھ ہی ساتھ انھوں نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ تم اس سے کہنا کہ وہ ان درہموں کو دینار لیکر فروخت کر دے اور جب دینار لے کر درہم حوالے کر چکے تو وہ ان دینار سے جو بعوض درہم اس کے قبضے

ہیں آگئے ہیں ہماری ضروریات کی چیزیں خرید لے۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو شامی دینار دیکر اس کے برابر کوفی دینار لینا چاہتا تھا مگر صراف یہ کہتا ہے کہ میں تمہیں اس وقت تبدیل کر کے دے سکتا ہوں جبکہ تم مجھے دراہم یوسفیہ رومی دراہم سے بدل کر ہم وزن دو گے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے آپ سے عرض کیا گیا کہ صراف یوسفیہ کو رومی سے زیادہ مانگتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب دونوں کا وزن برابر ہو اور دست بدست لین دین ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے پھر آپ سے عرض کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ہزار درہم اور ایک دینار دو ہزار درہم دیکر خریدتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام مجھ سے زیادہ اہل مدینہ پر جری اور اقدام کرنے والے تھے اور آپ ہمیشہ یہ کہتے تھے پس وہ لوگ کہتے تھے کہ اے ابو جعفر یہ تو سود سے فرار ہے کہ ایک شخص ایک دینار لیکر آیا اور اسے ایک ہزار درہم نہ دیا گیا اس وقت آپ فرماتے کہ حرام سے حلال کی طرف فرار کرنا بہتر ہے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ خدا آپ پر رحم کرے قسم بخدا آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ایک دینار لیکر مدینہ بھر میں اس لئے چکر لگائیں کہ اس کے عوض کوئی آپ کو بیس درہم دے جبکہ بھاؤ انیس درہم کا ہے تو ایسا شخص آپ کو کوئی نہ ملے گا اور ایسا آپ اس لئے کریں گے کہ سود سے بچیں اور فرار اختیار کریں آپ نے فرمایا کہ تم جو کہتے ہو یہ باطل سے حق کی طرف فرار ہو گا یہ بحث و مباحثہ جو اس شخص نے خدا کے ولی کیساتھ کیا تھا ایک جاہل کی بحث تھی کیونکہ عام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سود کا لین دین اس شئی واحد میں ہوتا ہے جو تولی یا ناپی جاتی ہے بشرطیکہ اس میں زیادتی اور تفاضل ہو خواہ وہ تفاضل کم ہو یا زیادہ حالانکہ سونا اور چاندی دو مختلف قسمیں ہیں پروردگار عالم نے وزن کے ذریعہ دونوں کے درمیان فرق کر دیا ہے جیسا کہ اس نے زمین و آسمان درمیان فاصلہ رکھا ہے لہذا چاندی اور سونے کے درمیان اگر تفاضل ہو تو وہ سود نہیں ہے اگر یہ تفاضل جائز نہیں ہے سوا اس کے دونوں ہموزن ہی ہوں تو ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کوئی اس بات کا قائل ہے جب دونوں کے درمیان تھوڑے

ہیں تفاضل جائز ہے تو پھر زیادہ میں بھی جائز ہوگا کیونکہ کتاب وسنت دونوں اس کے مخالف نہیں ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تفاضل کا لین دین دست بدست ہو جیسا کہ سنت میں موجود ہے ہم انشاء اللہ اس کا آیندہ تذکرہ کریں گے صَرف یعنی دینار و درہم کو بدل کر لینے میں کسی وقت کی پابندی نہیں ہے یہ تو لوگوں کی رضامندی پر موقوف ہے تمام اشیاء خرید و فروخت کی طرح خواہ مہنگی ہو یا سستی پس اس جاہل کے معارضے میں کوئی خاص بات نہیں ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر درہم و دینار بدلنے کا بھاؤ اتنا ہے تو کوئی بھی اس سے زیادہ نہ دے گا خود وہ اور تمام مسلمان اس قسم کی کمی اور زیادتی میں کوئی حرج نہیں سمجھتے یہ تو دونوں لینے دینے والوں کی مرضی کا سودا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے آراستہ تلواروں اور اسی کے مشابہ جن سامانوں میں چاندی آمیز ہو کیا ان کو ایک وقت مقرر تک کے لئے فروخت کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تاخیر سے قیمت کی ادائیگی میں تو لوگوں کا اختلاف نہیں ہے البتہ دست بدست لین دین میں اختلاف ہوتا ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ نقد درہم لیکر بیع کیا جائے تو؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس کے ساتھ دوسری کوئی دھات ہو تو یہ مجھے بیع پسند ہے عرض کیا گیا کہ چاندی سے زیادہ اس میں درہم ہو تو؟ آپ نے فرمایا انھیں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے عرض کیا گیا کہ انھیں اس کا صحیح علم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر وہ بخوبی علم رکھتے ہیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ اگر وہ اس کے ساتھ دوسری دھات ملاتے ہیں تو یہ مجھے بہت پسند ہے اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ چاندی کے ساتھ کوئی اور دھات ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ درہم چاندی سے زیادہ ہوتا ہے پس چاندی سے چاندی مل کر ہم وزن ہوں اور فاضل سامان میں شمار ہوگا یا پھر درہم چاندی سے کم ہو اور اس کے ساتھ دوسری دھات شامل ہو تو فاضل چاندی اس کی قیمت میں شمار ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے درہم کے عوض دینار اور

دینار کے عوض درہم قرضدار سے لینے کی نصیحت دی ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ قرض خواہ وہی قرض دار کے پاس سے لے جو اس نے دیا ہے لیکن اگر دونوں کسی بات پر رضامند ہوں اور یہ رضامندی اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کے لئے نرمی اور سہولت کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ بھاؤ معلوم ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دست بدست لین دین کے سوا چاندی کو سونے سے فروخت کرنا اور سونے کو چاندی سے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے سونا خریدو چاندی دیکر یا چاندی خریدو سونا دے تو اس سے تم علیحدہ نہ ہو یہاں تک کہ تم دونوں اپنے لین دین پر قابض ہو جاؤ خواہ وہ دیوار ہی کیوں نہ پھاند کر جائے پس اگر وہ کہے کہ اپنے بچے کو میرے ساتھ بھیجو تاکہ میں اسے دیدوں تو تم ایسا نہ کرنا خواہ اس کا مکان قریب ہی کیوں نہ ہو اور اگر تم اس کے ہمراہ کسی کو بھیجو بھی تو جس کو بھیجو اس کو حکم کر دو کہ جب نقدی آ جائے تو پہلے اس کے ساتھ صرف کی ابتدا کرے اور وہی اس صرف پر عقد بیع اور معاہدہ کرے اگر کچھ نقدی باقی رہ جائے تو اس میں بہتری نہیں ہے جب تک کہ لین دین دست بدست کامل طور سے نہ ہو اور اگر اس نے چاندی سے سونا خریدا ہے اور پھر دوسرے کام میں مشغول ہو گیا پھر قبض کا اس نے ارادہ کیا تو پھر قبضہ کے وقت پھر سے عقد الصرف ہونا چاہیئے اور وہ اس طرح سے کہے کہ یہ اتنے میں لیتا ہوں۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک شخص درہم قرض دے اور اس سے بہتر واپس لے بشرطیکہ دونوں کے درمیان کوئی شرط نہ ہو اور یہ لین دین اس طرح سے ہو کہ چاندی سے چاندی ہموزن لی اور دی جائے تو اس میں کوئی بات نہیں ہے خواہ دونوں میں سے ایک کا دوسرے

سے زیادہ عمدہ اور بہتر مال کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دونوں کے درمیان تفاضل اور زیادتی ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہے پس جب ایسا ہو تو جائز ہے کہ بعض کو بعض سے پورا کر لیا جائے جبکہ کوئی شرط موجود نہ ہو۔ اور اس بات کا بہت کم جود ہے کہ چاندی مشابہ ہو چاندی کی عمدگی اور خرابی میں یہ تو لا بدی ہے کہ ایک چاندی دوسری چاندی کے مقابلہ میں کچھ نہ کچھ بہتر ہوتی ہے جبکہ پرکھا جائے اور دونوں چاندی ایک ہی جگہ کی نہ ہو۔

فصل (۸)

اناج سے اناج کی فروختگی کا بیان۔

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ تولی اور ناپی جانے والی ایک ہی قسم کی چیزیں تفاضل جائز نہیں ہے۔ لیکن جب دو قسم کی چیزیں ہوں تو اُس وقت دونوں کے درمیان تفاضل جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی اناج یا کوئی مختلف چیز ہو تو تفاضل کے ساتھ اس کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن دست بدست ہو اور تاخیر میں بھلائی نہیں ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ گیہوں اور جَو ایک ہی چیز ہے ان دونوں کے درمیان تفاضل جائز نہیں ہے آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آٹا گیہوں سے اور ستو آٹے سے ہموزن لین دین کیا جا سکتا ہے۔ [1]

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے گیہوں اور ستو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ برابر برابر لین دین کیا جائے عرض کیا گیا کہ گیہوں کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے

---

[1] گیہوں کا وزن زیادہ ہوگا کیونکہ وہ وزن دار ہوتا ہے اور آٹا ہلکا ہوتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آٹے میں مشقت ہوتی ہے اس لئے ہم وزن تول کر لیا دیا جائے، چاہے وزن میں کم کیوں نہ ہو لیکن ناپ میں پورا ہو۔

آپ نے فرمایا کہ تو کیا ستو بنانے میں تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ ہاں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو پھر اس کو اسی طرح لیا دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰؑ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوکھے کھجور کو تر کھجور کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اس وجہ سے تر کھجور جب سوکھ جاتے ہیں تو وہ ناپ میں کم ہو جاتے ہیں ہم نے "غرایا" بخشش کئے ہوئے کھجور کے بارے میں جو رخصت دی ہے بصورت اس کے علاوہ ہے "غرایا" کھجور کی بابت جو رخصت دی گئی ہے اس کی شکل یہ ہے کہ تم ناپی ہوئی کھجور سے غرایا کھجوروں کو ٹوکری ہمیت خرید لو اس کی رخصت ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک کپڑا دو کپڑوں سے بست بدست اور تاخیر کے ساتھ بشرطیکہ کپڑے کی صفت معلوم ہو لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اٹکل سے غلے کے عوض غلے کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ بڑی مچھلی سے بڑی مچھلی کی تقسیم اور فروختگی قابل استعمال حالت میں بغیر ناپ تول کے جائز ہے یا نہیں ہے؟ اس طرح گوشت کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اس قسم کی فروخت کی رخصت دی تھی اور پانی کے عوض گیہوں کے لین دین کی بابت پوچھا گیا ایک مقررہ وقت تک کے لئے تو آپ نے اس کی بھی رخصت دی تھی عرض کیا گیا کہ کیا پانی کے علاوہ دوسرے پینے کی چیزیں جیسے شہد وغیرہ سے بھی اس قسم کا لین دین صحیح ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے سوکھی روٹی دیکر آٹا برابر اور دست بدست لینے کی رخصت دی ہے اس طرح سر کے سے سر کا لیا دیا جا سکتا ہے چاہے اس کی قسموں میں اختلاف کیوں نہ ہو اور اس طرح گنے کا رس شہد سے لینے دینے کی رخصت دی ہے۔

فصل (۹)

خرید و فروخت کرنے والوں کے اختیارات کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک فسخ بیع کا اختیار رہے جب تک وہ رضامندی کے ساتھ علیحدہ نہ ہو جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والے دونوں جسمانی حیثیت سے اس مقام سے الگ ہو جائیں جہاں انھوں نے لین دین کو طے کیا ہے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے ایک زمین فروخت کی تھی جس کا نام تھا "عریض" جب آپ نے خریدنے والے کے ساتھ اتفاق کر لیا اور فروختگی طے ہو چکی تو میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام اٹھ کر جانے لگے پس میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا میں نے عرض کیا کہ آپ وہاں سے کیوں جلدی سے اٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اس ارادے سے اٹھ گیا کہ خرید و فروخت واجب ہو جائے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی تمام شرطوں کی پابندی کرنی چاہئے سوائے ان تمام شرطوں کے جو کتاب اللہ کے خلاف ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنا گھر اس شرط پر فروخت کیا تھا کہ جب وہ اس کی قیمت ادا کر دے گا تو یہ مکان اس کو

لوٹا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ اپنی شرط پر قائم ہے عرض کیا گیا کہ اس مکان کے کرایہ کا حقدار کون ہوگا آپ نے فرمایا کہ وہ خریدنے والے کا حق ہے کیونکہ اگر وہ مکان جل جائے تو وہ اس کے مال میں سے ہوگا۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا جو باہم سامان کی خرید و فروخت کرتے ہیں پس فروخت کرنے والا "فسخ بیع" کے اختیار کی شرط لگاتا ہے یا مال خریدنے والا اتنے میں وہ مال قبل اس کے کہ اس پر وہ شخص قبضہ کرے جس کو اختیار حاصل تھا وہ مال ضائع اور خراب ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو مال ضائع ہو گیا وہ فروخت کرنے والے ہی کا مال تھا یہ اس صورت میں جبکہ خرید و فروخت ابھی واجب نہ ہوئی ہو یا خریدار نے اس کو دیکھنے اور پرکھنے کے لئے اپنے قبضے میں کر لیا ہو اور ابھی فروختگی واجب نہیں ہوئی ہے عرض کیا گیا کہ جب بیع واجب ہو جائے، مال خریدنے والے کے لئے اور اس وجوب بیع کے بعد دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار رہا اور اس صورت میں وہ مال و سامان برباد ہو جائے تو پھر اس مال کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ خریدار کے مال میں سے شمار ہوگا کیونکہ اس نے اس مال میں اختیار کا حق استعمال نہیں کیا جس میں اس کو اختیار کا حق حاصل تھا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جب مال کی نوعیت یہ ہو تو خریدار ہی کی ملک ہوتا ہے پس جب وہ برباد و ضائع ہو جائے تو یہی مانا جائے گا کہ اس کا مال و سامان خراب و ضائع ہوا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کے جانور کا خریدار کو تین دن تک کا اختیار رہے خواہ اس کی شرط لگائے یا نہ لگائے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے ایک لونڈی خریدی پس اس نے اس کے ساتھ جماع کیا یا اس کا بوسہ لیا یا اس کو ہاتھ لگایا یا اس کے کسی ایسے مقام کو دیکھا جس کی طرف دیکھنا دوسرے پر حرام ہے تو اس صورت میں اب اس کو فسخ بیع کا اختیار نہیں ہے وہ لونڈی اس کے لئے لازم ہو چکی اس طرح حیوان کے کسی حصے میں کوئی نقص پیدا کر دیا جائے اختیار کی مدت سے پہلے تو اس صورت میں بیع لازم ہو چکی یا وہ فروختگی کے لئے اس کو بازار میں پیش کر دے تب بھی بیع لازم ہو چکی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو سامان خریدتا ہے اور خیار کی شرط لگاتا ہے پھر اسے بیع کے لئے خریداروں کے سامنے پیش کرتا ہے اور پھر وہ تادت خیار سے قبل ہی اسے لوٹا دینا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب قسم کھا کر اس بات کا حلف اُٹھالے کہ اس نے فروخت کے لئے مال کو پیش نہیں کیا ہے درانحالیکہ وہ اس کو لینے کا ارادہ بھی اپنے دل میں چھپائے رکھتا ہے تو اس صورت میں وہ مال کو لوٹا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو کپڑا یا سامان خریدتا ہے خیار کی شرط کے ساتھ پس اس کو اس مال کا نفع دیدیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو مال کی خواہش ہے تو وہ بیع کو اپنے لئے واجب کر سکتا ہے اور اگر اس مال کو فروخت کر دے اور اس میں نفع ہو تو اس کے لئے وہ نفع خوشگوار اور بہتر ہوگا اور اگر فروخت نہ کرے تو اس کے لئے مال کا واپس کرنا جائز نہیں ہے یہ اس صورت میں جبکہ اس نے بیع کو واجب کر دیا ہو پس اگر فروخت کرنے والا نفع کا مقابلہ کرے تو اس کے لئے وہ حلف اُٹھائے کہ وہ فروخت کرنے سے پہلے اپنے لئے مال کی خریدی وہ واجب کر چکا تھا لیکن اگر حلف نہ اُٹھائے تو پھر اس مال کے نفع کا حقدار فروخت کرنے والا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے تالی پر تالی مار کر مال کو خرید لیا اور پھر اس کی قیمت لانے چلا گیا اور اس کو تین دن گذر گئے اور وہ قیمت لے کر واپس نہیں آیا تو اس صورت میں جب وہ مطالبہ کرتے ہوئے آئے تو اب خریدنے کا اُسے کوئی حق نہیں ہے اب بیچنا نہ بیچنا فروخت کرنے والے کی مرضی پر موقوف ہے اور اگر تین دن گذرنے سے قبل قیمت لے کر آئے اور قیمت ادا کر دے تو اس کو اس چیز پر قبضے کا حق ہے جو اس نے خرید لیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اس شرط پر مال خریدا کہ اس مال میں خیار دوسرے کو حاصل ہوگا جو غائب ہے جس کا نام اس نے بتا دیا ہے لیکن وہ مرد غائب عرصہ دراز تک خاموش رہا اور جب

آیا تو اس نے بیع کو رد کر دیا آپ نے فرمایا کہ خریدنے والے سے اس بات پر حلف اُٹھا لیا جائے جو اس نے سامان میں سے ذخیرہ کر لیا ہے اگر اس سامان کا کرایہ یا ماحصل ہوا ہو اور اس کا کچھ خرچ ہوا ہو جو اس نے خرچ کیا ہے۔ پس اگر وہ حلف اُٹھانے سے انکار کرے تو اس شخص سے کہا جائے جس نے قسم کا مطالبہ کیا ہے کہ تم اس چیز کا حلفیہ اقرار کرو جو خریدار کو پہنچ گئی ہے اور تم اس سے اس کو واپس لو اور جو اس نے خرچ کیا ہے اس کو دیدو اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس سامان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کو عرصہ ہو گیا ہے اور اب وہ بوسیدہ ہو گیا ہے اگر سامان میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے کسی قسم کا تغیر آ گیا ہو تو جس دن خریدنے والا اس پر قبضہ کرے اس دن اس نقصان کی قیمت ادا کرے اور اگر ایسا تغیر کچھ ہی دنوں میں آ گیا ہو تو پھر کوئی بات نہیں ہے خریدنے والا اپنی شرط پر لازم و برقرار ہے۔

فصل (۱۰)

عیوب کے احکام کا بیان

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جس نے ہمیں فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے پس اس حدیث شریف کی روشنی میں خریدار اپنے مال کا عیب چھپائے تو یہ دھوکا ہوگا۔ اہل بیت علیہم السلام نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ:۔

"الدین النصیحۃ" یعنی دین صرف نصیحت ہے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مسلم کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ہاتھ ایسی چیز فروخت کرے جس کے متعلق یہ جانتا ہو کہ اس میں عیب ہے مگر اسے لائق ہے کہ وہ اس عیب سے خبردار کردے اور کسی دوسرے کے لئے یہ بھی روا نہیں ہے کہ اگر وہ اس عیب سے واقف ہو تو وہ خریدار سے مخفی رکھے اور پھر جب وہ اس کو دکھائے تو اس حال میں وہ خریدے کہ اسے عیب کا پتہ تک نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر عقد بیع واجب کر لیا دونوں خرید و فروخت کرنے والوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد پس اس نے اس مال میں عیب پایا جس سے فروخت کرنے والا بری نہیں ہوا تھا اس صورت میں خریدنے والے کو مال واپس کر دینے کا حق حاصل ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے جانور یا سامان تجارت فروخت کرتے وقت کہا کہ میں تمہارے نزدیک ہر عیب سے بری ہو گیا آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت تک بری نہ ہو گا جب تک خریدار کو اس عیب سے خبردار نہ کرے جس سے اس نے اظہار برات کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک جماعت نے کچھ سامان خریدا اور اس کی قیمت لگا کر بانٹ لیا پھر ان میں سے کسی کو ایسا سامان ملا جس میں عیب تھا تو اس صورت میں وہ عیب کی قیمت کا حقدار ہے اسی طرح کسی نے سامان خریدا اور اس میں عیب نکلا درانحالیکہ فروخت کرنے والے نے اس میں کوئی عیب پیدا کر دیا تھا یا خریدنے والے کے یہاں عیب پیدا ہو گیا؟ تو آپ نے فرمایا جس سامان میں تمہارے یہاں نقص پیدا ہو گیا ہے اسے واپس کر دو اور اگر چاہو تو مال کی قیمت لے لو یا عیب کی قیمت لے لو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی خریدی اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوا پھر اس میں اس نے عیب پایا آپ نے فرمایا کہ اس لونڈی کو رکھنا اس پر لازم ہے لیکن عیب کی قیمت اس کو واپس دی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس صورت میں ممکن ہے جبکہ لونڈی حاملہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہے اور خریدنے والے نے ہم بستری کی ہے تو اسے لوٹا دے اور خریدار کو اصل قیمت کے دسویں حصے کا آدھا واپس دیدیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایک لونڈی خریدی پھر اس میں اس نے عیب پایا پھر عیب معلوم ہو جانے کے بعد اس کے اندر کوئی حدث پیدا ہو گیا تو اس صورت میں آپ نے فرمایا کہ وہ اس کے لئے لازم ہو چکی اس کو نہ واپس کرنے کا حق حاصل ہے نہ عیب کی قیمت حاصل کرنے کا حق ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں فروخت کرنے والے پر بڑی بیماری سے شفایابی کی ایک سال کی مدت ہے اور موت کی مصیبت یعنی مرض الموت سے شفایابی کی ضمانت صرف تین دن کی مدت ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس مملوک کو لوٹا دیا جائے جس میں جنون اور جذام اور برص جیسے امراض پیدا ہو جائیں الا آنکہ فروخت کرنے والے نے یہ شرط لگا رکھی ہو کہ فروخت کے بعد اس پر کوئی ذمہ داری نہیں رہتی اور یہ حقیقت ہے کہ بیع برات اور بیع میراث میں کسی قسم کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی نہ تو سال بھر کی ضمانت اور نہ تین دن کا اختیار بیع ۔

فصل (۱۱)

بیع نفع اندوزی کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مصر سے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام کے لئے کچھ سامان تجارت آیا تو آپ نے تاجروں کو جمع کر کے ان کی ضیافت کی انھوں نے کہا کہ ہم اس کو آپ سے "دہ دروازہ" میں خریدیں گے آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو یہ متاع بارہ ہزار میں فروخت کرتا ہوں حالانکہ آپ نے اس مال کو دس ہزار میں خریدا تھا پس "دہ دوازدہ" فارسی ہے جس کے معنی بارہ ہزار ہوتے ہیں اس طرح گیارہ گیارہ ہزار کو فارسی میں "دہ یازدہ" کہتے ہیں اس زمانہ میں مشرق میں عام طور سے تاجر بھی یہی لفظ استعمال کرتے تھے وہ ہر دس دینار میں بطور نفع ایک یا دو دینار لیتے تھے پس امام باقر علیہ السلام نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ نفع مال پر محمول ہو لیکن آپ نے یہ مناسب خیال فرمایا کہ نفع اسباب تجارت پر محمول ہو جیسے کہ ایک شخص دو درہم یا دو درہم کے نفع سے کپڑا فروخت کرتا ہے۔ اور یہ لائق و مناسب نہیں ہے کہ مال کی قیمت کے ہر دس درہم میں معلوم و مخصوص نفع لیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس کی رخصت دی ہے کہ دھوبی کی اجرت اور کرایہ پر لین دین کرنے والے کی اجرت، اجرت اور مال و اسباب میں جو خرابی پہنچتی ہے وہ تمام مال کی قیمت اور اس کی فروخت میں نفع کے طور پر شامل کر دیا جائے یہ اس وقت جبکہ

یہ سب واضح کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بہت سا اسباب تجارت خریدتا ہے پھر وہ ہر کپڑے کی ایک قیمت کرتا ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے وہ اس قیمت میں نفع لے کر فروخت کرے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ اس قیمت سے نہیں فروخت کر سکتا الا آنکہ خریدار کو بتا دے کہ اس نے کپڑے کی قیمت لگایا ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی نے عیب دار سامان خریدا تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسے نفع لے کر فروخت کرے الا آنکہ وہ اس عیب سے واقف کر دے اگر وہ عیب کو مخفی رکھے گا تو اس مال کی فروختگی ناجائز ہوگی الا آنکہ وہ خریدار راضی ہو یا اس کے لئے بھی کوئی عیب ہو جیسا کہ فروخت کرنے والے کے لئے عیب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایک دینار میں ایک کپڑا خریدا اور نقد درہم ادا کئے تو اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسے نفع لے کر فروخت کرے کیونکہ اس نے اسے ایک دینار میں خریدا تھا اس طرح اس نے دراہم سے خریدا اور اس کی قیمت دینار میں ادا کی تو اسے اختیار ہے کہ اس نے جتنے دراہم میں خریدا ہے اس سے زیادہ نفع لے کر فروخت کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے پوچھا گیا کہ کسی نے لونڈی خریدی اور اس کے ساتھ ہم بستر ہوا کیا اس صورت میں اسے یہ اختیار ہے کہ نفع لے کر اسے فروخت کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فصل (۱۲)

بیعِ سلم کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ الخ (ترجمہ) اے ایمان والو جب ایک میعاد مقرر تک کے لئے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھا (پڑھی کر) لیا کرو ۲/۲۸۱

خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے کہ میعاد مقرر تک کے لئے اس بات کی دلیل ہے کہ بیع سلم بغیر کسی مقرر میعاد کے ناجائز ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے غیر معروف چیز یا نامعلوم مدت تک کے لئے بیع کیا تو اس کی یہ بیع کوئی بیع نہ ہوگی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تم کٹائی اور اناج کو روندنے کی مدت تک کے لئے بیع سلم نہ کرو لیکن تم ایک معلوم ناپ اور معلوم مدت تک کے لئے بیع سلم کرو۔

بیع سلم کا یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو بیع سلم کے طور پر دینار یا درہم اناج کے معلوم ناپ و تول پر دیدے۔ اور وہ جگہ بھی بتا دی جائے جہاں بیع سلم کرنے والا اناج پر قبضہ کرے گا اور جس جگہ بیع سلم قرار پایا ہے وہاں سے دونوں علیحدہ ہوں اور اس سے قبل قیمت ادا کر دینا چاہئے پھر دونوں باہم رضامندی ہو کر علیحدہ ہو جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کی بابت فرمایا جس نے ایک شخص کو کسی معلوم گاؤں کے اناج پر کچھ دراہم دیا بیئے درانحالیکہ اس گاؤں کے کھیتوں میں ابھی صلاحیت کے آثار بھی ظاہر نہ ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ بیع درست نہیں ہے کیونکہ درہم دینے والے کو یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا وہ کھیتی پوری بھی ہوگی یا نہیں البتہ اس کو بغیر کسی شرط کے دیدے اور اس کے پاس اناج نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے جب اس کے پاس اناج آجائے تو خرید لے اور قرض ادا کر دے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے جانور کو جن کے دانت معلوم ہوں ایک معلوم مدت تک کے لئے بیع سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر خریدنے والا شرط سے زیادہ فربہ تحت کرنے والے کو دے یا وہ اس سے کم لے اور دونوں راضی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بیع سلم اور تاخیر سے قیمت ادا کی جانے والی بیع (بیع نسیہ) رہن اور (ضامن) لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے مال و اسباب کے لئے بیع سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کا طول و عرض اور جنس بتا دی گئی ہو اور وہ معلوم ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی سے اناج یا ایسی چیز میں بیع سلم کیا جس میں بیع سلم جائز ہے لیکن جس کے ساتھ اس نے بیع سلم کیا تھا اس کے پاس میعاد مقرر پر پورا نہ مل سکا تو اس سے اپنے واجب حصے میں سے کچھ حصہ لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو باقی رہ گیا ہے اس میں سے اپنا اصل مال وصول کرلے اگر آدھا رہ گیا ہو تو آدھا لے لے چوتھائی حصہ ہو تو چوتھائی حصہ لے، یا جو بھی حساب سے نکلتا ہو وہ لے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی کے ساتھ اناج میں بیع سلم کیا لیکن میعاد مقرر پر اس کے پاس اناج نہ ملا اور اس نے کہا کہ تم اتنے اناج کی آج جو قیمت اور بھاؤ ہو وہ لے لو پس وہ اپنا اصل مال ہی لے لے اس سے زیادہ نہ لے یا پھر شرط کے مطابق اناج ہی لے اس طرح ہر اس چیز میں یہی حکم ہے جس میں بیع سلم جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس

کسی نے اناج کے لئے کچھ درہم قرض دیئے تھے جب وقت مقرر آگیا تو اس نے درہم لوٹا دیئے اور کہا کہ تم اپنے لئے اناج خرید لو اور اپنا پورا حق لے لو آپ نے فرمایا کہ میں اس کا مطلب یہ سمجھتا ہوں کہ اس نے ایسا اس مقصد سے کیا ہے کہ خریداری کی تولی کوئی دوسرا کرے لیکن اس کا پورا حق حاصل کرنے میں وہ خود ساتھ رہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بیع سلم میں اس شرط پر بیس دینار دیتا ہے کہ لینے والا اس کو بدلہ میں دینار دے گا۔ یا اس کے مشابہ کوئی چیز دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس قرضے میں نفع خوری ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مقررہ میعاد آجائے اور بیع سلم کرنے والے نے جو چیز دیا ہے وہ اسے نہ ملے لیکن اس کے عوض جانور یا غلام یا کوئی اور مال و اسباب ملے اور وہ اس مال کی قیمت کے برابر ہو جو اس نے دیا تھا تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے چند درہم دیکر اناج میں بیع سلم کیا لیکن جب وقت مقرر آگیا تو اس نے کہا میرے پاس درہم نہیں ہیں اس لئے تم مجھ سے اناج لے لو آپ نے فرمایا کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اس کو تو درہم سے مطلب ہے لہذا اس سے جو چاہے لے لے ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے ان اشیاء میں بیع سلم کو ناپسند فرمایا ہے جو اپنی حالت پر باقی نہیں رہتی ہیں۔ جیسے میوہ جات گوشت وغیرہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دس قفاز (دو سو چالیس ۲۴۰ پیالہ) اناج پر دس دینار میں بیع سلم کیا اس وقت تو اس نے پانچ درہم دیدیا اور شرط کی کہ باقی پھر دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب اس کی ادائے گی کے مطابق صرف اس کو پانچ ہی درہم چاہئے۔

فصل (۱۳)

خرید و فروخت کی شرطوں کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے، حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی شرطوں کا پابند ہونا چاہیئے البتہ اس شرط کا پابند نہ ہو جس میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار امام باقر اور اپنے آباء کرام علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کسی نے مکروہ شرط لگائی تو اس صورت میں بیع جائز ہے مگر شرط باطل ہے۔ اور ہر وہ شرط جس سے حلال چیز حرام نہ ہوتی ہو اور ہر وہ شرط جس سے حرام حلال نہ ہو جائے وہ جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے لونڈی کو فروخت کیا اس شرط پر کہ نہ وہ فروخت کی جائے اور نہ بخشش میں دی جائے اور نہ اس کو میراث دی جائے تو اس میں تمام شرطیں جائز ہیں سوائے میراث کی شرط کے جو جائز نہیں ہے اور ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے کتاب اللہ کی طرف رد کر دینا چاہیئے کسی نے ایک لونڈی اس شرط پر خریدی کہ وہ آزاد کر دی جائیگی یا اسے ام ولد بنا لیا جائے گا تو یہ جائز ہے اور خریدار کے لئے یہ شرط لازم ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے منقول ہے آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک غلام کو فروخت کر دیا پس خریدار کو غلام کے ساتھ مال مل گیا آپ نے فرمایا کہ مال فروخت کرنے والے کو واپس کر دیا جائے لیکن اگر خریدار نے مال کی شرط لگائی تھی تو پھر واپس نہ لیا جائے کیونکہ فروخت کرنے والے نے تو صرف غلام کو فروخت کیا تھا نہ کہ اس کے مال کو اور اگر اس کو مال کے ساتھ فروخت کیا ہے اور وہ مال اسباب کی شکل میں ہے اور اس کو اس موجودہ حالت میں فروخت کر دیا ہے تو بیع جائز ہے خواہ مال کسی قسم کا ہو اور اس طرح مال رقم کی شکل میں تھا اور اس کو اسباب کے عوض فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے اور اگر موجود مال کو موجود سے فروخت کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے الا آنکہ قیمت مال سے زیادہ ہو اس صورت میں غلام نفع میں ہوگا اور اگر مال چاندی کی شکل میں ہو اور فروختگی سونے سے کی گئی ہو یا مال سونا ہو اور فروختگی چاندی سے کی گئی ہو تو اس میں تفاضل ہونے سے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ دونوں الگ الگ جنس ہیں۔

فصل (۱۴)

بیوع میں قضایا کا مکان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ترجمہ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو لیکن ہاں تم لوگوں کی باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور اس میں ایک دوسرے کا مال ہو تو مضائقہ نہیں ۵ ۴/۲۸ پس پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں کسی مسلم کا مال بغیر اس کی رضامندی کے کھانا حرام قرار دیا ہے اور خرید و فروخت کے ذریعہ رضامندی کی معرفت ہوتی ہے جس میں مجھے کسی قسم کے اختلاف کا علم نہیں ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ خریدار فروخت کرنے والے سے کہے درانحالیکہ دونوں مجبور نہ کیے گئے ہوں کہ میں یہ چیز اتنے میں خریدتا ہوں پس فروخت کرنے والا یہ کہے کہ میں نے تم کو یہ چیز اتنے میں فروخت کر دیا پھر خریدار کہے کہ میں نے اس کو خرید لیا اس وقت دونوں فروخت شدہ چیز سے خبردار ہوں اس کے بعد دونوں باہم رضامندی کے ساتھ علیحدہ ہو جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو ایک دوسرے شخص سے کھانے کی چیز یا کپڑا وغیرہ خریدتا ہے جس کا لوگ دستاویز نہیں کرتے اور خریدار مال کو اپنے قبضے میں کر لیتا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے

اسے قیمت ادا کر دیا ہے لیکن فروخت کرنے والا قیمت وصول کرنے کا انکار کرتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اس صورت میں خریدار قسم کھا کر کہے تو اس کی بات مانی جائے جبکہ مال اس کے ہاتھ میں ہوا اور اگر فروخت کرنے والے کے ہاتھ سے ابھی مال نکلا نہیں ہے تو اس کی بات تسلیم کی جائیگی وہ قسم کھا کر کہے کہ اس نے ابھی قیمت نہیں پائی ہے الا آنکہ خریدار کے پاس قیمت ادا کرنے کا کوئی ثبوت ہو اور اگر فروخت شدہ مال ان اشیاء میں سے ہو جن کا دستاویز بنایا جاتا ہے اور اس میں دونوں طرف سے شاہد و گواہ ہوتے ہیں جیسے جانور، مکان وغیرہ اور خرید و فروخت کرنے والے دونوں کے درمیان قیمت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے خریدار کہتا ہے کہ میں نے تم کو نقد قیمت ادا کر دیا ہے اور فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ تم نے مجھے قیمت نقد ادا نہیں کیا ہے اس صورت میں خریدار نے فروخت شدہ چیز پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو خریدار پر واجب ہے کہ وہ اپنے اس دعوے کا ثبوت پیش کرے کہ اس نے قیمت نقد ادا کر دیا ہے اور فروخت کرنے والے پر اس بات کی قسم کھانا واجب ہے کہ اس کو نقد رقم نہیں ملی ہے جیسا کہ وہ انکار کرتا ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر سامان بیک وقت دونوں کے ہاتھ میں ہو کہ نہ خریدار اسے لیکر الگ ہوا اور نہ فروخت کرنے والے سے سامان الگ ہوا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر فروخت کرنے والا قسم کھالے تو اس کی بات سچ مانی جائے اور خریدنے والے پر اس کے دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرنا ہوگا کہ اس نے قیمت ادا کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خرید و فروخت میں غلطی کرنا کسی مسلم کے لئے جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی کے ہاتھ مال فروخت کرتا ہے پھر وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس سے قیمت میں غلطی ہوئی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے جب فہرست میں دیکھا تو اس میں مجھے کھلا ہوا غبن اور قیمت میں گھاٹا نظر آیا آپ نے فرمایا کہ سامان کی حالت پر غور کیا جائے اگر ایسا سامان اس قیمت سے یا اس کے قریب قریب جیسا کہ لوگوں کے ساتھ دھوکا کیا جاتا ہے تو پھر اس کی بیع جائز ہے لیکن بالکل صاف اور کھلا ہوا دھوکا ہے تو فروخت کرنے والا حلفیہ اس خدائے واحد

کی قسم کھا کر کہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ اُس سے غلطی ہوئی ہے لیکن یہ اُس وقت جبکہ اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو پھر خریدار سے کہا جائے کہ اگر تم چاہو تو اس قیمت میں لے سکتے ہو اور چاہے تو نہ لو۔

امام باقر علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اپنی کسی چیز کی فروختگی پر کسی کو وکیل بنا دیا اور اس نے اس کی طرف سے اسے کم دام میں فروخت کر دیا تو اس پر بیع جائز ہے الا آنکہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس نے قصداً خیانت کیا ہے یا اس نے خریدار سے چھپایا ہے تو اس صورت میں بیع جائز نہیں ہے۔

اسی طرح کسی نے کسی کو مال خریدنے پر وکیل بنایا پس اس نے گراں مال خرید لیا لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اس نے عمداً قیمت میں زیادتی کی ہے یا اس نے خیانت کیا ہے یا اصل بات کو چھپا رکھا ہے تو اس صورت میں اس کا خریدنا جائز ہے، اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے تھوڑا سا بھی نقصان پہنچانے کی نیت سے ایسا کیا ہے تو اس کی خرید و فروخت کو رد کر دیا جائے اور اگر اس کو کسی چیز کی فروختگی پر مقرر کیا گیا ہے پس اس نے اس کی جانب سے کچھ حصہ فروخت کر دیا اور اس نے ایسا علی وجہ النظر کیا تھا تو بیع جائز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اسی طرح کسی نے دو آدمیوں کو ایک غلام فروخت کرنے کا حکم دیا تو اس میں سے ایک ہی نے فروخت کر ڈالا تو اس کی فروختگی جائز نہیں ہے الا آنکہ فروختگی کا کام ان میں سے ایک ایک کو الگ الگ سپرد کیا گیا ہو اور دونوں کو فروختگی کا کام ایک ساتھ کرنا چاہیئے جبکہ دونوں کو ساتھ حکم دیا گیا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ دو شخص آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص کے ہاتھ کھجور کے ٹوکرے فروخت کیا تھا اور ان میں سے میں نے پانچ ٹوکروں کو مستثنیٰ کر دیا تھا لیکن میں نے بیع کے وقت ان سے واقف نہیں کیا تھا اور بعض ٹوکریاں بعض سے اچھی تھیں۔

امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ بیع فاسد ہے کیونکہ استثناء نامعلوم شئے

پر واقع ہوا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک دوسرے شخص سے ایک لونڈی خریدا اپنے فیصلے سے اور اس نے فروخت کرنے والے کو مال پیش کیا جسے اس نے قبول نہیں کیا پس خریدار نے کہا کہ تو نے مجھے حکم بنایا تھا لہذا میرا یہ فیصلہ ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کا یہ فیصلہ لونڈی کی قیمت کے عین مطابق ہے تو پھر فروخت کرنے والے پر فیصلہ تسلیم کر لینا واجب ہے اور اگر قیمت کم ہے تو پھر خریدار پر واجب ہے کہ وہ لونڈی کی پوری قیمت ادا کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سلطان یا قاضی کسی کا مال فروخت کر کے اس کا قرض ادا کرے اور مال کی ادائے گی کا وقت آ گیا اور قرضدار غائب ہو گیا یا مفلس تو اس صورت میں نہ سلطان پر کوئی حرف آئے گا نہ قاضی پر بلکہ تاوان تو قرض خواہ پر مال کے مالک پر عائد ہو گا اگر اس کا مال ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ وصی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یتیم کے مال سے تجارت کرے۔ اگر وہ تجارت کرے تو اس کے نقصان کا وہ ذمہ دار ہے اور اس کے نفع کا حقدار یتیم ہو گا اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ایسے شخص مملوک کی بابت فرمایا جس نے ایک شخص کو اس لئے مال دیا تاکہ وہ اسے اس مال سے خرید کر آزاد کر دے آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح اور درست نہ ہو گا اگر اس نے ایسا کیا اور اس کو خرید کر آزاد کر دیا پھر اس کے مالک کو خبر ہوئی کہ یہ مال اس کے غلام کا تھا تو اس صورت میں مال بھی اس کے آقا کا ہو گا اور غلام بھی کسی غلام کو آزاد کرنا اس وقت جائز ہو سکتا ہے جبکہ آزاد کرنے والا اپنی طرف سے رقم دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے دو ایسے آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن میں سے ہر ایک نے ایک گھر کا اپنا حصہ اپنے دوست کے دوسرے گھر کے حصے کے عوض فروخت کر ڈالا آپ نے فرمایا کہ یہ تو جائز ہے بشرطیکہ دونوں کو وہ چیز معلوم ہو جسے دونوں نے فروخت کیا اور خریدا ہے اگر دونوں ہی کو

معلوم نہ ہو یا اُنھوں نے ایک دوسرے کو خبر نہ کیا ہو تو اس صورت میں بیع باطل ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے مروی ہے آپ سے دو ایسے آدمیوں کی بابت پوچھا گیا جنھوں نے ایک آدمی سے سامان خریدا اور وہ دونوں قیمت لانے چلے گئے پس ان میں سے ایک اس کے پاس قیمت لیکر آ گیا آپ نے فرمایا کہ اس کو اس بات کا حق ہے کہ وہ پوری قیمت ادا کر کے سامان کو اپنے قبضے میں کرے اس کے بعد اس کا دوست آئے اور مال طلب کرے تو اب اس مال کا وہ حقدار نہیں ہے الا آنکہ وہ اپنے شریک دوست کو اس مال کی آدھی قیمت ادا کر دے جو اس نے صاحب مال کو پوری رقم ادا کیا ہے۔

صادق آلِ محمد علیہ السّلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو ایک سلطان کی طرف سے عامل مقرر تھا اور وہ ہلاک ہو گیا اور اس کے فرزندوں میں سے کسی نے جو کچھ اس کے ذمے قرض یا تاوان تھا وہ اپنے سر لے لیا اور جا کر اس نے اپنے والد کے ترکے کا ایک گھر فروخت کر ڈالا اور اس کی قیمت بادشاہ کو ادا کر دیا لیکن اس کے والد کے تمام وارث جو موجود تھے اُنھوں نے فروخت نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ گھر اسے عمالت کے زمانہ میں ملا ہے اور اس کی قیمت کا تاوان عمالت کے درمیان واجب ہوا ہے تو اس کی ادائیگی سب پر واجب ہے پس اگر ایسا نہیں ہے تو جس نے وارثوں میں سے فروخت نہیں کیا ہے وہ اپنے حق کا سزاوار ہے وہ اپنا حق لے سکتا ہے اور کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ تمہارا خون اور تمھارا مال تم پر حرام ہے ٹھیک اسی طرح جیسے کہ تمھارے نزدیک آج اس دن کی حرمت ہے تمھارے اس ماہ میں اور تمھارے اس شہر میں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک لونڈی کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس کے مالک کے لڑکے نے اسے فروخت کر دیا تھا لیکن اس کے والد نے بیع سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لونڈی کو لے جائے اور اس کا لڑکا جس نے

اسے فروخت کر دیا تھا قیمت ادا کر دے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ بحرین کے کچھ قیدی آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے وہ آپؐ کے روبرو صف بستہ کھڑے ہو گئے اتنے میں آپ کی نگاہ ایک عورت پر پڑی جو رو رہی تھی آپؐ نے فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو اس نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا تھا جسے بنی عبس میں فروخت کر دیا گیا آپؐ نے فرمایا کہ اسے کس نے فروخت کیا ہے اس نے کہا کہ ابو سعید انصاری نے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ تم ابھی اسی وقت سوار ہو کر جاؤ اور اس کو واپس لاؤ جس طرح کہ تم نے اسے فروخت کر دیا ہے چنانچہ ابو سعید اس وقت جا کر اس لڑکے کو واپس لے آئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی کہ آپؐ نے زید ابن حارث کو ایک مہم پر بھیجا جہاں انھیں چند قیدی ہاتھ لگے منجملہ ان قیدیوں میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے غلام کے ضمیرہ بھی تھے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ان کو فروخت کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جب آپؐ جانے لگے تو آپؐ نے انھیں روتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ سب کیوں روتے ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ یہ سب کے سب بھائی ہیں جن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اچھا ان کو جدا نہ کرو انھیں ایک ہی ساتھ فروخت کر دو۔

فصل ۱۵

قرضوں کے احکام کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام اور آپؑ کے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار عالم اس وقت تک قرضدار کے ساتھ رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنا قرض ادا نہ کر دے بشرطیکہ اس قرض میں ایسی بات شامل نہ ہو جو خدا کو ناگوار ہو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا اگر کسی نے کسی کو قرض دیا

اسی کے برابر اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا پھر دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ جس نے قرض دیا اس کے برابر ہر روز اس کو صدقے کا ثواب ملے گا اس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے رسولِ خدا صلعم کل آپ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جس نے قرض دیا اس کو اس کے برابر صدقہ کا ثواب ملے گا اور آج ہم سے یہ فرما رہے ہیں کہ جس نے قرض دیا اس کو اس کے برابر ہر روز صدقہ کا ثواب ملے گا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہاں جس نے قرض دیا اس کو اس کے برابر صدقے کا ثواب ملیگا اور اگر قرض کی ادائے گی کا وقت ہو جانے کے باوجود اس کے لینے میں تاخیر کیا تو اس کے برابر ہر روز اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی نہ تو سواری کا جانور اور نہ کوئی ادھار سامان بطور قرض اس طرح لے کہ وہ اس بات کو پسند نہ کرتا ہو کہ وہ اس کے قرض خواہ کے پاس اترے یا اس کے کھانے میں سے کھائے اور پیے یا اسکا گھر اسی گھانس میں سے گھانس چرے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو نفع حاصل کرنے کے لئے قرض دے رہا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ قرض جس میں نفع ہو وہ سود ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کسی شخص کو ناقص درہم قرض دیتا ہے اور پھر وہ قرضدار اسے اچھے درہم اپنی خوشی سے لوٹاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے کسی کو بطور قرض چاندی دیا اور وہ اس کے مانند چاندی لوٹانے کی شرط کرتا ہے تو اگر اس کو اس سے عمدہ قرض کی ادائیگی میں ملے تو اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے کچھ درہم اور مال دوسرے پر باقی ہیں پس وہ اس کو ہدیہ دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس سے قرض خواہ کو جلب منفعت نہ ہو ورنہ ہدایا اور تحائف لینا مکروہ ہوگا لیکن اپنی خوشی سے ہدایا و تحائف دے تو قرض خواہ کو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے کچھ مال ایک شہر سے دیا اور اسے آپ نے دوسرے شہر سے وصول کیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بنڈل لینے کی رخصت دی ہے بنڈل اس رقم کو کہتے ہیں جسے ایک شخص نے ایک ملک میں دیا اور دوسرے ملک میں وصول کیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اس قوم کی بابت پوچھا گیا جو باہم کسی چیز کو اس کی اصل قیمت سے زیادہ پر اُدھار فروخت کرتے ہیں اور جب لین دین پر متفق ہو جاتے ہیں تو اپنے درمیان کسی اور چیز کی بیع کو داخل کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں عرض کیا گیا کہ کیونکہ وہ حرام چیز کو ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس قسم کی بیع سے حلال [illegible] کی نیت رکھتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے ناجائز طور پر ہم بستر ہو گیا حتیٰ کہ دونوں متفق ہو گئے پھر دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ وہ نکاح کر لیں۔ چنانچہ انھوں نے باہم صحیح عقد کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دوسرے شخص سے یہ کہتا ہے کہ تم میرے واسطے کچھ سامان خرید دو پھر میں اس کو تم سے اُدھار خرید لوں گا۔ چنانچہ اس نے اس کے کہنے کی وجہ سے مال خرید لیا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ تو مال اس وقت خریدے گا جب وہ مال پر قابض ہو جائے گا آپ سے کہا گیا کہ اگر وہ اس کے پاس کچھ اناج مانگنے کے لئے آئے یا اُدھار خریدنے آئے تو کیا یہ صحیح ہے کہ وہ اس کے نرخ کو قطع کر دے اور پھر وہی مال دوسری جگہ سے خرید لے آپ نے فرمایا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کا ایک شخص پر قرض باقی ہے اور اس کی میعاد مقرر ہے پس اس کا قرض خواہ آ کر اسے یہ کہتا ہے کہ مجھے اتنی رقم یا سامان دیدو تو میں باقی قرضے میں کمی کر دوں گا یا مدت بڑھا دونگا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ اصل قرضے میں زیادتی نہ کرے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ قرض خواہ اپنے قرض کو ایک میعاد تک کے لئے کم کر دے اور

پھر اپنا قرض لے لے۔

فصل (۱۶)

حوالہ اور کفالہ کا بیان

پروردگار عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ارشاد فرمایا ہے کہ :-
قالوا واقبلوا علیھم ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم (ترجمہ) یہ لوگ بھائی والوں کی طرف پھر بڑھے اور کہنے لگے (آخر) تمھاری کیا چیز گم ہوگئی ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا ہے اور میں اس کا ضامن ہوں جو شخص اس کو لاکر حاضر کرے گا اس کو ایک بار شتر (غلہ انعام ملے گا ۱۲/۱۳ زعیم، جمیل، کفیل، صبیر، ضمین، یہ تمام الفاظ کفیل کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ہلال کے ایک مرد سے فرمایا جس نے آپ سے یہ کہا کہ [illegible] جس نے کسی کی ضمانت لے رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مانگنا [illegible] تین ہی آدمیوں کیلئے جائز ہے ایک تو وہ شخص مانگ سکتا ہے جس نے کسی کی ضمانت لے رکھی ہے حتی کہ وہ ضمانت ادا کردے اور ایک وہ شخص ہے جس کا سرمایہ لوٹ لیا گیا ہو یا جسکا مال پوری ہوگیا ہو وغیرہ یعنی آفت زدہ شخص اور تیسرا وہ شخص مانگ سکتا ہے جو سخت ترین فاقہ میں مبتلا ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جس کے چند دراہم ایک دوسرے شخص پر باقی تھے پس اس نے ان دراہم کی ادائے گی دوسرے شخص کے حوالے کردی آپ نے فرمایا کہ اگر حوالہ کے وقت اس نے کفیل کو قرضدار کی ذمہ داری سے بری کردیا تھا تو اس صورت میں قرضخواہ کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ پھر اس سے مانگے اور اگر اس نے اس شخص کو ذمہ داری سے بری نہیں کیا تھا تو وہ دونوں میں سے

جس سے چاہے رقم وصول کر سکتا ہے جبکہ وہ شخص کفیل اور ضامن ہو گیا ہو جس کا حوالہ

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب ایک شخص پر کسی کا قرض ہو اور اس کے دو شخص کفیل ہوں تو اسے اختیار ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس قرض وصول کرے۔ اگر ان میں سے ایک شخص دوسرے کا حوالہ دے تو اس کے درست نہیں ہے کہ وہ دوسرے سے مانگے بشرطیکہ اس نے اول شخص کو قرض برالذمہ کر دیا ہو۔ اسی طرح دو آدمیوں نے مل کر ایک شخص کے سو دینار کی کفالت ذمہ لے ہے اس شرط پر کہ ان میں سے ہر ایک اپنے قرضدار دوست کے قرض کا ذمہ دار پس جب ان دونوں میں سے مطالبہ کیا گیا تو اس وقت اس شخص کو جس سے مطالبہ کیا گیا ہے حق ہے کہ وہ کہ ہمشریک سے نصف کا مطالبہ کرے اگر وہ چاہے تو جس کا کفیل ہے اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور شخص دوسرے سے کفالت لے کر خود کفیل بن جائے پھر اس سے کفالت لے کر دوسرے کفیل بن جائے تو اس صورت میں کفالت کے دونوں ہی ذمہ دار ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شخص کی ضمانت میعاد پر لے اور وقت موعود پورا ہو گیا اور ضمانت ادا نہ کر سکا تو اسے قید کر دیا جائے ورنہ وہ اپنی ضمانت کو ادا کر دے اگر مطلوب معلوم ہو اور اسے اس کا اختیار ہے اس کو اس شخص کے پاس لیکر جائے جس کی اس نے ضمانت لی ہے اور اگر مطلوب نامعلوم ہو جس میں اصل مال کا حاضر کرنا ضروری ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ پیش کرے اور اگر وہ مر جائے تو اس پر اس کی موت کی کچھ بھی ذمہ داری نہ ہو گی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب ایسا غلام جس کو تجارت کی اجازت ہے وہ کسی کی ضمانت لے تو وہ ذمہ داری اس پر لازم نہیں ہو گی جب تک کہ اس کا آقا ضمانت لینے کی اجازت نہ دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی جرم کی سزا (حد) پر ضمانت نہیں ہے یعنی کسی جرم کی سزا میں ضمانت ناقابل قبول ہے۔

فصل (۱۷)

محروم کرنے اور دیوالیہ قرار دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وابتلوا الیتمیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم

اور یتیموں کو کاروبار میں لگائے رہے یہاں تک کہ بیاہنے کے قابل ہوں پھر اگر تم انھیں (ایک مہینے کا خرچ) ان کے ہاتھ سے کرا کے اگر ہوشیار پاؤ ان کے حوالے کر دو ۴/۵

پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں یتیموں کی آزمائش کا حکم دیا ہے جبکہ وہ بیاہنے کے قابل ہو جائیں پس اگر ان کی ہوشیاری معلوم ہو جائے تو ان کا مال کے حوالے کر دیا جائے پس اس حکم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس کی ہوشیاری کا نہ چلے اس کا مال نہ دیا جائے خواہ بیاہنے کے قابل ہی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ پروردگار عالم نے ان دو شرطوں سے ہی مال دینے کی اجازت دی ہے ایک تو بیاہنے کے قابل ہونا اور دوسری شرط ہوشیار ہونا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے یتیم کے ولی کی بابت فرمایا کہ جب یتیم قرآن پڑھنے لگے اور سن بلوغ کو پہنچ جائے اور اس سے ہوشیاری ظاہر ہو تو اس کا مال اس کو سونپ دے لیکن اگر وہ سن بلوغ کو تو پہنچ جائے اور اس کو عقل نہ ہو کہ جس کی وجہ سے اس پر اعتماد کیا جا سکے تو اسے مال نہ دے اور اس کے معاملات میں راہ و رسم کے مطابق خرچ کرے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت اس مومن پر کہ جب وہ کلام کرتا ہے تو فائدہ مند ہوتا ہے اور جب خاموش رہتا ہے تو سلامت رہتا ہے میں تمہارے لئے قیل و قال اور خوئے سوال اور مال کی بربادی کو ناپسند کرتا ہوں

اور خدا رحم کرے اس مومن پر جو حلال کھاتا ہے اور حساب سے خرچ کرتا ہے اور نیکی کو مقدم کرتا ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیز کو ناپسند فرمایا ہے۔ اُن کو استعمال کرنا ناجائز ہے بلکہ اس سے دور رہنا واجب ہے اس کے علاوہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر بھی پورا اتفاق ہے کہ جو مغلوب العقل یعنی خبطی ہے اسے اس کے مال سے دور رکھنا چاہیئے اور اس کے جہل کی وجہ سے اس کے مال کی حفاظت کی جائے لہذا صحیح العقل آدمی جب ایسے فعل کا ارتکاب کرے جس سے روکا گیا ہے تو وہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اسے فساد سے منع کیا جائے۔

چنانچہ پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں فضول خرچی سے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ (ترجمہ) اور (خبردار) فضول خرچی مت کیا کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے یقیناً شیطانوں کے بھائی ہیں ۱۵/۱۷/۲۵

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ کو عبداللہ بن جعفر کی فضول خرچی کی بابت خبر پہنچی تو آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ انھیں مالی معاملات کرنے سے روکو تو حضرت عثمان نے جواب دیا کہ میں اس شخص کو مالی معاملات سے کس طرح محروم کرسکتا ہوں جس کا شریک زبیر بن عوام ہے اور مجھے اس کا کوئی ثبوت بھی تو نہیں ملتا ہے۔

حضرت عثمان سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کا گذر زمین شور سے ہوا جسے عبداللہ بن جعفر نے خریدا تھا ساٹھ ہزار میں اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات سے کوئی خوشی نہیں ہے کہ میرے نزدیک میری اس جوتی کے برابر ہے پھر ان کی ملاقات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو ان سے فرمایا کہ تم اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑ کر اسے مالی معاملات سے کیوں نہیں روکتے اس نے ساٹھ ہزار میں ایک زمین شور خریدا ہے جس سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہے کیونکہ وہ میرے نزدیک میری اس جوتی کے برابر ہے افسوس کہ حضرت عثمان یہاں تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو مالی معاملات سے روکنے کا حکم کرتے

ہیں اور عبداللہ بن جعفر کا ہاتھ پکڑنے کا حکم کرتے ہیں لیکن جب وصی رسول علیہ السلام انھیں خود لے کر آئے تھے کہ وہ مالی معاملات سے محروم کر دیں تو اس وقت انھیں اس معاملہ کو نظر انداز کرنے کا یہ بہت بڑا سبب نظر آیا کہ زبیر ان کے شریک کار ہیں حالانکہ زبیر کی شرکت کی بنا پر واجب کو ساقط نہیں کیا جا سکتا ہے غور و فکر کرنے والے کے لئے یہ بات نہایت واضح ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور اس کے پاس کسی کا بعینہ مال موجود ہو تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے لوگوں کی بابت پوچھا گیا جن کا ایک شخص قرضدار ہے اور ان میں سے ایک قرضخواہ نے اس قرضدار کے ہاتھ میں اپنا کچھ مال و سامان پا لیا تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ قرضخواہ آپس میں ہر ایک کو اس بات کا اختیار دیدیں کہ وہ پسند کریں تو اس شخص کو سامان دیدیں جس نے اسے قرضدار کے ہاتھ میں پایا تھا یا وہ سب خود سامان لے لیں یا جس سے اس مال کو اپنی پونجی میں سے پایا ہے اس کے حوالے کر دیں۔ عرض کیا گیا کہ اگر انھوں نے سامان ہی کو لینا پسند کیا پس انھیں اس میں نفع ہوا یا نقصان تو پھر اس صورت میں ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ نفع یا نقصان اس شخص پر عائد ہوگا جو قرضدار ہے اور جو باقی ہے اس کی ادائے گی کا ذمہ دار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کی بابت فرمایا جو قرضدار ہو گیا اور پھر قرضخواہوں کی وجہ سے دیوالیہ ہو گیا اس کے بعد کسی نے اسے کچھ مال اس شرط پر دیا کہ دونوں نفع میں شریک ہوں گے چنانچہ اسے مال میں نفع ہوا یا نہ ہوا تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا، آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے دیوالیہ ہو جانے کے بعد بھی اسے قرض دیا ہے وہ اس شخص سے زیادہ اولیٰ اور سزاوار ہیں جو تجارت کے لئے اس شرط پر مال دیتا ہے کہ نفع اور نقصان میں دونوں برابر کے

شریک ہوں گے اور اس کے پہلے قرض خواہوں سے بھی زیادہ اولیٰ و سزاوار ہیں اور مقارض ان لوگوں سے زیادہ اولیٰ ہے جنہوں نے اس کے دیوالیہ ہونے سے قبل اُدھار دیا تھا اگرچہ مقارض پر اس کو دیوالیہ ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا ہے اور وہ اپنے فریق پر تجارت کرتا ہے البتہ یہ بات ہے کہ وہ بے سروسامان ہو گیا ہے اور اب یہ کہتا ہے کہ یہ سروسامان اور یہ مال بعینہٖ فلاں شخص کا ہے۔ پس وہ تصدیق کرتا ہے اور اصل مال قرض کا مالک اس مال کا زیادہ حقدار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مفلس یعنی دیوالیہ شخص پر قرض خواہ دعویٰ کر دیں تو اس وقت ان میں سے سب سے پہلے اس دیوالیہ کے ہاتھ میں جو کچھ موجود ہے اس میں سے اپنے حق پر کام کرنے والا یا جو اجرت پر کام کرتا ہے وہ یا وہ جو کرایہ پر جانور لایا ہے وہ وغیرہ افراد قبضہ کر لیں اس کے بعد دوسرے قرض خواہوں کا حق ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے غلام یا لونڈی خریدا یا سامان پھر اس نے سامان کو صدقہ کر دیا یا لونڈی کو آزاد کر دیا یا غلام کو آزاد کر دیا لیکن جب فروخت کرنے والے نے رقم کا مطالبہ کیا تو اسے خریدار کے پاس کچھ بھی مال نہ ملا اور نہ اس کے پاس کوئی مال ہی تھا آپ نے فرمایا کہ اس کا آزاد کرنا اور خیرات کرنا دونوں رد ہوں گے اور فروخت کرنے والا اپنے غلام کا زیادہ حقدار ہو گا حتیٰ کہ اپنی وہ قیمت پوری حاصل کرے جس قیمت سے اس نے فروخت کیا تھا اور اگر غلام کی قیمت جب فروخت کیا جائے تو رقم فاضل ہو تو اس فاضل رقم کے حساب کے مطابق غلام آزاد کیا جائے اور اگر رقم میں فاضل رقم ملے تو وہ اس کا حق ہو گا جس پر صدقہ کیا گیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا غلام انتقال کر گیا اور وہ عیسیٰ کے ذمہ بہت بڑا قرض چھوڑ گیا اور بہت سے غلام چھوڑ گیا جن کی قیمت اس کے قرض کو محیط تھی مگر اس نے انھیں مرتے وقت آزاد کر دیا تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اس کی بابت پوچھا تو ابن شبرمہ نے کہا کہ

میری رائے یہ ہے کہ تم ان کی قیمتوں کے حصول میں کوشش کرو پھر ان قیمتوں کو قرض خواہوں کو ادا کردو کیونکہ اس شخص نے انھیں موت کے وقت آزاد کر دیا تھا اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ تم انھیں فروخت کر کے ان کی جو قیمت آئے اُسے قرض خواہوں کو ادا کر دو کیونکہ اسے ان غلاموں کو آزاد کرنے کا کوئی حق نہیں تھا جبکہ اس پر انھیں کی قیمت جتنا قرض کا بوجھ تھا آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے کس کی رائے زیادہ ناکارہ اور رائگاں ہے؟ عرض کیا گیا کہ ابن ابی لیلیٰ کی رائے ناپائیدار اور ناکارہ ہے کیونکہ اس میں نقصانی خواہش پائی جاتی ہے وہ یہ کہ انھوں نے غلاموں ہی کو فروخت کر کے اس کا قرض ادا کر دیا آپ نے فرمایا کہ خبردار قسم بخدا ابن ابی لیلیٰ ہی کی بات سچی ہے پھر آپ نے ایک طویل احتجاج بیان کیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو قرضدار ہے لیکن اپنے کاروبار میں مشغول ہے برابر خرید و فروخت کرتا ہے اس درمیان اس نے اپنے اولاد یا دوسروں پر صدقہ کر دیا کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا یہ صدقہ جائز ہے اور اس کا خرید و فروخت اور آزاد کرنا یہ تمام جائز ہے پس اگر وہ شخص جس پر صدقہ کیا گیا ہے یہ دعویٰ کرے کہ جس دن اس قرضدار شخص نے اس پر صدقہ کیا تھا اس دن وہ خرید و فروخت کرتا تھا اور اپنے کام میں مصروف تھا تو اس سے اس کا ثبوت طلب کیا جائے اور اگر ایسا دعویٰ ہی نہ کرے تو ثبوت نہ طلب کیا جائے بلکہ قرضخواہوں پر ثبوت پیش کرنا واجب ہوگا کہ وہ اس روز مفلس تھا خرید و فروخت نہیں کرتا تھا۔ پس اگر وہ ثبوت پیش کر دیں تو ٹھیک ورنہ ان کے واسطے کچھ بھی نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے کسی غلام کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ اتنا قرضدار ہے کہ اس کا تمام مال اس کے قرض پر محیط ہے اور نہ ہبہ و صدقہ جائز ہے اگر قرضوں کا وقت پورا ہو گیا ہے یا اس کی مدت قریب یا بعید ہے ہاں ایک صورت ہے جبکہ اس کے تمام قرض خواہ اجازت دیدیں اور کہے کہ یہ لونڈی مجھ سے بیاہی ہوئی ہے اس بات سے اس کا یہ مقصد ہو کہ اسے فروخت کرنے سے روکے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے الا آنکہ یہ بات معلوم و مشہور ہو۔

لیکن وہ خرید و فروخت کا کام کرے تو جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص قرضدار ہو جائے اور اس کے پاس مال و اسباب اور گھر ہوں اور وہ انھیں قرضخواہوں سے چھپا کر فروخت کر دے پھر غائب ہو جائے یا ہلاک ہو جائے اور خریدار کو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو کہ اس پر قرض تھا یا فروخت کرنے والا غائب ہو جائے اور قرض خواہ خریدار کو پکڑیں اور خریدار یہ کہے کہ اس نے مجھ سے اس لیے خرید و فروخت کیا تھا تاکہ وہ تمھارے قرض کو ادا کر دے تو آپ نے فرمایا کہ جس دن اس نے فروخت کیا تھا اس دن وہ اپنے کام دھندے میں مشغول تھا اس کو نہ دیوالیہ قرار دیا گیا تھا اور نہ اس کو تجارت و تصرف سے منع کیا گیا تھا اور اس نے صحیح طریقے سے بلا کسی جبر کے فروخت کیا تھا اور اس کی یہ بیع معقول ثبوت سے ثابت ہو۔ تو اس کی یہ بیع جائز ہوگی جب تک کہ یہ دیوالیہ نہ ہوا ہو اس کا یہ اقرار قبول کیا جائے لیکن جب دیوالیہ ہو جائے تو جب قرض خواہ اس کا انکار کریں تو بغیر کسی دلیل کے قبول نہ کیا جائے آپ سے تفلیس کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دیوالیہ وہ شخص ہے جبکہ اس کو تصرف اور خرید و فروخت سے منع کر دیا جائے بس تفلیس کا یہ مفہوم ہے اور ایسا صرف بادشاہ وقت ہی کر سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دیوالیہ شخص کو نکاح سے روکا نہیں جا سکتا ہے اور نہ اس کی بیوی کو یہ حق ہے کہ اس کو دوسری عورت کے ساتھ اس کی مہر کے جگہ پر شادی کرنے سے منع کرے درانحالیکہ وہ بھی قرض خواہوں میں سے ایک فرد ہے اور اس نے اپنے قرضوں میں سے جو کچھ ادا کر دیا یا کام اس نے کیا درانحالیکہ وہ اپنے حال پر باقی اور قائم ہے تو اس پر رجوع نہ کیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تنگدست کو قید نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ۔ (ترجمہ) اور اگر کوئی تنگدست (تمھارا قرضدار ہو) ہو تو خوشحالی تک مہلت دو ۳/۲ بشرطیکہ تنگدست اس بات کو ثابت کر دے کہ وہ تنگدست ہے تو اس کو قید میں نہیں رکھا جا سکتا۔

اور اگر کسی پر تھوڑا سا بھی قرض ہے اور کچھ شئے اس تک پہنچی ہے تو فریق کے انکار کے وقت کہ وہ تنگدست نہیں ہے تو اس پر اپنے دعوی کا ثبوت واجب ہے اور اگر وہ مال و متاع ایسا ہے جو اس تک نہیں پہنچا ہے اور وہ چیز مانند اُس چیز کے ہے جو اس پر لازم ہوا ہے کسی گناہ کی وجہ سے یا کفالت یا حوالہ یا عورت کے مہر وغیرہ کی وجہ سے تو اس کی قسم پر ہی اسکے قول کو مانا جائے گا جب تک کہ اس کا اپنا مال ظاہر نہ ہو یا اس پر کوئی حجت و ثبوت قائم نہ ہو جائے۔

فصل ۱۸

زراعت اور سینچائی کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے زراعت کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خرچ تم کرو اور زمین اس کے مالک کی ہو تو ایسی کھیتی سے خدا جو کچھ بھی اُگائے وہ بانٹ لی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل خیبر سے اس طرح نصف حصہ قبول کیا تھا جبکہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے انھیں اس شرط پر خیبر کی زمین دی تھی کہ وہ اسے آباد کریں گے تو جو کچھ بھی وہاں پیدا ہوگا اس میں ان کا آدھا حصہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تہائی، چوتھائی اور پانچویں حصے کی بٹائی پر کم یا زیادہ زمین سے جو کچھ بھی پیدا ہو زراعت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ زمین کا مالک کھیتی کرنے والے سے وہی لے جو زمین سے غلہ پیدا ہوا ہے اور یہ لائق نہیں ہے کہ وہ بیج اور گائے میں حصہ مقرر کرے لیکن کھیتی کرنے والا زمین کے مالک سے یہ کہے کہ میں تمہاری زمین میں کھیتی کرتا ہوں اور زمین سے جو غلہ بھی پیدا ہوگا اس میں تمہارا اتنا حق ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دینار و درہم دے کر مقرر وقت تک کے لئے کرایہ پر کھیتی کرنے کے لئے زمین لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس زمین

ہیں کچھ بھی خیر نہ ہوگا جو گیہوں دے کر اجرت پر لی گئی ہو اور پھر اس میں گیہوں کی زراعت کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک شخص دوسرے کو اس شرط پر خراج والی زمین دیدے کہ وہ اس زمین کا پورا خراج اس کو دیگا، اور وہ اسے معلوم شئی بھی دے گا لیکن اس زمین میں اگر کھجور کے اور دوسرے درخت ہوں تو اس وقت تک اس کی بیع نہیں ہوسکتی جب تک پھل کے آثار ظاہر نہ ہوجائیں الا آنکہ اس زمین میں بعض قسم کی سبزیاں یا پھل وغیرہ ہوں یا ایسی چیزیں ہوں جن پر بیع کا اطلاق ہوتا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے بٹائی کی شرط پر سینچائی کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "مساقات" اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زمین دے جس میں کھجور کے یا دوسرے درخت ہوں اور وہ یہ کہے کہ تم انھیں پانی پلاؤ اور آباد کرو اور جو تو پس جو کچھ بھی اس زمین سے پیدا ہوگا اس میں سے تم کو اتنا اتنا ملے گا پس وہ دونوں جس بات پر بھی اتفاق کرلیں وہ جائز ہوگا

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک شخص کی زمین میں زراعت کی وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھے اتنے اتنے غلے کی حصہ داری میں اس زمین میں زراعت کی اجازت دی تھی مگر زمین کا مالک انکار کرتا ہے کہ اس نے اس کی اجازت نہیں دی ہے آپ نے فرمایا کہ زمین کا مالک قسم کھا کر کہے تو اس کی بات کو تسلیم کرلیا جائے مگر اس وقت اس کی بات نہ مانی جائے جبکہ اس شخص نے اس کی زمین میں زراعت کی اور اسے یہ معلوم تھا اور اس کا ثبوت بھی مل جائے تو اس وقت حصہ داری پر کھیتی کرنے والے کا قول بذریعہ قسم مانا جائے گا الا آنکہ وہ ایسی بات پیش کرے جس میں شبہ ہو اس صورت میں مزارع پر زمین کا کرایہ واجب ہوگا اور اس کی زراعت کو اکھاڑا نہ جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا

گیا جس نے ایک زمین کو جوتا پھر اس سے ایک شخص نے کہا کہ تم مجھ سے آدھا بیج لے لو اور نصف خرچہ اور مجھے زراعت میں شریک کر لو چنانچہ دونوں اس بات پر متفق ہو گئے پس ایسا کرنا جائز ہے۔

فصل (۱۹)

اُجرتوں کا بیان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ثم تولی الی الظل..... علی ان تاجرنی ثمانی حجج (ترجمہ) پھر وہاں سے ہٹکر چھاؤں میں جا بیٹھے..... کہ تم آٹھ برس تک میری نوکری کرو ۲۸/۲۳ ۲۶

امام جعفر الصادق سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنے مزدور کی مزدوری میں ظلم کرتا ہے پس کوئی شخص کسی مرد کو اور عورت وچانور اور غلام ولونڈی کو کسی معلوم کام کے لئے اُجرت پر رکھے تو یہ جائز ہے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب میں سے کسی شخص کی ایک عورت سے شادی کر دی اس شرط پر کہ وہ اس عورت کو قرآن حکیم کی ایک سورت سکھائے گا اس کے متعلق انشاء اللہ ہم کتاب النکاح میں عنقریب بیان کریں گے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کسی سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کو قرآن کی ایک سورہ لکھ کر دیا پس اس کو شفاء ہو گئی اور اس نے تعویذ لکھنے والے شخص کو تعویذ کی اُجرت دی؟ تو آپ نے اس کی رخصت دے دی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اُجرت پر ایسی صنعت کی تعلیم دینے کی اجازت دی ہے جو حلال ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مؤذن بیت المال سے اذان کی مزدوری لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جن کے لئے وہ اذان دے رہا ہے ان تمام کے پاس سے اذان کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کے پاس ایک شخص آکر یہ سوال کرتا ہے کہ اس کے واسطے زمین یا گھر یا غلام یا جانور وغیرہ خرید لے اور اس کے لئے مزدوری مقرر کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کو کچھ سامان سپرد کیا گیا تھا اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم اس کو فروخت کر دو پس اتنے اتنے پر جو زائد ہوگا وہ تمہارا حق ہوگا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کسی کام کے لئے مزدوری پر رکھا گیا پس اس نے اسے خراب و برباد کر دیا تو اس کی ضمانت لی جائے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک حمال کو لے کر حاضر ہوا جس کو ایک تیل سے بھری ہوئی بڑی شیشی اٹھانے کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا پس اس نے اس شیشی کو توڑ دیا۔ آپ نے اس مزدور کو ذمہ دار قرار دیا۔ آپ مزدور کو ہی ذمہ دار قرار دیتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے حمال کی بابت پوچھا گیا جو اپنے ساتھ تیل اٹھا کر لے جاتا ہو پس وہ کہتا ہے کہ تیل ضائع ہو گیا یا گر گیا آپ نے فرمایا کہ اس کا مالک چاہے تو اس مزدور سے وصول کر سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اور اگر وہ یہ کہے کہ راستے میں چوروں نے لوٹ لیا تو اس کی یہ بات بلا کسی دلیل و ثبوت کے تسلیم نہ کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے گھر کی بات پوچھا گیا جسے ایک شخص کرایہ پر لیتا ہے پھر وہ دوسرے کو زیادہ کرائے پر دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے الا آنکہ وہ اس گھر میں کوئی نیا کام کرے (یعنی کوئی نیا کمرہ بنائے) اور اگر وہ اس گھر کا کچھ حصہ اس اجرت پر دیدے جس کرایہ پر اس نے لیا تھا اور کچھ حصے میں وہ خود رہے تو

اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو اجرت پر ایسا گھر لیتا ہے جس میں کچھ درخت ہیں وہ اس کے پھلوں کی شرط پر لیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے مال و اسباب دے کر کرایہ پر مکان لینے کی اجازت دی ہے اور ایک رہنے کی جگہ دوسرے رہنے کی جگہ کے عوض کرایہ پر لی جا سکتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو ماہوار کرایہ پر ایک گھر اس شرط پر لیتا ہے کہ اگر وہ اس گھر میں ایک دن بھی رہے گا تو اس پر پورے مہینے کا کرایہ واجب ہوگا آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اس گھر کو مہینے کے باقی دنوں کے لئے کرایہ پر دیدے۔ پس اگر دونوں کرایہ کی بابت جھگڑا کریں تو حساب کر کے ہر دن کا کرایہ لے لیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے کرایہ پر ایک مکان لیا اور وہ بوسیدہ ہو گیا یا منہدم ہو گیا تو اس کے مالک کو مرمت و اصلاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، لیکن کرایہ پر مکان لینے والے کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو اس مکان میں رہے یا نکل جائے اور جتنے دنوں رہا ہے اس کا حساب کر لے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کرایہ پر ایک مکان لیا ہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ گھر کے اندر ایسی چیز رکھے جو مکان کو یا پڑوسیوں کو نقصان دہ ہو، اور اگر اس نے بغیر بتائے ہوئے کہ وہ اس مکان میں کیا کرے گا کرایہ پر لیا ہے تو اس مکان کے مالک کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کو کسی کام سے منع کرے بشرطیکہ وہ نقصان دہ نہ ہو یہی صورت دکانوں کی ہے۔

آپ سے دو مخالف کرائے داروں کی بابت پوچھا گیا جو کرایہ داری کی بابت جھگڑا کرتے ہیں رہنے سے قبل یا بعد، تو آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں مالک مکان کی بات مانی جائے گی

اور دونوں سے حلف اٹھایا جائے اور دونوں فسخ کردیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو کسی کے مکان میں رہتا ہے پس وہ کہے کہ میں نے فلاں سے اس مکان کو کرایہ پر لیا ہے اور اس میں رہنے والا کہتا ہے کہ تو نے مجھے یہ مکان رہنے کے لئے کرایہ پر دیا ہے لیکن ان میں سے کسی کے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ گھر کا مالک اگر قسم کھا کر کہے تو اس کی بات تسلیم کی جائے اور کرایہ کی قیمت کا وہ حقدار ہے اور اگر ان دونوں میں سے کسی کے پاس ثبوت موجود ہو تو پھر ثبوت زیادہ بہتر ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مشترک اور غیر منقسم مال و متاع کرایہ پر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک شخص سے ایک گھر کرایہ پر لیا پھر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ گھر کے مالک نے اس کو اس مکان کی مرمت کا حکم دیا تھا اور اس نے اس مکان پر روپیہ خرچ کیا ہے اور مالک مکان اس بات کا انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دعوے دار پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے اور مالک مکان پر قسم کھانا لازم ہے اور کرایہ دار کو اس بات کا حق ہے کہ اس نے اس مکان میں جو کچھ نیا مال و اسباب لگایا ہے وہ اٹھا کر لے جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے کرایہ پر ایسا مکان لیا تھا جس میں مالک مکان کا اسباب رکھا ہوا ہے اور شرط یہ تھی کہ وہ اپنا اسباب ہٹائے گا لیکن اس نے اپنا سامان ہٹانے میں سستی کی آپ نے فرمایا کہ اس پر کرایہ واجب نہیں ہوتا مگر اس جگہ کے مطابق جس میں وہ رہتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کرایہ دار نے مالک مکان کی بغیر اجازت کے گھر میں کچھ بنایا اور اس کے بنانے کی وجہ سے مکان کو نقصان پہنچا تو اس کا ذمہ دار کرایہ دار ہوگا اور اگر اس نے وہی کام کیا ہے جو گھر میں رہنے والے کرتے ہیں تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں عائد ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایک بار برداری

کا جانور یا کشتی کرایہ پر لیا تاکہ کشتی میں یا بار برداری کے جانور پر معلوم مال و سامان کسی معلوم جگہ کی طرف لے جائے اور جانور ہلاک ہو جائے یا کشتی ٹوٹ جائے تو کرایہ فسخ ہو جائے گا اور اگر ایسا مال و اسباب بار برداری کے جانور پر یا کشتی میں لادنے کے بعد ہوا ہے اور کچھ راستہ طے کر چکا ہے تو جس قدر راستہ طے ہوا ہے اس کے حساب کے مطابق اس پر کرایہ واجب ہوگا اور اگر اس نے صرف مال پہنچانے پر کرایہ سے لیا ہے لیکن اس نے بار برداری کے جانور کا یا کشتی کا نام نہیں لیا ہے تو اس صورت میں کرایہ پر دینے والے کو لازم ہے کہ وہ جس کو اس نے کرایہ پر لیا ہے اسے پہنچا دے تو اسے پوری مزدوری ملے گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ماہوار کرایہ پر ایک بار برداری کا جانور لیا تاکہ اس سے پیمائی کا یا کوئی اور کام لے یا اس پر سفر کرے لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کس قدر پیمائی کرے گا اور کیا اس پر لادے گا یا ہر روز اس کو کتنا چلائے گا۔ پس اجرت تو جائز ہے اور کرایہ پر لینے والے کو یہ اختیار ہے کہ وہ جانور کو اس مقرر میں لے جس کے لئے اس نے کرایہ پر لیا ہے اور اس سے اتنا ہی کام لے جتنا کہ اس قسم کے جانوروں سے لیا جاتا ہے اگر وہ ظلم کرے گا تو اس کا ذمہ دار وہ ہے اور یہی صورت کشتیوں کے بارے میں بھی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے کرایہ پر ایک جانور یا کشتی لیا پس اس نے اس پر شراب یا سور یا کوئی ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے لاد کر لے گیا تو بار برداری کے جانور کا جو مالک ہے اس پر کچھ بھی حرف نہ آئے گا اور اگر دونوں نے حرام چیزوں کے لادنے پر عقد و عزم کیا ہے تو یہ عقد فاسد ہے اور اس کا کرایہ بھی حرام ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو بار برداری کا جانور یا کشتی کرایہ پر لیتا ہے اس شرط پر کہ وہ اسے فلاں فلاں جگہ پہنچا دے گا۔ اتنے دن میں پس اگر اس نے مقررہ دن میں نہ پہنچایا تو کیا اس صورت میں طے شدہ کرایہ سے کم کرایہ اس پر واجب ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کرایہ فاسد ہوگا اور کرایہ پر لینے والے کے ذمے اسی قدر اجرت واجب ہوگی جتنی اس نے سواری کی ہے

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا جس نے ایک معلوم جگہ کے لئے کرایہ پر جانور لیا تھا چنانچہ وہ اس جگہ سے تجاوز کر گیا پس بار برداری کا جانور ہلاک ہو گیا؟ آپ نے اس شخص کو اس کی قیمت کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اس پر کرایہ واجب نہیں کیا یعنی اس نے جو زیادہ کر دیا تھا اس پر کرایہ واجب نہیں کیا، اور امام جعفر الصادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر حد مقرر سے تجاوز کرنے کے باوجود جانور ہلاک نہیں ہوا ہے تو جانور کے مالک کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو کرایہ پر لینے والے شخص نے جتنی دیر تک حد سے تجاوز کیا ہے اور اس کی وجہ سے اس کو کرائے کا نقصان ہوا ہے تو وہ اس کا اسے ضامن بنا سکتا ہے اور اگر چاہے تو اس سے کرایہ وصول کر سکتا ہے۔ اور یہی صورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ کرایہ پر لینے والا مقرر حد سے زائد مال و اسباب جانور پر لاد دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایک دن کے لئے ایک جانور کرایہ پر لیا اور اسے کئی دن تک باندھ رکھا تو جانور کے مالک کو اختیار ہے چاہے تو اس میں جو نقص پیدا ہو گیا ہے اس کا اسے ذمہ دار ٹھہرائے یا چاہے تو اس سے اجرت طلب کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کرایہ پر لینے دینے والوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور کرایہ پر لینے والا کہے کہ میں نے اس جانور کو فلاں فلاں موضع تک کے لئے کرایہ پر لیا ہے اور جانور کا مالک کہے کہ نہیں بلکہ فلاں موضع تک ہی کے لئے میں نے کرایہ پر دیا ہے۔ پس اگر ان دونوں موضع میں سے ایک موضع زیادہ دور اور پُر مشقت ہو تو کرایہ پر جس نے لیا ہے اس پر ثبوت پیش کرنا لازم ہے۔ اگر وہ اس کا دعویٰ کرے، اور اگر دونوں برابر ہوں اور ان میں سے ہر ایک کی مراد اسی

موضع سے ہو جس کا دونوں میں سے ہر ایک نے ذکر کیا ہے پس اگر یہ اختلاف جانور پر سوار ہونے سے قبل ہوا ہو یا وہ کچھ سواری کر چکا ہے یا اس نے اس کی اجرت نقد ادا کر دی ہے تو کرایہ پر لینے والے ہی کی بات مانی جائے گی اور کرایہ پر لینے والا دعوے دار ہے جبکہ لوگوں کا کرایہ اس کے کرایہ کے مانند ہو اور اگر وہ سوار نہیں ہوا ہے اور نہ نقد ادا کیا ہے تو اس صورت میں باہم حلف اٹھائیں جو قسم کھانے سے گریز کرے گا تو اس کے حریف کا دعویٰ اس پر لازم ہو گا یہ اس صورت میں جبکہ کوئی ثبوت اور دلیل نہ ہو اور اگر ثبوت و دلیل موجود ہو، تو وہ زیادہ قاطع اور محکم ہے۔

فصل (۲۰)

کاریگروں کے احکام کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ یہ تمام حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ کاریگر اگر کام کو خراب کر دیں تو اس کا ذمہ دار انھیں کو ٹھہرایا جائے چاہے انہوں نے غلطی اور خطا سے کیا ہو یا عمداً جان بوجھ کر جبکہ وہ مزدوری پر کام کرتے ہوں اور اگر وہ یہ دعویٰ کریں کہ انھوں نے بغیر مزدوری کے کام کیا ہے اور پونجی والے یہ کہیں کہ انھوں نے اجرت پر کام کیا ہے پس اصحاب متاع قسم کھا کر کہیں تو ان کی بات مانی جائے گی اور دعوے داروں پر یہ واجب ہوگا کہ وہ ثبوت و دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے کاریگر کی بابت پوچھا گیا جو کام کرنا قبول کرتا ہے پھر اس کو اس کام سے کم کی ضمانت لی جاتی ہے جس کام کے کرنے کی اس نے ضمانت دی تھی، آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ذرا بھی کام کیا یا اس کے متعلق کوئی تدبیر و تجویز پیش کی یا کپڑا کاٹا اگر کپڑا ہو یا اس نے کپڑے پر کچھ کام کیا ہو تو اس کے لئے یہ فصل و زیادتی عمدہ ہوگی ورنہ اس کے لئے اس کام میں کوئی خیر نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آٹا پیسنے والے کی بابت پوچھا گیا جس کو اس شرط پر گیہوں دیا گیا کہ وہ گیہوں کے ناپ سے زیادہ آٹا دیگا جو زیادتی نمایاں اور معلوم ہونی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہے اس کو تو مزدوری لینا واجب ہے اور امانت ادا کرنا لازم ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنہ لگایا اور حجام کو اس کی اجرت ادا کی اور وہ ایک مملوک تھا پس اس نے اپنے مولیٰ سے سوال کیا تو اس نے تخفیف کر دی۔

امام باقر علیہ السلام سے حجام کی کمائی کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ پسند کیا کہ ان کی جانب سے آل محمدؐ کے لئے اتنا اتنا حق ہو اور آپ نے انکی ایک کثیر مقدار بتائی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے پاس کچھ تر و تازہ کھجوریں آئی تھیں اور اس وقت آپ کے اصحاب موجود تھے اور ان میں فرقد حجام بھی موجود تھا آپ نے اپنے اصحاب کو بلایا چنانچہ وہ سب آپ کے پاس آ گئے لیکن فرقد دور بیٹھے رہے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں آگے آنے سے کون سی چیز مانع ہے اے میرے پیارے فرزند فرقد نے کہا کہ میری جان آپ پر قربان میں ایک حجام مرد ہوں یہ سنا تھا کہ آپ نے اپنی ایک لونڈی کو بلایا وہ پانی لیکر حاضر ہوئی آپ نے فرقد کو اپنے دونوں ہاتھ دھونے کا حکم دیا پس انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر آپ نے ان کو اپنے سے قریب کیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ فرقد کھاؤ پس فرقد نے کھایا جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو فرقد نے کہا کہ میں آپ پر قربان میں ایک حجام ہوں لوگ اکثر مجھے میرے پیشہ کی وجہ سے عیب و عار لگاتے ہیں اور کہتے ہیں تمہاری کمائی حرام ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے اپنی کمائی کھاؤ اور اس میں سے خیرات و حج کرو اور شادی بیاہ کرو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے پاس جا کر کہے کہ دیکھو تو یہ دینار یا درہم ٹھیک ہیں یا میرے لئے یہ کپڑا دیکھو جو میرے جسم کو ڈھانک سکتا ہے اور وہ شخص درزی یا صراف ہو اور وہ کہے

کہے کہ یہ نقدی ٹھیک ہے یا کہے یہ کپڑا موزوں ہے اور پھر اس کو خلاف بیان پائے ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے دھوکا کھایا ہے یا اس نے اس کو مغالطہ اور فریب میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہو اور اس کی شہادت موجود ہو تو اس کی تادیب کی جائے اور اس پر غرامت عائد کی جائے اور اگر اس نے اپنے اجتہاد سے کہا تھا تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی درزی کو سینے کے لئے کپڑا دے اور اس کپڑے کی قبا سی دے اور کپڑے کا مالک کہے کہ میں نے تو قمیص سینے کو کہا تھا اور درزی کہے کہ نہیں بلکہ تو نے مجھے قبا ہی سینے کا حکم دیا تھا اور ان دونوں کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو تو اس صورت میں درزی قسم کھا کر کہے تو اس کی بات تسلیم کی جائے گی۔

فصل (۲۱)

رہن کا بیان

پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ :- یا ایھا الذین امنوا اذا تدا
یتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ ..... ولم تجدوا کاتبا
فرھان مقبوضۃ (ترجمہ) اے ایمان والو جب ایک میعاد مقرر تک
کے لئے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھا (پڑھی کر) لیا کرو .....
..... اور کوئی لکھنے والا نہ ملے (اور قرض دینا ہو) تو رہن با قبضہ رکھ لو۔

۲ ۳
اس آیت کریمہ ۲۸۲-۲۸۱ میں پروردگار عالم نے رہن با قبضہ کا تذکرہ کیا ہے پس اس طریقے سے رہن با قبضہ نہ ہو جس طریقے سے رہن پر قبضہ ہوتا ہے تو وہ رہن نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مکان اور زمین مشترک اور غیر مشترک کو رہن رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور زیورات غلہ اور اموال وغیرہ جبکہ با قبضہ ہو، تو رہن رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور قبضہ نہ ہو تو وہ رہن نہ ہوگا، اور قبضہ کے بعد پھر رہن رکھنے والے کے ہاتھ میں دیدیا جائے تو یہ رہن نہ ہوگا کیونکہ اموال، زیورات اور غلہ وغیرہ کا واپس کر دینا یہ رہن سے خارج کرنا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رہن سے نفع نہیں لیا جا سکتا ہے اور جس رہن سے نفع لیا جائے اس کا حساب کر کے اس کا بدلہ لیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب رہن تباہ ہو جائے تو وہ رہن رکھنے والے کا مال برباد ہو گا اور اس پر قرض علی حالہ باقی ہو گا اور اگر وہ شخص جس کے پاس مال رہن رکھا ہوا تھا وہ یہ دعویٰ کرے کہ مال ضائع ہو گیا ہے اور اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہ ہو اور رہن رکھنے والا شخص مال کے ضائع ہونے کی تکذیب کرے تو بغیر کسی ثبوت کے اس شخص کی بات نہ تسلیم کی جائے جو یہ کہتا ہے کہ مال ضائع ہو گیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے دونوں حضرات ائمہ اقدسین علیہم السلام نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جس کے پاس رہن رکھا ہوا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہزار میں رہن رکھا ہے اور رہن رکھنے والا کہتا ہے کہ نہیں بلکہ اس نے ایک سو میں رہن رکھا ہے اس کے متعلق امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اگر رہن پر رکھنے والا قسم کھا کر کہے تو اس کی بات تسلیم کی جائے گی اور جس کے پاس رہن رکھا ہوا ہے اگر وہ زیادہ کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے پس اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ رہن کی رقم ضائع ہو گئی ہے اور رہن رکھنے والا اس بات کو سچ نہ مانے اور اس کے پاس کوئی ثبوت موجود نہ ہو اور دونوں قیمت کی بابت اختلاف رکھتے ہوں تو جس کے پاس رہن ہے وہ قسم کھا کر کہے تو اس کی بات تسلیم کیجائیگی۔ اور رہن رکھنے والے نے زیادہ کا جو دعویٰ کیا ہے تو اس پر اس کا ثبوت پیش کرنا واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب رہن کی میعاد مقرر ہو اور رہن رکھنے والا غائب ہو تو رہن کو اس وقت تک فروخت نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ موجود نہ ہو یا پھر اس کا کوئی وکیل ہو یا اس نے اس کی فروختگی اپنی غیبت کے زمانے میں جب کہ وہ میعاد پر حاضر نہ ہو اس شخص کے سپرد کر دے جس کے پاس وہ رہن ہے یا کسی اور کے سپرد کر دے تو اس صورت میں رہن فروخت

ہوسکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب لونڈی یا باربرداری کا جانور یا بھیڑ بکری رہن ہوں اور لونڈی کو بچہ پیدا ہوا ہو یا جانور اور بھیڑ بکریوں نے جنا ہو تو اس صورت میں سب کے سب اپنی اپنی ماؤں کے ساتھ رہن میں شمار ہوں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے رہن شدہ باربرداری کے جانور کا کرایہ اور مکان کا کرایہ درختوں کا غلہ اور رہن شدہ جاگیروں کے کرایہ کے متعلق فرمایا کہ ان تمام پر رہن رکھنے والے کا حق ہے الا آنکہ رہن لینے والے نے یہ شرط لگا رکھی ہے کہ کرایہ اصل میں شمار ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے غلام یا لونڈی کو رہن رکھا پھر اس نے اسے آزاد کر دیا اور اس کے پاس غلام یا لونڈی کے علاوہ کچھ مال بھی ہو تو اس صورت میں اس کا مال لے کر قرض ادا کر دیا جائے اور جس کو اس نے آزاد کر دیا ہے اسے آزاد کر دیا جائے اور میعاد کا انتظار نہ کیا جائے اور نہ اس کی جگہ پر کوئی رہن رکھا جائے اور اس طرح اگر اس نے مال معینہ کی ادائے گی کی شرط پر آزاد کیا ہو یا اس کا انتظام کیا ہو الا آنکہ اس کی قیمت کی ادائے گی کی شرط ہو یا اس کا انتظام کیا ہو تو اس کی وفاداری ضروری ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص لونڈی کو رہن رکھے اور پھر اس کے ساتھ ہمبستر ہونے کا ارادہ کرے۔ رہن پر لینے والے کی اجازت کے بغیر تو وہ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور اگر وہ اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اس کے ساتھ ہمبستری کر لی تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے لیکن اس سے اگر حاملہ ہو جائے تو اس کے مال سے قرض ادا کر دیا جائے اور لونڈی اس کو واپس کر دی جائے۔ جب وہ بچہ جنے گی تو ام ولد شمار کی جائے گی۔

فصل (۲۲)

شرکت کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباءِ کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکانوں اور زمینوں میں شرکت کی اجازت دی ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنے ہدیہ میں شریک کیا تھا۔

جب دو شخص اموال میں شریک ہونے کا ارادہ کریں اور ہر ایک اپنے شریک دوست کے مال کے مطابق مال نکالے دینار یا درہم پھر وہ اس کو مخلوط کر دیں اور وہ اس طرح سے ایک ایسا مال و ملک ہو جائے کہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ اور شرط یہ ہے کہ دونوں اپنی رائے سے جس چیز کی تجارت کرنا چاہیں گے اس کی خرید و فروخت مل کر کریں گے اور اس کا جو نفع ہوگا وہ باہم تقسیم کر لیں گے۔ اور جو نقصان ہوگا وہ دونوں پر عائد ہوگا بس یہ ہے شرکت کا صحیح طریقہ ہمیں اس میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے اس کے علاوہ دونوں حصہ داروں میں سے کسی کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے حصہ دار ساتھی کے بغیر خرید و فروخت کرے الا آنکہ اس کے حصہ دار ساتھی نے اس کے سپرد کر دیا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بدلہ اور نفع پر دو تجارت

کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ متضاربین" ایسے دو اشخاص کو کہتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو مال دیتا ہے اور وہ اس شرط پر اس مال سے تجارت کرتا ہے کہ جو کچھ نفع ہوگا وہ دونوں کی مرضی اور دونوں کے اتفاق سے باہم تقسیم ہوگا، آپ نے فرمایا کہ دونوں جس شرط پر متفق ہوئے ہیں اس کے مطابق نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور (قیمت کی کمی) نقصان مال میں شمار ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی ایک کا مال دوسرے ساتھی سے زائد ہو تو اس صورت میں ان دونوں کی شرط کے مطابق نفع تقسیم ہوگا۔ اور نقصان ہر ایک کے مال کے مطابق لازم ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے مضاربت یعنی نفع میں شرکت پر کسی سے مال لیا تو اس پر کوئی ذمہ داری کسی مال کی عائد نہ ہوگی اور نہ گھاٹے کی صورت میں اس پر کچھ لازم ہوگا، اگر اس پر تہمت لگائی جائے تو اس سے حلف اٹھوایا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مضارب حکم کے خلاف کرے اور تجاوز کرے تو وہ نقصان اور مال کے ضائع ہونے کا ذمہ دار ہوگا اور دونوں جس شرط پر متفق ہوئے ہوں اس کے مطابق نفع دونوں کے مابین تقسیم ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کسی شخص کو کام کرنے کے لئے مال دیتا ہے اس شرط پر کہ اس کو بطور نفع کے اتنا اتنا دیا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ یہ تو خالص بیاج اور سود ہے یہ شرط تو آقا اور غلام کے درمیان جائز ہو سکتی ہے کیونکہ آقا اور غلام کے درمیان سود جیسا کچھ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مال تو آقا ہی کا ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی مرد مومن کو لائق نہیں ہے کہ وہ ذمی کے ساتھ حصہ دار ہو اور نہ اس کو پونجی

دے اور نہ امانت سونپے اور نہ اس سے خالص محبت کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کی بابت فرمایا جو مر گیا اس حال میں کہ اس کے پاس کسی کی امانت تھی اور وہ خود قرضدار تھا اور اس کے پاس مال کی تجارت میں نفع کی حصہ داری بھی تھی لوگوں کو اس حصہ داری میں اس کے اصل نفع کا پتہ نہیں چلتا تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو قرض کو اس پر واجب الادا سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کا ذمہ دار ہے اور وہ کوئی امانت دار نہیں ہے اس کے ماسوا اس پر کسی چیز کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی لیکن دین کی ذمہ داری ہے اور وہ امانت اور مضاربت میں ماموں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کے پاس قرض کا مال تھا پس اس کی موت آگئی اور اس پر قرض بھی ہے پس اگر وہ مال کی کیفیت بتا دے اور وہ بعینہ پایا جائے پس وہ اس کا حق ہے جس کا اس نے نام بتایا ہے اور اگر اس کے بتانے کے مطابق بعینہ نہ پایا جائے تو وہ جو کچھ چھوڑ کے مرا ہے قرض خواہوں کی تسلی کا سامان ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے دو حصہ داروں کی بابت فرمایا جبکہ وہ خود دونوں علیحدہ ہو جائیں اور جو کچھ دونوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اس کو باہم بانٹ لیں اور قرض غیر موجود باقی رہ گیا ہو پس دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو اسی باقی قرض میں سے حصہ ملے گا لیکن پہنچنے سے قبل اس کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا کہ جو ضائع اور برباد ہو گا وہ ایک ساتھ دونوں پر عائد ہو گا اور قرض کی تقسیم تو جائز ہی نہیں ہے۔

فصل (۲۳)

شفعہ کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے ان تمام حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ جس پر حدود قائم ہو چکے ہوں، اس میں شفعہ نہیں ہے اور پڑوسی کے لئے بھی حق شفعہ نہیں ہے البتہ اس کے لئے صرف حق و حرمت ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے متعلق مجھے اسقدر وصیت کرنے لگے کہ میں نے سمجھا کہ عنقریب اس کو وارث قرار دے دیا جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شریک یعنی حصہ دار کا شفعہ واجب ہے بشرطیکہ وہ مسلم ہو لیکن ذمی کے لئے کوئی حق شفعہ نہیں ہے اور مومن خواہ شفیع ہو یا غیر شفیع اس کا حق واجب ہے اور تقسیم شدہ زمین و مکان میں کوئی حق شفعہ نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس چیز پر حدود جاری نہ ہوئے ہوں اُس میں شفعہ جائز ہے لیکن جب تقسیم اور حدود جاری ہو چکے ہوں تو شفعہ کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ کسی پڑوسی کے لئے حق شفعہ ہے اور بقدر حصہ شفعہ کا حق ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو مال اور زمین وغیرہ غیر منقسم اور مشترک طریق پر ہے اس کے سوا اور کسی میں شفعہ جائز نہیں ہے یا اس دیوار میں ہے جو پتھر یا لکڑی سے باندھی گئی ہے اور اسی کے مشابہ دوسری عمارتوں میں شفعہ جائز ہے۔ اور بلند زمین جس میں سوراخ اور روشندان نہ ہو اس کے مالکان کے لئے حق شفعہ ہے بعض کو بعض پر حق شفعہ حاصل ہے بشرطیکہ وہ سب زمین کے حصہ دار ہوں لیکن جب تقسیم ہو جائے تو اس صورت میں بلند زمین کے مالک اور پست زمین کے مالکان کے مابین حق شفعہ نہیں ہے۔ الا آنکہ دونوں کے درمیان کوئی مشترک چیز ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ (عقار) ہر مال و اسباب میں شفعہ جائز ہے عقار سے مراد کھجور اور زمین اور مکان ہے کشتی نہر اور حیوان میں حق شفعہ نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی عورت کے مہر کا حصہ ادا کر دے تو اس میں حق شفعہ نہیں جائز ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان دونوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کر دے تو دوسرا اس کو فروخت کرنے کا زیادہ حقدار ہے اور حیوان میں شفعہ جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غیبت سے حق شفعہ مرفوع نہیں ہو جاتا آپ نے فرمایا کہ حق شفعہ غائب اور کمسن کے لئے بھی ہے ٹھیک اس طرح جس طرح ان دونوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے جبکہ غائب واپس آ جائے اور کمسن بالغ ہو جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے اس شفیع کے متعلق فرمایا جو بیع کے وقت غیر حاضر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا حق شفعہ ختم نہیں ہو گا یہانتک

کہ وہ حاضر ہو جائے خواہ بیع کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حق شفعہ رکھنے والے کے متعلق فرمایا کہ جب بوقت خریداری تو حاضر ہو پھر غائب ہو جائے اور پھر آ کر حق شفعہ کا مطالبہ کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے حق شفعہ پر برقرار رہے گا جب تک اس کا وقت نہ گذر جائے اور شفعہ کا وقت موجود بالغ کے لئے ایک سال کی مدت ہے پس جب وقت بیع کے بعد ایک سال گذر جائے اور مطالبہ نہ کرے تو پھر اس کے لئے کوئی حق شفعہ نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب بیع منعقد ہو جائے تو اس وقت شفعہ واجب ہو جاتا ہے خواہ مال پر قبضہ ہو یا نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب شفیع خریدار سے فروخت شدہ زمین یا مکان کرایہ پر لے لے یا اس کے ساتھ نخل میں معاملہ کر لے یا کسی چیز میں حصہ دار بن جائے تو اس نے اپنے حق شفعہ کو قطع کر دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے کسی چیز کا حصہ بازمین کا نگڑا کسی غائب شخص کے پاس سے خریدا ہے پس اس پر حق شفعہ والا دعوے دار ہو گیا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو کوئی حق شفعہ حاصل نہیں ہے جب تک کہ وہ بیع ثابت نہ کر دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب حق شفعہ والا اور خریدار کے درمیان مکان کی قیمت کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اس وقت جب خریدار قسم کھا کر اس کے مشابہ مکان کی قیمت بطور ثبوت پیش کرے تو خریدار کا قول مانا جائے گا بشرطیکہ شفعہ والے کے پاس کوئی دلیل اور ثبوت موجود نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کنواں نہر اور سفینہ میں کوئی حق شفعہ نہیں ہے الا آنکہ ان میں سے کسی کا اصل زمین

کے تعلق ہو اور وہ تقسیم نہ کی گئی ہو تو اس میں حق شفعہ ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایسی زمین کے متعلق فرمایا جو قوم پر وقف ہو اور ان میں سے کسی نے مکان بنا لیا اور پھر وہ مر گیا پس اس کے کسی وارث نے اپنا حصہ فروخت کر دیا تو کیا اس کے دوسرے حصہ دار کو حق شفعہ حاصل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کو حق شفعہ حاصل ہے کیونکہ اس مکان کے باقی حصے کو نقصان پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ پورے مکان کو نصف حصہ گرا دے گا پس اس میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو قبل از بیع اپنا حق شفعہ سپرد کر دیتا ہے پھر وہ بیع کے بعد حق شفعہ کا دعویٰ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ بیع کے بعد جب تک کہ حق شفعہ حوالے نہ کرے اس کو حق شفعہ کا حق حاصل ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسی بیع کی بابت پوچھا گیا جو مشترک اور مقسوم پر ایک مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے واقع ہو گئی ہے تو کیا حق شفعہ والے کو یہ اختیار ہے کہ وہ مشترک مال کو اس کی قیمت ادا کر کے لیلے اور مقسوم کو چھوڑ دے۔؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں اس کے لئے پورے پر بیع ہو چکی اس میں جو مشترک ہے اور جو غیر مشترک ہے اگر چاہے تو ایک ساتھ مشترک اور غیر مشترک لے لے ورنہ ایک ساتھ سپرد کر دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے غلام یا کپڑا یا جو ہر وغیرہ دے کر حصہ خریدا ہے تو اس میں کوئی حق شفعہ نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حق شفعہ والا خریدار پر دعویٰ کرے اور کہے کہ میں نے اتنے اتنے میں خریدا ہے پس اس نے حق شفعہ سپرد کر دیا پھر اسے معلوم ہوا کہ اس نے اس سے کم میں خریدا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے اگر وہ اپنے حق شفعہ کا دعویٰ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب فروخت کرنے

والا خریدار سے عقد خریداری کے بعد اس قدر وضع کر دے جتنا کہ دو خریدو فروخت والوں کے درمیان وضع کیا جاتا ہے تو اس قدر حق شفعہ والے سے بھی وضع کر دیا جائے اور اگر جس چیز کو وضع کیا گیا ہے وہ ایسی ہی ہے کہ جس کو وضع نہیں کیا جاتا ہو تو وہ خریدار کو ہبہ کے طور پر دیدیا جائے اور اسے حق شفعہ والے سے وضع نہ کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ والد اپنے کمسن بچے کے لئے حق شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے اور صاحب وصیت یتیم کے لئے حق شفعہ کا دعوے کر سکتا ہے اور قاضی اس کیلئے حق شفعہ کا دعوے کر سکتا ہے۔ جس کا کوئی وصی نہیں ہے جبکہ اس کے لئے دانائی اور بصیرت اس معاملے میں ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حق شفعہ والا خریدار پر دعویٰ کرے اور اپنی ذات پر کسی چیز کا حصہ یا زمین کا ٹکڑا لینا واجب ٹھہرائے پھر اس اقرار سے پھر جائے اور خریدار اس کا مطالبہ کرے تو وہ چیز اس کے لئے لازم ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی چیز کا حصہ یا زمین کا ٹکڑا کئی بار مدت شفعہ میں فروخت کر دیا جائے تو حق شفعہ والے کو خریداروں میں سے جس پر چاہے دعویٰ کر سکتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کیلئے ان کے مابین معاملے میں حق شفعہ جائز ہے لیکن ان میں سے کسی کے لئے کسی مسلمان پر شفعہ کا حق حاصل نہیں ہے۔

کتاب الایمان والنذور

فصل (۱)

عہد و پیمان اور قسم کے پورے کرنے کا جو حکم آیا ہے اسکا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لہم فی الاخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیامۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم۔ (ترجمہ) بے شک جو لوگ اپنے عہد اور (قسم) اقسام (جو) خدا سے کیا تھا (اس) کے بدلے تھوڑا (دنیاوی معاوضہ) لے لیتے ہیں انھیں لوگوں کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے بات تو کرے گا نہیں اور نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں کی گندگی) سے پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۳ ۷۷/۳ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واحفظوا ایمانکم (ترجمہ) اور اپنی قسموں کے پورا کرنے کا خیال رکھو ۷ ۵/۸۹ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واوفوا باالعہد ان العہد کان مسئولا (ترجمہ) اور عہد کو پورا کرو کیونکہ (قیامت میں) عہد کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔ ۱۵ ۱۷/۱۷ اور اللہ جل شانہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (ترجمہ) اے ایماندارو! (اپنے) اقراروں کو پورا کرو ۶ ۱/۵ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا (ترجمہ) اور عہد کو پورا کرو کیونکہ (قیامت میں) عہد کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔ ۱۵ ۱۷/۱۷ اور اللہ جل شانہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (ترجمہ) اے ایماندارو! (اپنے) اقراروں کو پورا کرو ۶ ۱/۵ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا (ترجمہ) اور عہد کو پورا کرو کیونکہ (قیامت میں) عہد کی ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔ ۱۵ ۱۷/۱۷ اور اللہ جل شانہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (ترجمہ) اے ایماندارو! (اپنے) اقراروں کو پورا کرو ۶ ۱/۵ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ واوفوا بالعہد ان اللہ افعاہد تم والا تنقضوا الایمان بعد توکید ہا وقد جعلتم اللہ علیکم

کفیلا۔ اور جب تم لوگ باہم قول و قرار کر لیا کرو تو خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو اور قسموں کو ان کے پکا ہو جانے کے بعد نہ توڑا کرو حالانکہ تم تو خدا کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ ۱۶/۹۱ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم (ترجمہ) اور (مسلمانو) تم اپنی قسموں (کے حیلے) سے خدا (کے نام) کو نشانہ نہ بناؤ ۲/۲۲۴ اور پروردگار عالم نے عہد و پیمان پورا کرنے والوں کی اس طرح مدح و تعریف کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق (ترجمہ) (یہ) وہ لوگ ہیں کہ خدا سے جو عہد کیا اسے پورا کرتے ہیں۔ اور اپنے پیمان کو نہیں توڑتے ہیں۔ ۱۳/۲۹ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا۔ (ترجمہ) اور جب کوئی عہد کیا تو اپنے قول کے پورے ہوتے ہیں ۲/۱۷۷ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما (ترجمہ) تو جو عہد کو توڑے گا تو اپنے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اس بات کا جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کیا ہے تو اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ۴۸/۲۶

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ وہ قوم بہت ہی بدترین قوم ہے جو طاعۃ اللہ کے بغیر قسمیں کھاتی ہے۔

امام جعفر الصادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بروز قیامت پروردگار عالم تین افراد کی طرف نگاہ نہ اٹھائے گا اور نہ ان کو آلودگیوں سے پاک کرے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک تو وہ شخص ہے جس نے امام سے بیعت کی۔ پس اس نے اس کو مال دنیا میں سے کچھ دیا تو اس کے عہد کو پورا کیا۔ اور اگر نہ دیا تو بیوفائی کی۔ اور دوسرا وہ شخص جس کے پاس سر راہ پانی ہے اور اس سے راہیوں کو روکتا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جس نے عصر کے بعد قسم کھائی کہ وہ اپنے اتنے اتنے مال کو راہ خدا میں بخشش کر دے گا۔ پس دوسرے نے سچ مان کر اس کو لیا حالانکہ وہ جھوٹا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے محلہ کناسہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے گروہ تاجران تمہارے ان بازاروں میں قسمیں ہوتی ہیں۔ پس تم اپنی قسموں میں صدقہ ملا دو۔ اور حلف اُٹھانے سے باز آؤ۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص کو جو خدا کے نام سے جھوٹا حلف اُٹھائے گا پاک نہ کرے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم کھانے سے اللہ سے ڈرو کیونکہ اس سے پونجی خرچ ہو جاتی ہے اور برکت مٹ جاتی ہے اور یاد رکھو جس نے جھوٹی قسم کھائی اس نے اللہ تعالیٰ پر جرات کی پس وہ سزا کا انتظار کرے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم نے باغ عدن خلق فرمایا تو اس کا دودھ سونے سے بنایا جو چمکتا ہے اور باریک مشک سے بنایا پس وہ لہلہا اُٹھا اور اس نے اپنی زبان میں کہا کہ انت اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم طوبیٰ لمن قدرت لہ دخولی (ترجمہ) تو ہی معبود ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس ذات کے جو حیّ وقیوم ہے۔ بشارت ہے ان لوگوں کیلئے جن کا تو نے میرے اندر داخل ہونا مقدور فرمایا ہے۔ اس وقت پروردگار عالم نے فرمایا کہ وعزتی وجلالی لا یدخلک من لم یوف بعھدی (ترجمہ) میرے عزت وجلال کی قسم تیرے اندر کبھی وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس نے میرے عہد و پیمان کو پورا نہیں کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی قصہ طول کے ساتھ بیان فرمایا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیعت توڑے گا بروز محشر خدا سے دست بریدہ حالت میں ملے گا۔ اسکے پاس کوئی ہاتھ نہ ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ بُری بات میں کوئی قسم نہ کھائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (ترجمہ) مگر جس شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زبردستی کی طلاق طلاق نہیں ہے۔

اور نہ مجبور کا آزاد کرنا کوئی آزادگی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو تقیہ کے سبب حلف اٹھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو اپنے بھائی پر کسی قسم کا خوف ہو یا تمہیں اپنے دین کے بارے میں خوف ہو یا اپنے مال کا خوف ہو تو پھر تم حلف اٹھاؤ اور اپنی قسم سے اس خوف کو دفع کر دو۔ اور اگر تمہیں اس مصیبت کے دفع کا یقین نہ ہو کہ اس قسم کے کھانے سے ذرا سی بھی مشکل دفع نہ ہوگی تو پھر قسم نہ کھاؤ۔ اور ہر وہ بات کہ جس سے مومن کو اپنی جان کا خوف ہو تو اس وقت اس پر تقیہ کرنا واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم نے اس امت سے چار چیزوں کو رفع کر دیا ہے۔ ایک تو وہ جس کو کام کی استقامت نہ ہو۔ دوسرے وہ جس کو کسی کام کے لئے مجبور کیا جائے اور تیسرے وہ جو بھول جائے۔ اور چوتھا وہ جسے علم نہ ہو اور وہ بے خبر ناواقف ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم (ترجمہ) خدا تمہارے بے کار سے (بیکار) قسموں کے کھانے پر تو گرفت نہ کریگا۔ ۵/۸۹ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ بے کار قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ "لا واللہ" نہیں قسم بخدا "بلی واللہ" اور ہاں خدا کی قسم وہ قسمیں تو کھاتا ہے لیکن کسی چیز پر اپنے دل سے عزم نہیں کرتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے مشکوک و مشتبہ قسمیں کھانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب مظلوم ہو تو حلف اٹھانے والے کی نیت پر فیصلہ ہوگا اور اگر ظالم ہے تو جس سے حلف طلب کیا گیا ہے اس کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قسم تو صرف اس بات کی ہوتی ہے جس کے متعلق حلف طلب کرنے والے نے حلف دلوایا ہے یعنی قسم دلانے والے کے دل میں جو ہے اسی پر قسم ہوگی۔ چاہے قسم کھانے والا قسم میں کچھ اور کیوں نہ مطلب و مراد رکھتا ہو۔ اور اسی طرف مشکوک اشارہ کرتا ہو۔ اور اپنے دل میں قسم کھانے والے کے مقصد کے علاوہ کچھ اور مطلب مراد کیوں نہ رکھتا ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے غیر اللہ کیلئے حلف یا قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حلف اور قسم اللہ ہی کے نام سے ہوتے ہیں۔ اور سوائے اللہ کے نام کے بندوں پر کسی اور چیز کی قسم لازم نہیں ہوتی ہے۔ پس ماسوا اللہ کے قسم توڑنے پر کوئی جرم نہیں عائد ہوتا ہے۔ اور نہ اس پر کوئی کفارہ واجب ہوتا ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو اور چیز کا حلف اٹھوائے۔ اللہ کا حلف اٹھانے والا صادق ہو اور اللہ کی تعظیم کرنے والا ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے کسی لڑکے کا اپنے والد کے خلاف حلف اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور کسی عورت کا حلف اپنے مرد کے خلاف اور غلام کا اپنے آقا کے خلاف حلف اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور اگر ان میں کسی نے حلف اٹھایا ہو تو اس کی قسم اور حلف قابل قبول نہیں ہے۔

فصل (۲)

کون سی قسم لازم ہے اور کون سی نہیں اس کا بیان

استثناء کے ساتھ قسم کھانا اس شخص کے گناہ کو ساقط کر دیتا ہے جس نے قسم کھائی ہے۔ بشرطیکہ وہ قسم حق بجانب نہ ہو چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک غداً الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت (ترجمہ) اور کسی کام کی نسبت نہ کہا کرو کہ میں اس کو کل کروں گا مگر انشاء اللہ کہکر اور اگر (انشاء اللہ کہنا) بھول جاؤ (تو جب یاد آئے) اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو۔ ۱۵/۲۳

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد باری تعالیٰ "واذکر ربک اذا نسیت" کے بارے میں فرمایا کہ یہ قسم کے متعلق ہے جبکہ تم اس طرح سے کہو کہ قسم بخدا میں ایسا ایسا کام کروں گا اور جب تمہیں یہ یاد آئے کہ تم نے استثناء نہیں کیا ہے تو پھر انشاء اللہ کہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھ سے کل ملو تو میں تم کو بتاؤں گا مگر آپ نے اس وقت استثناء نہیں کیا تھا چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسوقت چالیس دن تک آپ کے پاس آنے سے رُک گئے۔ پھر آپ کے پاس جب آئے تو انھوں نے کہا کہ "کسی کام کی نسبت نہ کہا کرو کہ میں کل کروں گا مگر انشاء اللہ کہکر اور اگر انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے قسموں میں استثناء کا حکم دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مشیت کو مقدم رکھو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی پھر "انشاء اللہ" کہا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قسم کھانے والا جب قسم کھائے تو اپنی زبان کو حرکت دے۔ اتنا ہی اس کے لئے کافی ہے۔ چاہے استثناء ظاہر کرے یا نہ کرے۔ اگر قسم کے کے ساتھ استثناء ظاہر کرے تو افضل ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص علانیہ قسم کھائے وہ علانیہ استثناء بھی کرے اور جو پوشیدہ طور پر قسم کھائے وہ استثناء بھی پوشیدہ طور پر کرے۔ اور استثناء جب قسم کے ساتھ متصل ہو تو یہ بالاتفاق معلوم ہے کہ اس کے ساتھ کوئی گناہ لازم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر قسم کھانے والا دونوں کے درمیان فرق پیدا کر دے تو اس کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ چالیس دن یا ایک سال کے بعد بھی استثناء جائز ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قبل از نکاح طلاق واقع نہیں ہوتی اور مالک ہونے سے پہلے غلام کا چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اور صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو ابھی تک مالک بھی نہیں ہوا ہے اس کا صدقہ کوئی صدقہ نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرماتے ہیں یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک.... ابکارا (ترجمہ) اے رسول جو چیز خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہے تم اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کیلئے کیوں کنارہ کش کرتے ہو۔ الخ ۲۸ ۶۶ قصہ یہ ہے کہ قبل اسکے کہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوں آنحضرت صلعم نے ان کے ساتھ خلوت کی تھی۔ پس حضرت عائشہؓ اس بات سے واقف ہوگئیں۔ آپؐ نے ان کو اس بات کے چھپانے کا حکم دیا اور پھر آپؐ نے ماریہ قبطیہ کو اپنے لئے حرام قرار دے لیا۔ پس حضرت عائشہؓ نے یہ بات حفصہ کو کہدی۔ اس وقت پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم الخ.... وابکارا (ترجمہ) اے رسول جو چیز خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہے تم اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کیوں کنارہ کشی کرتے ہو اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ خدا نے تم لوگوں کیلئے قسموں کے توڑنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔ الخ.....

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے حلال کام کو اپنے نفس پر حرام قرار دے لیا اور پھر اس نے اس کو کیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس نے یہ قسم کھائی ہے کہ جس چیز کو پروردگار عالم نے اس کے لئے حلال فرمایا ہے اس سے وہ کبھی قریب نہ ہوگا تو اس کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر چاہے تو اس حلال کام کو کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ قسم کھائی ہے کہ وہ ضرور حرام کام کرے گا تو وہ اس کے پاس نہ جائے اس صورت میں اس پر کوئی گناہ لازم نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم انہیں قسموں کا کفارہ ادا کرتے

وہ اس طرح کہ جو تم پر واجب نہ ہوا تھا اس کو تم نے کیا پھر تم نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کروگے لیکن پھر تم نے اس کا ارتکاب کیا۔ اس صورت میں تم پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے اور جس کا کرنا تم پر واجب تھا۔ پس تم نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کروگے پھر تم نے اس کام کو کیا تو اس صورت میں تم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اور معصیت میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی کفارہ اور اگر کسی نے معصیت کے کام میں قسم کھائی ہے تو اس کو مغفرت طلب کرنا چاہیئے اور صادق آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اور اگر کسی نے طاعت کے کام میں قسم کھائی کہ وہ اسے کرے گا پھر اسنے اسے نہ کیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ جیسے کہ کسی نے قسم کھائی کہ وہ ستقدر قطوع نماز پڑھے گا یا روزہ رکھے گا یا صدقہ دیگا وخیرات کرے گا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے لیکن اس نے اگر یہ قسم کھائی ہے کہ وہ نماز نہ پڑھے گا یا اس نے یہ قسم کھائی کہ وہ ضرور ظلم کرے گا یا خیانت کرے گا یا وہ ضرور کوئی نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرے گا تو وہ ان میں سے کچھ بھی نہ کرے اس کے نہ کرنے میں اس پر کوئی گناہ لازم نہ ہوگا اور نہ کفارہ واجب ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم (ترجمہ) اور تم لوگ پروردگار عالم کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو اس بات کا حلف اُٹھاتا ہے کہ وہ اپنے بھائی سے یا اپنے والد سے بات نہ کرے گا۔ یا اسی کے مشابہ قطع رحم یا ظلم اور گناہ کا ارتکاب کرے گا تو اس پر وہی کرنا واجب ہے جس کا خدا نے اسے حکم دیا ہے۔ اس پر کوئی گناہ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ وہ قسم کھائے کہ وہ ایسا نہ کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے طلاق دینے یا غلام کو آزاد کرنے کی قسم کھائی پھر اس نے قسم کو توڑ دیا تو اس سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ نہ اس کی عورت مطلقہ ہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا۔ یہی حال حج یا قربانی کے جانور کی قسم کھانے کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم سے اور سنت کے خلاف طلاق دینے سے اور بغیر وجہ اللہ آزاد کرنے سے اور غیر اللہ کا حج کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فصل (۳)
نذور کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا۔ یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا۔ (ترجمہ) نیکو کار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے۔ اور جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں ۲۹ پ ۲۶

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آبا کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر اللہ کی نذر اور منت ماننے سے منع فرمایا ہے اور معصیت یا قطع رحم کیلئے نذر ماننے سے بھی منع فرمایا ہے۔

صادق آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کسی نے ایسی نذر مانی (جس سے مذکورہ حدیث میں منع کیا گیا ہے) تو اس پر کوئی نذر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی نذر خدا کی معصیت کے لئے تھی۔ اس لئے اس نذر کے پورا نہ کرنے پر اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کا حال اس شخص کا ہے جو خدا کے واسطے اپنی جان پر نذر واجب کرتا ہے کہ اگر وہ قادر ہو گیا کسی معصیت پر تو اس کو ضرور کرے گا پس اگر وہ قادر ہو تو نہ کرے اس پر اس صورت میں کوئی نذر نہیں ہے۔ اور اگر نذر از اقسام طاعت ہو اور اس نے اللہ کے لئے جو نذر مانی ہے اس کا نام بھی لے لے تو اس پر اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ خدا کے واسطے میں نماز پڑھوں گا یا روزہ رکھوں گا یا حج کروں گا یا آزاد کروں گا یا کوئی اور نیکی کا کام ہو کہ اگر مجھے اس چیز سے نجات دے خدا، یا مجھے اللہ تعالیٰ اس قدر روزی عطا کرے یا مجھے اس امر پر فائز کر دے اور وہ امر دنیا و

آنحضرت کے جائز امور میں سے ہونا چاہیئے۔ ان صورتوں میں نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔
اور امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اور اگر یہ کہے کہ خدا کیواسطے مجھ پر نذر واجب ہے اور کسی چیز کا نام نہ لے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

فصل (۴)

کفارہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم اوکسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم (ترجمہ) خدا تمہارے بے کار سے (بیکار) قسموں کے کھانے پر (تو خیر) گرفت نہ کریگا۔ مگر بالقصد پکی قسم کھانے اور اس کے خلاف کرنے پر تو ضرور تمہاری لے دے کرے گا۔ (تو سنو) اس کا جرمانہ جیسا تم اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلاتے ہو۔ اس قسم کا اوسط درجے کا دس محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے پھر جس سے یہ سب نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے رکھنا یہ (تو) تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ۔ ۵/۸۸

امام جعفر الصادق اور امام باقر اور آپ کے آبا کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی نے قسم تو کھالی لیکن اس کے خلاف کرنے میں اسے خیر نظر آیا تو اسے چاہیئے کہ وہ خیر پر عمل کرے اور اپنی قسم کا جرمانہ ادا کردے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے قسموں کے کفارہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں (او) (او) یعنی یا، یا موجود ہے تو اس میں اختیار ہے جو چاہے کیا جائے اور جہاں جہاں "فان لم یجد" "اگر نہ ہو سکے" یا جہاں جہاں

"لم یستطع" ہے تو اس پر اول حکم واجب ہے الا آنکہ وہ ایسا نہ کر سکے یا اس کو استطاعت نہ ہو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ قسم کفارہ کو توڑنے والا مختار ہے۔ چاہے تو کھانا کھلاوے چاہے تو کپڑا پہناوے چاہے تو غلام آزاد کر دے۔ اگر اُس شخص سے ان میں سے کچھ بھی نہ ہو سکے تو تین دن کا روزہ رکھے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے من اوسط ما تطعمون اھلیکم" کے متعلق فرمایا کہ ویسا کھانا جیسا کہ گھر کے لوگ کھاتے ہیں مراد ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کھانا یہ ہے شوربہ، تیل، روٹی اور سب سے ارفع کھانا روٹی اور گوشت ہے اور اس سے کم تر روٹی اور نمک ہے۔

امام جعفر الصادقؑ سے مروی ہے کہ قسم کے کفارہ کیلئے ہر محتاج کو ایک تہائی رطل اناج دینا کافی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا کفارہ ادا کرنے والا ایک ہی محتاج کو دس دن کھانا کھلا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ پروردگار عالم کے حکم کے مطابق دس محتاجوں کو کھانا کھلائے۔ عرض کیا گیا کہ کیا اہل ولا کے علاوہ دس کمزور و ناتواں لوگوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اگر اہل ولا موجود ہوں تو میرے نزدیک انہیں کو کھانا کھلانا زیادہ پسندیدہ ہے۔ پس اگر ان میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو پھر کمزور و ناتواں کو کھانا کھلایا جا سکتا ہے پس اگر ناصبی کے سوا کوئی اور نہ ملے تو اس کو نہ دے اور صرف ایک درہم مومن کو دیدے۔ یہ خدا کے نزدیک غیر مومن کو ہزار درہم دینے سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے کہ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ (ترجمہ) جو لوگ خدا اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ ۵۸/۲۲

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ارشاد باری تعالیٰ " او کسوتھم" کے متعلق فرمایا کہ ہر انسان کو دو کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قسم کے کفارہ میں مولود کا آزاد کرنا جائز ہے اور قتل میں جائز نہیں ہے۔ البتہ جس نے توحید کا اقرار کیا ہے صادق علیہ السلام فرماتے

ہیں کہ ظہار اور قسم کے کفارہ میں مُدبّر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں ہے اور جو بذاتِ خود مستغنی ہو اس کو آزاد کرنا افضل ہے اور قسم کے کفارہ میں کمسن کا آزاد کرنا کافی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو "او تحریر رقبۃ" فرمایا ہے۔ اس میں بڑے اور چھوٹے کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ یہ تمام حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ قسم کے کفارہ کا روزہ مسلسل تین روز تک رکھنا چاہیئے ان کے درمیان تفریق نہ کرنا چاہیئے۔

کتاب الاطعمۃ

فصل (۱)

کھانا کھلانے کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا..... ان ھذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا۔ (ترجمہ) بے شک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں اور اس کی محبت میں محتاجوں اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو تم کو بس خالص خدا کیلئے کھلاتے ہیں۔ ہم نہ تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکرگذاری کے..... یہ یقینی تمہارے لئے ہوگا تمہاری کارگذاریوں کے صلے میں اور تمہاری کوشش قابلِ شکرگذاری ہے ۲۹/۷۶

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب آل محمدؐ کے دسترخوان بچھائے جاتے ہیں تو اس وقت اس کو چاروں طرف سے فرشتے گھیرے رہتے ہیں وہ پروردگارِ عالم کی تقدیس کرتے ہیں اور آل محمد کیلئے استغفار کرتے ہیں اور

ان کیلئے جو ان کا کھانا کھاتے ہیں۔ اور بعض ائمہ طاہرین علیہم السلام کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب ان کے کھانے کے وقت کوئی آجاتا تو اس سے فرماتے کہ اے بندۂ خدا تم بھی کھاؤ اور اس سے برکت حاصل کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اہل دوزخ میں سب سے آسان عذاب ابن جدعان کو ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ اے رسول خدا صلعم ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے چند بھائیوں کو ایک یا دو پیالہ طعام پر جمع کروں اس سے مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے بازار میں آکر ایک خلق کو آزاد کردوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی مومن کسی مومن کو تھوڑا سا بھی کھانا کھلاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور اسی طرح جو بندہ مومن کسی کو پانی سے سیراب کرے اس کو پروردگار عالم ضرور رحیق مختوم یعنی مہر بند شراب سے سیراب کرے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جب ایک اعرابی نے آپ سے پوچھا کہ اے رسول خدا صلعم مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کا اظہار کرو۔ اور اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوتے ہوں۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک اونٹ پر مشک میں پانی بھر کر اس گھر کے لوگوں کو سیراب کرو جو ناغہ دیکر پانی پیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے نہ تو تمہارا اونٹ خرچ ہوگا نہ مشک کے ٹکڑے ہوں گے نتیجۃً تمہارے لئے جنت واجب ہو جائیگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قیدی پیش کئے گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی اٹھو اور ان تمام کو قتل کردو۔ اس وقت آنکھ کی جھپکار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد ان میں

سے چھ کو قتل کر دو اور ایک کو چھوڑ دو۔ رسول خدا صلعم نے ان سے فرمایا کہ اے جبرئیل! اس کا حال بتلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس کا ہاتھ کشادہ ہے اور کھانا کھلانے میں بہت سخی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو یہ بتاؤ کہ یہ تمہارا حکم ہے یا میرے پروردگار کا۔ انھوں نے کہا کہ اے محمد یہ تمہارے پروردگار کا حکم ہے۔

امام محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مومن کو کھانا کھلانا ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور مومن کو پیٹ بھر کھانا کھلا کر اس کو یا اس کے قرض کو ادا کر کے اسے خوش کرنا پروردگار عالم کے نزدیک تمام اعمال میں یہ سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے راہِ خدا میں اپنے ایک بھائی کو کھانا کھلایا تو اس کو ایک جماعت کو کھانا کھلانے کے برابر ثواب ملے گا اور جو کھانا کھلاتا ہے اس کی جانب روزی کو ہان میں چھری کے گھسنے سے زیادہ تیز پہونچتی ہے۔ اور جس کو تم اللہ کے لئے محبت کرتے ہو اس کو اپنے کھانے اور مال کے لئے منتخب کر لو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم کو ہر روز ایک غلام آزاد کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری جان آپ پر نثار میری حالت ایسی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ہر روز ایک مرد مومن کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ آیا مالدار یا محتاج و تنگدست کو؟ آپ نے فرمایا کہ مالدار کو تو کھانے کی تمنا اور خواہش رہتی ہے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دس مومنین کو کھانا کھلانے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں دس غلاموں کو آزاد کر دوں یعنی مومنین کے علاوہ۔ اور صرف ایک مرد مومن کو کھانا کھلانے سے تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں ایک افق (عالم) کو کھانا کھلاؤں۔ عرض کیا گیا کہ افق عالم، سے کتنی تعداد مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دس ہزار انسان مراد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بھی مہمان کسی قوم کے پاس جاتا ہے۔ اس کے ہمراہ اس کی روزی بھی ہوتی ہے۔ اور جب اترتا ہے تو اپنی روزی اپنے ساتھ لے کر

اُترتا ہے اور جب جاتا ہے تو اپنے میزبانوں کے گناہ بھی اپنے ساتھ یقیناً لیتا جاتا ہے یعنی میزبانوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مہمان ان کے گناہوں کا بوجھ اپنے کچھ سر پر اُٹھائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہر مومن اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے۔ مہمان کی خاطر تواضع کرنا مکارم اخلاق میں داخل ہے۔ اور مہمان نوازی کی مدت تین دن ہے اور جو اس سے زیادہ ہو جائے تو وہ صدقہ ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء کا بہترین اخلاق باہم ملاقات کرنا ہے خدا واسطے۔ اور جس کی ملاقات کو جایا جائے اس کا یہ حق ہے کہ اس کو جو کچھ بھی میسر ہو اپنے بھائی کے سامنے پیش کر دے۔ اور اگر کچھ نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی سہی۔ پس جو شخص اپنے بھائی کے سامنے اس کو جو میسر ہے پیش کرنے میں پس و پیش کریگا یا منقبض ہوگا تو وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی نفرت اور ناراضگی کا شکار رہے گا۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس تمہارا مومن بھائی آئے تو تمہارے گھر میں عمدہ سے عمدہ جو کھانا ہو وہ کھلاؤ۔ اور اگر روزہ دار ہو تو اس کو تر و تازہ کرو۔ یعنی افطار کراؤ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا جو آپ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اپنے بھائی سے کسی شخص کی محبت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے دسترخوان پر سلیقہ مندی اور عمدگی کے ساتھ کھانا تناول کرتا ہے مجھے وہ شخص اپنا فریفتہ بنا لیتا ہے جو میرے دسترخوان پر سلیقہ مندی سے کھانا کھاتا ہے۔ وہ مجھے اپنے اس طرزِ عمل سے خوش کر دیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ بکری کی ران کھانے کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔ اور اگر گائے بکری کے پائے مجھے بطور دیدہ پیش کئے جائیں تو میں انکو قبول کر لوں گا۔ آپ نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ ہدیہ قبول کرنا آپکو بیحد پسند تھا۔ اور اس لئے کہ آپ قرمۃً الی اللہ کھانا کھلاتے تھے لہٰذا آپ کی ذاتِ گرامی سے یہ بعید تھا کہ اب مومنین کو اس ہدیہ کے

کھلانے سے بخل کرتے۔ آپ ان کو طعام کے فضل سے محروم نہ کرتے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ دعوتوں میں شرکت فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حق واجب ہے اس شخص پر جس کو دعوت دی گئی ہے اور جو بغیر دعوت کے چلا آیا تو اس نے غیر مناسب کام کیا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایسے ایک شخص کو دیکھا جس کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس نے دعوت دینے والے سے کہا کہ بھائی مجھے معاف کرو۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اُٹھو۔ دعوت میں کیسی معافی۔ اگر تم کو افطار کرنا ہے تو کھاؤ اور تم روزہ دار ہو تو برکت کی دعا کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس جائے بحالت روزہ اور وہ اس سے افطار کو کہے تو اس کو افطار کرنا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ روزہ قضا (یا فرض) یا نذر کا نہ ہو یا دن کا نصف حصہ گذر نہ چکا ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارا بھائی یہ کہے کہ کھاؤ تو اس وقت اس کو اتنا مجبور نہ کرنا کہ وہ تم کو قسم کھلائے کیونکہ وہ تو تم کو عزت و کرامت دینا چاہتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بغیر دعوت کے کھانا کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آگ کا شعلہ کھاتا ہے اور جس کو کھانے کی دعوت دی گئی ہے اس کو آپ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ اس کھانے میں سے کسی اور کو نہ کھلائے الا آنکہ اس کو بھی کھانے کی دعوت دی گئی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس سے کوئی شخص اس وقت گذرے جبکہ تمہارے سامنے کھانا رکھا ہوا ہو پس اگر وہ تم کو سلام کرے تو اس کو کھانے کیلئے دعوت دو اور اگر سلام نہ کرے تو اس کو کوئی دعوت نہ دو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ مسافر اور بھوکے شخص کو اسکی اجازت دی ہے کہ جب وہ پھلدار درخت سے گذرے تو اس میں سے تناول کرے

اسی لئے تو آپ نے پھل دار درخت کو گھیرنے اور اس کو کھانے کی ممانعت کرنے سے روکا ہے اور آپ نے کھانے والے کو پھل کو نقصان پہونچانے سے منع فرمایا ہے اور بغیر ضرورت اس میں سے تناول کرنے سے روکا ہے اور اس میں سے تھوڑا سا بھی اپنے ساتھ لیجانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ مجبوری کیلئے بحالتِ اضطرار آپ نے مباح فرمایا ہے۔

فصل (۲)

کھانوں کی قسمیں ان کا علاج اور ان کی ضروریات کا بیان

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابرش کلبی نے اس ارشاد باری تعالیٰ کے متعلق پوچھا کہ یوم تبدل الارض غیر الارض (ترجمہ) جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی ۱۴/۱۵ تو آپ نے فرمایا کہ یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی۔ جو صاف ستھری روٹی کی طرح ہوگی۔ لوگ اس روٹی میں سے کھاتے رہیں گے یہاں تک کہ حساب پورا ہو جائے گا۔ ابرش نے عرض کیا کہ اس روز تو لوگ کھانے سے غافل ہوں گے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ دوزخ میں زیادہ مشغول ہوں گے جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ قالوا ان اللہ حرمھما علی الکافرین (ترجمہ) اور دوزخ والے اہل بہشت کو آواز دیں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو یا جو (نعمتیں) خدا نے تمہیں دی ہیں اس میں سے کچھ (دے ڈالو تو اہلِ بہشت جواب میں) کہیں گے کہ خدا نے تو جنت کا کھانا اور پانی کافروں پر قطعی حرام کر دیا ہے۔ ۷/۵۰ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلِ دوزخ دوزخ میں زہریلے پتے کھائیں گے اور گرم پانی پئیں گے۔ پس حساب کے وقت ان کا کیا حال ہوگا؟ ابن آدم کو کھوکھلا پیدا کیا گیا ہے۔ وہ کھانے پینے کا سخت محتاج ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے

متعلق فرمایا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر (ترجمہ) پالنے والے تو نے مجھے جن نعمتوں سے نوازا ہے میں ان کا محتاج تھا۔ صادق آل محمد علیہم السلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محتاجگی کی وجہ سے پروردگار سے کھانا مانگا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت ہے اور دنیا و آخرت میں تمام پینے کی چیزوں کا سردار پانی ہے۔ اور یاد رکھو تم پر گوشت کھانا لازم ہے کیونکہ اس کے کھانے سے گوشت پیدا ہوتا ہے جو شخص چالیس روز تک گوشت کھانا چھوڑ دے گا تو اس کی طبعی خصلت بگڑ جائے گی۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گوشت کے کھانے سے سماعت اور قوت بصارت میں اضافہ ہوتا ہے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی نے بارگاہِ الٰہی میں کمزوری کی شکایت کی تو پروردگار عالم نے ان کی جانب یہ وحی نازل کی تم گوشت کو دودھ میں پکاؤ۔ پس دونوں کو تناول کرو کیونکہ میں نے ان میں برکت بخشی ہے چنانچہ انہوں نے اسی حکم کے مطابق عمل کیا جس سے ان کی قوت عود کر آئی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ گوشت کھانا پسند فرماتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ ہم گروہ قریش "لحمی" گوشت والے ہیں۔ آپ گوشت میں روٹی توڑ کر کھانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بکری کی ران آپ کے پاس ہدیہ میں آئی۔ جب آپ کھانے کی طرف مائل ہوئے تو اس نے کہا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے اور آپ یہ بھی فرماتے تھے ذبیحہ کی اونٹنی یا بکری صرف مومن ہی کھا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ عوام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ روایت نقل کرتے ہیں اس کے متعلق پوچھا گیا کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ پروردگار عالم "لحمیین" سے بغض رکھتا ہے۔ عوام کی اس حدیث کے متعلق صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ عوام اس حدیث میں "لحمیین" مباح گوشت کھانا سمجھتے ہیں جسے رسول خدا صلعم بڑے شوق سے تناول کرتے تھے۔ اس حدیث میں اس گوشت خوری سے مراد نہیں ہے

بلکہ اس سے وہ گوشت خوری مراد ہے جس کا تذکرہ پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں کیا ہے کہ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا (ترجمہ) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یعنی اپنے بھائی کی غیبت کرے اور غیبت کے معاملہ میں پڑے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ "ثرید" (گڑ میں روٹی توڑ کر ملانا) عربوں کا کھانا ہے اور جس نے سب سے پہلے ثرید ملیدہ بنایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور عربوں میں جس نے سب سے پہلے "ہشمہ" (شوربے میں روٹی توڑنا) بنایا وہ حضرت ہاشم ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ "ثرید" (ملیدے) میں برکت ہے اور ایک کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے آپ کا اس سے مقصد یہ ہے کہ ان کو قوت مل جاتی ہے۔ آپ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا شکم بھر جاتا ہے اور نہ کھانا کشادہ ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم کو شہد بہت پسند تھا اور خشک انگور یا انجیر بھی بہت پسند کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کو فالودہ بہت پسند تھا۔ جب آپ اس کو کھانا چاہتے تو فرماتے کہ ہمارے لئے فالودہ بناؤ۔ لیکن کم بناؤ۔ میرا خیال ہے کہ آپ زیادہ فالودہ تناول کرنے سے پرہیز کرتے تھے تاکہ آپ کو نقصان نہ ہو۔ آپ شکر خیرات کرتے تھے۔ اس کے متعلق جب آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اشیاء خوردنی میں مجھے اس سے زیادہ کوئی اور چیز پسند نہیں ہے اور مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی محبوب ترین چیز کو خیرات کروں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ الوان میں حلوہ اور خشک انگور و انجیر کو پسند کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے ہمکو یہ طعام و الوان عطا کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلعم کو بھی عطا نہیں ہوا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ تمر کو پسند کرتے تھے۔

اور فرماتے کہ عجوہ (عمدہ کھجور) جنت کا میوہ ہے اور آپ اپنے لقمہ پر تمر بھی رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ اس کا شوربہ ہے۔ اور امام زین العابدینؑ فرماتے تھے کہ میں تمر کھانے والے شخص سے محبت کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمر کو پسند کرتے تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کھانا آپ کے سامنے پیش کیا جاتا اگر اس میں تمر ہوتا تو آپ پہلے تمر سے ابتدا کرتے۔ تمر کے موسم میں آپ تمر سے روزہ افطار کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کے پاس کھانا کھایا جب دسترخوان اٹھا لیا گیا تو صادق آل محمد علیہ السلام نے لونڈی سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو کچھ موجود ہے اسے حاضر کرو۔ چنانچہ لونڈی نے کھجور لاکر رکھ دیا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں میوہ جات اور انگور کھانے کا موسم ہے۔ اسوقت گرمی کا موسم تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تناول کرو۔ کیونکہ یہ سیرت رسول صلعم میں داخل ہے۔ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ عجوہ (عمدہ کھجور) کھانے سے نہ کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی مصیبت و آفت آتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک ہی تر کھجور کھایا اسی مقدار میں اس کے جسم سے بیماری دور ہو جاتی ہے۔ گائے کا گوشت مرض ہے اس کے روغن میں شفا ہے۔ اس کا دودھ دوا کے کام آتا ہے اور شکم میں جو کچھ بھی داخل ہو جاتا ہے وہ مانند روغن بنجاتا ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سرکہ بہترین شوربہ ہے اور بہترین شوربہ زیتون کا تیل ہے۔ یہ انبیا علیہم السلام کی خوشبو اور ان کا شوربا ہے اور وہ بابرکت چیز ہے۔ وہ گھر کبھی شوربے کا محتاج نہیں ہوتا جس میں سرکا ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سرکہ تلخی سے سکون بخشتا ہے۔ اور دل کو زندگی بخشتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے کسی صحابی کے سامنے سرکہ تیل اور ٹھنڈا گوشت پیش کیا۔ پس وہ شخص آپ کے ساتھ کھانے لگا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام

گوشت کو توڑ کر اس کو سرکہ اور تیل میں ڈبو کر کھاتے تھے۔ صحابی نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان کیا تیل اور سرکہ گوشت میں پکائے نہیں گئے ہیں؟ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم آل محمد اور انبیاء علیہم السلام اسی طرح کھاتے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے لہسن، پیاز اور اسی قسم کی دوسری بدبودار ترکاری کچی یا پکا کھانے کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ جو کچی کھایا ہو وہ مسجد میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ اس کی بدبو سے دوسروں کو تکلیف ہوگی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسور کی دال کھایا کرو کیونکہ وہ دل کو نرم بناتی ہے اور آنسو میں زیادتی پیدا کرتی ہے اور اس کو ۷۰ انبیاء نے پاکیزہ بنایا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ انار کو چھلکے کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ دوسروں کو بھی کھانے کا حکم کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اس سے معدے کی دباغت ہوتی ہے اور ہر انار میں جنت کا ایک دانہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں سے کوئی چیز گر پڑے تو اس کو اٹھا کر کھا جاؤ۔ آپ جب انار کھاتے تو اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرتے تھے اور انار میں سے تھوڑا سا بھی کچھ گر جاتا تو آپ اس کو اٹھا لیتے اور فرماتے کہ جو شخص اپنے شکم میں انار داخل کرتا ہے تو اس کے پیٹ سے شیطان کا وسوسہ دور ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک سفرجن کو کاٹ کر تناول فرمایا اور اس میں سے حضرت جعفر ابن ابی طالب کو دیا۔ اور فرمایا کہ اے جعفر اسے کھا جاؤ کیونکہ سفرجن دل کو پاکیزہ کرتا ہے اور نر دل کو بہادر بناتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کو کدو بہت پسند تھا۔ آپ اس کو دسترخوان سے اٹھا کر فرماتے کہ کدو دماغ میں اضافہ کرتا ہے اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کاسنی ہمارے لئے ہے اور سورن بنی امیہ کیواسطے اور میں گویا اس کا جنت میں اگنا یا تلسی کا اگنا دیکھ رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اجوائن انبیاء کی سبزی ہے اور کاسنی کی ہر پتی میں جنت کے پانی کا ایک قطرہ ضرور ہوتا ہے اور تم کدو لازماً کھایا کرو کیونکہ

وہ عقل کو تیز کرتا ہے اور دماغ میں اضافہ کرتا ہے۔ اور آپ کو خربزہ کا ساگ پسند تھا اور اس کے اندر برکت کی دعا کرتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھانے کی ابتدا اور خاتمہ نمک پر کرے گا وہ بہتر امراض سے شفا پائے گا۔ ان میں جذام اور برص بھی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کو راستے پر روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا مل جائے اور اس کو اٹھا کر صاف کر کے کسی سوراخ میں ڈال دے تو خداوند عالم اس کے نام ایک نیکی لکھ دے گا۔ اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی اور اگر اس ٹکڑے کو کھا جائے تو خداوند عالم اس کے نام دوگنا نیکیاں لکھ دے گا۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام جب کبھی اپنے گھر میں گرا ہوا کھانا دیکھتے تو آپ اس مقدار میں اپنے اہل خانہ کی غذا میں کمی کر دیتے تھے اور آپ خداوند عالم کے اس قول کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون۔ (ترجمہ) خدا نے ایک گاؤں کی مثل بیان فرمائی جس کے رہنے والے ہر طرح کے چین و اطمینان میں تھے ہر طرف سے بافراغت ان کی روزی ان کے پاس چلی آتی تھی۔ پھر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے بھی ان کے کرتوتوں کی بدولت ان کو مزہ چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو اوڑھنا اور بچھونا بنا دیا۔ ۱۴ ۱۶/۱۱۱ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک قریہ کے لوگ تھے جنکی روزی پروردگار عالم نے کشادہ کر دی تھی تو انہوں نے پتھر سے استنجاء کرنے میں خشونت اور تکلیف محسوس کی اور اس کی جگہ وہ دوا پیسنے والے پتھر کے برابر روٹیاں استعمال کرنے لگے۔ وہ روٹی سے استنجاء کرتے تھے۔ پس پروردگار عالم نے ان پر ٹڈی سے چھوٹے جانوروں کو بھیجا۔ پس خداوند عالم نے درخت اور پودے جو کچھ پیدا کئے تھے۔ ان میں سے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا وہ سب کا سب کھا گئے اور اس حد تک غذائی تکلیف میں مبتلا ہو گئے کہ جن روٹی کے ٹکڑوں سے پہلے استنجاء کرتے تھے انہیں ٹکڑوں کو پھر کھانے لگے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ پائخانہ کے اندر داخل ہوئے جہاں آپ نے تمر پایا جسے آپ نے اپنے غلام کو یہ کہکر دیدیا کہ اس کو پکڑ رکھو جب تک کہ میں مخرج سے نکلتا ہوں۔ غلام نے کھجور لے لی اور اس کو کھا گیا۔ جب آپ طہارت سے فارغ ہو کر نکلے تو غلام سے فرمایا کہ وہ تمر کہاں ہے؟ غلام نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا وہ تو میں کھا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ تم آج سے بوجہ اللہ آزاد ہو۔ اسکے متعلق عرض کیا گیا اس کھجور کے کھانے میں کیا بات تھی کہ جس سے غلام کو آزاد کرنا لازم و واجب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب غلام نے کھجور کھایا تھا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی تھی۔ اس لئے مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں کسی ایسے شخص کو اپنی ملکیت میں رکھوں جو اہل جنت میں سے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کچھ میوے کیطرف دیکھا جو آپ کے گھر سے بھیجا گیا تھا اور جن کو اچھی طرح سے کھایا نہیں گیا تھا۔ صادق آل محمد علیہ السلام غصہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ کیا؟ اگر تمہارا پیٹ بھر چکا ہے تو کیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو شکم سیر نہیں ہوتے لہٰذا جو حاجتمند ہوں ان کو کھلا دو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ زمین پر کھجور اور روٹی کے پڑے ہوئے ٹکڑے کو جو انسان اٹھا کر صاف کر کے کھا جائے گا وہ ابھی اس کے شکم میں قرار بھی نہیں پکڑے گا کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام جب کبھی اپنے بیت الشرف میں ذرا سی بھی پڑی ہوئی روٹی دیکھتے خواہ وہ اتنی ہی کیوں نہ ہوتی کہ جسے چیونٹی کھینچتی۔ آپ نے گھر والوں کی اتنی ہی خوراک کم کر دیتے تھے اور ایک مرتبہ امام عبداللہ المہدی باللہ علیہ السلام نے اپنے حرم کے وظائف کی پتلی روٹی بند کرنیکا حکم دیدیا تھا۔ پس کسی شخص نے اس کی وجہ کا یہ انکشاف کیا کہ آپ کئی مرتبہ حرم کے حجروں میں تشریف لے گئے تو ہر بار آپ نے وہاں کچھ سوکھی ہوئی زمین پر ڈالی ہوئی روٹیاں دیکھیں آپ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا جب وہ نہ مانے تو آپ نے ان کی روٹیاں بند کر دی تھیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے فالودہ

کا ایک طبق رکھا گیا۔ آپ نے اس پر نگاہ ڈالی اور اس کی صفائی اور خوبصورتی کو ملاحظہ کیا اور اس کے اندر انگلی ڈبو کر اس حالت میں نکال لیا کہ اس میں ذرا سا بھی فالودہ نہ لگا تھا۔ آپ نے اپنی انگلی کو دہنِ مبارک میں ڈال کر چوسا پھر فرمایا کہ یہ میٹھا اور عمدہ ہے مگر بات یہ ہے کہ ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ اپنی جانوں کو کسی ایسی چیز کا عادی کریں جس کی عادی ہماری جانیں نہیں ہیں۔ پس اس کو اٹھا لیجاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے فالودہ کا طبق اٹھا لیا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپؐ بروز پنجشنبہ بحالتِ روزہ جانب قبا تشریف لے گئے۔ جب شام ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا پینے کی کوئی چیز ہے۔ پس ایک مرد انصاری اٹھا اور شہد آمیز دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں لے آیا۔ جب آپ نے اسے چکھا تو اپنے منھ سے ہٹا کر فرمایا کہ یہ دو سالن ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک نہ ہو تو دوسرا کافی ہو سکتا ہے میں اسے نہ پیتا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ مگر میں اپنے پروردگار کے لئے تواضع اور خاکساری کرتا ہوں کیونکہ جو شخص اللہ کے لئے متواضع ہوگا اسکو وہ بلند کردے گا۔ اور جو اللہ پر اظہار تکبر کرے گا اس کو پست کردے گا۔ اور جو شخص اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے گا۔ خدا اس کو روزی عطا کرے گا اور جو فضول خرچی کرے گا اس کو روزی سے محروم کردے گا اور جو خداوند عالم کو زیادہ یاد کرے گا اس کو روزی دے گا۔ پس یہ بات خدا بہتر جانتا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اللہ کے لئے تواضع اور خاکساری کی بناء پر فرمائی ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ پروردگار عالم نے پاکیزہ روزی میں سے کس چیز کو حرام کردیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ (ترجمہ) اے رسول (ان سے) پوچھو تو کہ جو زینت (کے ساز و سامان اور کھانے کی صاف ستھری چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہیں کس نے حرام کردیں تم خود کہدو کہ یہ سب پاکیزہ چیزیں قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے خاص ہیں جو دنیا کی ذرا سی زندگی میں ایمان لائے تھے۔ ۱۲

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کھانے میں اسراف نہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے اس ارشاد باری تعالیٰ کے متعلق فرمایا کہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم

(ترجمہ) پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائیگی۔ ۱۰۲:۸ کہ پروردگار عالم نے تم کو غذا پہنچا کر عزت و کرامت بخشی ہے۔ پس وہ تم سے اس کی بابت پوچھے گا لیکن خدا نے ہمارے ذریعے سے جو نعمت تم پر جاری کی ہے اس کی بابت تم سے باز پرس کی جائے گی کہ آیا تم نے اس نعمت کی معرفت کی اور تم نے اس کا حق ادا کیا؟

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس کھانے میں زیادہ برکت ہوتی ہے جس میں ہاتھ زیادہ شریک ہوتے ہیں اور یہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک کا کھانا دو کیلئے کافی ہو سکتا ہے۔ اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کیلئے کافی ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کفایت سے یہ ہے کہ جو پورا ہو اور بھوک مٹا دے۔ نہ کہ اتنا ہو کہ جس سے آدمی شکم سیر بھی ہو جائے اور پورا ہونے کے باوجود بچ رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے گرم گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ آپ کے سامنے بالکل گرم کھانا لاکر رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ نہ کھلائے گا اس کو ٹھنڈا کرو تاکہ کھانا ممکن ہو کیونکہ گرم گرم کھانے سے برکت مٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس میں شیطان شریک ہوتا ہے اور جب کھانا اس حالت میں ہو کہ اس کا کھانا ممکن ہو تو اس میں یہ خصائل ہوتے ہیں۔ ایسے کھانے میں برکت زیادہ ہوتی ہے اور اس کا کھانے والا شکم سیر ہو جاتا ہے اور اس میں موت سے مامون و محفوظ رہتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے درندہ جانوروں کیطرح روٹی سونگھنے سے منع فرمایا ہے اور چھری سے اس کے ٹکڑے کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے کھانوں میں مشک وغیرہ وغیرہ خوشبوجات ملانے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

❊

فصل (۳)

کھانے کے آداب کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دسترخوان پر کھانا رکھتا ہے پس وہ اور اس کے اہل وعیال پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم بول کر کھانا شروع کرتے ہیں اور آخر میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ پھر دسترخوان اٹھا لیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان تمام کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ بولا جاتا ہے اور آخر میں اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے اور جب کھانے میں زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں اور وہ کھانا حلال کمائی کا ہو تو اس میں پوری برکت ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہا میں اس کو اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کھانے سے دردمند اور بیمار نہ ہوگا۔ ابن الکوّاء نے عرض کیا کہ میں نے گذشتہ شب بسم اللہ بول کر کھانا کھایا تھا پھر بھی اذیت میں مبتلا ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ شاید تم نے مختلف پکوان کھائے ہوں گے اور ان میں سے بعض پر بسم اللہ بولا ہوگا اور بعض پر بسم اللہ نہ بولا ہوگا۔ ابن الکوّاء نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر المومنین ایسا ہی ہوا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کھانا دسترخوان پر رکھ دیا جائے تو اس پر بسم اللہ بولو کیونکہ شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے نکل جاؤ۔

اس لئے کہ اس کھانے میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے اور جو شخص اپنے کھانے پر بسم اللہ نہیں بولتا اس میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اٹھ کر یہ کہتا ہے کہ میں اپنے آج کے دن میں اپنی بھول اور عجلت کے درمیان بسم اللہ سے ابتدا کرتا ہوں تو اگر وہ کھانے اور پینے کی چیز پر بسم اللہ بولنا بھول گیا تو اس کا یہ کہنا کافی ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے کھانے اور پینے کی چیزوں میں پھونک مارنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھونک مارنا اس وقت مکروہ ہے جبکہ ساتھ میں کوئی دوسرا شخص بھی موجود ہو تاکہ وہ کراہت کی وجہ سے کھانا ترک نہ کردے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ٹیک لگا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ جب کھانا کھاتے تو غیر مطمئن بیٹھتے تھے وہ اس طرح سے کہ آپ اپنے ایک پیر پر مطمئن اور دوسرے پر غیر مطمئن ہو کر بیٹھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے اور اس طرح کھاتا ہوں کہ جس طرح غلام کھانا کھاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس طرح ظالم و جابر لوگ ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہیں اس طرح تم نہ کھایا کرو اور نہ چار زانوں بیٹھ کر کھاؤ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا اور جب آپ کا وصال ہوا تھا اس وقت تک کبھی بھی آپ نے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے اور ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ہر کام کو داہنے جانب سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔ آپ ان تین طریقوں سے کھانا کھانے سے منع کرتے تھے۔ کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے یا چت لیٹ کر کھانا نہ کھائے اور نہ منہ کے بل سو کر کھانا کھائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھانا کھائے نہ کوئی پینے کی چیز پیئے اور نہ کسی کو کوئی چیز بائیں ہاتھ سے دے الا آنکہ کوئی سبب ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے تین انگلیوں سے کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح امیر المومنینؑ نے بھی اس طرح کھانے سے روکا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ پانچ انگلیوں سے کھانا تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ ظالم و جبار لوگ جس طرح سے کھانا کھاتے ہیں اسطرح کھانا نہ کھانا چاہیئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے شوربے میں تری ہوئی روٹی کو اوپر سے کھانے سے منع فرمایا ہے اور اس کا حکم دیا ہے کہ ہر شخص اپنے قریب سے کھائے طبق میں رکھے ہوئے تمر اور رطب کو جوانب سے کھانے کی رخصت دی ہے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جب تمہارے سامنے روٹی اور گوشت آئے تو پہلے روٹی کھا کر اپنی بھوک بند کر لو پھر گوشت کھاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ پیالے میں لگے ہوئے شوربے وغیرہ کو چاٹتے تھے اور آپؐ فرماتے کہ پیالے میں لگی ہوئی آخری چیز میں بڑی برکت ہے۔ جو لوگ پیالوں کو صاف کرتے ہیں ان پر فرشتے درود بھیجتے ہیں اور ان کے لئے روزی میں کشادگی کی دعا کرتے ہیں جو شخص پیالہ صاف کرتا ہے اس کے لئے دو گنی نیکی ہے۔ آپ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی انگلیوں کو اس طرح چاٹتے کہ ان کے چوسنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے یہ حکایت بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام بربنائے تعظیم ہاتھ میں ذرا سا بھی کھانا لگا ہوا ہوتا تو آپؑ اس کو رومال سے پونچھنا ناپسند اور مکروہ سمجھتے تھے اور آپ اپنا ہاتھ خود چوس لیتے تھے۔ یا آپ کے پاس کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو اس کو اپنی انگلیاں دے دیتے جنہیں وہ چوس لیتا۔ اولیاء اللہ علیہم السلام کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع و خاکساری اور اس کی روزی کی تعظیم کی وجہ سے

قرار دیا گیا ہے اُن کے ماسوا تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی مگر ایسا نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم نے اپنے رسول کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ آپ کو جن لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ان کو خبر کر دو کہ میں تو جو چیز (قرآن) میرے پاس وحی کے طور پر آیا ہے اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا بجز ان چیزوں کے جن کی حرمت کا حکم آپ کو اس وقت دیا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر پروردگار عالم نے آپ پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ (ترجمہ) تم پر مردہ، خون، سور کا گوشت حرام قرار دیا گیا۔ الخ اور پروردگار عالم نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس پر جو کچھ حرام قرار دیا ہے انکی ہم تک جو خبر پہونچی ہے ان کو ہم عنقریب بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما جس کے ذکر سے ہم نے اس فصل کی ابتدا کی ہے وہ سورۂ انعام میں ہے اور حرمت علیکم المیتۃ۔ سورہ مائدہ میں ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا سورہ مائدہ قرآن میں کچھ نازل کیا گیا ہے اس کے آخری حصہ میں سے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے ایک مجمل قول میں کھانے کی حلال و حرام چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے جن چیزوں کا کھانا حلال ہے وہ کل تین قسم کی غذائیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم دانوں کی تمام قسمیں ہیں جیسے گیہوں، چاول، دال وغیرہ اور دوسری قسم تمام اقسام کے پھل ہیں اور تیسری قسم سبزیوں اور نبات کی تمام قسمیں ہیں۔ پس ان اشیاء میں سے جو چیز بھی انسان کی غذا اور قوت و نفع کا موجب ہے۔ اس کا کھانا حلال اور ان میں سے جو چیز انسان کیلئے مضر اور نقصان دہ ہے اس کا کھانا حرام ہے الا آنکہ اس سے دوا کا کام لیا جائے اور جن حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے وہ یہ ہیں گائے کا گوشت۔ اونٹ۔ بھیڑ۔ بکری کا گوشت اور جنگلی جانوروں میں سے جن جانوروں کے کچلی کے دانت اور پنجے نہ ہوں ان کا گوشت کھانا حلال ہے اور پرندوں کے گوشت میں سے جن پرندوں کے پوٹے ہوں ان کا کھانا حلال ہے اور دریا کے

جس شکار سے چھلکا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ ان اقسام کے علاوہ جو ہیں ان کا کھانا حرام ہے اور انڈوں میں سے دونوں جانب ایک دوسرے سے مختلف ہوں ان کا کھانا حلال ہے اور جن انڈوں کے دونوں جوانب مساوی اور برابر ہوں وہ ان پرندوں کے انڈے ہیں جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہر وہ درندہ جانور جو کاٹ کھانے والے دانت رکھتا ہو اور ہر وہ پرندہ جس کے بڑے بڑے ناخن کے پنجے ہوں ان کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھیڑیا۔ چیتا۔ شیر ببر۔ شیر بیسال۔ ریچھ۔ بجو۔ اور ہر وہ جانور جس کے لئے پنجے ہوں ان کا گوشت کھانا حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے خرگوش کو کھانا مباح قرار دیا ہے۔ آپؐ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک گوہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہیں کھایا اور نا پسند کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے گوہ اور جنگلی چوہا وغیرہ حشرات الارض کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مچھلی ذبیحہ ہے۔ ٹڈی ذبیحہ ہے ان کا زندہ پکڑنا ذبح کرنے کے برابر ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرد انصاری کے پاس سے گذرے جو اپنے ایک گھوڑے پر کھڑا تھا اور وہ اس کی جان لے رہا تھا آپ نے اس مرد انصاری سے فرمایا کہ اس کو ذبح کر دو تو تم دو اجر کے مستحق ہو گے۔ ایک اجر تو اس بات کا ہوگا کہ تم نے اس گھوڑے کو ذبح کر دیا اور دوسرا اجر اس پر صبر کرنے کے سبب حاصل ہوگا۔ اس وقت مرد انصاری نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس میں میرا بھی کچھ حصہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی کھاؤ اور مجھ کو بھی کھلاؤ۔ پس اس شخص نے اس گھوڑے کی ران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا جس کو آپ نے

تناول فرمایا اور ہم کو بھی کھلایا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے صرف صحیح و سالم گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم نے راہ خدا میں جہاد کیلئے اس کو آراستہ کرنے کا حکم جو دیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو منقول ہے وہ ایسے گھوڑے کو ذبح کرنا مقصود ہے جو موت سے قریب تر ہو اور جس سے مالک کی ہلاکت کا خوف ہو۔ واللہ اعلم۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پالتو گدھے حرام ہیں آپ نے جنگ خیبر میں ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خچر نہ کھایا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے پلیدی کھانے والے جانوروں کا گوشت، دودھ، انڈا جب تک کہ ان کا استبراء نہ کر لیا جائے نہ کھانا چاہیئے۔ جلالہ۔ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو پلیدی جگہوں کو اچھا سمجھتے ہیں اور وہاں کی آلائشوں کو کھاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ پلید کھانے والی اونٹنی کو چالیس دن تک گھانس پر باندھ رکھنا چاہیئے اور گائے کو بیس دن تک اور بکری کو سات دن تک اور بطخ کو پانچ دن تک اور مرغی کو تین دن تک پھر ان کا گوشت کھایا جائے اور دودھ والے جانوروں کا دودھ پیا جائے۔ اور انڈے دینے والے پرندوں کا انڈا کھایا جائے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سڑی ہوئی شراب کے سرکہ کو مکروہ سمجھتے تھے۔ بشرطیکہ سرکہ کی اصلیت خمر سے ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ غدود، ریڑھ کی ہڈی کا گودا، تلی عضو تناسل، رحم ناقہ وغیرہ اور گردہ کا داخلی حصہ کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے پکڑنے سے پہلے پانی میں مرکر اوپر تیرنے والے دریائی شکار کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دریائی جانوروں

میں سے انہیں جانوروں کو کھانا چاہیئے جن کے چھلکے ہوں اور آپ کچھوا، کیکڑا، سانپ جیسی مچھلی اور سیپوں وغیرہ میں جو رہتے ہوں ان تمام کو کھانا مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مضطر و مجبور شخص مردار چیز کو کھا سکتا ہے اور ہر حرام چیز کھا سکتا ہے جبکہ وہ اسکو کھانے کیلئے مجبور ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو وہ اتنا کھائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور جب شراب نوشی کیلئے مجبور ہو تو اتنا پیئے کہ سیراب ہو جائے۔ لیکن اس کو پھر اعادہ کا اختیار نہیں ہے الا آنکہ وہ پھر مجبور ہو جائے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اہل کتاب کا کھانا کھانے کی رخصت دی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے فرقوں کا بھی کھانا کھانے کی رخصت دی ہے بشرطیکہ کھانے کے اندر ذبیحہ یعنی گوشت نہ ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس پنیر کا ذکر کیا گیا جس کو مشرکین بناتے ہیں اور اس میں مردہ بکری کے بچے کے پیٹ سے کچھ نکال کر کپڑے میں لت کر کے پنیر میں ملا دیتے ہیں اور جن چیزوں پر بسم اللہ نہ بولا گیا ہو ان کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ معلوم ہو جانے پر اس کو نہ کھایا جائے اور اگر ایسا پنیر ہو کہ جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو کس نے بنایا ہے اور وہ مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہو تو اس کو تم کھاؤ۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے شراب کے برتن کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کو دھو کر کام میں لانے کی اجازت دی تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے شوربہ اور کھانے میں اگر کیڑے مکوڑے، مکھی اور بے خون کے جانور اگر گر کر مر جائیں تو اس کو کھانے کی اجازت و رخصت دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے ذرہ برابر بھی نہ تو وہ شوربہ یا کھانا ناپاک ہوتا ہے اور نہ حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر شوربہ یا کھانے میں خون والا جانور جس میں سیلان ہو وہ گر کر مر جائے تو کھانا فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ جانور جامد ہے تو کھانے کا صرف اردگرد حصہ خراب و فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا بقیہ حصہ کھایا جا سکتا ہے۔

کتاب الاشربۃ

فصل (۱)

مشروبات میں سے جن کا پینا حلال اور غیر حلال ہے ان کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وانزلنا من السماء ماء طھورا لنحی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما وانا سی کثیرا (ترجمہ) اور ہم نے ہی تو آسمان سے بہت پاک اور ستھرا ہوا پانی برسایا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے مردہ (ویران) شہر کو زندہ (آباد) کریں۔ ۱۹/۲۵ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ وفجرنا الارض عیونا (ترجمہ) اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے۔ ۲۷/۵۴ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ أفرأیتم الماء الذی تشربون أأنتم أنزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون (ترجمہ) تو کیا تم نے پانی پر بھی نظر ڈالی جو (دن رات) پیتے ہو۔ کیا اس کو بادل سے تم نے برسایا ہے یا ہم برساتے ہیں۔ ۲۷/۵۶۔

امام جعفر الصادق سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی دنیا و آخرت میں پینے کی چیزوں کا سردار ہے اور پینے کا وہ پانی جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس میں آدمیوں کیلئے کوئی کاریگری نہیں ہے جب تک کہ اس میں نجاست مخلوط نہ ہو جائے یا کوئی ایسی چیز آمیز نہ ہو جائے کہ جس سے اس کا پینا حرام ہو جائے اس وقت تک وہ پانی مباح ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس پر سب کا اتفاق ہے اسی طرح جن جانوروں

اور شکاروں اور چوپایوں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ان تمام کا دودھ پینا حلال ہے اور جن کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے تو ان کا دودھ پینا بھی حلال نہیں ہے۔ الا آنکہ اگر کوئی مضطر و مجبور ہو تو اس کیلئے جائز ہے اور دودھ یا شہد پانی میں مخلوط کر دیا جائے یا وہ چیز جسکا کھانا اور پینا حلال ہو جیسے تمر انگور وغیرہ حلال چیزیں پانی میں ملا دی جائیں تو اس کا پینا حلال ہے۔ جب تک کہ اس کا رنگ بھوننے یا جوش مارنے کی وجہ سے متغیر نہ ہو جائے۔ انگور، تمر اور منقی وغیرہ چیزوں کا جو عرق نکالا جاتا ہے اور اس کو پکایا جائے قبل اس کے کہ اس میں سے پکنے کی آواز آئے اور جوش مارنے سے کوئی تغیر نہ ہو اور وہ شہد کی طرح معتدل ہو جائے تو اس کا پینا حلال ہے۔ اسی طرح پانی میں ملا کر جب تک اس میں ابھار اور جوش نہ ہو اور غازہ نہ ہو تو اس کا کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور نفع اندوز ہونا جائز و حلال ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ طلاء (انگور کا رس) کو خوب صاف کرتے تھے۔ طلا انگور کے رس کو پکا کر قوام کی طرح بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے رس کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو پاکیزہ برتن سے اور اس رس میں جھاگ نہ ہو تو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کو رات اور دن میں پیو جب تک کہ اس کا زیادہ حصہ نشہ آور نہ ہو جائے۔ پس جب اس کا زیادہ حصہ نشہ آور ہو جائے تو اس میں سے تھوڑا سا بھی پینا حرام ہے۔ اور تم اسکو نہ پیو۔ ذلیل کن عادت کے طور پر کیونکہ ایک گھنٹہ یا ایک شب کے بعد شراب کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اسکے گناہ باقی رہ جاتے ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔ کیونکہ علیؑ کے شیعہ زہد و تقوی اور محافظت اور کینہ کپٹ سے پرہیز اور اللہ اولیاء کی محبت سے پہچانے جاتے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ شراب بننے سے قبل خاص رس کے اس وقت تک پینے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ نشہ آور نہ ہو جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمر یا منقی لوٹے میں پانی ڈال کر بھگوتے تھے تاکہ ہم اس کو آپؐ کے لئے آمیز کریں۔

جب ایک دو دن گذر جاتا تو اس کو نوش فرماتے اور جب رنگ بدل جاتا تو اس کو انڈیل دینے کا حکم کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نبیذ یعنی انگور یا تمر کا رس ہیں سے وہی نبیذ حلال ہے جس کو تم بناؤ اور اس دن اور دوسرے دن اس کو پیو لیکن جب اس میں تغیر ہو جائے تو نہ پیو۔ ہم اس کو اس حال میں پیتے ہیں جبکہ وہ شیریں ہوتا ہے قبل ازیں کہ اس میں جھاگ پیدا ہو جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آب زمزم میں نمکینی تھی۔ اس لئے لوگ اس میں کھجور ڈالتے تھے تاکہ اس کا پانی میٹھا ہو جائے۔

پینے والوں کے آداب کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے۔ اور آپ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ پینے والا جب کوئی چیز پیئے تو بسم اللہ کہے اور جب فارغ ہو تو خدا کا شکر و حمد ادا کرے۔ ایسا ہر اس وقت کرے جب وہ برتن کو منہ سے الگ کئے ہوئے پانی وغیرہ پیئے یا جب پینا شروع کرے تب یا جب پینا بند کر دے اسوقت۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مشکیزہ کے سرے کو پھاڑ کر باہر کی طرف موڑ کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس ممانعت کی دو وجہیں ہیں ان میں سے ایک وجہ تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں مشکیزہ میں کوئی کیڑا مکوڑا یا سانپ نہ ہو جو پینے والے کے منہ میں گھس جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے مشکیزہ بدبودار ہو جائیگا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر پانی پیا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے چھاگل اور لوٹے کے دستے کی طرف سے پانی وغیرہ پینے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو اپنے منھ کو پانی میں ڈال کر پی رہا تھا۔ یعنی وہ برتن وغیرہ کے وسط حصے سے پانی پی رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تم جانوروں کی طرح پانی میں منھ ڈال کر پانی پیتے ہو۔ اگر کوئی برتن موجود نہ ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی پیو کیونکہ تمہارے دو ہاتھ تمہارے برتنوں سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم پانی کو چوس کر پیو۔ ڈگڈگا کر نہ پیو کیونکہ اس سے درد جگر ہوتا ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کئی بار رسول خدا صلعم کے متعلق اس بات کی چھان بین کی کہ آپ پانی پیتے تو تین مرتبہ سانس لیتے۔ ان میں سے ہر بار پینا شروع کرنے پر بسم اللہ کہتے اور جب پینا بند کرتے تو خدا کی حمد و ثنا کرتے تھے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے۔ دونوں امامین اقدسین فرماتے ہیں کہ پانی پیتے وقت تین سانس لینا ایک ہی سانس میں پی جانے سے افضل ہے اور دونوں امامین اقدسین علیہما السلام نے ان پیاسے اونٹوں کیطرح پانی پینے کو مکروہ قرار دیا ہے جو پانی سے اپنا سر اس وقت تک نہیں اٹھاتے جب تک کہ اچھی طرح سیراب نہ ہو جائیں۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ دودھ کو گھونٹ گھونٹ پینا مکروہ سمجھتے تھے اور آپ دودھ کو ڈگڈگا کر پی جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اہل دوزخ گھونٹ گھونٹ پیتے ہیں۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ جب آپ دودھ پیتے تو فرماتے کہ اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ (ترجمہ) پروردگار! ہم کو تو اس میں برکت عطا کر اور اس کی وجہ سے ہمکو زیادہ کر۔ اور جب آپ پانی پیتے تو فرماتے کہ الحمد للہ الذی سقانا عذبا زلالا برحمتہ ولم یسقنا ملحا اجاجا بذنوبنا (ترجمہ) تمام حمد و ستائش

کا مستحق و سزاوار وہ خدا ہے جس نے ہمیں اپنی رحمت سے بہت صاف اور میٹھا پانی پلایا اور اس نے ہمارے گناہوں کے باوجود ہمیں بہت زیادہ نمکین پانی نہیں پلایا

جن چیزوں کا پینا حرام ہے ان کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (ترجمہ) اے ایماندرو شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک (برے) شیطانی کام ہیں تو تم لوگ اس سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پس آنحضرت صلعم نے اس ارشاد کے مطابق شراب نوشی سے منع فرمایا ہے جس طرح کہ آپ نے دوسرے تمام حرام کاموں سے منع فرمایا تھا۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ شراب حرام ہے۔ اور آپ نے عین شراب اور اس کے نچوڑنے والے اور آلۂ کشید اور اس کی خرید و فروخت کرنے والے پینے پلانے والے اور اس کے اٹھانے والے اور جہاں اٹھا کر لیجائی جائے اور اس کی آمدنی کھانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ شراب پینے والا شخص خدا سے جس وقت ملے گا تو وہ بت پرست کے مانند ملے گا۔ اور ایک گھونٹ بھی جو شخص پئے گا تو پروردگار عالم شب و روز چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تین اشخاص پر جنت حرام ہے۔ ہمیشہ شراب پینے والے اور بت پرست اور دشمن آل محمدؐ پر اور اگر کسی نے شراب پی پھر چالیس دن کے بعد مر گیا تو وہ خداوند عالم سے بت پرست کی شکل میں ملے گا۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے رسول خدا صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں کسی بھی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتا۔ ہر نشہ آور چیز خواہ کم ہو یا زیادہ

ہو حرام ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کی نشہ آور چیز حرام ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا یہ آپ فرما رہے ہیں؟ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ تمام کا تمام حرام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں نشہ آور چیز کا ایک گھونٹ بھی پینا حرام ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے پینے کی ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے اور جسے رسول اللہ صلعم نے حرام کیا ہے۔ پس اسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ یاد رہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ آور ہے۔ اس کا تھوڑا سا بھی حصہ حرام ہے۔ اس وقت اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ خدا آپ کو راہ صواب دکھائے۔ ہمارے شہر کے فقہا تو کہتے ہیں کہ صرف نشہ آور چیز حرام ہے آپ نے فرمایا کہ اے شیخ مجھے علم نہیں کہ تمہارے شہر کے فقہا کیا کہتے ہیں مجھے تو میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ آور ہے اس کا تھوڑا سا بھی حصہ حرام ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہر چیز میں تقیہ میرا اور میرے آباء کرام کا دین و مذہب ہے بجز نشہ آور چیز کو حرام قرار دینے اور وضوء کے وقت دونوں موزوں کو اتارنے اور جن نمازوں میں قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنے میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔

رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو معمولی اور ہلکی چیز سمجھتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو نشہ آور چیز پیتا ہے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد نہ ہوگا قسم بخدا وہ وارد نہ ہوگا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس شخص سے دوستی اور محبت نہ رکھو جو نشہ آور چیز کو حلال سمجھتا ہے۔ کیونکہ حرام ہونے کے باوجود نشہ آور

چیز کو پینے والا اس ہلاک ہونے والے سے زیادہ نرم و آسان موت مرنے والا ہے جو نشہ آور چیز کو حلال سمجھتا ہے یا اسے حلال قرار دیتا ہے۔ خواہ وہ اسے نہ پیتا ہو اس کا نشہ آور چیز کو حلال کر دینا ہی برائت کیلئے کافی ہے اور وہ اپنے اس فعل سے جو رسول خدا صلعم لائے ہیں اس کی تردید کر رہا ہے اور وہ طاغوطوں سے رضامند ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے شراب پیا اور اپنی عقل کھو بیٹھا تو اس کے دل سے ایمان کی رُوح نکل گئی۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے اس کو کچھ ناگفتہ بہ کاموں کے کرنے پر توبیخ اور سرزنش کی تھی۔ اس خط میں آپ نے لکھا تھا کہ "پھر تم نے اپنے بیٹے (یزید) کو والی بنا دیا جو ابھی نادان چھوکرا ہے اور شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔ پس تم نے اپنے اس طرز عمل سے امانت میں خیانت کی ہے اور اپنی رعایا کو خستہ حال کر دیا ہے اور تم نے اپنے رب کی نصیحت کو بھی ادا نہ کیا پس تم کس طرح سے محمد رسول اللہ صلعم کی امت پر ایسے شخص کو والی بناتے ہو جو نشہ آور چیز پیتا ہے؟ اور یہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ نشہ آور چیز کا پینے والا فاسقین میں سے ہے اور نشہ آور چیز کا پینے والا اشرار میں سے ہے۔ اور جب نشہ آور چیز کا پینے والا ایک درہم کا بھی امین نہیں ہو سکتا تو وہ اس امت کا کس طرح امین ہو سکتا ہے؟ پس عنقریب تم اپنے عمل سے جلو گے جبکہ مغفرت کے صحیفے لپیٹے جا چکے ہوں گے اور آپ نے باقی قصہ طول کے ساتھ بیان کیا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ انگور کی شراب کے علاوہ ان پانچ اشیاء سے شراب کشید کی جاتی ہے۔ تمر۔ خشک انگور۔ جَو۔ گیہوں۔ شہد اور یہ معلوم ہے کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور اسم خمر تخمیر سے مشتق ہے اور تخمیر اسے کہتے ہیں کہ کسی چیز کو ڈھانک کر رکھ دیا جائے تاکہ وہ گرم ہو جائے اور جوش مارنے لگے۔

نشہ آور چیز کی تحریم میں اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں سے بہت ہی طویل احتجاج مروی ہے جسے ہم نے اختصار کے سبب حذف کر دیا ہے اور ہم نے

اہل بیت علیہم السلام سے جن منقول روایات کو پیش کر دیا ہے وہ احتجاج کیلئے کافی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے شراب اور نشہ آور چیز کے ذریعہ علاج و معالجہ سے منع فرمایا ہے اور آپ نے بچوں اور جانوروں کو بھی پلانے سے روکا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ جو شخص پلائے گا گناہ اس کی گردن پر ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے جَو کی شراب پینے کی بابت پوچھا گیا۔ سائل نے پوچھا کہ جَو کی شراب کا کیا حکم ہے؟ آپ نے سائل کو خبردار کیا کہ وہ حرام ہے لہٰذا تم اس کو نہ پیو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شراب اور نشہ آور چیز سے علاج و معالجہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ عورتیں اس کو بال میں لگائیں۔ کیونکہ مجھے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے بتایا ہے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے جد بزرگوار سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ و علی ائمہ من ذریتہ نے فرمایا ہے کہ بے شک پروردگار عالم نے کسی ایسی ناپاک چیز میں شفاء نہیں رکھا ہے جس کو اس نے حرام کر دیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے جھاگ والے برتنوں کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ برتنوں کی وجہ سے کچھ نبیذ حرام نہیں کیگئی ہے لیکن نشہ آور چیز خواہ تھوڑی ہو یا کم وہ حرام کی گئی ہے۔

❁

کتاب الطب

طب کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علاج و دوا کی بابت اور جو علاج و دوا حلال و حرام ہے اس کے متعلق حدیثیں منقول ہیں اور اس سلسلہ میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے جو کچھ وارد ہوا ہے۔ اس میں انشاء اللہ اس شخص کیلئے شفاء و برکت ہے جو قبول و تصدیق کرکے اس پر عمل کرے گا۔ اور جو اس کی تصدیق نہ کرے گا اس کے لئے اور جو محض تجربہ کی خاطر عمل کرے گا اس کیلئے کوئی شفاء اور برکت نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ایک دن امیر مدینہ محمد بن خالد کے پاس تشریف لے گئے۔ پس اس نے آپ سے اپنے درد شکم کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے مجھ سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درد شکم کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ شہد کا شربت بناؤ اور اس میں تین یا پانچ یا سات سیاہ مرچ کے دانے ڈال کر پی جاؤ خدا کے حکم سے تم شفاء پاؤ گے۔ چنانچہ اس شخص نے اس پر عمل کیا اور شفایاب ہو گیا۔ لہٰذا تم بھی اس پر عمل کرو۔ اس وقت اہل مدینہ میں سے ایک شخص جو حاضر تھا معترض ہوا۔ اس نے کہا کہ اے ابو عبداللہ! یہ خبر تو ہم کو بھی پہنچی تھی اور ہم نے اس پر عمل بھی کیا تھا۔ لیکن ہم کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ سننا تھا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس علاج سے تو اہل ایمان ہی کو فائدہ پہنچاتا ہے اور جو اس کے رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں ان کو فائدہ پہنچتا ہے اور خداوند تعالیٰ اہل نفاق کو اور ان کو جو رسولؐ کی تصدیق کے بغیر عمل کرتے ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ پس یہ سنکر اس شخص نے اپنا سر نیچا کر لیا۔

اعمال صالحہ سے شفاء پانے کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ سے کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ سے حبۃ السوداء (کلونجی) کے متعلق آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا تھا اسکی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا! عرض کیا گیا کہ وہ کیا آپ نے فرمایا تھا؟ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ سوائے موت کے حبۃ السوداء (کلونجی) کے استعمال سے ہر بیماری دور ہو جاتی ہے یعنی اس میں شفاء ہے۔ آپ نے سائل سے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس بات سے خبر نہ کروں جس میں رسول خدا صلعم نے استثناء نہیں کیا ہے۔ سائل نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ وہ دعا ہے جو قضاء محکم و مبرم کو ٹال دیتی ہے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک کو دوسرے پر رکھ دیا۔ چھنگلیا کے مقابل چھنگلیا گویا وہ تم کو کوئی چیز دکھا رہے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ خیرات کی طرف رغبت رکھو اور صبح تڑکے خیرات کرو۔ کیونکہ خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کے حصول کے لئے جو بندۂ مومن صبح اٹھ کر خیرات کرتا ہے تو خداوند عالم اس خیرات کی وجہ سے اس دن آسمان سے جو شر اترنے والا ہوتا ہے اس کو اس شخص سے دفع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اپنے بیماروں کیلئے مساکین کی دعاء کو معمولی نہ سمجھو۔ کیونکہ انکی دعا تمہارے حق میں مقبول و مستجاب ہوتی ہے لیکن ان کی دعاء خود ان کے حق میں مستجاب نہیں ہوتی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اہل بیت رسول صلعم میں سے کسی کے نزدیک ایک مریض کی بابت تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک تھیلی منگاؤ اور اس میں گیہوں بھر کر بیمار کے آگے رکھ دو اور اپنے غلاموں کو حکم دو کہ جب بھی کوئی سائل آئے تو اس کو مریض کے پاس پہنچا دو۔ پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کو تھیلی میں سے دے اور اس کو حکم دے کہ وہ اس کے واسطے دعاء کرے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ درہم و دینار نہیں دیا جا سکتا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو جو کرنے کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرو۔ کیونکہ ہم تک یہی روایت آئی ہے۔ چنانچہ اس

شخص نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اور اس مریض کو تندرستی حاصل ہوگئی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان برص ہو جانے کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول صلعم اس امر کا تاثر مجھ پر شدید حد تک پہنچ چکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بحالت سجود تم خوب دعا کرو۔ چنانچہ اس شخص نے اس پر عمل کیا اور اس بیماری سے شفا پا گیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں نسیان کو دور کر دیتی ہیں اور یادداشت کو تیز کر دیتی ہیں۔ قرآن پڑھنا، مسواک کرنا، روزہ رکھنا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی غم میں مبتلا ہو جاؤ تو اپنے مقام سجود پر اپنا ہاتھ پھیرو اور پھر اپنے گال کے بائیں جانب سے اپنا ہاتھ چہرے پر پھراؤ اور اپنی پیشانی پر پھراؤ داہنے رخسار کے جانب تک۔ پھر تین بار یہ دعا پڑھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم اللھم اذھب عنی الھم والحزن والفتن کلھا ما ظھر منھا وما بطن (ترجمہ) میں شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو بڑا ہی رحمت کرنے والا مہربان ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ حاضر و غیب کا جاننے والا ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ بار الٰہا تو میرے ہم و غم اور تمام ظاہر و باطن فتنوں کو دفع فرما دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز تیس مرتبہ یہ دعا پڑھے گا وہ ننانوے اقسام کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ ان میں سب سے آسان جنون کا مرض ہے وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین، تبارک اللہ احسن الخالقین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ترجمہ) میں شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جو بہت رحمت کرنے والا اور مہربان ہے۔ تمام حمد و ستائش اس اللہ کیلئے سزاوار ہے جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔ مبارک و مقدس ہے وہ اللہ جو احسن الخالقین ہے اور کسی کو کوئی طاقت و قوت حاصل نہیں ہے مگر اس اللہ کو حاصل ہے

جو بلند و صاحب عظمت ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول خدا صلعم کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی مجھ سے قرآن پڑھتے وقت چھوٹ جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ میں تم کو عنقریب چند ایسے کلمات کی تعلیم دوں گا جو تمہارے دل میں قرآن کو جاگزین اور ثبت کر دیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں تم پڑھو۔ اللھم ارحمنی بترک معاصیک ابدا ما ابقیتنی فارحمنی بترک مالا یعینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی والزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی وان اتلوہ علی النحو الذی یرضیک عنی اللھم نور بکتابک بصری واطلق بہ لسانی و اشرح بہ صدری واستعمل بہ بدنی واعنی علیہ انہ لا یعین علیہ الا انت (ترجمہ) بار الہا! ہمیشہ تو جب تک مجھے باقی رکھ تیری معصیت کو ترک کر دینے کی وجہ سے مجھ پر رحم فرما۔ اور جو چیز مجھے مبتلائے فکر کرنے والی نہ تھی اس کے ترک کر دینے پر مجھے اپنی رحمت سے نواز اور میرا جو فعل تجھے راضی کر دے مجھے ایسے کام میں حسن نظر کی توفیق عطا کر اور اپنی کتاب کا اسی طرح حفظ کرنا میرے دل پر واجب و لازم کر دے جیسا کہ تو نے مجھے سکھایا ہے۔ اور میرے دل کو اس بات کا پابند کر دے کہ میں قرآن کی اس طرح سے تلاوت کروں جو تجھے خوش کر دے۔ بار الہا! تو اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو پُر نور بنا دے اور اس کو تلاوت کرتے وقت میری زبان کو روانی بخشدے اور اس سے میرے سینے کو کھول دے اور اس سے میرے بدن کو تو استعمال کر اور اس پر تو میری اعانت کر۔ بے شک سوائے تیرے اس پر کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات سے بارگاہ خداوندی میں دعاء کی تو پروردگار عالم نے قرآن کو میرے سینے میں ثبت کر دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس عورت کے متعلق فرمایا جسکو ہمیشہ خون جاری رہتا ہے۔ پس اس کو مستحاضہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ ہر نماز کے وقت حصول ثواب کی خاطر غسل کرے۔ پس یہ حقیقت ہے کہ جس عورت نے بھی حصول ثواب کیلئے ایسا

کیا ہے اس نے اپنے اس مرض سے شفاء پائی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کھانے پر بسم اللہ بول کر کھانا کھائے گا میں اس کے لئے اس بات کا ضامن ہوں کہ وہ اس کھانے سے کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوگا۔ اس وقت ابن الکوّا نے عرض کیا کہ میں نے گذشتہ شب بسم اللہ بول کر کھانا کھایا تھا لیکن میں صبح کو اذیت میں مبتلا ہو گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ شاید تم نے کئی قسم کے پکوان کھائے ہوں گے۔ پس ان میں سے کسی پر بسم اللہ کہا ہوگا اور کسی پر نہیں۔ ابن الکوا نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے نادان تو اسی وجہ سے اذیت میں مبتلا ہوا۔

فصل (۳)

تعویذ اور گنڈے منتر کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپکے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ لبید ابن اعصم یہودی اور ام عبداللہ یہودیہ نے لال اور پیلے ڈوروں میں گرہیں باندھ کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسحور کر دیا تھا۔ انہوں نے سُرخ اور پیلے دھاگوں میں کل گیارہ گرہیں لگائی تھیں پھر ان دونوں نے اسے کھجور کے سُوکھے گابھے میں رکھ کر ایک کنوئیں کے اندر ڈال دیا تھا پھر ان دونوں نے اس کو مدینہ کے ایک طاقوں والے کنوئیں میں رکھ دیا جس سے آنحضرت صلعم کی یہ حالت ہو گئی کہ آپ نہ تو سنتے تھے نہ دیکھتے تھے نہ سمجھتے تھے نہ بات کرتے تھے اور نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ پس جبرئیل علیہ السلام آپ پر "معوذات" لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد صلعم آپ کا کیا حال ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا میں اس حالت میں ہوں جس حالت میں کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ

بسید بن اعصم یہودی اور ام عبید اللہ یہودیہ دونوں نے آپ پر جادو کیا ہے اور آنحضرت صلعم کو جادو کی جگہ سے واقف کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم قل اعوذ برب الفلق الخ پڑھا تو دوسری گرہ کھل گئی۔ حتیٰ کہ گیارہ بار پڑھا تو گیارہ گرہیں کھل گئیں اور رسول اکرم صلعم اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے پورا قصہ سنایا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علیؑ تم جاکر جادو اٹھا لاؤ۔ پس میں اس کو آپ کے پاس اٹھا کر لے آیا۔ پھر آپ نے لبید اور ام عبید اللہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ آپ نے لبید سے فرمایا کہ خدا تجھے دنیا سے سالم نہ اٹھائے۔ لبید بڑا مالدار تھا۔ ایک مرتبہ اس کے نزدیک سے ایک بچہ گذرا جس کے کان میں ایرنگ لگی ہوئی تھی۔ جس کو اس نے کھینچ لیا پس لڑکے کے کان میں سوراخ ہو گیا پس اس جرم میں اس کو پکڑا گیا اور اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ اس صدمے سے اندھا ہو گیا۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن کو اپنے داہنے پہلو پر بٹھاتے تھے اور امام حسین علیہ السلام کو بائیں پہلو پر پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔ اُعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ۔ ومن کل عین لامۃ (ترجمہ) میں تم دونوں کی حفاظت کیلئے خدا کے کلمات تامہ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہر شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور زہریلے جانور اور ہر نظر بد سے بچائے۔ اس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ میرے جد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں فرزندان حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی حفاظت کیلئے اسی طرح دعا کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں درد کے عارضہ کی شکایت کی آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس دعا کو سات مرتبہ پڑھو پہلے بسم اللہ پڑھو اور درد کی جگہ پر مسح کرو۔ پھر یہ پڑھو۔ اعوذ بقدرۃ اللہ، اعوذ بجلال اللہ، واعوذ بعظمۃ اللہ، واعوذ بجمیع حدود اللہ، واعوذ باسماء اللہ، واعوذ باسماء رسول اللہ من شر ما اجد فیک (ترجمہ) میں اللہ کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں۔ میں اللہ کے جلال کی پناہ لیتا ہوں۔ اور اللہ کے عظمت کی پناہ لیتا ہوں۔

اللہ کے تمام حدود کی پناہ لیتا ہوں۔ اور میں اللہ کے ناموں کی پناہ لیتا ہوں اور میں رسول اللہ صلعم کے اسماء کی پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں تیرے اندر پا رہا ہوں۔ چنانچہ اس شخص نے اس دعا کو پڑھا اور اس کی تکلیف دور ہو گئی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا تو رسول خدا صلعم نے میری عیادت کی اس وقت میری حالت یہ تھی کہ میں اپنے بستر پر بیقرار تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ! سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا لیا جاتا ہے پھر اوصیاء کا پھر جو ان سے قریب ہیں ان کا امتحان زیادہ سخت ہوتا ہے تم کو مژدہ و خوشخبری ہے۔ بے شک تمہارے لئے یہ مصیبت اللہ کے عذاب کا ایک حصہ ہے جبکہ اس کے ساتھ تمہارے لئے ثواب بھی ہے پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم چاہتے ہو کہ پروردگار عالم تمہاری مشکل کو آسان سے آسان کر دے میں نے عرض کیا کہ ہاں! اے رسول خدا صلعم تب آپ نے فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو۔

اللھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق واعوذبک من فورۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ فلا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم ولا تفوری علی الفم وانتقلی الی من یزعم ان مع اللہ الھا آخر فانا اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ (ترجمہ) بار الہا! تو میری باریک کھال اور ہڈی پر رحم فرما۔ میں آگ کے شعلے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے ام ملدم (بخار) اگر اللہ پر تیرا ایمان ہے تو نہ گوشت کھا اور نہ خون پی اور منہ کی جانب شعلہ زن نہ ہو بلکہ تو اس شخص میں منتقل ہو جا جو خدائے واحد کے ساتھ ایک دوسرے خدا کا عقیدہ رکھتا ہے۔ میں تو اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلعم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو پڑھا تو اسی وقت میں تندرست ہو گیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی تعوذ کا سہارا لیتا تو اسے نفع بخش پاتا تھا۔ ہم عورتوں اور بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں صادق

آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم تعوذ کا ارادہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بند کر لو اور دونوں پر سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین بار پڑھو۔ پھر جس جگہ تکلیف ہو وہاں دونوں ہتھیلیوں کو رکھ دو۔ اور پھر دونوں کو بند کر لو۔ اور سورۂ فاتحہ اور "قل اعوذ برب الفلق" تین بار پڑھو پھر دوسری بار جہاں تم کو تکلیف محسوس ہو وہاں رکھو اور پھر بند کر لو اور سورۂ فاتحہ اور "قل اعوذ برب الناس" تین بار پڑھو اور جہاں درد ہوتا ہو وہاں رکھو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس کی پیدائش خراب ہو اس کے کان میں اذان دو۔

رسول خدا صلے علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے کتاب اللہ یعنی قرآن حکیم کی آیتوں کے سوا اور جن میں خدا کا ذکر نہ ہو ایسی تمام چیزوں سے تعویذ اور جھاڑ پھونک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ تعویذ ان تعویذات میں سے ہے جس کا عمل حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے انس و جن اور زہریلے جانوروں پر کیا تھا۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ صرف انہیں تین حالتوں میں تعویذ اور جھاڑ پھونک کا استعمال کرنا چاہیئے۔ سانپ اور زہریلے جانوروں کے کاٹ کھانے اور نظر بد کے لگنے اور ایسے زخم پر جس کا خون بند نہ ہوتا ہو تعویذ اور جھاڑ پھونک کا استعمال کرنا چاہیئے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ نہ چھوت چھات کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی اور نہ الو نما کوئی ایسا پرندہ ہے جو مقتول کے کٹے ہوئے سر سے نکل کر اپنے انتقام کی پیاس بجھانا چاہتا ہے۔ البتہ نظر بد کا لگنا ایک حقیقت ہے اور فال بھی درست ہے لہٰذا تم میں سے جب کوئی کسی آدمی یا جانور یا کسی خوبصورت چیز کو دیکھے اور وہ اسے پسند آجائے تو اپنے منہ سے کہے آمنت باللہ وصلے اللہ علی محمد و آلہ تو پھر اس کی طرف نقصان دہ نہ ہوگی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم زخم پر درد اور خون کی وجہ سے یا کسی اور خوف کی بنا پر جھاڑ پھونک کرنا چاہو تو اپنا ہاتھ زخم پر رکھو اور تین بار

یہ دعا پڑھو۔ بسم اللہ ارقیک، بسم اللہ اکبر من الحد والحدید والحجر الملبود والناب اکبر من السرو الحرق فلا یضرک والعین فلا تستمر۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے "تمائم" اور "تولہ" سے منع فرمایا ہے۔ "تمائم" سے وہ تعویذات اور کوڑیاں اور منکے وغیرہ مراد ہیں جو گلے میں تعویذ کے طور پر لٹکاتے ہیں۔ اور "تولہ" سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جنکے ذریعہ عورتوں کو ان کے مردوں کے نزدیک محبوب و پسندیدہ بنایا جاتا ہے جیسے کہانت اور ٹونا ٹوٹکا وغیرہ اور آپ نے جادو سے بھی منع فرمایا ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو تعویذ گنڈہ اور جھاڑ پھونک قرآن سے کیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہم ایک شب آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے کہ اچانک آسمان سے ایک تارا ٹوٹا اور روشنی پھیل گئی۔ اس وقت رسول خدا صلعم نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تم آسمان سے تارا ٹوٹتے دیکھتے تھے تو زمانۂ جاہلیت میں تم اس کے متعلق کیا کہتے تھے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم یہ کہتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا آدمی مرگیا ہے۔ یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جن ستاروں کو آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے وہ کسی شخص کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ ہمارا پروردگار کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش الٰہی تسبیح کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار نے یہ فیصلہ کیا ہے پس اس آسمان کے رہنے والے لوگ جو ان کے قریب ہیں وہ ان کی اس بات کو سن لیتے ہیں پس وہ بھی وہی بات کہتے ہیں۔ یہانتک یہ خبر رفتہ رفتہ دنیا کے آسمان پر رہنے والوں تک پہونچ جاتی ہے۔ پس شیاطین ان خبروں کو چوری چھپے سنتے ہیں۔ پس بسا اوقات کوئی خبر ان کے پلے پڑجاتی ہے تو وہ کاہنوں کے پاس جاکر پہنچا دیتے ہیں۔ اور پھر اس میں وہ کم و بیش کرتے تھے پس وہ کاہن کبھی غلط بتاتے تھے اور کبھی درست خبر دیتے تھے۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں سے آسمان کو محفوظ کر دیا۔ پس کہانت اس وقت سے بند ہوگئی۔ اور اب کہانت کا علم کسی کو نہیں ہے۔ رسول خدا صلعم نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین

(ترجمہ) مگر جو شیطان چوری چھپے وہاں کی بات کان لگائے تو شہاب کا دہکتا شعلہ اسکے پیچھے پڑ جاتا ہے ۱۵/۱۷ اور پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ وأنا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شھابا رصدا (ترجمہ) اور یہ کہ ہم وہاں بہت سے مقامات میں باتیں سننے کیلئے بیٹھا کرتے تھے مگر اب کوئی سننا چاہے تو اپنے لئے شعلہ تیار پائے گا۔ ۲۹/۷۲

فصل (۴)

علاج و دوا کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اپنے بیماروں کا علاج کرو کیونکہ پروردگار عالم نے جو بھی مرض پیدا کیا ہے اس کے ساتھ اس کی دوا بھی پیدا کی ہے سوائے مرض الموت کے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انصاریوں کی ایک جماعت نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم ہمارا ایک پڑوسی ہے جو درد شکم میں مبتلا ہے تو کیا آپ ہمیں اس کے علاج کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس کا کس طرح سے علاج کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں ایک یہودی ہے جو اس مرض کا علاج کرتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ وہ کس طریقے سے علاج کرتا ہے۔ انصار نے عرض کیا کہ وہ پیٹ پھاڑ کر اس کے اندر سے کچھ نکال لیتا ہے پس آنحضرت صلعم نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔ انہوں نے جب دو تین مرتبہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو چنانچہ انہوں نے یہودی کو بلایا جس نے مریض کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے بہت سا

نعاب باہر نکال لیا پھر اس کو پیٹ دھو کر سی ڈالا۔ اور اس کا علاج کیا تو وہ شخص تندرست ہو گیا۔
پس اس کی خبر رسول خدا صلعم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک جس ذات نے بیماریاں پیدا کی ہیں۔ اس نے ان کا علاج بھی پیدا کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہترین علاج پچھنا لگوانا اور فصد کھلوانا ہے اور حبۂ سودا (یعنی) کا سنی کا استعمال ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کا علاج یہودی اور نصرانی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے شفاء دینا تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسی عورت کی بابت پوچھا گیا جس کے جسم میں بیماری ہے کہ آیا مناسب اور درست ہے کہ اس کا علاج کوئی مرد کرے آپ نے فرمایا کہ اگر مرد کے علاج کی ضرورت ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص طبابت اور حکمت کا پیشہ اختیار کرے اس کو لائق ہے کہ خدا سے ڈرے اور خلوص سے کام لے اور اجتہاد کرے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے بیمار کو غذاؤں کا پرہیز کروانے سے منع فرمایا ہے۔ بجز اس کے کہ آشوب چشم کی حالت میں کھجور نہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت سلمان فارسی کو آشوب چشم کی حالت میں کھجور کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمان کیا تم آشوب چشم کے باوجود کھجور کھا رہے ہو۔ اگر تم سے ہو سکے تو جب بائیں آنکھ میں آشوب ہو تو داہنے داڑھ سے کھجور کھاؤ۔ اور اگر داہنی آنکھ میں آشوب ہو تو کھجور بائیں داڑھ سے کھاؤ

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کا موجب ہے۔ آپؐ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے مریضوں کو کھانے کے لئے مجبور نہ کرو کیونکہ ان کو خود خدا کھلاتا پلاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بقاء چاہتا ہو حالانکہ بقاء نہیں ہے تو اس کو قرض سے اپنا دامن ہلکا رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ جتنا

پہننا چاہیئے اور صبح تڑکے غذا کھانا چاہیئے۔ عورتوں سے کم قربت کرنا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ کھانا کھانے میں درمیانی راہ پکڑیں تو ان کا جسم تندرست اور مستقیم رہ سکتے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ترک کر دینا جسم کی خرابی کا باعث ہے اس لئے جب کوئی شخص سن رسیدہ ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ رات نہ گذارے مگر اس حال میں کہ اس کا پیٹ کھانے سے بھرا ہوا ہو۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حقنہ لگانے یعنی ہر وہ دوا جو مریض کی معدے سے پیٹ صاف کرنے کیلئے چڑھائی جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس سے پیٹ بڑا نہ ہوتا ہو۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گوشت اور دودھ دونوں گوشت پیدا کرتے ہیں اور ہڈیوں کو مضبوط بناتے ہیں اور گوشت سماعت و بصارت کو زیادہ کرتا ہے۔ گوشت میں انڈا ملا کر کھانے سے قوت باہ زیادہ ہوتی ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے بدھوار کو یا سنیچر کو پچھنہ لگوایا اور وہاں سپیدی پیدا ہو گئی تو صرف اسی کو درست کرے۔ اور سر میں پچھنہ لگایا جائے تو ہر بیماری سے شفاء ملتی ہے اور ان چار چیزوں میں دوا ہے۔ پچھنہ لگانے میں حقنہ لینے میں، داغ میں اور قے میں لہٰذا جب تم میں سے کسی کے اندر خون جوش مارے تو جو بھی دن ہو اس میں پچھنا لگوالے اور آیت الکرسی پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور رسول خدا صلعم پر درود بھیجے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم دنوں کے عادی نہ بنو ورنہ وہی دن پھر تم پر لوٹ کر آئیں گے۔ پس جب کسی کے اندر خون جوش مارے تو اس کو چاہیئے کہ اس خون کو بہادے۔ چاہے نیزے کے چوڑے پھل کے برابر ہی بہائے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بخار آتش دوزخ کی لپٹ ہے۔ پس تم اسے پانی سے بجھادو۔ چنانچہ جب آپ بخار میں مبتلا ہو جاتے پانی منگوا کر اس میں دست مبارک ڈال دیتے تھے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام بیمار پڑ گئے اور درد نے زور پکڑ لیا تو انہیں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اُٹھا کر استغاثہ اور فریاد رسی کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم آپ بارگاہ الٰہی میں اپنے فرزند حسین کی شفاء کیلئے دعا کریں اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو آپ کے آگے رکھ دیا۔ پس رسول اکرم صلعم اُٹھے اور امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر کہا اے فاطمہ! اے میری بیماری بیٹی! بے شک خدا ہی وہ ذات ہے جس نے تمہیں حسین سا فرزند عطا کیا ہے۔ وہی حسین کو صحت مند اور تندرست بنانے پر قادر ہے۔ اس وقت آنحضرت صلعم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد صلعم! پروردگار عالم نے آپ پر قرآن کی جو بھی سورۃ نازل کی ہے اس میں فاء ضرور ہے اور ہر فاء کا تعلق آفت و مصیبت سے ہے سوائے سورۂ فاتحہ "الحمد للہ" کے کہ اس میں حرف فاء نہیں ہے۔ پس آپ پانی کا ایک پیالہ منگوایئے اور اس میں چالیس بار "الحمد" پڑھیئے۔ پھر آپ حسینؑ پر اس پانی کو ڈال دیں۔ بلاشبہ پروردگار عالم انہیں شفاء عطا کرے گا چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس پر عمل کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا حسینؑ کی گرہ کھول دی گئی ہو۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے داغ لگانے کی رخصت دی ہے جس میں نہ ہلاکت کا خوف ہو اور نہ صورت کے خراب ہونے کا ڈر ہو۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے سُرمہ لگانے سے منع فرمایا ہے لیکن صرف ایک بار لگایا جائے۔ آپ نے سوتے وقت سُرمہ لگانے کا حکم دیا ہے اور سُرمہ کی سلائی سے ہی سرمہ لگانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ تم اسے لازم رہنا کیونکہ اس سے آنکھ کا غبار دُور ہو جائے گا۔ اور یہ آنکھ کی صفائی کرنے والی چیز ہے۔ ۱۴۴ ص

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ عجوہ کھجور جنت کا میوہ ہے۔ اس میں ہر سے بھی شفاء پائی جاتی ہے۔ زید بن علی بن الحسین نے کہا کہ عجوہ کھجور کے استعمال

کی ترکیب یہ ہے کہ عجوہ کھجور لیکر اس کی گٹھلی کو نکال دیا جائے۔ پھر خوب باریک کوٹ لیا جائے۔ اور بوڑھی گائے کے گھی میں گوندھ کر نکال لیا جائے۔ پس جب اس کی ضرورت ہو تو زہر کے علاج کیلئے کھایا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچھو نے ڈنک مار دیا تھا۔ پس آپ نے اس کو جھٹک کر فرمایا کہ تجھ پر خدا کی لعنت۔ تجھ سے نہ کوئی مومن بچا ہے نہ کافر۔ پھر آپ نے نمک منگوا کر بچھو کے کاٹے ہوئے مقام پر رکھ کر اپنے انگوٹھے سے مسل دیا۔ حتیٰ کہ وہ پگھل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ نمک کے فوائد سے واقف ہوتے تو اس کے ہوتے ہوئے تریاق کے محتاج نہیں ہوتے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ درختوں کے سائے میں اُگنے والا پودا (ککر موتا) جو اوس سے پیدا ہوتا ہے وہ اور اس کا پانی دونوں آنکھ کی شفاء کے کام آتے ہیں۔ زید بن علی بن الحسین نے کہا کہ اس کے استعمال کی ترکیب یہ ہے کہ تم ککر موتا کا پودا لیکر دھو ڈالو تاکہ وہ صاف ستھرا ہو جائے۔ پھر ایک کپڑے میں اس کا عرق نچوڑ لو اور اس کا پانی آگ پر رکھ دو یہاں تک کہ وہ جم جائے۔ پھر اس کے اندر ایک قیراط مشک ڈال دو اور پھر اس کو ایک شیشی میں رکھ لو اور جب آنکھ میں کسی قسم کی بھی تکلیف ہو، اس وقت سُرمہ کے طور پر آنکھوں میں لگاؤ۔ جب کبھی وہ بالکل سوکھ جائے تو آسمان وغیرہ کے پانی میں گھس کر پھر اس میں سے لگاؤ۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پختہ تازہ کھجور کے مثل کسی اور چیز کے کھانے سے زچہ کی شفا نہیں طلب کی گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کو ان کی زچگی کے وقت چن کر کھلایا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں پہلو کے درد کی شکایت کی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ خوان میں سے جو کچھ گر پڑے اس کو کھا جاؤ۔ چنانچہ اس نے اس پر عمل کیا تو اس کو صحت حاصل ہو گئی۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز ایک عدد خشک انگور کا بیج نکال کر تھوک سے کھائے گا وہ کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے اس مرض کے جس میں اسکی موت لکھی ہوگی اور جو شخص سات عدد کھجور سوتے وقت کھائیگا وہ مرض قولنج سے شفاء پائے گا اور اس کے پیٹ کے کیڑے مرجائیں گے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ جو شخص چھلکے کے ساتھ انار کھائے گا وہ اسکے معدے کی دباغت کردیگا اور سفر جن کمزور دل لوگوں کو مضبوط بناتا ہے اور بزدل کو بہادر بناتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی ملک سے وہاں کی وباء زدگی کی بابت آپ کو خبر کرتے ہوئے لکھا تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم سیب کو التزام کے ساتھ کھایا کرو۔ چنانچہ اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اس کو شفاء مل گئی۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ سیب گرمی کو مٹاتا ہے اور پیٹ کے اندرونی حصے کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بخار کو دفع کرتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ شہد تندرستی اور شفاء کیلئے مفید ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ مریض نے شہد کے شربت سے عمدہ کسی اور چیز سے شفاء حاصل نہ کی ہوگی۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "فیہ شفاء للناس" اس (شہد) میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اتنا کرنے سے بھی عاجز ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو وہ اپنی بیوی سے سوال کرے پس وہ اسے اپنے مہر میں سے ایک درہم بخشدے اور وہ اس سے شہد خرید کر آسمان کے پانی میں ملا کر پی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ مہر کے بارے میں فرماتا ہے کہ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا (ترجمہ) پھر اگر وہ تمہیں خوشی خوشی کچھ چھوڑ دیں تو شوق سے نوش جان کھاؤ پیو۔ ۴ ؎ اور شہد کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فیہ شفاء للناس (ترجمہ) اس (شہد) میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ اور آسمانی پانی کے متعلق پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ "ونزلنا من السماء ماء مبارکا" (ترجمہ) اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ گائے کا دودھ لازماً کھایا کرو کیونکہ وہ ہر شجر سے مخلوط ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گھی دوا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گھی گرمی میں کھانے سے زیادہ بہتر ہے کہ اس کو ٹھنڈی میں کھایا جائے اس کے برابر پیٹ میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہوئی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سرکہ تلخی کو ساکن کرتا ہے اور دل کو زندگی بخشتا ہے اور پیٹ کے کیڑوں کو مار ڈالتا ہے۔ اور منہ کو مضبوط بناتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ریتی پر چلے جس سے آپ کا پیر جل گیا۔ پس آپ خرفہ کے ساگ پر چلے جس سے ریتی کی گرمی ساکن ہوگئی۔ اور آپ نے خرفہ کے ساگ کیلئے دعاء خیر فرمائی۔ آپ خرفہ کا ساگ اور کدو بہت زیادہ پسند کرتے تھے آپ فرماتے کہ کدو عقل و دماغ کو بڑھاتا ہے اس کے علاوہ آپ کاسنی بہت پسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کاسنی کی ہر پتی میں جنت کا پانی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تم حبۃ سوداء کو التزاماً کھایا کرو کیونکہ اس میں سوائے موت کے ہر مرض کی شفاء ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی ملک اور وبا زدہ مقام میں داخل ہو تو وہاں کی پیاز کھائے کیونکہ وہ تم کو وہاں کی وباء سے محفوظ رکھے گی۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ "شبرم" کھانے سے بچو۔ کیونکہ وہ ایک خشک اور گرم پودا ہے اور تم سنا مکی کے علاج پر لازم رہو۔ اگر کوئی چیز موت کو ٹال سکتی سنا مکی ہی ٹال سکتی ہے اور تم میتھی سے علاج کرو۔ اگر میری امت میتھی کے علاج سے واقف ہو جاتی تو اسی سے دوا و علاج کرتی چاہے اس کے وزن کے برابر سونا ہی اسے کیوں نہ خرچ کرنا پڑتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حرمل کالے دانے کے ہر درخت کے ساتھ ملائکہ ہیں جو اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جس کے پاس پہنچنے والا ہے اس تک پہنچ جاتا ہے اور آپ نے کالے دانے کی جڑ کے متعلق فرمایا کہ وہ افسوں اور منتر کا کام

دیتی ہے اور اس کی شاخ میں بہتّر امراض کی شفا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اختلاف شکم کی شکایت کی تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ چاول کا ستو بنا کر پی جائے۔ چنانچہ اس نے اس پر عمل کیا تو اس کا شکم مضبوط ہو گیا۔ صادق آل محمد کا ارشاد ہے کہ میں دو سال سے زیادہ عرصہ بیمار رہا پس پروردگار عالم نے میرے دل میں چاول کو الہام فرمایا اور میں نے اسے منگوایا اور اسے دھو کر سکھا دیا گیا۔ پھر آگ پر سینک کر اسے آٹا بنایا گیا اور میں نے کچھ ستو بنایا اور کچھ کا شربت بنایا اور میں نے اسے استعمال کیا تو میں تندرست اور صحت مند ہو گیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ستو گوشت پیدا کرتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بخار زدہ کیلئے تین مرتبہ ستو دھو کر دیا جائے تو اس سے بخار دفع ہو جائے گا۔ وہ تلخی و بلغم کو سکھا دیتا ہے اور دونوں پنڈلیوں کو قوت پہنچاتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے چھوٹے بچوں کو مٹی اور کوئلہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پس اس نے اولاد آدم پر مٹی کھانا حرام کر دیا ہے۔ اگر کسی نے مٹی کھایا تو گویا اس نے اپنی جان کے قتل کرنے میں مدد کی۔ اگر کسی نے مٹی کھائی اور مر گیا تو میں اس پر نماز جنازہ نہ پڑھوں گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مٹی کے کھانے سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تازہ مچھلی ہمیشہ کھانے سے گوشت پگھل جاتا ہے اور جب آپ مچھلی کھاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے اللھم بارک لنا فیہ وابدل لنا بہ خیرا منہ۔ بار الہا! ہمارے لئے اس میں برکت عطا کر اور اس کے عوض ہمیں خیر دے۔ امام جعفر الصادق

علیہ السلام فرماتے ہیں مچھلی کھانے کے بعد کھجور کھانے سے اس کی تکلیف دُور ہو جاتی ہے۔ آپ سے گدھی کا دودھ بطور علاج استعمال کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اس کی اجازت دی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے سخت گرم پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اللباس والطیب

فصل (۱)

آدابِ لباس کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آبا کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب پروردگار عالم کسی شخص کو اپنی نعمت سے نوازے تو اس کے لئے یہ مناسب اور سزاوار ہے کہ اس نعمت کا اثر اس کے لباس میں ظاہر ہو لیکن اس میں شہرت کی خواہش نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کی طرف دیکھا جس کے جسم پر اون و ریشم کا جبہ اور چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے غور سے دیکھا تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں یہ تو محض ریشمی کپڑا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جس دن جام شہادت پیا تھا اس دن آپ کے جسم اطہر پر ریشمی جبہ تھا پھر فرمایا کہ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے جب ابن عباس کو خوارج کے پاس بھیجا تو انہوں نے اپنا بہترین لباس زیب تن کیا تھا اور اپنی سب سے عمدہ خوشبو لگائی تھی۔ اور اپنے افضل ترین گھوڑے پر سوار ہوئے تھے۔ جب وہ خوارج سے جا کر ملے تو انھوں نے کہا کہ اے ابن عباس تم تو ہمارے

درمیان بہترین لوگوں میں سے تھے لیکن جباروں کے لباس اور ان کی سواری پر چڑھ کر آئے ہو تب ابن عباس نے ان کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ (ترجمہ) اے رسول ان سے پوچھو تو کہ جو زینت (کے ساز و سامان) اور کھانے کی صاف ستھری چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہیں۔ کس نے حرام کردیں تم خود کہہ دو کہ یہ سب پاکیزہ چیزیں قیامت کے دن ان لوگوں کیلئے خالص ہیں جو دنیا کی زندگی میں ایمان لائے تھے۔ پھر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ لباس پہنو اور خوبصورت لباس پہنو کیونکہ پروردگار عالم حسن و جمال پسند کرتا ہے لیکن وہی جو حلال ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپ کے جسم مبارک پر زرد رنگ کا ریشمی جبہ تھا اور زرد رنگ کا ریشمی عمامہ پہن رکھا تھا اور نقش و نگار والی زرد رنگ کی ریشمی چادر تھی۔ آپ نے لباس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام دیبا و حریر پر سنہری کامدار کی قبا پہنا کرتے تھے اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے اور لوگ ان کے عدل و انصاف کے محتاج بھی تھے۔

امام علی بن الحسین زین العابدین علیہما السلام سے مروی ہے کہ آپ گرمی کے موسم میں مصر کے دو تشتری کپڑے پہنتے تھے جن کی قیمت پانچ سو درہم ہوتی تھی۔ اور سردی کے موسم میں اون و ریشم کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس دن حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام نے جام شہادت نوش کیا تھا اس دن آپ کے جسم اطہر پر ریشمی جبہ تھا۔ ہم نے اس جبہ میں تلوار اور نیزے کے چالیس زخم گنے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب وہ

شخص ہے جو جوار باجرہ کھاتا ہے اور کھردرا موٹا کپڑا پہنتا ہے اور جب خشوع و خضوع کرتا ہے تو اس کے جسم پر خشوع کے آثار نظر آتے ہیں۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے اس شخص فرمایا کہ تیرا برا حال ہو۔ خشوع اور خوف الٰہی تو آدمی کے دل میں ہوتا ہے کیا تجھے خبر نہیں ہے ہے کہ ایک نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی نقش و نگار والا لباس اور سنہری کا مدار کا لباس پہنا کرتے تھے اور آل فرعون کی نشست پر بیٹھ کر لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے تھے پس لوگ کچھ اس پیغمبر کے لباس کے محتاج نہ تھے بلکہ وہ تو صرف ان کے عدل و انصاف کے محتاج تھے۔ اسی طرح لوگ امام کے محتاج ہیں کہ وہ ان کے درمیان عدل و انصاف کیساتھ فیصلہ کرے اور جو کہے تو سچ کہے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب فیصلہ کرے تو عدل کرے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے جس لباس کو حلال قرار دیا ہے اس کو حرام قرار نہیں دیا ہے اور جو کھانا پینا حلال ہے اس کو حرام نہیں کیا ہے اس نے تو صرف حرام کو ہی حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ حرام کم ہو یا زیادہ۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (ترجمہ) اے رسول ان سے پوچھو کہ جو زینت (کے ساز و سامان) اور کھانے کی صاف ستھری چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہیں کس نے حرام کر دیں؟

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسول اگر کوئی شخص بکثرت لباس بنواتا ہو اور ان کو پہن کر آراستہ ہوتا ہو اور بعض کو بعض سے محفوظ رکھتا ہو تو کیا یہ اس کا اسراف سمجھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ اسراف و فضول خرچی نہیں ہے۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ لینفق ذو سعۃ من سعتہ جس کے پاس زیادہ دولت ہو اس کو اپنی دولت میں سے خرچ کرنا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت سفیان ثوری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے جسم اطہر پر قیمتی بلند پایہ لباس دیکھ کر کہا اے فرزند رسول! آپ ہی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ موٹے جھوٹے روئی کے کپڑے پہنا کرتے تھے اور آپ خود قوھی اور مروی کے

پہنتے ہیں۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سفیان خدا تم کو اپنی رحمت سے نوازے۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام تو تنگدستی کے زمانے میں تھے اور اب تو پروردگار عالم نے ہم کو کشادگی عطا کی ہے اور یہ مستحب ہے کہ جس کو پروردگار عالم نے کشادگی سے نوازا ہو اس کا اثر اس کے جسم سے بھی ظاہر ہونا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو اون اور بال سے بنا ہوا لباس پہنتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ روئی سے بنا ہوا کپڑا پہنو۔ کیونکہ رسول خدا صلعم روئی کا لباس پہنا کرتے تھے۔ اور جو آپ استعمال کرتے تھے وہی افضل لباس تھا اور وہی ہمارا بھی لباس ہے۔ آپ اون اور بال سے بنا ہوا کپڑا استعمال نہ کرتے تھے پس تم بھی بجز کسی سبب کے اسے نہ پہنو۔ پس بلاشبہ اللہ تعالےٰ جمیل ہے اور حسن وجمال کو پسند کرتا ہے اور وہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے کے جسم پر دیکھنا چاہتا ہے۔

امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ آپ موسم سرما میں ریشمی کپڑا پہنتے تھے اور وہ ریشمی کپڑا ایک ہزار درہم یا پانچسو درہم میں خریدتے تھے جب سردی کا موسم نکل جاتا تو آپ اسے خیرات کر دیتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ ایک ہزار یا پانچسو درہم کا ریشمی کپڑا زیب تن فرماتے تھے جب اسے ایک سال ہو جاتا تو اس کو خیرات کر دیتے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ ان کپڑوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت خیرات کر دیتے تو کیا یہ اچھا نہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ جس لباس میں میں نے نماز پڑھی ہے اس کو فروخت کر دوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ حج پر تشریف لیگئے۔ جب آپ طواف کر رہے تھے اس وقت آپ کے جسم پر وہ گراں قدر لباس تھے کہ اچانک کسی نے ان کے کپڑے کا کنارہ کھینچ لیا۔ جب آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت عباد بصری تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ آپ اس مقدس مقام پر بھی اس قسم کا لباس پہنتے ہیں؟

حالانکہ آپ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی جانب سے مقام امامت پر فائز ہیں۔ اور آپکو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کیسا لباس زیب تن فرماتے تھے صادق آل محمد علیہ السلام نے عباد سے فرمایا کہ اے عباد خدا تم پر رحم کرے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام ایسے زمانے میں تھے کہ جس میں آپ جو لباس پہنتے تھے وہی مناسب تھا۔ اگر آج میں بھی ویسا ہی لباس پہنوں تو لوگ کہیں گے یہ شخص عباد جیسا ہی ہے۔ پس عباد سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور آس پاس کے لوگ عباد کی طرف اشارہ کرنے لگے اور وہ ریاکاری میں مشہور تھے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک دینار یا نصف دینار یا تین دینار میں کپڑا خریدتا ہے پس جو وہ پہنتا ہے تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور وہ لباس اس کے دونوں گھٹن تک پہنچتا ہے تو اس کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ مسجد سے نکل کر موضع دار فرات تشریف لائے کہ جہاں ان دنوں کھدرے کپڑے فروخت ہوتے تھے۔ آپ نے ایک شیخ کو کپڑا فروخت کرتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ اے شیخ مجھے تین درہم میں ایک قمیص فروخت کر دو۔ اس نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین! اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جب امیر المومنین علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ اس شخص نے آپ کو پہچان لیا ہے تو اس سے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرے شخص کے پاس تشریف لیگئے جس نے آپ سے منھ پھیر لیا اور آپکی طرف متوجہ نہ ہوا تو پھر اس کے پاس سے آپ نے تین درہم میں ایک قمیص خریدا اور اسے زیب تن فرمایا تو وہ قمیص دونوں گٹوں لیکر دونوں ٹخنوں تک لمبی تھی۔ پھر آپ نے دونوں آستین کیطرف دیکھا جو آپ کے ہاتھوں سے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ پس آپ نے انگلیوں کی جانب جو فاضل حصہ تھا اسے کاٹ ڈالا۔ پھر فرمایا کہ الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس و واری سوئتی و استر عورتی الحمد للہ رب العالمین (ترجمہ) تمام حمد و ثنا کا سزاوار

وہ خدا ہے جس نے مجھے اس لباس فاخرہ کو عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں آراستہ نظر آؤں گا اور تمام حمد و ستائش اس خدا کیلئے ہے جس نے میری ستر پوشی کی۔ اور تمام حمد و ثنا اس اللہ کیلئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔ اس وقت ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ یہ اپنی جانب سے فرما رہے ہیں یا اسے آپ نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے؟ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ رسول خدا صلعم جب لباس زیب تن فرماتے تو اسی طرح سے دعا کرتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس آیت کریمہ کی بابت پوچھا گیا کہ "وثیابک فطھر" اور اپنے کپڑے کو پاکیزہ رکھو۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اوپر اٹھائے رکھو۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کپڑا ٹخنوں سے متجاوز نہ ہو کیونکہ نیچے لٹکانے کا کام بنی امیہ کا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام ازار و قمیص کو اٹھائے رکھتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا وہ کرتا لوگوں کے سامنے نکالا جس میں آپ شہید ہوئے تھے اور اس میں خون لگا ہوا تھا آپ نے اس کو پھیلایا اور لوگوں نے اسے بالشت سے گنا تو اس کے نیچے کا گھیر بارہ بالشت کا تھا۔ اور اس کے بدن کا عرض تین بالشت کا تھا۔ اور دونوں آستین کا طول تین بالشت تھا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کپڑے کا جو حصہ دونوں ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب یعنی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام دو قمیصیں خریدا کرتے تھے اور دونوں میں سے ایک کو پسند کرنے کا اختیار اپنے غلام کو دیتے تھے۔ پس وہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا پسند کر لیتا اور وہ اسے لے لیتا۔ پھر آپ دوسرا کپڑا پہنتے۔ جب اس کی آستین انگلیوں سے تجاوز کر جاتی تو اس کو کاٹ ڈالتے اور جب اس کا دامن دونوں ٹخنوں سے تجاوز کر جاتا تو اس کو پھینک دیتے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ جو شخص بال رکھے تو اس کے ساتھ احسان کرے یعنی اسکو سنوارے اور جو عورت رکھے تو اسکی تکریم کرے اور جو شخص جوتا رکھے تو اس کو درست رکھے اور جو شخص جانور رکھے تو عمدہ جانور رکھے۔ اور کپڑے رکھے تو اس کو پاک صاف رکھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کپڑے کی صفائی دشمن کو پچھاڑ دیتی ہے۔ اور کپڑا دھونے سے ہم و غم دور ہو جاتا ہے اور اس کو اٹھائے رکھنا اس کی طہارت ہے۔ اس واسطے پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ "وثیابک فطھر" اور تم اپنے کپڑے کو پاک صاف رکھو یعنی اٹھائے رکھو (زمین پر لٹکنے نہ دو)

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کپڑے کی راحت اس کو تہہ کر کے رکھنے میں ہے اور گھر کی راحت اس کو صاف ستھرا رکھنے میں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نقش و نگار والی چادر پانچسو دینار میں خریدتے اور اسے اوڑھ کر موسم سرما گذارتے اور مسجد میں داخل ہوتے۔ جب گرمی کا موسم آتا تو اس کو خیرات کر دینے کا حکم فرماتے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دینے کا حکم فرماتے اور کبھی کبھی مصر کے بنے ہوئے دو اسمونی کپڑوں کے خریدنے کا حکم دیتے جنہیں آپ کے واسطے گیرو سے رنگ دیا جاتا۔ پس آپ وہ دونوں کپڑے زیب تن فرماتے اور آپ اوسط درجہ کا لباس پہنتے تھے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے پیوند لگا ہوا کپڑا پہن رکھا تھا۔ اس کے متعلق جب آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معمولی اور گھٹیا لباس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب جسم نرم و نازک کپڑا پہن لیتا ہے تو وہ سرکش ہو جاتا ہے آپ کے بعض اصحاب نے ایک مرتبہ

پیوند لگا ہوا بوسیدہ کپڑا دیکھا تو اسکی بابت آپکی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپنے فرمایا جس کے پاس پرانا کپڑا نہ ہوگا تو اس کے پاس نیا کہاں سے ہوگا۔ اور آپ کے پاس دو موٹے کھردرے کپڑے تھے جن کو پہن کر آپ اپنے گھر میں نماز پڑھتے تھے۔ اور جب پروردگار عالم سے اپنی حاجت کا سوال کرتے تو ان دونوں کپڑوں کو پہن لیتے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ عمامہ کو اچھی نظر سے دیکھو کیونکہ وہ عربوں کا تاج ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ لڑائی میں دو کانوں والی سلی ہوئی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کا بچھونا چمڑے کا تھا اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور کبھی کبھی آپ کے واسطے بال کا بچھونا دہرا کر کے بچھا دیا جاتا پس جب رات طویل ہوتی اور نماز پڑھنے کیلئے اٹھنا چاہتے تو اس پر سو جاتے اور کسی شب لوگوں نے اس بچھونے کو چار مرتبہ تہہ کر کے بچھا دیا تھا تو آپ اس پر سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم پر خدا کی رحمت آج شب کو تم لوگوں نے کیا بچھا دیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ بچھونا تھا اے رسول خدا صلعم! البتہ ہم نے اس کو چار مرتبہ تہہ کر کے بچھایا تھا۔ تاکہ وہ آپ کے لئے خوب نرم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو ایسا نہ کرو وہ جس حال پر تھا اس حال میں رہنے دو۔ کیونکہ اس کی نرمی نے آج کی شب مجھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام کے بعض اصحاب سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک بار امام باقر علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا تو میں نے آپ کو ایسے گھر میں پایا جو آراستہ تھا اور جس میں سر کے نیچے کے تکئے، چادریں اور گاؤ تکئے اور بچھونے ترتیب سے آراستہ کئے گئے تھے۔ ایک مرتبہ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو ایسے گھر میں پایا جس میں صرف چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیسا گھر ہے؟

آپ پر قربان جاؤں! تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے اور اس سے پہلے جو گھر تم نے دیکھا تھا وہ زنانخانہ تھا۔ میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو مجھے میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کے گھر میں بچھونے اور قالین وغیرہ دیکھکر عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! ہم آپ کے گھر میں ایسے ساز و سامان دیکھتے ہیں جو رسول خدا صلعم کے بیت اشرف میں بھی موجود نہ تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ہم عورتوں سے شادی کرتے ہیں تو انکی مہریں دے دیتے ہیں۔ پس وہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتی ہیں خرید لیتی ہیں جس میں ہم کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

فصل (۲)

حلال و حرام لباس کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے ایک مجمل قول میں حلال لباس کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ زمین سے جو کچھ بھی اُگے اس کا لباس بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو پہنکر اور اس کے اوپر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور جس چیز کا گوشت کھانا حلال ہو ایسے جانور کی کھال اس کا اون و بال پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ ذبیحہ ہو۔ پس جب وہ ذبح نہ کیا گیا ہو تو نہ اس میں اور نہ اس کی کسی اور چیز میں کوئی بھلائی ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ سُرخ لباس نا پسند کرتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ زعفران ہمارے واسطے ہے اور زرد رنگ بنی امیہ کے لئے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سرخ رنگ کا لباس ناپسند کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تم سرخ لباس نہ پہنو کیونکہ یہ قارون کا لباس تھا اور بنی امیہ کا لباس ہے اور سوتے وقت لحاف اور رنگین چادر کے استعمال کی رخصت دی ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے سفید لباس سے عمدہ کوئی اور لباس نہیں ہے پس تم سفید کپڑا پہنو اور اسی سے اپنے مُردوں کو کفن دو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ جانب رَحبہ تشریف لیگئے اس حال میں کہ آپ کے جسم مبارک پر زرد رنگ کی ازار اور سیاہ قمیص تھی اور پاؤں میں جوتیاں اور ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سبز رنگ کی چادر میں احرام باندھا۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ آپ کے جسم مبارک پر سیاہ رنگ کا کوٹ تھا اور نیلگوں طیلسان۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ مرد کیلئے خالص ریشم کا کپڑا پہننا مکروہ سمجھتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ملاکر جو کپڑا بنایا گیا ہو اس کے پہننے کی رخصت دی ہے اور اس قسم کا کپڑا پہن کر دشمن کے ساتھ حسن و زیبائش میں فخر و مقابلہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس قسم کا ریشمی کپڑا اسی طرح پہنا جائے جسطرح دوسرے ایسے کپڑے پہنے جاتے ہیں کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ جیسے ناپاک و نجس کپڑا۔ مردہ کی کھال جس سے اوڑھنے بچھونے کا کام تو لیا جاتا ہے لیکن اس میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے اور امام باقر و امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے۔ یہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ مردار کی ہر چیز ناپاک نجس ہے مردار کی کھال کو خواہ ستر بار کیونکہ نہ دباغت کیا وہ پاک نہ

ہوگی اور جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے بارے میں بھی انہوں نے ایسا ہی فرمایا ہے اس کا درجہ بھی مردار ہی کا درجہ ہے لیکن ایسے جانوروں کی کھال سے اوڑھنا بچھونا بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ کو ایسے بچھونے پر بیٹھا ہوا دیکھا گیا جس پر تصویریں بنی تھیں جس کی قیمت ایک ہزار یا دو ہزار تھی اس کے متعلق آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اس کو روندا جائے۔

فصل (۳)

زیورات پہننے کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عورت نماز نہ پڑھے الا آنکہ اس کے ہاتھ یا کان میں چھلا یا ایرن ضرور ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس کو زیور میسر ہی نہ ہو تو اس کے بغیر بھی نماز پڑھ سکتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے عورتوں کو زیورات سے خالی رہنے سے منع فرمایا ہے۔ اور مردوں کے مشابہ بننے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اگر عورتوں میں سے کسی نے ایسا کیا تو اس پر آپ نے لعنت بھیجی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی عورت کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو زیورات سے خالی رکھے۔ اگر کچھ نہ ہو تو کم از کم گلے میں ہار ہی لٹکائے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ عورت زمین پر اپنے دونوں پیر اس طرح مارتے ہوئے نہ چلے کہ اس کے پازیب کی جھنکار سنائی

دے اور جس زینت کو وہ چھپانا چاہتی ہے معلوم ہو جائے ایسا اس وقت نہ کرے جبکہ اپنے گھر سے باہر جائے اور بناؤ سنگار غیر محرم کے سامنے ہو کیونکہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ قل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الی قولہ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔ (ترجمہ) اور اے رسول ایماندار عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں..... اور چلنے میں اپنے پیر زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار وغیرہ کی خبر ہو جائے۔ ۱۸/۲۴/۲۳

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے عورتوں کے لئے سونے کے زیورات کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کیلئے کوئی حرج نہیں ہے صرف مردوں کیلئے مکروہ سمجھا گیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے سونیکے زیورات بچوں کو پہنانیکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام اپنی اولاد اور خواتین کو سونے چاندی کے زیورات پہناتے تھے قرآن اور تلوار کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی دیکھ کر فرمایا کہ یہ اہل دوزخ کا زیور ہے تم اسے انگلی سے نکال پھینکو۔ سنو! میں تم میں مجوسیت کی بو اور انکی نشانی پاتا ہوں پس اس شخص نے لوہے کی انگوٹھی اتار کر سونیکی انگوٹھی پہن لی تو پھر آپنے فرمایا کہ ہاں اب بھی تیری انگلی اسوقت دوزخ میں ہے جبتک یہ انگوٹھی یہیں رہیگی اس نے عرض کیا کہ اے رسول خدا کیا میں یہ انگوٹھی نہ پہنوں؟ آپنے فرمایا کہ ہاں پہنو لیکن اس کو چاندی کی بناؤ اور وہ بھی ایک مثقال سے زائد نہ ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ اپنے بچوں کو لوہے کی انگوٹھی نہ پہناؤ۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپنے فرمایا کہ رسول خدا صلعم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور آپکی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپنے مردوں کو سونیکے زیورات پہننے سے منع فرمایا ہے آپنے فرمایا کہ وہ انکے لئے دنیا میں حرام ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور آپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ عقیق کے نگینہ کی انگوٹھی پہننے کا اس کا خاتم اللہ تعالیٰ نیکی پر کریگا اور بہترین نگینہ بلور ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے فرزند!

تم سحر کے بل سویا کرو اور تمہارا پیٹ اندر دھنسا ہو یعنی خالی ہو اور پانی چوس کر پیا کرو اور تمہارا کھانا خوش گوار ہو اور آنکھوں میں سرمہ لگاؤ اس سے تمہاری آنکھ میں روشنی پیدا ہوگی، اور ناغہ کر کے تیل لگاؤ۔ اپنے نبی کی سنت کے مشابہ بنو عمدہ جوتوں کا انتخاب کرو کیونکہ یہ مردوں کے پازیب ہیں اور عمدہ عمامے پہنو کیونکہ یہ عربوں کے تاج ہیں۔ اور جب اندازہ کے مطابق پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ کرو کیونکہ تمہارے پڑوسیوں کو گوشت نہ ملیگا تو کم از کم شوربا تو ضرور ملیگا کیونکہ شوربا گوشت ہی کا ایک حصہ ہے۔ اور یاقوت وعقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ وہ مبارک و میمون ہے جب بھی اسکو پہنکر آدمی اپنے چہرے کی طرف دیکھے گا تو اسکا نور زیادہ ہوگا اور اسکو پہنکر نماز پڑھنے میں ستر نماز کا ثواب ہے۔ اور تم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرو کیونکہ یہ میری سنت ہے اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے اور جو میری سنت سے منھ پھیرائے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور تم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی نہ پہنو اور یاقوت وعقیق کے بغیر انگوٹھی نہ پہنو۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپکی انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپکی انگوٹھی کا نقش "علی یومن باللہ" تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپکی انگوٹھی کا نقش "عزت لی یا الٰہ تقوی فتقنی تذر خلقك" تھا امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایسی انگوٹھی پہنکر نماز نہ پڑھی جائے جسکے نقش میں تصویریں کندہ ہوں۔

فصل (۴)

خوشبو اور اس کے استحباب و فضل کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ جس بندے کی خوشبو عمدہ ہوگی اس کی عقل بھی زیادہ ہوگی۔ آپ جب بھی سفر کرتے تو چھ چیزیں اپنے ساتھ رکھتے تھے عطر کی شیشی، قینچی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھی، مسواک، آپ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کو یہ تین چیزیں عطا کی گئی ہیں عطر، مسواک اور ازواج۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عمدہ خوشبو عقل کو

مضبوط کرتی ہے اور اس کو بڑھاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو مخفی ہو۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ خوشبو زیادہ لگایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس سے آپ کی داڑھی اور سر کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص نماز جمعہ پڑھنے کیلئے باہر نکلے تو خوشبو لگائے چاہے اپنی عورت کی شیشی ہی میں سے کیوں نہ لگائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کبھی کبھی تو اپنی عورتوں کی خوشبو لگا لیا کرتے تھے۔ اور جب آپ کسی کو خوشبو دیتے اور وہ لینے سے انکار کرتا تو آپ اس سے فرماتے کہ گدھا ہی کرامت سے انکار کرتا ہے۔ رسول خدا صلعم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کی تمام لوگوں پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح کہ تمام تیلوں پر بنفشہ کے تیل کو فضیلت حاصل ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس عورت نے خوشبو لگایا ہو وہ باہر نہ جائے اور نہ مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہو۔ یہ اس لئے تاکہ مردوں میں سے جو اس سے قریب ہو وہ اسکی خوشبو نہ سونگھے ورنہ یہ خوشبو شیطانی وسواس کا باعث ہوگی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کو لائق نہیں ہے کہ وہ مہندی لگائے بغیر نماز پڑھے۔ پس اگر مہندی نہ لگا سکے تو حنا کی جگہ زعفران لگائے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی عورت کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ خضاب سے اپنے ہاتھوں کو خالی رکھے کم از کم دونوں پر حنا کو مسل دے خواہ عورت سن رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حیض دار عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ بالوں کو سنوارے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے پیشانی کا بال بڑھانے اور سر کے گرداگرد بال بڑھانے خضاب کا نقش و نگار بنانے سے منع فرمایا۔

کتاب الصید

فصل (۱)

حلال و حرام شکار کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم و للسیارۃ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما (ترجمہ) تمہارے اور قافلے کے واسطے دریائی شکار اور اس کا کھانا (تو ہر حالت میں) جائز کر دیا ہے مگر خشکی کا شکار جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واذا حللتم فاصطادوا (ترجمہ) اور جب تم احرام چھوڑ دو تو شکار کر سکتے ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ پرندہ اپنے گھونسلے میں محفوظ ہے اور خدا کی امان و پناہ میں ہے۔ لیکن جب اڑ جائے تو اگر تم چاہو تو اس کا شکار کر سکتے ہو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انہی پرندوں کا شکار کرنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں نہ ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی پرندے کو قابو میں کر لیا گیا پھر وہ اڑ گیا پھر اس کو پکڑا گیا تو جس نے اس کو پکڑا ہے وہ اس کیلئے حلال ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے بزات قسم کے پرندے مراد ہیں کیونکہ ان تمام پرندوں کا کھانا مباح ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے شہر کے اندر کبوتر کا شکار کرنے سے منع فرمایا ہے اور گاؤں میں اس کے شکار کی اجازت دی ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شکار پر اسی کا حق ہے جو اس کو پکڑنے میں سابق تھا۔

فصل (۲)

شکاری جانوروں کے شکار کا بیان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ وما علمتم من الجوارح مکلبین (ترجمہ) اور شکاری جانور جو تم نے سدھار رکھے ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آبا کرام اور حضرت علی مرتضےٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ سے آیت مذکورہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں "جوارح" سے کتے مراد ہیں۔ اور "جارح" شکار کرنیوالے جانوروں کو کہتے ہیں۔ اور اسی معنی میں خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ویعلم ما جرحتم بالنہار (ترجمہ) اور تم نے دن میں جو کچھ کسب کیا ہے اللہ اس سے واقف ہے۔ جرحتم سے مراد ہے جو تم نے اکتساب کیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سکھائے ہوئے شکاری کتے جس چیز کو پکڑ لیں اس کا کھانا حلال ہے چاہے شکاری کتے اسے مار ہی کیوں نہ ڈالیں اور جس کو ایسے کتے مار ڈالیں جو سکھائے ہوئے نہیں ہیں تو اسے نہیں کھایا جا سکتا۔ لیکن جب شکاری کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہا گیا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار کھایا جا سکتا ہے اور اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو ایسے شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دونوں حضرات نے ایسے شکار کے کھانے کی اجازت دی ہے جس کو سکھائے ہوئے کتے نے پکڑ کر

مار ڈالا ہو یا اس میں سے کچھ کھا لیا ہو۔ البتہ اگر کتے نے کسی پرندے کو پکڑا اور اس میں سے کچھ کھا لیا تو دونوں امامین اقدسین اس کے کھانے کی رخصت نہیں دی ہے۔ اور حضرت امام مہدی باللہ علیہ السلام فرماتے تھے کہ شکاری کتے جس پرندے کو پکڑیں اس کو کھایا جا سکتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ کتا کبھی کبھی چیڑ پھاڑ ڈالتا ہے۔ آپ کے اس قول سے آپ کے آباء کرام علیہم السلام کے قول کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ انہوں نے چیر پھاڑ کرنے والے کتے کا شکار کھانے کی اجازت نہیں دی ہے انہوں نے تو صرف اس کتے کے شکار کو کھانے کی اجازت دی ہے جس کو سکھایا ہو اور سالم ہو۔ شکاری کتے کے جس پکڑے ہوئے پرندوں کے کھانے کی اجازت امام مہدی باللہ علیہ السلام نے دی ہے تو وہ شکاری کتوں کا شکار ہے جن کے پکڑے ہوئے شکار کو کھانے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شکرے اور باز شکاری جانوروں میں سے ہیں۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سکھایا ہوا چیتا کتے کی مانند ہے پس وہ جس چیز کا شکار کرے اس کو کھایا جا سکتا ہے۔ اور یہ اس بنیاد پر ہے جس کا ذکر ہم نے شکاری کتوں کے شکار کے بیان میں کیا ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے کالے کتے کا شکار کھانے سے منع فرمایا ہے اور اسے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور خاص کر اس کتے کو جو بالکل ہی کالا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام کتے ایک ہی درجہ رکھتے ہیں جبکہ ان کو سکھا دیا جائے۔ کردی کتا اس سلوقی کتے کے مانند ہے جو شکار کیلئے خاص ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے شکار کے بارے میں فرمایا۔ کہ کسی نے شکار پر شکاری کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ کہا ہو تو اس شکار کو نہ کھائے۔ جس کو اس نے مار ڈالا ہے اور اس نے قصداً بسم اللہ کہنا ترک کیا ہے لیکن بسم اللہ کہنا ہی بھول گیا ہو یا اسے معلوم ہی نہ تھا۔ اس صورت میں اس شکار کو کھائے۔ ذبیحہ کے بیان

میں انشاء اللہ ہم اس سلسلہ میں مزید ثبوت پیش کرینگے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے شکار کے بارے میں فرمایا کہ جسے شکاری کتا پکڑتا ہے اور آدمی اسے زندہ حالت میں پاتا ہے۔ پھر وہ کتے کے پکڑنے کی وجہ سے وہیں مرجاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم اسے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کو سامنے رکھ کر کھاؤ فکلوا مما امسکن علیکم (ترجمہ) تم اس شکار کو کھاؤ جسے شکاری جانوروں نے تمہارے واسطے پکڑ رکھا ہو۔ البتہ وہ شکار جسے شکاری نے زندہ پکڑا تھا لیکن اس نے اس کو ذبح کرنے میں سستی کی یا اپنے گھر کی طرف لیکر چلا گیا پس وہ شکار مرگیا۔ درآنحالیکہ کتے نے اسے مارا نہیں تھا تو اس صورت میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے مجوسی کے کتے کی بابت فرمایا کہ اس کا شکار نہ کھایا جائے۔ الا آنکہ مسلمان نے اس کو لیکر قلادہ پہنایا ہو اور تعلیم دی ہو اور شکار پر اس کو چھوڑا ہو۔ پس اگر ایسے کتے کو مسلمان شکار پر چھوڑے تو اس کا شکار کھانا جائز ہے خواہ اس نے کتے کو سکھایا بھی نہ ہو۔

شکاری جس شکار کو مار ڈالتے ہیں اس کا بیان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا لیبلونکم اللہ بشئی من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم (ترجمہ) ایمان دارو کچھ شکار سے جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکتے ہیں خدا ضرور تمہارا امتحان کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے بسم اللہ کہکر شکار کو تلوار سے مارا یا نیزے سے مارا اور وہ مرگیا تو پھر اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور آپ نے ایسے شخص کی بابت فرمایا جو شکار پر تیر چلاتا ہے پس وہ اس سے قاصر رہ جاتا ہے اور قبل ازیں وہ شکار کو پکڑے لوگ جلدی سے جاکر اس کو اپنی تلواروں سے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا کھانا حلال ہے آپ سے وحشی حمار (نیل گائے اور بیل) کی بابت پوچھا گیا جسے قوم نے جلدی سے بسم اللہ

پڑھ کر اپنی تلواروں سے مار کر باہم بانٹ لیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جلد بازی کا ذبیحہ ہے اس کا گوشت حلال ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو شکار کو تیر سے مارتا ہے پس شکار اس کو برداشت کر لیتا ہے درآنحالکہ تیر یا نیزہ اس میں لگا ہوا ہے یا شدت ضرب کے باوجود اس شکاری سے غائب ہو جاتا ہے پھر وہ اسے دوسرے روز اس حال میں اسے مردہ پاتا ہے کہ اس کا تیر اندر چھپا ہوا ہے یا ایسا معلوم ہو کہ اس کے تیر یا نیزہ کی ضرب سے وہ مر گیا ہے کسی اور کے فعل سے نہیں تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے۔ دونوں حضرات نے ایسے شکار کے متعلق فرمایا جس کو شکاری مارتا ہے اور وہ اچھل کر پانی، آگ کنوئیں میں گر جاتا ہے یا بلندی سے لڑھک کر مر جاتا ہے۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس کو نہیں کھایا جا سکتا الا آنکہ اس کو ذبح کرنے کا امکان حاصل ہوا ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس شکار کو پتھر (غلیل) یا بندوق کی گولی وغیرہ سے مارا گیا ہو تو جب تک مرنے سے قبل اس کو ذبح نہ کیا گیا ہو۔ اس وقت تک نہیں کھایا جا سکتا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے بغیر پر کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو کھانا مکروہ قرار دیا ہے الا آنکہ اس کے علاوہ کسی اور تیر سے مارا گیا ہو۔ بغیر پر کے تیر سے جس شکار کو مارا جاتا ہے تو وہ تیر عرض میں جا گھستا ہے۔ ایسے تیر کو "معراض" کہتے ہیں۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے مجوس کے شکار اور ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مجوسیوں کے شکار سے وہی شکار مراد ہے جسے ذبح کرنے سے قبل انھوں نے مار ڈالا ہو یا جس شکار پر انہوں نے اپنے کتے چھوڑے ہوں اور اسے ان کتوں نے مار ڈالا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے مجوسیوں کی شکار

کی ہوئی مچھلی اور ٹڈی کھانے سے منع فرمایا ہے الا آنکہ جو شکاران کے پاس سے زندہ لیا گیا ہو وہی کھایا جاسکتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس جانور یا پرندے کو جال میں شکار کیا گیا ہو اور اس میں مر گیا ہو تو وہ مردار ہے اور جو زندہ پایا گیا ہو اور اسے ذبح کیا گیا ہو تو اسے کھایا جاسکتا ہے۔

کتاب الذبائح

فصل (۱)

ذبح کرنے والوں کے افعال کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین
(ترجمہ) اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو جس ذبیحہ پر خدا کا نام لیا گیا ہو اس کو کھاؤ۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباؤ کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ذبیحہ کو ذبح کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنے چھرے کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی ذبیحہ کو ذبح کرنا چاہو تو جانور کو عذاب نہ دو۔ چھری کو تیز کر لو اور اس کو قبلہ رو لٹاؤ اور ذبح کرتے وقت چھری کو حرام مغز تک نہ پہنچاؤ حتیٰ کہ وہ مر جائے "نخاع" گردن میں ایک ہڈی ہوتی ہے جہاں تک چھری کو لے جانے سے منع کیا گیا ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے۔ دونوں حضرات نے ایسے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا ہے جسے قبلہ کی طرف لٹا کر ذبح نہیں کیا گیا ہے! اگر خطا، بھول، یا جہالت کی بنا پر ایسا کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے۔

اور اگر کسی نے قصداً ذبح کر دیا ہے تو اس نے برا کیا ہے۔ ایسا ذبیحہ کھایا نہیں جا سکتا ہے کیونکہ اس نے قصداً سنت کے خلاف کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص کسی جانور کو ذبح کرے تو "بسم اللہ واللہ اکبر" کہے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بس اللہ کا ذکر اس کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور تسبیح و تھلیل کے ساتھ ذکر الٰہی کرے تو یہ بھی اس کیلئے کافی ہے اور اگر قصداً بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔ پس اگر اسے یہ معلوم نہ تھا یا بھول گیا تو جب یاد آجائے یا کھائے تو بسم اللہ کہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ زندہ جانور کو مثلہ کرنے اور "صبر البھائم" سے منع فرمایا ہے "صبر" کے معنی حبس کرنا ہے کسی نے کسی چیز کو بند کر دیا تو اس نے اس کو "صبر" کیا اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص "صبرا" مارا گیا۔ یعنی جبکہ مقتول کو موت کیلئے روک رکھا جائے۔ پس بہائم مصبورہ ان کو کہتے ہیں جن کو روک رکھا گیا ہے وہ یہ ہیں جیسے مرغی وغیرہ دوسرے حیوانات کو باندھ دیا جائے اور انہیں ایک خاص جگہ میں رکھ دیا جائے پھر انہیں اس طرح ڈالدیا جائے کہ وہ مرجائیں۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے گوریا کو بیکار مار ڈالا تو خداوند عالم اس کو بروز قیامت حاضر کریں گے۔ وہ چیخ مار کر کہے گی اے پروردگار! اس شخص سے پوچھئے کہ اس نے مجھے بغیر ذبح کے کیوں مار ڈالا؟ تم میں سے ہر ایک شخص کو مثلہ کرنے سے بچنا چاہیئے اور چھری کو تیز رکھنا چاہیئے اور جانوروں کو عذاب نہ دینا چاہیئے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے جب تک جانور مر نہ جائے اور ٹھنڈا نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی کھال اتارنے یا سر کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جانور کے سر اور گلے کے درمیان جہاں ذبح کرنے کی جگہ ہے وہاں ذبح کرو۔ اور حرام مغز تک چھری کو نہ پہنچاؤ اور گردن نہ توڑو حتیٰ کہ وہ مرجائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا س نے جانور کے مرنے سے پہلے حرام مغز تک چھری کو پہنچا دیا۔ یعنی وہ گردن کو توڑ دیتا ہے پ نے فرمایا کہ اس نے برا کیا لیکن اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ذبح کرتے وقت ذبیحہ کا سر کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا یہ وہی رفاعہ بن شداد ہیں جو شہر اہواز میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے قاضی تھے۔ کہ قصابوں کو حکم دو کہ وہ جانوروں کو عمدگی سے ذبح کریں۔ اور جو ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اس کو سزا دو۔ اور اس نے جو جانور ذبح کیا ہے اس کو کتوں کے سامنے ڈالدو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ذبح کرنے والا عمداً سر کو کاٹ نہ ڈالے۔ اگر اس نے جہالت سے ایسا کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو بوقت ذبح قصداً سر کو الگ نہیں کرتا مگر چھری خود بخود گذر جاتی ہے۔ اور اس کے سر کو علیحدہ کر دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا عمداً نہیں کیا ہے تو اس ذبیحہ کو کھایا جا سکتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے حلق کے علاوہ کہیں اور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے یعنی جبکہ ایسا کرنا ممکن ہو۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک کہ ذبیحہ کو ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو نہ کھایا جائے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی بیل یا اونٹ کنویں یا گڈھے میں گر پڑے یا بھڑک جائے اور اس کے مذبح اور منحر پر قدرت حاصل نہ ہو تو بسم اللہ کہکر جہاں ممکن ہو نیزہ مارا جائے اور اسے کھایا جائے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے لوہے کے علاوہ کسی اور چیز سے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان تمام حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ لوہے کے ہتھیار کے علاوہ کسی اور چیز سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے بچے اور دودھ والے جانوروں کو بغیر

کسی علت کے ذبح کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔

فصل (۲)

کس کے ہاتھوں کا ذبیحہ کھانا اور کس کے ہاتھوں کا ذبیحہ نہ کھانا چاہیئے اس کا بیان

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے یہودی، نصرانی، مجوسی اور اہل خلاف کے ذبیحہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا کہ "فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ (ترجمہ) جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ۔

آپ نے فرمایا کہ جب تم ان کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سنو تو کھاؤ اور جس پر اللہ کے نام کا ذکر نہ ہو اس کو نہ کھاؤ اور ان میں سے جو اللہ کا نام ترک کرنے میں متہم ہو اور بغیر اللہ کا نام لئے اسے حلال سمجھتا ہو تو اس کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے۔ الا آنکہ ذبیحہ کو ذبح کرتے وقت مشاہدہ کیا گیا ہو اور اس نے سنت کے مطابق ذبح کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو پھر کھانا جائز ہے۔ اور اگر ایسی جگہ ذبح کیا ہے جہاں مشاہدہ نہیں ہوا ہے تو نہ کھایا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے گوشت کے متعلق پوچھا گیا جو بازاروں میں فروخت ہوتا ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کو قصابوں نے کیسے ذبح کیا ہے آپ کے نزدیک اس گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ ان کے ذبح کی کیفیت کی اطلاع نہ ہو کہ انہوں نے خلاف سنت کیا ہے اور نہ ان کے کسی فعل سے اس کا مشاہدہ ہوتا ہو تو پھر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اعراب نصرانیوں کے ہاتھوں کا ذبیحہ کھانا ناپسند و مکروہ فرمایا ہے۔

امام باقرؑ اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دونوں حضرات نے نوجوان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے جبکہ وہ ذبح کرنے پر قادر ہو اور جس طرح ذبحہ کرنا چاہیئے اس طرح سے ذبح کرے۔ اسی طرح اندھے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے۔ جبکہ اس کو قبلہ رو سیدھا کر دیا گیا ہو اور اسی طرح عورت کے ذبیحہ کو کھانے کی رخصت دی ہے جبکہ وہ عمدگی کے ساتھ ذبح کرے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے طہارت کے بغیر ذبح کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے اس کی رخصت دی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گونگے کے ذبیحہ کھانے کی رخصت دی ہے جبکہ وہ بسم اللہ کہنا سمجھتا ہو اور وہ اس کا اشارہ کرتا ہو۔

فصل (۳)

ذبح کرنے کی معرفت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " احلت لکم بھیمۃ الانعام (ترجمہ تمہارے واسطے چوپائے جانوروں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ارشاد باری تعالیٰ "احلت لکم بھیمۃ الانعام" کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ شکم مادر میں جنین پر بال و پشم نکل آئے تو اس کو ذبح کرنا اس کی مادر کو ذبح کرنے کے برابر ہے اور اگر شکم مادر میں بال و پشم نہ نکلا ہو تو اس کو نہ کھایا جائے اور کسی نے حلق پر ایسے جانور کو ذبح کیا تو جس کا ذبح کرنا جائز ہے ذبح کی سنت کے مطابق پس اس نے حلقوم و رگ گردن کو کاٹ ڈالا اور خون کو بہا دیا اور اس کے اس فعل سے ذبیحہ مر گیا تو ہمارے علم کے مطابق اس

بات پر پورا اتفاق ہے کہ وہ ذبیحہ ہے۔

امام زین العابدین اور امام باقر علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ جسم حیوان میں سے جو کاٹ دیا گیا اور وہ اس سے جدا ہوا ذبح کرنے سے قبل تو وہ مردہ ہے اسے نہ کھایا جائے لیکن حیوان کو ذبح کیا جائے اگر ذبح کیا جا سکتا ہو تو اس کا باقی حصہ کھایا جا سکتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ذبح کی علامت یہ ہے کہ ذبیحہ آنکھ پھرا لے اور پیر ناچے یا دُم حرکت کرے۔ یا کان حرکت کرے پس اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو اور ذبیحہ سے ذبح کے وقت خون بہایا جائے۔ درانحالکہ وہ حرکت نہ کرے تو اسے کھایا جائے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ذبیحہ کے ساتھ نرمی کیجائے اور ذبح سے پہلے اور نہ بعد میں اس کے ساتھ کوئی سختی کیجائے۔ آپ نے بکری کی کونچ کو چھری سے مارنا ناپسند فرمایا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے ذبیحہ کی بابت پوچھا گیا جو ذبح کے بعد بلند جگہ سے گر پڑتا ہے اور پانی یا آگ میں گر پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے عمدہ طریقے سے ذبح کر دیا ہے اور ذبح جو واجب ہے اس کو ادا کر دیا ہے تو پھر اس کو کھاؤ۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس بکری کے متعلق پوچھا جسے کھڑا رکھ کر ذبح کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ سنت تو یہ ہے کہ اسے قبلہ کیطرف پہلو کے بل لٹا کر ذبح کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اونٹ کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ اسے نحر کیا جائے۔ عرض کیا گیا کہ نحر کرنیکا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو قبلہ کیطرف کھڑا کیا جائے اور اسکا ایک ہاتھ

باندھ دیا جائے اور جو شخص نحر کرے وہ قبلہ کی طرف کھڑا رہے اور چوڑی چھری سے اس کی چھاتی کے اوپری حصے پر مارے۔ یہاں تک کہ وہ قطع کر دے اور پھاڑ ڈالے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے گائے کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ آیا اس کو ذبح کیا جائے یا نحر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت تو یہ ہے کہ پہلو کے بل لٹا کر ذبح کیا جائے اور نحر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسے ذبیحہ کی بابت پوچھا گیا جو پس گردن سے ذبح کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ قصداً نہ کیا گیا ہو تو پھر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے قصداً پس گردن سے ذبح کیا ہے۔ درآنحالیکہ وہ سنت نبویؐ سے واقف ہے تو اسکا ذبیحہ نہ کھایا جائے اور رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ اسکو اچھی طرح سے ادب سکھایا جائے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے دو بکریوں کی بابت پوچھا گیا جن میں سے ایک تو ذبح کی ہوئی ہے اور دوسری غیر مذبوحہ ہے۔ اب دونوں میں سے کون ذبح کی ہوئی ہے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کو پھینکدیا جائے۔

کتاب الضحایا والعقائق

فصل (۱)

قربانی کے جانوروں کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دن خطبے میں فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے جس کے پاس کشادگی ہو وہ شعائر اللہ کی تعظیم کرے اور جس کے پاس کشادگی نہ ہو تو معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کسی شخص کو استطاعت نہ ہو تو اس کو مکلف نہیں کرتا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے قربانی کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر قربانی کرنا واجب ہے سوائے اس شخص کے جو استطاعت نہ رکھتا ہو۔ عرض کیا گیا کہ کیا قربانی کرنا تمام عیال پر واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو قربانی کرنا چاہتا ہو اسی پر واجب ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے قربانی کے دن لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! یہ نحر و عج کا دن ہے پس "نحر" یہ ہے کہ تم اس دن خون بہاتے ہو (یعنی قربانی کرتے ہو) پس جس کی نیت صادق ہوگی تو اس کی قربانی کا ایک قطرہ خون اس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگا اور "عج" سے مراد دعا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بارگاہ الٰہی میں باواز بلند دعا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے کوئی شخص بھی اس

مقام سے واپس نہ جائے مگر اس حال میں کہ اس کو بخش دیا گیا ہے سوائے اس شخص کے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر مصر ہے اور اپنے دل میں اس کو مصمماً چھوڑنے کی بات تک نہیں کرتا ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ قربانی کے دن جناب سیدۂ عالم فاطمہ زہراء علیہا السلام کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے فرمایا کہ اے فاطمہ ؑ! آؤ اپنی قربانی کے ذبیحہ کو دیکھو۔ اس کا پہلا قطرۂ خون تمہاری ہر گناہ کیلئے کفارہ ہوگا۔ سنو! اس کا گوشت اور سینگ، ہڈی، بال اور دوسری چیزوں کو تمہارے میزان میں رکھا جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ اسکا ستر گنا ثواب عطا کرے گا۔ اس بات کو حضرت مقداد بن الاسود رضوان اللہ علیہ نے سن لیا پس عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا کیا یہ چیز صرف آل محمد علیہم السلام کیلئے مخصوص ہے یا عام ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے بروز "اضحی" قربانی کے دن خطبہ دیا۔ جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ایک مرد انصاری نے آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ اے پیغمبر خدا! میں نے عیدگاہ کیطرف نکلنے سے پہلے قربانی کردی ہے اور میں نے اپنے اہل وعیال کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کیلئے کھانا پکا رکھیں۔ شاید کہ آج کے دن آپ اپنی تشریف آوری سے مجھے عزت وکرامت بخشیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری بکری گوشت کی کی بکری ہے۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور بکری ہو تو اسکی قربانی کرو۔ اس مرد انصاری نے کہا کہ میرے پاس تو بکری کا چھوٹا سا بچہ ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی کردو لیکن اتنا ہے کہ تمہارے بعد پھر کسی کیلئے یہ جائز وحلال نہ ہوگا اور باقی حدیث طول کے ساتھ بیان کی امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ شہروں میں عید کے دن قربانی اور اس کے بعد دو دن تک کرنا چاہیئے۔ اور مقام منیٰ میں ایام تشریق کے آخر دن تک کرنا چاہیئے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی قربانی کے جانور میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو شریک فرمایا تھا۔ پس آپ نے اپنے دست مبارک سے ۶۳، اونٹوں کی

قربانی کی تھی اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ باقی اونٹوں کی قربانی کریں۔ آپ نے اس روز کل ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی کی تھی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مرد کیلئے مستحب ہے کہ وہ اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کی تولی خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو تو ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہو کر اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرے یہانتک کہ وہ ذبح ہو جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمان کی قربانی کے جانور کو صرف مسلمان ہی ذبح کرے اور بوقت ذبح یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ اللہ اکبر وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا مسلما و ما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے افضل ترین قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹوں میں افضل ترین اونٹنیاں ہیں۔ پھر نر اونٹ ہیں۔ پھر گائے اور پھر بیل ہیں۔ پھر نر دنبے ہیں اور پھر ان میں سے جو خصی کئے گئے ہیں یا پھر جنکے دونوں خصیوں کو باندھ دیا گیا ہو یہاں تک کہ دونوں فاسد اور بیکار ہو گئے ہوں۔ پھر بھیڑ۔ پھر وہ جنکے دونوں خصیے منقطع ہو گئے ہوں۔ پھر بکرے اور پھر بکریاں افضل ترین قربانی کے جانور ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اور افضل ترین مینڈھا وہ ہے جو بڑی سینگوں والا فربہ ہو۔ اور نر ہو جو تاریکی میں کھاتا ہو اور تاریکی میں پیتا ہو۔ تاریکی میں چلتا ہو تاریکی میں دیکھتا اور تاریکی میں مینگنی کرتا ہو۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی مینڈھے کی قربانی کرتے تھے کیونکہ اس قسم کا مینڈھا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اترا تھا۔ عرض کیا گیا کہ وہ کہاں سے اترا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آسمان سے اس پہاڑ پر

اُترا تھا جو مسجد منیٰ کے داہنے ہاتھ پر ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر کسی کو اس قسم کا مینڈھا نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا کہ جو اسے ملتا ہو اسی کی قربانی کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے قربانی میں اس شخص کو حسب قدرت و امکان شرکت کی اجازت دی ہے جو تنہا قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گائے اور اونٹ میں سے انہیں کی قربانی جائز ہے جو بڑی عمر کے ہوں اور ان کے آگے کے دونوں دانت یا دو سے زائد دانت گر گئے ہوں۔ ایسے ہی دوسرے چوپایوں کا حال ہے۔ سوائے بھیڑ کے جس کا چھوٹا سا بچہ بھی کافی ہے کیونکہ وہ اس عمر میں بھی گابھن کرتا ہے اور دوسرے چوپائے نہیں کرتے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس جانور کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہو اور جو اتنا لنگڑا ہو کہ اس کا لنگڑا پن معلوم ہوتا ہو اور وہ کمزور و دبلا جانور جس کا دبلا پن نمایاں ہو۔ اور جس کا کان کٹا ہوا یا جڑ سے ہی کٹا ہوا ہو ان کی قربانی سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ اور علامت و نشانی کے طور پر اگر کان میں شگاف اور پھٹن ہو تو اس کی قربانی کی رخصت دی ہے اور وہ بوڑھا جانور جس کے اندر نہ کوئی عیب ہو اور نہ وہ لاغر ہو اگر بھی قربانی کی اجازت دی ہے لیکن فربہ جانور کی قربانی کرنا مستحب ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے صحیح سلامت قربانی کا جانور خریدا پھر وہ بیمار ہو گیا اور قربانی کے دن سے قبل مر گیا تو اس کیلئے وہ کافی ہے اور اگر اسکی جگہ پر دوسرا جانور مل سکے اور اس کی قربانی کرے تو یہ افضل ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا گیا کہ "فکلوا منہا و أطعموا القانع المعتر" "والبائس الفقیر" (ترجمہ اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے فقیروں اور محتاجوں کو کھلاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ "قانع" وہ سائل ہے جسکو بطور بخشش جو کچھ دیا جائے اس پر قناعت کرتا ہے وہ نہ تو اسے کم سمجھکر اور نہ حقیر سمجھکر اپنا منہ ٹیڑھا کرتا ہے اور نہ تیوری چڑھاتا ہے اور "معتر" وہ ہے

جو سوال کے در پے رہتا ہے اور "فقیر" وہ ہے جو سوال نہیں کرتا "اور مسکین" اس سے زیادہ مشقت میں ہوتا ہے اور بائیس فقیر" ان تمام سے زیادہ تنگدستی اور بدحالی میں مبتلا ہوتا ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام کبھی کبھی سوال کرنے والوں کا امتحان لیتے تھے تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں "قانع" کون ہے۔ چنانچہ جب آپ کے دروازہ پر کوئی سائل کھڑا ہوتا تو اس کو ذبیحہ کا سر دے دیتے۔ اگر وہ اسے قبول کر لیتا تو فرماتے کہ اس کو رکھ دے اور پھر گوشت دے دیتے۔ پس اگر وہ گوشت کو قبول نہ کرتا تو اس کو جانے دیتے اور کچھ بھی نہ دیتے تھے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم کیطرف سے ان چار باتوں کی تعلیم دی گئی ہے جو واجبات میں داخل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا" (ترجمہ) اگر ان میں کسی قسم کی بھلائی پاؤ تو لکھوالو۔

پس جس کا جی چاہے مال معینہ کی ادائیگی کی شرط پر آزاد کرنے کیلئے لکھوائے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ لکھوائے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ" واذا حللتم فاصطادوا" (ترجمہ) اور جب تم احرام چھوڑ دو تو شکار کر سکتے ہو۔ پس جس کا جی چاہے وہ شکار کرے اور جس کا جی نہ چاہے وہ شکار نہ کرے اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ" فکلوا منھا و اطعموا القانع والمعتر (ترجمہ) پس جس کا جی چاہے وہ کھائے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ کھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض ... (ترجمہ) جب نماز پوری ہو جائے تو (تلاش معاش کیلئے) زمین پر پھیل جاؤ۔ پس جس کا جی چاہے منتشر ہو جائے اور جس کا جی نہ چاہے وہ بیٹھ رہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک فرمایا تھا۔ ان تمام کی تعداد ۱۰۰ تھی پس آپ نے ہر قربانی کے جانور میں سے ایک ایک ٹکڑا پکانے کا حکم دیا۔ پس وہ تمام پکایا گیا اور

آپ نے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بُلایا پس وہ دونوں حضرات نے گوشت تناول فرمایا۔ اور تھوڑا تھوڑا شوربا پیا تھا۔ پس قربانی کا گوشت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے کھانا مستحب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے قربانی کے گوشت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امام زین العابدین اور امام باقر علیہما السلام دونوں حضرات قربانی کے گوشت کا ایک تہائی حصہ پڑوسیوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور ایک تہائی حصہ اپنے اہل بیت کے واسطے رکھ چھوڑتے تھے اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے جتنا بھی صدقہ وخیرات کر دیا جائے وہ افضل ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے یہ قربانیاں اس لئے واجب کی ہیں۔ تاکہ ان کے گوشت سے تمہارے مسکینوں کا شکم پُر ہو جائے پس تم انہیں کھلاؤ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرک کو قربانی کا گوشت کھلانے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ قربانی اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہے اور آنحضرت صلعم نے قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ دن تک جمع کر رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس زمانے کے لوگ زیادہ محتاج تھے لیکن آج اس زمانے میں ذخیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے قربانی کے جانور کی کسی بھی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چمڑے اور اون سے فائدہ اُٹھانے کی رخصت دی ہے اور اس میں سے قصاب کو کھال اُتارنے کی اُجرت اور حق دینے کی رخصت دی ہے۔

فصل (۲)
عقیقہ کا بیان

عقیقہ اصل میں اس بال کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچہ شکم مادر سے لیکر پیدا ہوتا

ہے۔ پس عقیقہ اس بکری کا نام پڑ گیا جو بچے کیطرف سے اس کے سر کا بال منڈواتے وقت ذبح کی جاتی ہے۔ ایسا اس لئے کہ عرب کسی چیز کا نام جب رکھتے ہیں تو وہ اس کے جو قریب ہوتا ہے اس کے نام سے اسے موسوم کرتے ہیں یا اس کے ہم نام کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپکے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے نوزائیدہ بچے کے سر سے اس بال کو ساتویں دن منڈوانے کا حکم دیا ہے جو شکم مادر سے لیکر پیدا ہوتا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر نوزائیدہ بچہ اپنے عقیقہ کا ذمہ دار ہے خواہ اس کے ماں باپ عقیقہ کریں یا نہ کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے امام حسن علیہ السلام کی طرف سے ایک بکری اور امام حسین علیہ السلام کیطرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا تھا اور ساتویں دن دونوں حضرات کے سروں کا بال منڈوایا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ اے فاطمہؑ! ان کے بال کے وزن کے مطابق سونا یا چاندی صدقہ کردو پس جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے امام حسین علیہ السلام کے بال کو وزن کیا تو وہ ڈیڑھ درہم کے برابر تھا۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بچے کا عقیقہ کرے تو دائی کو عقیقہ کا پیر یعنی اس کا آخری چوتھائی حصہ دیدے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے عقیقہ اور نوزائیدہ بچہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ساتویں دن کا ہو جائے تو مولود کی طرف سے مینڈھا ذبح کرو اس کے اعضاء کو قطع کرو اور اسے پکاؤ اور اس میں سے ہدیہ و خیرات کرو اور کھاؤ اور بچے کے سر کا بال منڈواؤ اور بال کے وزن کے مطابق چاندی یا سونا خیرات کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے عقیقہ کا جانور بکری ہی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپنے فرمایا کہ بچہ کا نام ساتویں دن رکھا جائے

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں میں سے جس کا نام کسی پیغمبر کا ہوتا ہے۔ اس گھر میں ہمیشہ برکت ہوتی ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جب کسی کا نام محمد ہو تو ان چاروں کنیتوں کے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ابو عیسیٰ، ابوالحکم، ابو مالک، ابوالقاسم آپ نے تمام لوگوں کو اس سے روکا ہے اور صرف حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اس کی رخصت دی ہے آپ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے وہ میرے ہم نام ہوں گے اور ان کی کنیت میری کنیت یعنی ابوالقاسم ہوگی۔

کتاب النکاح

فصل (۱)

نکاح کی ترغیبات کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون (ترجمہ) اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس میں سے تمہاری بی بیاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے ساتھ رہکر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان الفت و پیار پیدا کیا اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ (ترجمہ۔ اور اپنی قوم کی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل و کرم سے انہیں مالدار بنا دے گا اور خدا تو بڑا گنجائش والا واقفکار ہے اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے ان کو چاہیئے کہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل و کرم سے مالدار بنا دے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا (ترجمہ۔ اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا اور اے رسول تمہارا پروردگار قدرت والا ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص پسند کرتا ہو کہ وہ اللہ تعالےٰ سے پاک و مطہر حالت میں ملے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ایک عورت سے شادی کر کے عفت و پاکدامنی حاصل کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص میری فطرت پر رہنا چاہتا ہو تو اس کو میری سنت کی پیروی کرنا چاہیئے۔ پس بلاشبہ نکاح میری سنت میں سے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو نوجوان عنفوان شباب میں شادی کر لیتا ہے تو اس کا شیطان شور و غل مچا کر کہتا ہے ہائے ہائے اس شخص نے مجھ سے اپنے دین کے تہائی حصے کو محفوظ کر لیا۔ پس بندے کو دین کے باقی حصے میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اصحاب رسول خدا صلعم میں سے جو بھی شادی کرتے تو آنحضرت صلعم فرماتے کہ ان کا دین کامل ہو گیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب عثمان بن مظعون آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! نفس کی باتوں سے میں مغلوب ہو گیا ہوں اور میں نے اس کی کسی بات پر عمل نہیں کیا ہے آپ سے میں مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان! تمہارے نفس نے تم سے کیا کیا باتیں کی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا میں نے یہ قصد کیا کہ میں زمین کی سیاحت کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم زمین کی سیاحت نہ کرو۔ کیونکہ مساجد میری امت کی سیاحت گاہیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ عزم کر لیا ہے کہ اپنے آپ پر گوشت کھانا حرام کر لوں۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ میں گوشت کو پسند کرتا اور اسے کھاتا ہوں۔ اگر میں خدا سے یہ سوال کروں کہ وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو خدا ضرور گوشت مہیا کرے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ اپنے نفس کو

ایک ہی مرتبہ کھانے کا عادی بنا دوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عثمان! ہم میں سے نہ تو کسی نے ایسا اپنے نفس کے ساتھ کیا ہے اور نہ کسی دوسرے کے ساتھ۔ میری امت کا بھوکا رہنا تو روزہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ اپنی بیوی خولہ کو اپنے اوپر حرام کر دوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اے عثمان! کیونکہ جب مرد مومن اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو پروردگار عالم اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس برائیاں مٹا دیتا ہے۔ اگر بوسہ لیتا ہے تو ستر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ستر برائیاں مٹا دیتا ہے اور جب اس سے قربت حاصل کرتا ہے تو اس کیلئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایک ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے اور دونوں کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جب دونوں غسل کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کے ایک ایک بال پر جو پانی گذرتا ہے اس کے عوض اللہ تعالےٰ ان دونوں کے دفتر میں ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور دونوں کی ایک ایک برائی مٹا دیتا ہے پس اگر وہ ٹھنڈی رات میں غسل کرتے ہیں تو خداوند عالم ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ میرے ان دونوں بندوں کو دیکھو جو اس سرد رات میں غسل کر رہے ہیں۔ یہ جان کر کہ میں ہی ان کا رب ہوں۔ تم گواہ رہنا کہ میں نے ان دونوں کو بخش دیا ہے پس اگر اس وقت کے جماع سے دونوں کو کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ جنت میں ان کا خادم بنے گا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک عثمان کے سینے پر مار کر فرمایا کہ اے عثمان! میری سنت سے منہ نہ پھیرو کیونکہ جو شخص میری سنت سے منہ پھیرائے گا۔ قیامت کے دن فرشتے اس کے درمیان حائل ہونگے اور اس کا منہ میرے حوض سے پھیر دیں گے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! شادی کرو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے قیامت کے دن تمام امتوں سے زیادہ دکھائی دوں گا۔ اور بہترین عورت وہ ہے جو محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی ہو اور بے وقوف عورتوں سے شادی نہ کرو کیونکہ ان کی صحبت بلا ہے اور انکی اولاد بے فائدہ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد مومن اپنی مومنہ بیوی کے پاس جاتا ہے تو اس کو دو فرشتے گھیرے رہتے ہیں۔ اور وہ راہ خدا میں تلوار کھینچنے والے

کے مانند ہوتا ہے۔ پس جب وہ اپنی بیوی سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں جب وہ غسل کرتا ہے تو وہ تمام گناہوں سے صاف نکل جاتا ہے۔ اس وقت ایک عورت نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا اے رسول خدا صلعم یہ تو آپ نے مردوں کے لئے فرمایا ہے عورتوں کیلئے کیا ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو پروردگار عالم نماز پڑھنے والے روزہ دار شخص کا اجر اس کے دفتر میں لکھ دیتا ہے اور جب اسے درد زہ ہوتا ہے تو اس کا اجر سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور جب جنتی ہے تو اس کے دودھ کے ہر قطرے کے عوض نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ زچہ اگر زچگی کی حالت میں مر جائے تو وہ قیامت کے دن بلا حساب کے اٹھے گی کیونکہ وہ اپنے کرب کی وجہ سے مر جاتی ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ کسی نے محتاجگی اور تنگدستی کے خوف سے نکاح نہ کیا تو اس نے اپنے رب کے ساتھ بدگمانی کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم۔ (ترجمہ۔ اگر وہ محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو مالدار بنا دے گا اپنے فضل و کرم سے اور خدا گنجائش والا واقف کار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دو مومن مرد و زن جب حلال نکاح سے اجتماع کرتے ہیں تو آسمان سے منادی ندا کرتا ہے کہ خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ نے فلاں کی شادی فلانہ کے ساتھ کر دی اور دو مومن مرد و زن جماع سے فارغ ہوتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ خبردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو فلاں سے الگ ہونے کی اجازت دی ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ بندے کا جتنا جتنا ایمان زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے دل میں عورتوں کی محبت بڑھتی جاتی ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام

کو خصوصیت سے عطا کی گئی ہیں۔ عطر، ازواج، مسواک۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ چار باتیں اخلاق انبیاء میں سے ہیں۔ سلیقہ مندی اور نظام کے ساتھ رہنا۔ خوشبو لگانا اور جسم کے بالوں کو منڈوانا یعنی چونے کے پتھر سے جسم کو صاف کرنا اور اپنی عورتوں کے پاس زیادہ جانا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا ذکر کیا کہ ان کے ایک ہی محل میں ایک ہزار عورتیں، سات سو لونڈیاں اور زیادہ مہر والی تین سو عورتیں تھیں۔

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا وہ ان تمام عورتوں پر کس طرح سے غالب آتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر چالیس مردوں کی قوت کو بھر دیا تھا اور اتنی ہی طاقت رسول خدا صلعم میں بھی تھی آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو کتنی قوت حاصل تھی؟ تو آپ پدری رشتہ کی وجہ سے اور جناب فاطمہ زہراؑ کی وجہ سے امیر المومنین کے تذکرہ سے شرما گئے اور رک گئے اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد چار عورتیں اور انیس سریہ چھوڑی تھیں۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز آپ اپنے بھائی زید کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پس دونوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جس قدر شادیاں کی تھیں ان کو گنا تو چھپن تک گن سکے اور آخر تک نہ شمار کر سکے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے ہماری عورتوں سے کثرت شہوت کو نکال کر مردوں کے اندر بھر دیا۔ اسی طرح اس نے ہمارے شیعوں کے ساتھ کیا ہے لیکن بنی امیہ کے مردوں سے کثرت شہوت نکال کر ان کی عورتوں میں بھر دیا ہے اور ایسا ہی اس نے ان کے شیعوں کے ساتھ کیا ہے اور بکثرت عورتیں رکھنے میں صرف اسی شخص کو فضیلت حاصل ہے جو ان کے معاش کو پورا کر سکتا ہو اور جسے

اتنی قوتِ باہ عطا کی گئی ہو کہ وہ اس سے ان کو محفوظ رکھ سکتا ہو اور ان کے درمیان میلان کے ترک کرنے پر قادر ہو اور ان میں سے کسی کو معلق نہ چھوڑ دے کہ جس سے خداوند عالم نے منع فرمایا ہے۔ اگر اتنا نہیں کر سکتا تو پھر جتنی عورتوں کے رکھنے پر قادر ہو اس میں اسکو فضیلت ہے۔

امام جعفر الصادق سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے نفس کی بھوک کو تو مٹائے اور اپنے اہل وعیال کو بھوکا رکھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس شخص کی ہلاکی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ انکو ضائع و برباد کرے جنکی کفالت و پرورش وہ کرتا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی نے بلا نکاح کے کسی عورت کے ساتھ جماع کیا تو دونوں زانی ہیں لیکن گنہگار مرد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم (ترجمہ۔ اگر تمہیں اس کا اندیشہ ہو کہ تم متعدد بی بیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو یا جو تمہاری زر خرید لونڈی ہو اس پر قناعت کرو۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ آپ نے اپنی امت سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ تم لوگ شادی بیاہ کرو۔ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ آپ نے دنیا سے قطعی بے تعلقی اور کنارہ کشی سے منع فرمایا ہے اور عورتوں کو بھی منع فرمایا ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ اپنی جانوں کو شادی بیاہ سے منقطع کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا کہ جس پر اتنا خوفِ خدا طاری ہو گیا کہ اس نے عورت، کھانے اور خوشبو سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور پروردگارِ عالم کی تعظیم کی وجہ سے آسمان کی طرف اپنا سر بلند کرنے پر قدرت

نہیں رکھتا تھا آپ نے فرمایا کہ تم نے عورت سے کنارہ کشی کے متعلق جو کہا ہے سو تم کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس کس قدر عورتیں تھیں۔ اور تم نے کھانا اور خوشبو ترک کرنے کی جو بات کہی ہے سو تم کو معلوم ہے کہ رسول خدا صلعم گوشت اور شہد کھاتے تھے۔ اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ اس پر خوف الٰہی اس قدر طاری ہو گیا کہ وہ مارے خوف کے آسمان کی طرف اپنا سر اونچا نہیں کر سکتا تو تم کو معلوم ہو کہ خوف صرف دل میں ہوتا ہے اور تمہیں خود سوچنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ پس آپ تو کچھ ایسا نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو لقاء اللہ والیوم الآخر (ترجمہ۔ جو شخص خدا اور قیامت کے دن سے ملنے کا امیدوار ہے اس کیلئے اور تمہارے لئے رسول خدا صلعم کی ذات اسوۂ حسنہ ہے۔

کس قسم کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا چاہیئے اور کس قسم کی عورتوں سے نکاح نہ کرنا چاہیئے اس کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے نطفے کے لئے عمدہ جگہ اختیار و انتخاب کرو۔ پس تم کو معلوم ہو کہ تمہاری بیوی کا بھائی جو تمہارے بیٹے کا ماموں ہے اور تمہاری بیوی جو تمہارے ساتھ سوتی ہے ان دونوں کی طبیعت اکثر امور میں ایک ہی ہوتی ہے یعنی تمہارے نطفے پاکیزہ جگہ میں ٹھہرنا چاہیئے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کفو یعنی ہمسروں کے ساتھ نکاح کرو۔ اور انھیں میں اپنی اولاد کا نکاح کراؤ۔ اور تم اپنے نطفوں کیلئے عمدہ جگہ کا انتخاب کرو اور دنی کے ساتھ نکاح کرنے سے بچو کیونکہ وہ بدشکل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد کہ اپنے نطفوں کیلئے جگہ کا انتخاب کرو۔ یہ ارشاد اختیار و انتخاب کیلئے ایک جامع قول ہے یعنی کوئی شخص نکاح نہ کرے مگر

ایسی عورت سے جس میں طہارت ہو اور جو حلال زادی ہو اور فسق و فجور والی بدکار اور مشکوک عورتوں سے بچنا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی بندے کو دنیا و آخرت کے خیر سے نوازوں تو اسکی زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول بنا دیتا ہوں اور دل میں خوف بھر دیتا ہوں اور اس کے جسم کو آزمائش و امتحان میں صابر بنا دیتا ہوں اور اس کو ایک مومنہ بیوی عطا کرتا ہوں۔ کہ جس کو دیکھ کر وہ خوش ہوتا ہے اور جب وہ اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے تو وہ اس وقت اپنے شوہر کو اپنے دل میں مخفی رکھتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ پانچ چیزیں خوش بختی میں سے ہیں۔ نیک بیوی، نیک اولاد، نیک احباب اپنے شہر میں روزی کا ملنا اور آل محمدؐ کی محبت۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ نیک بیوی اعصم کوّے کے مانند ہے جو بہت کمیاب ہے۔ اعصم اس کوّے کو کہتے ہیں جس کا ایک پیر سفید ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ان دو عورتوں میں کسی عورت کیلئے کوئی ہم پلہ چیز نہیں ہے نہ نیک عورت کیلئے اور نہ بدکار عورت کیلئے ہے ان میں سے رہی نیک عورت تو اس کے ہم پلہ چاندی اور سونا نہیں ہے اور رہی بدکار عورت تو اس کے ہم پلہ مٹی نہیں ہے۔ کیونکہ مٹی اس سے کہیں بہتر ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا ایک متاع ہے اور دنیا میں سب سے بہتر سامان زندگی نیک بیوی ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلم مرد کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اسکی بیوی نیک ہو اور اس کے پاس کشادہ مکان ہو اور آرام دہ سواری ہو اور نیک فرزند ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے کسی عورت کے ساتھ اسکی دولت اور حسن و جمال کی وجہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ اسکا مال

اسے باغی و سرکش بنا دیگا اور اس کا حسن و جمال اسے خراب کر دیگا۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ تم کسی دین دار عورت سے شادی کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سیاہ گھوڑے سے زیادہ کوئی گھوڑا خالص اور صاف ستھرا نہیں ہے اور چچا کی لڑکی سے بہتر کوئی لڑکی نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں وہ اپنے شوہر پر زیادہ مہربان و متوجہ رہتی ہیں اور اپنے فرزند پر زیادہ نرمی اور شفقت کرنیوالی ہوتی ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ناکتخدا لڑکیوں سے شادی کرو کیونکہ ان کے منہ زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔ اور ان کے رحم سے زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں اور وہ بڑی سرعت کے ساتھ ہر کام سیکھ جاتی ہیں اور ان کے دلوں میں محبت زیادہ جاگزیں اور پائیدار ہوتی ہے ان کے علاوہ تم میں جو بیوائیں ہیں ان سے شادی کرو پس اللہ تعالیٰ تمہارے شادی کر لینے کی وجہ سے ان کے اخلاق کو پاکیزہ اور خوبصورت بنا دیگا۔ اور ان کی روزی کشادہ کر دے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی مسلم مرد اپنے مسلم بھائی کے گھر منگنی لیکر جائے تو اس کو واپس نہ کرے جبکہ اس نے اسکے دین کو اپنا لیا ہو اور پسند کر لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر ترجمہ۔ اگر تم اس طرح مدد نہ کرو گے تو روئے زمین پر فتنہ و فساد ہو جائیگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایسے نکاح سے منع فرمایا ہے جس سے نہ خدا کی خوشنودی مقصود ہو اور نہ پاکدامنی مطلوب ہو اس کے علاوہ آپ نے شہرت و ریاکاری کے نکاح سے بھی منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اس کے حسن و جمال اور دولت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو گویا وہ اپنے تمام معاملے کو کسی اور کے سپرد کر دیتا ہے اور اگر کسی عورت کے ساتھ اسکی دینداری اور فضل و کمال کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو خداوند عالم اس کو مال و جمال سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و

اما ئکم ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم (ترجمہ۔ اور اپنی قوم کی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو۔ اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل و کرم سے مالدار بنا دے گا۔ اور خدا گنجائش والا واقف کار ہے)

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی بندے کی اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ اس کے بھائی کا لڑکا آکر کہے کہ تم میرا بیاہ کر دو۔ اور وہ یہ جواب دے کہ میں نہیں کر سکتا ہوں۔ کیوں کہ میں تم سے مالدار ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ نیلگوں عورتوں سے شادی کرو۔ کیونکہ ان میں خوش بختی پائی جاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو وہ جس طرح اس کے چہرے مہرے کی بابت پوچھ گچھ کرتا ہے اسی طرح اس کے بالوں کے متعلق بھی تحقیق کر لے۔ کیونکہ بال بھی دو حسن و جمال میں سے ایک حسن ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم پستہ قد تو کر رکھو وہ تمہارے مقصود کے لئے زیادہ طاقتور ثابت ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ عورت کی خوش بختی ہے کہ وہ دوشیزہ لڑکی ہو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ سیاہ رو زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو لیکن ایسی خوبصورت عورت سے شادی نہ کرو جو بانجھ ہو۔ کیونکہ میں تمہاری کثرت سے قیامت کے دن دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔

رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ تمہاری عورتوں میں سب سے عمدہ اور بہتر عورت وہ ہے جو پاک دامن اور اپنے شوہر کے نزدیک شہوت والی ہو یعنی وہ اپنی جان اور اپنے فرج کے اندر پاک دامن ہو۔ اور اپنے شوہر کے نزدیک شہوت پرست ہو۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ احمق عورت سے شادی کرنے سے بچو۔ کیونکہ اس کی صحبت مصیبت و بلاء ہے۔ اور اس کی اولاد ناکارہ ہوتی ہے۔ آپؐ نے یہ بھی

فرمایا ہے کہ میری اُمت کی عورتوں میں افضل عورت وہ ہے جو صبیح چہرے والی اور کم مہر والی ہو۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ عورتیں چار قسم کی ہیں (۱) جامع مجمع (یعنی نیک سیرت جو پیار سے اپنے اور اپنے شوہر اور گھر کے معاملہ کو درست رکھتی ہو۔ اور شیرازہ کو منتشر نہ ہونے دیتی ہو اور محبت و پیار بھری نظروں سے اپنے شوہر کو اپنی طرف مائل رکھتی ہو۔ غرض وہ تمام خوبیوں کی جامع ہو) (۲) ربیع و مربع (یعنی وہ اپنے شوہر کے گھر کو کثرتِ اولاد سے ہرا بھرا کر دیتی ہو جیسا کہ ربیع کا موسم ہرا بھرا ہوتا ہے) (۳) حرب مقمع (یعنی جو دشمنی کرتی ہو۔ اور کثرت فرار سے اپنے شوہر پر غالب رہتی ہو۔ اور اپنے گھر کے لوگوں میں پھوٹ ڈال کر ان پر رعب جماتی ہو) (۴) غل قمل (یعنی بدکار اور بری عورت)

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عورت گلے کا ہار ہے پس تم میں سے جو اپنے گلے میں ہار پہنتا ہو وہ اس کی طرف دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی شئے میں بدبختی اور بدشگونی ہے تو وہ عورت، گھر اور سواری میں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے مکہ میں مناسک حج کے کسی مقام پر کسی عورت کو دیکھا جسکے حسن اخلاق سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے اس کی بابت دریافت فرمایا کہ آیا اس کا شوہر ہے۔ عرض کیا گیا کہ نہیں۔ پس آپ نے اس عورت کے پاس اپنے لئے منگنی بھیجی اس عورت نے آپ سے عقد کر لیا۔ آپ اس عورت کے پاس گئے لیکن اس کے حسب و نسب کی بابت کچھ بھی دریافت نہ فرمایا۔ ایک مرد انصاری جو آپ سے تعلق رکھتا تھا۔ جب اس کو یہ معلوم ہوا تو اس پر بڑا گراں گزرا کہ کہیں وہ حسب و نسب والی نہ ہو۔ پس لوگ اس بارے میں قیل و قال کریں گے۔ پس وہ مرد انصاری اس عورت کے حسب و نسب کی بابت ہمیشہ تلاش و تحقیق کرتا رہا۔ یہانتک کہ وہ اس کی خبر سے واقف ہو گیا اور اس نے اسے شیبانی قبیلہ کا پایا۔ پس وہ مرد انصاری امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پورا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ میں آج تم کو اس سے زیادہ عمدہ

رائے دکھاتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بھیج کر پست کو بلند کر دیا اور ناقص کو کامل اور کمینہ کو مکرم بنا دیا۔ پس آج مرد مسلم پر جاہلیت کے سوا کوئی لوم اور عیب کی بات نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لیا تھا حالانکہ آپ کے خاندان میں آپ کے لئے بہت سی عورتیں موجود تھیں۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور بروز قیامت ثواب کی امید رکھتا ہو تو اس کے لئے رسول اکرم صلعم کی ذات گرامی بہترین نمونۂ عمل ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمانۂ جاہلیت کی نخوت و غرور اور آبائی فخر کو مٹا دیا ہے۔ یاد رکھو کہ تم سب اولاد آدمؑ ہو۔ اور آدمؑ علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔ پروردگار عالم کے نزدیک تم میں وہی شخص عزت و کرامت والا ہے جو تم میں سے بڑا پرہیزگار اور صاحب تقویٰ ہے۔ عربیت باپ اور بیٹے ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ وہ تو ناطق زبان ہے۔ پس جو عمل میں کوتاہ ہوگا وہ حسب کے مقام تک نہ پہنچے گا خبردار ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ زمانۂ جاہلیت کا ہر خون اور کینہ قیامت تک کے لئے میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے حضرت مقداد بن الاسود کی شادی ضباعۃ بنت زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ کر دی تھی۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت مقداد کی شادی آنحضرت صلعم نے ضباعہ کے ساتھ اس لئے کر دی تھی تاکہ نکاح میں تواضع اور خاکساری پیدا ہو جائے اور لوگ رسول خدا صلعم کے اس طرز عمل کی پیروی کریں۔ اور یہ بخوبی جان لیں کہ خداوند عالم کے نزدیک وہی شخص بزرگی اور عزت و کرامت کا مستحق ہے جو تم میں سب سے بڑا پرہیزگار تقوے کا مالک ہے۔ حالانکہ زبیر رسول خدا صلعم کے پدر بزرگوار حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کے حقیقی بھائی تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلعم نے بہت سے غلاموں کی شادی خاندان قریش کی لڑکیوں کے ساتھ کرادی تھی تاکہ شادی بیاہ میں آسانی اور خاکساری پیدا ہو جائے اور شادی کے معاملے میں لوگ آنحضرت صلعم کے نقش قدم کی پیروی کریں چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت مقداد کی شادی ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے ساتھ کردی تھی اور تمیم الداری کی شادی بنی ہاشم بن عبد مناف کی ایک عورت سے کردی تھی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک مومنہ عارفہ عورت کی بابت پوچھا گیا جو کسی ایسے موضع میں ہے جہاں اس کے دین پر کوئی شخص نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اسی مرد سے شادی کرے جو اس کے دین و مذہب پر ہو۔ اور خبردار! اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کمزور اور بے وقوف عورت سے شادی کرے اور دشمن اہل بیت اور اس کی لڑکی کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے واسطے کوئی کرامت نہیں ہے۔ عورت تو اپنے شوہر کے آداب سیکھ لیتی ہے اور وہ اس کو اپنے مذہب کی طرف مائل کر لیتا ہے پس تم تنگی کی صورت میں ان سے شادی کر لو لیکن ان کے ساتھ اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کرو۔ اور وہ دشمنان اہل بیت رسول علیہم السلام جو بغض و عداوت میں مشہور و معروف ہیں۔ جن کا علیحدہ فرقہ و مذہب ہے ان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جاؤ۔ اور نہ ان سے محبت کرو اور نہ ان سے شادی بیاہ کرو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے بدکار عورت کی بابت پوچھا گیا جس سے ایک شخص شادی کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو شادی نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے واسطے پاکدامن اور پردہ دار عورت بہتر ہے اور اگر اس کے پاس کوئی لونڈی ہے تو وہ چاہے تو اس کے ساتھ ہمبستر ہو لیکن اس کو ام ولد نہ قرار دے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے نطفوں کے لئے عمدہ رحموں کا انتخاب کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ

لا ینکحها الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین (ترجمہ۔ زنا کرنے والا مرد تو زنا کرنے والی ہی عورت کے ساتھ نکاح کرے گا۔ اور زنا کرنے والی عورت بھی زنا کرنے والے مرد یا مشرک سے ہی نکاح کرے گی۔ سچے ایمانداروں پر تو اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔

صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ان مشرک عورتوں کی بابت نازل ہوئی ہے جو زناکاری میں مشہور زمانہ تھیں اور زمانۂ جاہلیت میں مکہ کے اندر علانیہ اُجرت پر زنا کرواتی تھیں۔ ان میں سے حبیبہ، رباب، اور سارہ بھی تھیں جن کا خون رسول خدا صلعم نے فتح کے دن مباح کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ سب رسول خدا صلعم سے جنگ کرنے کیلئے مشرکین کو بھڑکاتی تھی۔ پس اگر کوئی شخص کسی عورت کے فسق و فجور کو جانتے ہوئے اس کے ساتھ شادی کرلے تو اس کو چاہئے کہ وہ بدکاری کے دروازے کو بند کر دے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے رسول خدا صلعم! آپ کی رائے اس عورت کے بارے میں کیا ہے جو میرے پاس ہے۔ وہ کسی بھی ہاتھ لگانے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے طلاق دیدو۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے اس سے محبت ہے تو آپ نے فرمایا کہ پھر چاہو تو اس کو رکھو۔

فصل (۳)

عورتوں سے شادی کیلئے منگنی کا بیان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسا اس وقت نہ کیا جائے جبکہ جانبین رضامند ہو چکے ہوں اور عورت نے منگنی منظور کرلی ہو لیکن اگر کسی شخص نے کسی عورت کے پاس منگنی بھیجی

پھر کسی دوسرے نے منگنی بھیج دی تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اب جس عورت کے پاس منگنی بھیجی گئی ہے وہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہے شادی کر سکتی ہے۔ اس کی صورت وہی ہے جیسے کسی نے اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگایا ہو۔ ہم نے اس کا ذکر خرید و فروخت کے بیان میں کر دیا ہے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کسی کا ارادہ کسی عورت سے شادی کرنے کا ہو تو اس عورت پر نظر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک خریدار ہے۔ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ جس عورت سے وہ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اگر ممکن ہو تو اس پر اچٹتی سی نظر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن دل میں کسی قسم کی بری نیت نہ رکھتا ہو اور نہ نظر بازی سے لذت اٹھانا مقصود ہو۔ کیونکہ پروردگار عالم نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں اہل ایمان کو اپنی نظریں جھکانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم (ترجمہ۔ (اے رسول) ایمانداروں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کے پاس سے ایک عورت گذر رہی ہے اور وہ اس کے پیچھے پیچھے دیکھ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کو اس بات سے خوشی ہو گی کہ وہ اپنے اہل خانہ کی طرف دیکھے؟ پس تم بھی وہی دوسروں کے لئے پسند کرو جو تم اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا گیا جو قصہ موسیٰ علیہ السلام میں درج ہے کہ یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین (ترجمہ۔ ایک نے کہا کہ اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے۔ کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور ایمان دار ہے) آپ نے فرمایا کہ بکریوں کو پانی پلاتے وقت حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی جس قوت کا مشاہدہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے کیا تھا۔ اس قوت سے مراد ہے اور ان کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امین اس لئے کہا تھا کہ جب وہ اپنے پدر بزرگوار کے طلب کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لینے آئی تھیں تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آگے آگے چلنے لگیں اس وقت آپ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ تم میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ ہم وہ قوم ہیں جو عورت کے پچھلے حصے کی طرف نہیں دیکھتے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا جس کے پاس سے ایک عورت گذر رہی ہے۔ پس وہ اس کیطرف دیکھ رہا ہے۔ آپنے فرمایا کہ پہلی بار دیکھنے کا تم کو اختیار ہے لیکن دوسری بار نظر ڈالنا تمہارے لئے درست نہیں ہے اور تیسری بار دیکھنا تو وہ ایک زہر آلود تیر ہے جو ابلیس کے تیروں میں سے ہے جو غیر اللہ کیلئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اس کو ترک کرے گا پروردگار عالم اس کے عوض ایسا ایمان عطا کرے گا جس کی وہ لذت پائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ عورتوں کے پچھلے حصے کی طرف دیکھتے ہیں وہ اس بات سے محفوظ نہ رہیں گے کہ وہ اپنی عورتوں میں بھی اس بات کی آزمائش میں پڑ جائیں۔ پس اس بات سے یہ لازم ہوتا ہے کہ عورتوں سے نگاہ نیچی رکھنا چاہیئے۔ سوائے اس عورت کے جس کو اس شخص کیلئے رسول خدا صلعم نے دیکھنا مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ یعنی جس کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ محرم خواتین کی طرف بھی دیکھنے کا بیان وارد ہے اس کے لئے آنحضرت صلعم کی توقیع ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! کیا میں جب اپنی مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان سے اجازت لے لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہوگی کہ تم انہیں عریاں حالت میں دیکھو؟ اس مرد نے کہا کہ نہیں تو

آپ نے فرمایا کہ پھر جب تم ان کے پاس جایا کرو تو اجازت طلب کر لیا کرو۔ اس نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! میری بہن اپنے بالوں کو میرے سامنے کھول دیا کرتی ہے۔ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ اس شخص نے فرمایا کہ کیوں ایسا نہ کرنا چاہیئے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب وہ اپنے کسی محاسن کو کشف کر دیگی تو میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم کو شیطان ورغلا نہ دے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے اہل محرم میں سے جب کوئی شخص کسی حیض دار (بالغ) عورت کو بوسہ دے تو اس کو لائق ہے کہ وہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یا پھر سر کو بوسہ دے۔ اس کو دونوں گال اور منہ کے بوسے سے بچنا چاہیئے۔

اہل بیت علیہم السلام سے نکاح کے وقت خطبہ اور شادی کے وقت دعا کے طول طویل کلام منقول ہیں۔ البتہ ان میں سے کوئی چیز مخصوص و واجب نہیں ہے۔ پس جس نے اپنی قدرت و بساط کے مطابق دعا و استخارہ کیا اس نے بہتر اور اچھا کیا۔ اور وہ شخص جو عقد و نکاح کی تولی کرتا ہے وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتا ہے اور رسول اکرم صلعم پر درود بھیجتا ہے اور اس کو منہ سے جو کچھ کہنا میسر ہوتا ہے وہ کہتا ہے اور جس طرح سے عقد کرنا واجب ہے اسی طرح عقد کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا گیا ہو وہ دست بریدہ کے مانند ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں کہ ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء..... الا ان تقولوا قولا معروفا۔ (ترجمہ۔ اگر تم اس خوف سے کہ شاید کوئی دوسرا نکاح کرے ان عورتوں سے اشارۃً (قبل عدۃ) خواستگاری کر دیا تو اس میں کوئی حرج اور الزام نہیں ہے..... مگر ان سے اچھی بات کر گزرو۔)

آپ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ کسی مرد کے لئے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی عورت کے پاس اس کی عدت کے درمیان منگنی بھیجے اور جس تعریض کو اللہ تعالیٰ نے مباح قرار دیا ہے اس کو اچھے

الفاظ میں اس طرح پیش کرے کہ عورت اس کا مقصد سمجھ جائے۔ لیکن اس کے ساتھ شادی کی منگنی نہ کرے۔ حتیٰ کہ عدت کے دن پورے ہو جائیں۔ ایک مرتبہ امام باقر علیہ السلام سکینہ بنت حنظلہ کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور وہ آپ کے چچا کی دختر تھیں۔ آپ نے سلام کرنے کے بعد فرمایا کہ اے دختر حنظلہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اچھی ہوں میری جان آپ پر فدا ہو اے فرزند رسولؐ! پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے میری جو قرابت ہے اس سے تم بخوبی واقف ہو۔ اس کے علاوہ میرا مرتبہ اور دنیائے عرب میں میرے گھرانے سے بھی تم واقف ہو۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اے ابوجعفر! آپ میری عدت کے دنوں میں مجھ سے منگنی کر رہے ہیں۔؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے منگنی نہیں کی ہے بلکہ میں نے تمکو اپنے مقام اور گھرانے سے خبردار کیا ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلعم بھی جب ام سلمہ مخزومیہ کے پاس تشریف لیگئے۔ جو ابوسلمہ کے مرنے سے بیوہ ہو چکی تھیں اور آپ اُن کے چچا کے فرزند تھے تو آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے مقام و رتبہ کا اُن سے ذکر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ جس چٹائی پر ہاتھ ٹیک کر بیٹھے ہوئے تھے اُن کے نشانات آپ کی ہتھیلی میں پڑ گئے۔ پس یہ منگنی نہ تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے ام سلمہؓ کے پاس منگنی بھیجا تھا درآنحالکہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبداللہ بھی اپنے لئے منگنی بھیج چکے تھے پس انہوں نے رسول خدا صلعم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اے رسول خدا صلعم! میں تو سن رسیدہ عورت ہوں اور میرے بال بچے ہیں۔ علاوہ بریں میں سخت غیرت مند بھی ہوں۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا کہ میں سن رسیدہ ہوں تو میں تم سے زیادہ سن رسیدہ ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ تم بال بچے والی ہو تو تمہارے بچے رسول اللہ صلعم کے بال بچوں میں شامل ہیں۔ اور رہی غیرت تو میں بارگاہِ الٰہی میں دعا کروں گا کہ وہ تمہاری اس غیرت کو دور کر دے۔ پس جب آپؐ نے ام سلمہ سے شادی کر لیا اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! میں نے آپؐ سے جو کچھ عرض کیا تھا وہ کوئی بُری بات نہ تھی۔ لیکن اصل قصہ یہ ہے کہ میں نے یہ ناپسند کیا کہ میرے اندر کوئی ایسی بات مخفی نہ رہ جائے جسکی میں نے آپکو اطلاع نہ کی ہو۔

فصل (۴)

بی بیوں کے پاس حرم میں داخل ہونے اور اُن کے ساتھ سلوک کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وعاشروھن بالمعروف۔ ترجمہ - اور بی بیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء اکرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے میمونہ بنت حارث سے جب شادی کی تو آپ نے ان کے ساتھ شادی کرنے کی خوشی میں کھانا کھلایا تھا۔ اور وہ کھجور گھی اور ستو سے بنایا گیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ولیمہ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ دعوتِ ولیمہ چار مواقع پر کرنا چاہیئے۔ (۱) عرس (۲) خرس (۳) اعذار (۴) وکیرہ۔ عرس پہلی رات عورت کے پاس جب مرد جائے تو اس کے لئے دعوتِ ولیمہ کرے۔ اور خرس عقیقہ کو کہتے ہیں جس کا بیان آگے گذر چکا ہے اور اعذار بچوں کی ختانت کو کہتے ہیں۔ اور وکیرہ جب کوئی شخص اپنے سفر سے واپس آتا ہے اس کو کہتے ہیں پس ان چاروں مواقع پر خوشی کا کھانا کرنا چاہیئے۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے دن ہی ولیمہ کرنا واجب ہے اور دوسرے دن بھی ولیمہ کرنا نیک کام ہے اور پھر اس کے بعد ولیمہ کرنا ریاکاری اور شہرت پسندی ہے۔

آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ بنی زریق کے پاس سے گذرے تو گانے کی آواز سُنی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! فلاں نے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا دین کامل ہو گیا۔ یہ نکاح ہے سفاح یعنی بدکاری نہیں ہے اور یاد رکھو کہ نکاح پوشیدہ طور سے نہ ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ دھنواں نظر آجائے یا ڈھول بجنے کی آواز سُنی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ نکاح اور سفاح کے درمیان فرق صرف ڈھول کے

بجنے ہی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ کا گذر ایک زنگی قوم کے پاس سے ہوا۔ اس وقت وہ اپنے ڈھول پیٹ رہے تھے اور گانا گا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے آپؐ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اے حبشی قوم کے لوگو! اپنے ڈھول اٹھاؤ اور تم جیسا کرتے تھے ویسا کرو تاکہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دین میں کشادگی ہے

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے شیعوں میں سے ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! میں مدینہ گیا اور میں اپنے ایک پہچان والے شخص کے پاس اترا۔ اور میں لہو و لعب سے بالکل ناواقف تھا۔ پس میں نے اچانک دیکھا کہ اس شخص کے پاس لہو و لعب کے تمام ساز و سامان موجود ہیں۔ اس وقت میں ایسے معاملے سے دوچار ہو گیا کہ اس سے قبل مجھے اس قسم کا کبھی سابقہ نہ ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم قوم کے ساتھ پڑوسی کا حق اچھی طرح سے ادا کرو۔ حتیٰ کہ تم ان کے پاس سے چلے جاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول صلعم! آپ اس معاملے کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لہو و لعب کے لئے جو لونڈیاں رکھی جاتی ہیں تو یہ حرام ہے لیکن شادی بیاہ کے موقع پر جو کھیل تماشہ ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس شب کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی سیدۂ عالم جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ساتھ شب عروسی تھی۔ اس شب کو رسول خدا صلعم نے ڈھول کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! یہ اسماء بنت عمیس ہیں جو دف بجا کر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خوش کر رہی ہیں تاکہ انہیں اس بات کا احساس نہ ہو کہ ان کی مادر گرامی حضرت خدیجہ علیہا السلام کی وفات کے بعد کسی کو اپنا مونس و غمخوار نہ پایا۔ اس وقت آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا کہ بارے الہا! جس طرح اسماء بنت عمیس نے میری پیاری بیٹی کو خوش کیا ہے تو بھی ان کو خوش کر دے۔ پھر آپؐ نے انہیں بلا کر دریافت فرمایا کہ تم لوگ جب ڈھول بجاتے ہو تو اس وقت کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم کیا کہتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے اے رسول خدا صلعم! میرا مقصد تو صرف

دف بجا کر سیدہ عالم فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خوش کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تب تو تم لوگ اپنے منہ سے بُری بات نہ کہنا۔ پس یہ اور اس قسم کی دوسری باتوں کی رخصت ہے جس کا ذکر ہم نے نکاح کے بیان میں کیا ہے تاکہ لوگ نکاح میں حاضر ہونا پسند کریں۔ اور اس لئے کہ نکاح کو سفاح یعنی بدکاری سے جُدا کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے نکاح کے سوا کسی اور موقع پر لہو و لعب کے سلسلے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ اور آپ نے سائل کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی تلاوت فرمایا کہ وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذ ناہ من لدنا ان کنا فاعلین بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون (ترجمہ: اور ہم نے آسمان و زمین میں اور ان دونوں کے درمیان میں جو کچھ ہے ان کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔ اگر ہم کوئی کھیل بنانا چاہتے تو اسے اپنی تجویز سے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا مگر ہمیں شایان نہ تھا۔ ہم تو حق کو باطل کے سر پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ باطل کو کچل دیتا ہے۔ پھر وہ اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے اور تم پر افسوس ہوتا ہے کہ تم ایسی ایسی باتیں بنایا کرتے ہو۔)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو ناچنے اور بانسری بجانے اور بربط و ڈگڈگی بجانے سے منع کرتا ہوں۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس نے بربط توڑ دیا تھا۔ پس آپ نے اس مقدمے کو باطل و خارج کر دیا اور اس شخص پر کسی قسم کا جرمانہ عائد نہیں کیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غناء کی مجلس ایسی مجلس ہے جس میں شریک ہونے والے لوگوں کی جانب اللہ تعالیٰ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ غناء اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہے۔ غناء کا نتیجہ نفاق اور محتاجگی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا گیا کہ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ

(ترجمہ۔ اور لوگوں میں بعض (نضر بن الحارث) ایسا ہے جو بے ہودہ قصے کہانیاں خریدتا ہے تاکہ بغیر سمجھے بوجھے لوگوں کو خدا کی سیدھی راہ سے بھٹکا دے ۲۱ $\frac{31}{5}$ ۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لہو و لعب کی باتوں سے مراد غناء ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔ آپ سے جب غناء کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے سائل سے فرمایا کہ تیرا برا ہو تمہیں بتاؤ کہ جب پروردگار عالم حق و باطل کے درمیان فرق پیدا کرے گا تو اس وقت غناء کس کی طرف ہوگا؟ اس شخص نے کہا کہ میں قربان جاؤں قسم بخدا باطل کی طرف ہوگا تب آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تمہارے لئے اتنی ہی بات کافی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے کسی شناسا سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو۔ کل کی بات ہے کہ فلاں شخص جب میرے پاس سے گزرا تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا۔ اس کے پاس ایک لونڈی تھی جو گانا بجانا جانتی تھی۔ پس میں اس کے پاس شام تک رہا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تمہارا برا حال ہو۔ کیا تمہیں یہ خوف نہ ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا امر اس حال میں نہ آجائے جس حال میں تم تھے؟ وہ ایسی محفل تھی کہ جس میں شریک لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ غناء بدترین خلائق ہے۔ غناء اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑا شر ہے۔ اور غناء کا انجام محتاجگی اور نفاق ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک اپنے گھر میں بربط بجائے گا اس پر خداوند عالم ایک شیطان مسلط کر دے گا۔ جو اس کے تمام اعضاء پر غالب آجائے گا۔ جب ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے شرم و حیا کو چھین لینگے۔ پس اس کو نہ اپنے قول کی پرواہ ہوگی اور نہ دوسروں کے قیل و قال کی پرواہ ہوگی۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غناء دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح کہ مجور شگوفے پیدا کرتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گانے بجانے کا گھر وہ گھر ہے جس میں آفت سے پناہ نہیں ملتی۔ اور نہ جس میں دعاء مقبول ہوتی ہے۔ اور اس

میں فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ آپ سے اس آیت کریمہ کی بابت دریافت کیا گیا کہ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔ ترجمہ۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لہو ولعب کے پاس سے ان کا گذر ہوتا ہے تو وہ شریفانہ طور سے گذر جاتے ہیں

آپ نے فرمایا کہ اس سے غناء اور شطرنج مراد ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ کل تم کہاں تھے؟ اس شخص کا کہنا ہے کہ مجھے آپ کے اس سوال سے یگمان ہوا کہ جس جگہ میں تھا وہ جگہ آپ کو معلوم ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر قربان میں فلاں شخص کے پاس سے گذرا تو وہ مجھ سے لپٹ گیا۔ اور اپنے گھر کے اندر لے گیا۔ پھر اس نے اپنی ایک لونڈی کو بلایا جس نے گانا گایا پس آپ نے فرمایا کہ کیا تو اپنے مال واہل کی جانب سے محفوظ و مامون تھا؟ یہ وہ محفل ہے جس میں شریک لوگوں کی طرف خدا نظر نہ کریگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام کا گذر ہوا اس وقت میں کمسن بچہ تھا۔ اور میں ڈھول و بانسری بجانے والوں کے پاس کھڑا ہو کر سن رہا تھا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ کہیں تم بھی ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو آدم علیہ السلام کے ساتھ شماتت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار وہ کیا قصہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تم جو کچھ دیکھ رہے ہو وہ سب کا سب لہو ولعب اور غناء ہے جسے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی شماتت اور رسوائی کے لئے بنایا تھا جبکہ وہ جنت سے نکال دیئے گئے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کوفہ سے ایک قوم کے آنے کی خبر ملی جو کسی گانے والے کے گھر میں ٹھہرے تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول! ہمارے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا اور ہمیں اس وقت معلوم ہوا جبکہ ہم وہاں اتر چکے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ

جب کبھی ایسا حادثہ پیش آجائے تو تم اس وقت شرافت کے دائرے میں رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراماً (ترجمہ۔ اور جب وہ لہو ولعب کی باتوں سے گذرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ غناء یعنی گانے کی خرید و فروخت جائز و حلال نہیں ہے۔ اس کا سُننا نفاق اور سکھانا کفر ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس غناء کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میرے ان دونوں کانوں نے کبھی بھی گانا نہیں سُنا ہے۔ آپ سے اس آیت کریمہ کی بابت پوچھا گیا۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان و اجتنبوا قول الزور ترجمہ۔ بت پرستی اور جھوٹ بولنے سے بچو آپ نے فرمایا کہ رجس اصنام پرستی میں سے ہے۔ اس سے مُراد شطرنج ہے اور قول زور سے مُراد گانا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے گانا سُننے کی بابت پوچھا تو آپ نے اس کو گانا سننے سے منع فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھکر سُنایا کہ ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا ترجمہ۔ بلاشبہ آنکھ، کان اور دل سے (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کان سے وہ پوچھے گا جو اس نے سُنا ہے اور دل سے وہ پوچھے گا جو اس نے عقیدہ رکھا ہے اور آنکھ سے وہ پوچھے گا جو اس نے دیکھا ہے۔ ہم نے ان احادیث و آثار کا اس لئے تذکرہ کر دیا ہے تاکہ دعوت ولیمہ کے وقت دف بجانے کی جو رخصت ہے اس سے کوئی گمان کرنے والا یہ نہ گمان کرلے کہ غناء کی رخصت دی گئی ہے معلوم ہونا چاہیئے کہ دف بجانے کی بھی رخصت نکاح کے اشتہار کو محبوب و پسندیدہ بنانے کیلئے دی گئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنی دُلہنوں کا زفاف رات میں کرو۔ اور صبح کے وقت کھانا کھلاؤ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شب بیداری صرف ان تین مواقع پر کرنی چاہیئے۔ رات میں قرآن پڑھتے وقت یا طلب علم میں یا شب زفاف جاگنا چاہیئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی بیوی کے لئے اسی طرح آراستہ

ہو جس طرح وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے لئے آراستہ رہے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آراستگی سے مُراد پاکی وصفائی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے پاس اس کی عورت شب زفاف آئے تو وہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہے بار الٰہا! تو میری اہلیہ میں میرے لئے برکت عطا کر اور اس کے لئے مجھ میں برکت عطا کر اور تو نے جو ہم دونوں کو اکٹھا کیا ہے تو ہم کو تو خیر و برکت پر جمع رکھ اور جب تو علیحدگی پیدا کر دے تو اس فرقت کا رُخ خیر و برکت کی طرف موڑ دے۔ پھر اس طرح سے کہے کہ تمام حمد و ستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے میری گمراہی کو ہدایت میں بدل دیا۔ اور میری محتاجگی کو استغنا میں بدل دیا۔ اور بلند و خوش حال کر دیا۔ اور مجھے ذلت سے عزت بخشی اور میرے گھر والوں کو پناہ دی اور میری تنہائی کو جوڑے میں تبدیل کر دیا اور میرے کام کاج کے لئے خادم عطا کیا اور میری وحشت ناکی کو لطف و محبت میں بدل دیا۔ اور میری بدحالی کو بلندی عطا کی۔ پس وہ اس عطیہ کے عوض پاک و بابرکت بیشمار حمد و ستائش کا حقدار ہے۔ اے پالنے والے! تو نے جو تقسیم فرمایا ہے اور جو کرامت عطا کی ہے اس کے لئے حمد و ستائش کا سزاوار ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! آپ جیسا کہ ملاحظہ فرما رہے ہیں میں ایک سن رسیدہ شخص ہوں اور میں نے اس کے باوجود کمسن باکرہ ناکتخدا لڑکی سے شادی کی ہے اور میں اس کے پاس ابھی تک اس ڈر کی وجہ سے نہیں گیا ہوں کہ کہیں وہ میری عمر زیادہ ہونے کے سبب مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس کے اہلِ قرابت کو اس کا حکم دو کہ وہ پہلے سے پاک و پاکیزہ حالت میں ہو۔ اور تم بھی اسی کی طرح پاکیزہ حال میں رہو۔ پھر جب تک تم دو رکعت نماز نہ پڑھ لو اسکے قریب نہ ہونا۔ اس طرح تم اس کے اہلِ قرابت کو بھی اس بات کا حکم کر دو کہ وہ تمہاری بیوی کو بھی اس کا حکم کر دیں کہ وہ دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد تم پروردگار عالم کی حمد و ستائش

کرو اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجو۔ اور تم ان کو حکم دو کہ وہ لوگ تمہاری دعا پر آمین آمین کہیں۔ اور پھر یہ کہو کہ بارِ الہا! تو مجھے اس کی محبت اور پسندیدگی عطا کر۔ اسی طرح میری جانب سے اس کو بھی محبت اور رضامندی عطا کر۔ اور تو ہمارے مابین نہایت عمدہ اتفاق و اتحاد اور بابرکت الفت و محبت پیدا کر دے۔ کیونکہ تو حلال کو پسند کرتا ہے اور حرام و اختلاف کو ناپسند کرتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا قصد کرے تو پہلے بسم اللہ کہے اور جس قدر دعا کر سکے کرے۔ اور اپنے منہ سے یہ الفاظ کہے کہ بارِ الہا! اگر تو نے آج کے دن مجھ سے کسی اولاد کے پیدا کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو پروردگار تو اس کو اپنے لئے مخلص بنا دے اور اس میں شیطان کے لئے ذرا بھی حصہ اور نصیب نہ مقرر فرما۔ اس کو پاک اور اچھی نشو و نما والا بنا۔ اور اس کی شکل و صورت میں کسی قسم کا نقص و عیب نہ ہو۔ اور نہ کمی ہو نہ زیادتی اور اس کا انجام بہتر بنا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو جلد بازی نہ کرے۔ (یعنی اپنی منی عورت کی خواہش پوری ہونے سے قبل خارج نہ کر دے بلکہ جس قدر ممکن ہو تاخیر سے خارج کرے) اور جب ہم بستر ہو تو ہمبستری کو سچ کر دکھائے۔ (یعنی مجامعت میں شدت اختیار کرے)

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے قبلہ رو ہو کر مجامعت کرنا مکروہ فرمایا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ الوأد الخفی (آہستگی سے کرنا) مرد کا عورت کے ساتھ جماع کرنا ہے۔ پس جب وہ پانی محسوس کرے تو اپنے آلۂ تناسل کو عورت کی فرج سے باہر نکال لے اور کسی جانب انزال کر دے پس تم ایسا نہ کرو کیونکہ رسول خدا صلعم نے حرہ عورت کی اجازت کے بغیر دوسری جانب انزال کرنے سے منع فرمایا ہے اور لونڈی سے اس کے آقا کی اجازت کے بغیر عزل یعنی علیحدہ انزال نہ کرنا چاہیئے یہ اس وقت جبکہ لونڈی کا شوہر موجود ہو۔

کیونکہ اس کا لڑکا آقا کا غلام ہوگا۔ پس لونڈی سے عزل کرنا صرف اس کے آقا کی اجازت ہی سے جائز ہے۔ اسی طرح آزاد و شریف عورت کے لئے فرزند پیدا کرنے کا حق حاصل ہے۔ پس اس کی اجازت کے بغیر اس سے عزل کرنا روا نہیں ہے۔ رہی مملوکہ تو اس سے عزل کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اس صورت میں اسکی رضامندی کیطرف التفات نہ کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کی ایک لونڈی جس کا نام جمانہ تھا آپ اس سے عزل کیا کرتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک سریہ لونڈی تھی جس سے آپ عزل کیا کرتے تھے۔ امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے عزل کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی سے عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حرہ شریف و آزاد عورت سے عزل کرنا مکروہ فرمایا ہے۔ الا آنکہ مرد نے شادی کے وقت شرط لگا رکھی ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شریف و آزاد عورت کی اجازت سے عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لونڈی کے آقا کی اجازت سے بھی عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نکاح کے وقت عزل کی شرط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور دودھ پلانے والی عورت سے اس خوف سے عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کہیں حمل قرار نہ ہو جائے پس اس سے بچے کو تکلیف ہوگی۔ یہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے گھر کے اندر کسی اور کی موجودگی میں حرہ یعنی شریف و آزاد عورت کے ساتھ ہمبستر ہونے سے منع فرمایا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ اس حال میں مجامعت کرنے سے منع فرمایا ہے کہ بچہ جھولے میں ہو اور وہ دونوں کیطرف دیکھ رہا ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دو عورتوں یا دو لونڈیوں کے درمیان سونے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس حال میں جماع نہ

کرے کہ دوسری اس کی طرف دیکھ رہی ہو۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجامعت کیطرف دیکھنا اندھے پن کا موجب ہے۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ جماع کی حالت میں بات چیت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس سے گنگا پن وراثت میں ملتا ہے اور گھر کے اندر کسی اور مرد کی موجودگی میں کسی اور شخص کا جماع کرنا مکروہ سمجھتے تھے لیکن لونڈیوں سے جماع کی رخصت دی تھی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ کن اوقات میں جماع کرنا مکروہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور غروب آفتاب سے شفق کے غروب تک اور جس شب چاند کو گرہن لگ جائے اور جس دن سورج کو گہن لگ جائے اور جس شب و روز میں زمین کو زلزلہ آجائے۔ اور جس وقت زرد، سیاہ اور سرخ ہوا چلے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے پاس شب گذاری جس میں چاند کو گہن لگ گیا تھا۔ پس آپ نے ان کے ساتھ کچھ بھی نہ کیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو آپ اپنے مصلے کیطرف تشریف لیگئے۔ پس انہوں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آج کی شب آپ کی جانب سے یہ کیسی جفا رہی؟ آپ نے فرمایا یہ جفا نہیں ہے بلکہ کرشمۂ خداوندی ہے۔ پس میں نے ناپسند کیا کہ ایسی شب میں لطف اٹھاؤں اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا تذکرہ اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں کیا ہے۔

وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم (ترجمہ۔ اور اگر یہ لوگ کوئی آسمان سے عذاب کا ٹکڑا گرتے ہوئے دیکھیں تو بول اٹھیں گے کہ یہ تو دلدار بادل ہے) اس کے بعد امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے محمدؐ کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے اور آپؐ کو نبوت سے خاص فرمایا ہے۔ اور عزت و کرامت کیلئے منتخب کر لیا ہے ان اوقات میں سے کسی ایک وقت بھی جو تم میں سے مجامعت نہ کرے گا وہ ایسی ذریت پائے گا جس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کمسن لڑکی سے شادی کرے تو جب تک وہ پیدائش کے دن سے نو سال تک کی نہ ہو جائے اس کے ساتھ جماع نہ کرے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ عورتوں کی دبر میں جماع کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے غیر محرم خواتین کے ساتھ گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی غیر عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے کیونکہ جو شخص کسی غیر عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہے تو ان دونوں میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عورت سے گفتگو کرنا شیطان کی چالوں میں سے ایک چال ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ عاجز و ناتواں اور ننگی ہیں اور تم نے اللہ تعالیٰ کی امانت کی وجہ سے ان کو حلال کر لیا ہے وہ تمہارے پاس مہر سے آئی ہیں پس تم ان کی جہالت اور نادانی کا علاج خاموش رہ کر کرو اور گھروں میں ان کی شرمگاہوں کو چھپاؤ۔ آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مومنہ عورت کا بہترین مشغلہ چرخہ چلانا ہے۔ آپؐ جب عورتوں کا عہد و میثاق لیتے تھے تو ان سے اس بات کی بیعت لیتے تھے کہ وہ محرم کے سوا کسی غیر مرد سے کلام نہ کریں گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اعمیٰ (اندھے) نے سیدہ عالم فاطمہ زہراء علیہ السلام سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی تو وہ ان سے پردہ کرنے لگیں۔ آنحضرت صلعم نے سیدۂ عالم سے فرمایا کہ جان پدر تم اس اندھے سے کیوں پردہ کرتی ہو وہ تو تم کو دیکھ بھی نہیں سکتا ہے؟ سیدۂ عالم علیہا السلام نے فرمایا کہ اے رسول خدا صلعم اگر وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا ہے تو میں تو اسے دیکھ رہی ہوں اور وہ خوشبو سونگھ رہا ہے۔ اس وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں گواہ ہوں کہ تم میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہو۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہم سے دریافت فرمایا کہ عورت کیلئے کیا چیز بہتر ہے؟ تو ہم میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ چنانچہ میں نے اس کا تذکرہ جب فاطمہ زہرا علیہم السلام سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے کہ عورت کسی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔ پس میں نے اس کا ذکر آنحضرت صلعم سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہؑ نے سچ کہا ہے۔ وہ بے شک میرے جگر کا

ٹکڑا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے خواتین کو غیر مردوں کی طرف دیکھنے اور اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ بغیر کسی عذر کے حماموں میں داخل نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس عورت نے اپنی اوڑھنی اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی اور گھر میں اتار کر رکھ دیا تو اس نے ہتک عزت کیا ہے۔ آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے عورت کو اپنے شوہر کے آگے ننگی ہو کر چلنے سے منع فرمایا ہے اور اور مرد کو بھی منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ننگا نہ ہو جائے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے بیچ راستے میں عورتوں کو چلنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ راستے کے بیچ میں عورتوں کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے اور جب عورت گھر سے باہر نکلے تو اس کو باریک کپڑا پہن کر نکلنے اور ایسا زیور پہن کر نکلنے سے منع فرمایا ہے جس کی آواز سنائی دیتی ہو۔ آپ نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنیوالے مردوں پر لعنت بھیجی ہے۔ بلا ضرورت عورتوں کو بلند آواز نکالنے سے منع فرمایا ہے اور اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں سونے سے ان کو منع فرمایا ہے اور مردوں کو عورتوں پر سلام بولنے سے منع فرمایا ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ ایک عورت نے آپ کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! میرا شوہر سفر پر گیا ہوا ہے اور جاتے وقت مجھے یہ حکم کر گیا ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں اور اس وقت میرا باپ بستر مرگ پر ہے تو کیا مجھے یہ اختیار ہے کہ اپنے گھر سے نکل کر اسکے پاس جاؤں۔ آنحضرت صلعم نے قاصد سے فرمایا کہ تم جا کر اس عورت سے کہدو کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس دوران اس کا باپ انتقال کر گیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اس عورت کے پاس کہلا بھیجا کہ تم نے اپنے شوہر کی جو اطاعت کی ہے اس کی وجہ سے پروردگار عالم نے تمہارے باپ کی مغفرت کر دی ہے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ ایک عورت نے آپ کی خدمت میں سوال عرض کرتے

ہوئے کہا کہ اے رسول خدا صلعم! شوہر کا حق اس کی بیوی پر کس قدر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکی بغیر اجازت کے اس کے گھر میں سے کچھ بھی خیرات نہ کرے اور اپنے نفس کو اس سے نہ روکے خواہ وہ کجاوا کے اندر کیوں نہ ہو اور کسی دن تطوع (نفل) کا روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر آسمان و زمین اور رضا و غضب کے فرشتوں کی لعنت ہوگی۔ اس عورت نے عرض کیا کہ پھر مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے ماں باپ کا ہے۔ پھر اس عورت نے دریافت کیا کہ عورت پر کس کا زیادہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عورت پر شوہر کا زیادہ حق ہے۔ تب اس عورت نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! کیا مجھ کو اتنا حق حاصل نہیں جتنا کہ شوہر کو ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو کسی آدم زاد کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب عورت کو اپنے پروردگار کی معرفت حاصل ہو جائے۔ اور وہ اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے اور اپنے نبیؐ کے اہل بیت کے فضل و کمال کو پہچان لے اور پانچ وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کا روزہ رکھے اور اپنی شرمگاہ کو بدکاری سے محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا حال ہوگا ان عورتوں کا جو سونے سے آراستہ رہتی ہیں اور ریشمی لباس زیب تن کرتی ہیں اور مالدار کو تکلیف دیتی ہیں اور محتاج کو تھکاتی ہیں۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی مرد ان چار باتوں میں اپنی عورت کی اطاعت کریگا پروردگار عالم اس کو منھ کے بل جہنم میں گرا دیگا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے امیرالمومنین! وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اطاعت یہ ہے کہ اپنے شوہر سے اس بات کا مطالبہ کرے کہ وہ زفاف و ولیمہ کی محفلوں میں اور نوحہ و گریہ اور مزاج پرسی کے مواقع میں شریک ہو اور حماموں میں داخل ہو۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ بلا قصور عورت کو مارنے پیٹنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک مرد انصاری اپنی لڑکی کو لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! اس کے شوہر نے اسے اتنا مارا ہے کہ اس کے چہرے پر نشانات پڑ گئے ہیں لہٰذا آپ اس سے بدلہ دلائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ واللاتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ترجمہ۔ مردوں کا عورتوں پر قابو ہے کیونکہ ایک تو خدا نے بعض آدمیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اسکے علاوہ چونکہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے پس نیک بخت بی بیاں اپنے شوہروں کی تابعداری کرتی ہیں اور انکے پیٹھ پیچھے جسطرح خدا نے حفاظت کی ہے وہ بھی ہر چیز کی حفاظت کرتی ہیں اور وہ عورتیں جنکے سرکش ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو تو پہلے انہیں سمجھاؤ اس پر نہ مانیں تو مارو (مگر اتنا کہ خون نہ نکلے) پھر انکے ساتھ سونا چھوڑ دو اس پر بھی نہ مانیں تو مارو (مگر اتنا کہ خون نہ نکلے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے) پس اگر وہ مطیع ہو جائیں تو تم بھی ان کے نقصان کی راہ نہ ڈھونڈو۔

"قوامون علی النساء" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو ادب سکھانے والے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے کسی اور بات کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اسکے سوا تھا۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ غیرت ایمان کا جزء ہے اور جس کسی شخص نے اپنے اہل میں ذرا بھی فسق و فجور کو محسوس کیا اور اس کو غیرت نہ آئی تو پروردگار عالم ایک پرندہ بھیجے گا جو چالیس دن تک اس پر سایہ کئے رہے گا وہ جب بھی گھر کے اندر آئے جائیگا اس کو کہے گا غیرت کر۔ پس اگر اس کو غیرت نہ آئے گی تو اپنے دونوں بازوؤں سے اس کی دونوں آنکھوں پر مسح کر دیگا۔ پس اگر وہ اچھی چیز دیکھے تو وہ اس کو نہ دیکھ پائیگا۔ اور اگر بری چیز دیکھے تو اس کا انکار نہ کرے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حلال کام میں

کوئی غیرت کی بات نہیں ہے اور رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمّت کے مردوں پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اور میری اُمّت کی عورتوں پر غیرت فرض کی گئی ہے۔ پس ان میں سے جس نے ثواب کی امید میں صبر سے کام لیا تو پروردگار عالم اس کو شہید کا اجر عطا کرے گا۔!

فصل (۵)

اولیاء کے نکاح اور اشہاد کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ فانکحوھن باذن اھلھن ترجمہ۔ پس (بلا تامل) ان کے اہل کی اجازت سے ان کا نکاح کر دو

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ولی اور دو عادل شاہدوں کے بغیر نکاح درست نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ جو لی خود عقد نکاح کی تولی کرے (یعنی اس کی ذمہ داری اُٹھائے) پس جس نے بغیر ولی کے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کا نکاح ناجائز اور باطل ہوگا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے جب تک عورت سے اس کی رضامندی معلوم نہ کر لی جائے اس وقت تک اس کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی جب تک اپنی بیٹی کی مرضی معلوم نہ کرلے اس وقت تک اس کا نکاح نہ کرے کیونکہ وہ اپنی جان کے فوائد سے زیادہ واقف ہے۔ پس اگر وہ خاموش ہو جائے یا رو پڑے یا ہنس دے

تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اجازت دیدی ہے۔ اور اگر انکار کردے تو اس کی شادی نہ کی جائے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ لڑکے اور لڑکیاں جبکہ وہ کمسن یعنی نابالغ ہوں تو اس وقت ان کے آبا کو ان کی شادی کردینے کا اختیار ہے لیکن جب وہ سن رسیدہ اور بڑے ہوجائیں تو ان کی شادی کرنے کا اُن کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ نکاح کا وکیل اگر شادی کردے تو وہ نکاح جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان عورت اپنے نصرانی باپ یا بھائی کو اپنی شادی کا وکیل مقرر کردے پس وہ اس کی شادی کردے تو یہ نکاح جائز ہوگا۔ لیکن اگر اس وقت اس نے اس کی شادی کردی جبکہ وہ بچی تھی تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ کسی کافر کو کسی مسلمان کی ولایت کا حق حاصل نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت دو وکیل مقرر کرے اور اپنے نکاح کی وکالت دونوں کو سپرد کرے اور ان میں سے ہر ایک وکیل ایک مرد کے ساتھ شادی کردے تو اس صورت میں نکاح اول وکیل کا جائز مانا جائیگا۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ دادا یعنی باپ کا باپ اپنے بیٹے کی نابالغ لڑکی (پوتی) کی شادی کرنے کیلئے اس کا قائم مقام ہوسکتا ہے اور دادا عقد نکاح کا زیادہ حقدار ہے۔ الا آنکہ باپ نے عقد کردیا ہو اور اگر دونوں نے عقد نکاح کردیا ہو تو اسی صورت میں ان میں سے پہلے جس نے عقد نکاح کیا ہے وہ جائز ہوگا۔

امام جعفر الصادق سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ باپ موجود نہ ہو اور بھائی نے عورت کی وکالت پر عقد نکاح کردیا تو یہ جائز ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے بغیر شہود عقد نکاح کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے شہود کا ذکر صرف طلاق میں کیا ہے پس اگر نکاح میں کسی نے شاہد نہ بنایا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان

ہوگیا ہے اور جس نے شاہد بنایا تو اس نے میراث کی توثیق کردی اور سلطان کی عقوبت و سزا سے محفوظ ہوگیا۔ اور نکاح میں شہادت اوثق و اعدل طریقہ ہے اور اسی پر عمل بھی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جتنے شہود اموال میں جائز ہیں اتنے ہی شہود نکاح میں بھی جائز ہو سکتے ہیں۔ اور نکاح میں عورتوں اور غلاموں کی شہادت بھی جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب نکاح کا کوئی شاہد اس بات کی شہادت دے کہ فلاں عورت کے باپ نے اس کی مرضی کے خلاف شادی کردی ہے اور دوسرا یہ شہادت دے کہ اس نے اس کی رضامندی سے شادی کردی ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر نکاح کے دو شاہدوں میں ایک اس بات کی شہادت دے کہ اس کے باپ نے ایک ہزار مہر کے عوض عقد نکاح کیا ہے اور دوسرا یہ شہادت دے کہ دو ہزار کے عوض نکاح کیا ہے پس اگر عورت اکثر کا دعویٰ کرے تو اس کے شاہد کی شہادت کے باوجود حلف اٹھوایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک شاہد اس بات کی شہادت دے کہ اس کے باپ نے اسکی شادی اس وقت کی تھی جبکہ وہ نابالغ اکمسن بچی تھی اور دوسرا شہادت دے کہ اس کے باپ نے اسکی رضامندی کے بغیر اسوقت شادی کردی تھی جبکہ وہ خاوند سے جدا شدہ عورت تھی تو اس صورت میں شہادت باطل ہوگی۔

فصل (۶)

مہر کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وآتوا النساء صدقاتھن نحلۃ ترجمہ۔ اور عورتوں کو ان کے مہر بخوشی دے ڈالو۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا ہے کہ وآتوا النساء صدقاتھن نحلۃ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم عورتوں کی اس مہر کو ادا کردو جس کے عوض تم نے ان کی فرجوں کو (شرمگاہوں کو)

حلال بنالیا ہے۔ پس جو عورت کے مہر کے سلسلے میں اس پر ظلم کرے گا تو سمجھا جائے گا کہ اس نے عورت کی شرمگاہ کو زنا کی راہ سے مباح کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف کر دیگا لیکن اس شخص کو معاف نہ کرے گا جس نے اپنی عورت کا مہر غصب کر لیا ہے یا مزدور کی اُجرت غصب کر لی ہے اور اس شخص کو بھی معاف نہ کریگا جس نے شریف آدمی کو فروخت کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے اپنی بیویوں میں سے جس سے بھی نکاح کیا ہے وہ فقط ساڑھے بارہ اُوقیہ چاندی کے عوض کیا ہے۔ اور اتنی ہی مہر کے عوض آپؐ نے میرا نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھ کیا تھا۔ اور اُوقیہ چالیس درہم کو کہتے ہیں۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں درہم چھ قیراط کے برابر ہوتے تھے لیکن ہم نے جو اوپر بیان کیا ہے وہ مہر میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے البتہ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ وہی مہر ہے جسے آنحضرت صلعم نے اپنی بیویوں کے لئے سنت قرار دیا تھا گویا آپ نے یہ پسند فرمایا کہ مہر میں اپنی تمام بیویوں کے درمیان مساوات اور برابری قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ وآتوا النساء صدقاتھن نحلۃ ترجمہ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی دے ڈالو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کم و زیادہ کی قید نہیں لگائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ وآتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا (ترجمہ۔ اگرچہ تم ان میں سے ایک کو (جسے تم طلاق دینا چاہتے ہو) بہت سامان دے چکے ہو۔ تاہم اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تمہاری یہی غیرت ہے کہ خواہ مخواہ کوئی بہتان باندھ کر یا کوئی صریح جرم لگا کر واپس لے لو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے مہر کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مہر وہ ہے جس پر لوگ باہم رضامند ہو جائیں لیکن کم یا زیادہ مہر کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اور اگر مہر سامان و متاع کی شکل میں ہو تو اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم کی خدمت میں

ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! میں اس عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ تم اس کو کتنی مہر ادا کرو گے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس وقت آپ کی نگاہ اس کے ہاتھ کی انگوٹھی پر پڑی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہ انگوٹھی تمہاری ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ پھر تم اسی کے عوض اس عورت سے شادی کرو۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ نکاح اور رحم کی آسانی عورت کی سعادتمندی اور برکت میں سے ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عورتوں کی مہروں میں زیادہ غلو سے کام نہ لو۔ کیونکہ وہ عداوت کا سبب بن جائے گی۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کیا تو آپ نے اس کے پاس سو لونڈیاں بھیجی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک ہزار درہم بھی تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مرد عورت کو قرآن حکیم کی ایک سورہ سکھانے پر اس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے یا اس کے پاس جو بھی ہوگا وہ اسے دیکر اس شرط پر اس سے شادی کر سکتا ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت پوچھا گیا کہ یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک ترجمہ۔ اے پیغمبر صلعم! ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویوں کو حلال کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے لئے جتنی بھی آپ شادیاں کرنا چاہیں مباح قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بغیر مہر کے شادی کرنا حلال و مباح کر دیا تھا۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ و امرأۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا ترجمہ۔ اور اگر کوئی مومنہ عورت اپنے آپ کو نبی کیلئے ہبہ کر دے اور نبی چاہے تو وہ نکاح کر سکتا ہے اس کے بعد پروردگار عالم نے دوسری آیت کریمہ میں واضح طور سے بتا دیا ہے کہ یہ صرف پیغمبر خدا صلعم کیلئے

مخصوص ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ خالصۃ لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم وما ملکت ایمانھم لکیلا یکون علیک حرج
ترجمہ۔ یہ بات دوسرے مومنین کو چھوڑ کر صرف تمہارے لئے مخصوص ہے۔ ہمیں اس بات کا اچھی طرح علم ہے جو ہم نے مومنین پر ان کی بیویوں کی بابت اور مملوکہ لونڈیوں کی بابت فرض کیا ہے۔ یہ اس لئے تاکہ تم پر کوئی حرج اور تنگی نہ رہے۔

پھر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہبہ صرف رسول کیلئے ہے اور دوسروں کے لئے بغیر مہر کے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ دوسروں کو زفاف سے پہلے ہی مہر طے کر لینا چاہیئے۔ مہر میں خواہ کپڑا ہو یا درہم ہو یا کم و زیادہ کوئی بھی چیز ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک عورت کے مقدمہ میں فیصلہ صادر فرمایا تھا جس سے ایک مرد نے اسی کے حکم پر شادی کی تھی۔ پس اس عورت نے اس پر تجاوز کیا تھا پس آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس کو اس کے ہم مثل کی مہر دیجائے نہ کم نہ زیادہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کو کسی عورت کا مہر دیا گیا پس وہ اس میں کمی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اس کے مثل کا مہر دیا جائے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے اس کے حکم پر شادی کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ حد سے تجاوز کرے تو اسے امہات المومنین کی مہروں سے زیادہ اس کو مہر نہ دی جائے اور وہ پانچسو درہم ہیں۔ امام باقر علیہ السلام سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کی بابت فرمایا جس نے ایک عورت کے ساتھ اپنے حکم کے مطابق اس سے شادی کی تھی۔ اور وہ اس حکم پر رضامند ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے جس بات کا بھی فیصلہ کیا تھا وہ جائز ہے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کس طرح سے اس کا حکم عورت پر چل سکتا ہے۔ جبکہ اس کا حکم اس عورت پر جائز نہیں ہے جبکہ وہ پیغمبر خدا صلعم کی بیویوں کی مہر سے زیادہ مہر طلب کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے کہ جب عورت نے مرد کو اپنا حکم مان لیا تو پھر اس کو اس وقت اپنے نفس

سے روکنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جبکہ وہ اس کو کوئی چیز دیدے اور اس کو حکم مان لینے کے بعد عورت کو نبی کریم صلعم کی سُنّت سے تجاوز کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے پس اگر وہ اس عورت کو طلاق دیدے یا زفاف سے پہلے مرد کا انتقال ہوجائے تو اس کے لئے کوئی حق نہیں ہے یعنی مہر طلب کرنے کا اس وقت حق نہیں ہے جبکہ مہر مقرر نہ کی گئی ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے "نکاح شغار" سے منع فرمایا ہے وہ نکاح یہ ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی کسی اور کے ساتھ اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیگا اور دونوں کے درمیان کوئی مہر مقرر نہ ہوگی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا بھی شغار جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کا نکاح ہوتا تھا۔ اور مہر کی رقم مقرر کئے بغیر نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شوہر جب تک دُلہن کو کچھ دے نہ لے دخول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ترجمہ۔ اور اگر تم نے اپنی بی بیوں کو ہاتھ تک نہ لگایا ہو اور نہ مہر ہی متعین کیا ہو اس کے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو اس میں بھی تم پر کچھ الزام نہیں ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت کیساتھ شادی کی لیکن اس کی مہر مقرر نہیں کی پھر وہ زفاف سے پہلے مرگیا۔ یا اس نے اس کو طلاق دیدیا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اسنے طلاق دیدیا ہے تو پھر اس پر مہر واجب نہیں ہے وہ متعہ وغیرہ کی حقدار ہے اور اس پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ خود مرگیا ہے دخول سے پہلے تو عورت مہر کی حقدار نہیں ہے۔ وہ اپنے مرد کے املاک کی وارث ہے اور مرد بھی اس کا وارث ہوسکتا ہے۔ اور عورت پر عدت گذارنا واجب ہے اور اگر مرد نے مہر مقرر کردی تھی پھر دخول سے قبل اس نے طلاق دیدیا تو اس صورت میں عورت نصف مہر کی حقدار ہے اور اگر وہ مرگیا یا عورت مرگئی تو وہ پورے مہر کی حقدار ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے ایک خدمتگذار لڑکا دینے کی شرط پر نکاح کیا تھا آپ نے فرمایا اس میں کمی یا زیادتی

ناممکن ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے ایک گھر اور ایک خادمہ دینے کی شرط پر نکاح کیا تو عورت ہی گھر اور خادمہ کی حقدار ہے اس میں کمی اور زیادتی ممکن نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے نامعلوم مہر پر شادی کی تو اس صورت میں نکاح فاسد نہ ہوگا۔ اس عورت کو اس کے ہم مثل کا مہر دیا جائے مگر وہ سنتی مہر سے زائد نہ ہو اور سنتی مہر پانچسو درہم ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے اپنی لونڈی دینے کی شرط پر نکاح کیا اور دخول سے پہلے اس نے طلاق دیدیا تو اس صورت میں لونڈی اس مطلقہ عورت کی نصف خدمت انجام دے گی۔ وہ ایک دن آقا کی خدمت کرے گی اور ایک دن عورت کی۔ پس اگر مرد مر گیا تو وہ آزاد ہے اور اگر مرد نے دخول کے بعد طلاق دیا ہے تو وہ اس مطلقہ کی پوری خدمت انجام دیگی۔ پس اگر آقاء مر گیا تو وہ لونڈی آزاد ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قصۂ موسیٰ میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ۔ انی ارید ان انکحک احدیٰ ابنتی ھاتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک ترجمہ۔ جب شعیبؑ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ تمہارا اس مہر پر نکاح کر دوں کہ تم آٹھ برس تک میری نوکری کرو اور اگر تم دس برس پورا کر دو تو تمہارا احسان اور میں تم پر محنت شاقہ بھی ڈالنا نہیں چاہتا

آپ نے فرمایا کہ (حضرت شعیبؑ) نے مقرر اُجرت پر نکاح کر دیا تھا۔ اسلام میں ایسا نکاح جائز نہیں ہے کہ جس میں اجرت عورت کے ولی کو ملے کیونکہ عورت ہی اپنے مہر کی زیادہ حق دار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے ایک ہزار درہم پر نکاح کیا تو اس کے عوض اس نے ایک سرکش غلام دیا اور وہ اسکی سرکشی سے واقف تھی اور اس نے اس کو یمنی کپڑا بھی دیا۔ اور وہ اس پر رضامند ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے کپڑا لے لیا اور غلام کو لینے پر رضامند ہو گئی تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اگر وہ دخول سے پہلے اس کو طلاق دیدے تو پانچسو درہم واپس

کردے اور غلام پر اس عورت کا حق ہوگا جب وہ اس کو مل جائے وہ لے سکتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ مہر کی مدت مقرر کر کے شادی کرے تو یہ نکاح جائز ہے لیکن دخول سے قبل کچھ نہ کچھ دینا ضروری ہے۔ تاکہ اس کے لئے نکاح حلال و جائز ہو جائے۔ خواہ وہ اس کو کپڑا یا تھوڑی سی کوئی چیز ہی کیوں نہ دے لیکن اگر اس کو کچھ بھی نہ ملے تو اس پر کوئی حرج کی بات نہیں ہے اس کو دخول کا اختیار ہے اور مہر اس کے ذمہ بطور قرض باقی رہے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ ایک مقررہ وقت پر مہر کی ادائیگی کی شرط پر شادی کیا کہ اگر وہ اس وقت مقررہ تک اس کو مہر ادا کر دے گا تو ٹھیک ورنہ اس پر اس کا کوئی اختیار اور حق نہ ہوگا آپ نے اس مسئلے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ عورت پر مرد کا اختیار رہو گا۔ اس پر مہر ادا کرنا واجب ہے اور شرط کے فسخ سے اس کا نکاح فسخ نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی ہے کہ وہ کچھ مہر تو فوراً دیدے گا اور اس میں سے کچھ مہر مقررہ وقت پر دے گا۔ اور دخول میں دونوں ایک دوسرے پر بخل کریں تو عورت کو دخول پر اس وقت مجبور نہ کیا جائے جب تک کہ اس مہر کی نصف عاجل رقم ادا نہ کر دی جائے۔ اس صورت میں مہر کی باقی رقم جو مقررہ وقت پر وہ دیگا دخول کے بعد ہی عورت کو اس پر قابض ہونے کا اختیار ہے اور اگر مہر کی ادائیگی کا وقت معلوم ہو تو وہ اس مقررہ وقت پر ہی لی جا سکتی ہے۔ اور اگر اس کی کوئی حد ہی مقرر نہیں ہے تو دخول واجب ہے اور اگر عورت نے اس بات سے انکار کر دیا کہ اس نے مہر کی عاجل رقم پائی نہیں ہے اور اس کا شوہر دخول کر چکا ہے اور مرد عاجل رقم ادا کرنیکا دعویٰ کرتا ہو تو اس صورت میں اگر وہ قسم کھا کر کہے تو مرد کی بات تسلیم کی جائیگی۔ اور اگر مرد وقت مقررہ پر دی جانے والی مہر کی رقم کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ اس نے عورت کو دیدیا ہے اور عورت اسکا انکار کرتی ہو پس اگر وہ قسم کھا کر کہے تو اس کی بات مانی جائیگی اور مہر کی اس رقم کی ادائیگی کے ثبوت میں مرد پر حجت و دلیل پیش کرنا واجب ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ جب کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ معلوم و مقررہ مہر پر شادی کر لی اور دونوں نے پوشیدہ طریقے سے اس کا گواہ مقرر کر لیا اور ظاہر طور پر اس سے زیادہ مہر پر گواہ مقرر کیا تو اس صورت میں عقد اول صحیح ہوگا اور اس کے مطابق مہر لیجائیگی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کے پاس جائے اور وہ اس پر اپنا دروازہ بند کر لے یا اس پر اپنا پردہ گرا دے تو اس صورت میں اس کو پوری مہر دینا واجب ہے۔ خواہ اس کے ساتھ جماع کرے یا نہ کرے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی میں ایک عورت سے شادی کی پس دن کے نصف حصے ہی میں میرا نفس اس کی طرف مائل ہو گیا تو میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اے پیارے فرزند! تم اس گھڑی میں اس کے پاس نہ جاؤ۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو مجھے اس سے کراہیت محسوس ہوئی اور باہر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اتنے میں اس کی ایک لونڈی نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اور پردہ گرا دیا۔ اس وقت میں نے کہا کہ رہنے بھی دو تم جو چاہتی ہو مجھ پر تمہاری وہ مراد واجب ہو گئی ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے یہ تمام حضرات اس شخص کے متعلق فرماتے ہیں جو اپنی لونڈی کو اس شرط پر آزاد کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرے گا اور یہ آزادی اس کی مہر ہوگی۔ اگر وہ اس بات پر رضامند ہو جاتی ہے تو یہ نکاح جائز ہے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے تو یہ زیادہ پسند ہے کہ وہ اسے کچھ نہ دے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر وہ دخول سے پہلے اس کو طلاق دیدے تو وہ اپنی نصف قیمت کی حقدار ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ کسی شخص نے مال چرایا اور اتنے کسی عورت کو مہر دیدیا اس نے اس مال سے ایک لونڈی خرید لی تو اس کیلئے فرج تو حلال ہو گئی لیکن اس کا تاوان اور اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

فصل (۷)

شرائط نکاح کا بیان

شروطِ نکاح کے متعلق اہل بیت رسول علیہم السلام سے ثابت شدہ مروی روایات ہم اس سے قبل نقل کر چکے ہیں اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ شروط میں سے وہی شرط ثابت تسلیم کی جائیگی جو کتاب اور سنت رسول اللہ صلعم کے موافق و مطابق ہو اور جو شرط اس کے برعکس ہوگی وہ باطل ہوگی۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے ایک عورت سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ اگر اس پر اس نے کسی اور عورت سے شادی کی یا کسی لونڈی کو رکھا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور جس لونڈی کو وہ رکھے گا وہ آزاد (حرہ) ہو جائیگی۔ اس کے متعلق آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شرط بندوں کی شرط پر مقدم ہے۔ اگر وہ شخص چاہے تو اپنے وعدے کو پورا کرے اور اگر چاہے تو کسی اور عورت سے شادی کرلے یا کسی لونڈی کو رکھ لے بس کسی اور عورت سے شادی کرے تو پہلی عورت کو طلاق دینا اس پر واجب نہیں ہے اور نہ کسی لونڈی کو رکھ لے تو اس کو آزاد کرنا اس پر واجب ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنی عورت سے یہ شرط کی کہ اگر وہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور عورت سے شادی کریگا یا اس کو مضرت پہنچائے گا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی شرطوں پر اللہ تعالیٰ کی شرط مقدم ہے۔ اس شخص کو لائق نہیں ہے کہ وہ اپنی عورت کو اذیت دے یا باہر نکالے یا اس پر ظلم و ستم کرے اور اس کیلئے جو عورت حلال ہے اس سے وہ نکاح کر سکتا ہے اور لونڈی رکھ سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول آپنے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ جماع اور فرقت کا اختیار اس عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے سنت رسول خدا صلعم کے خلاف کیا ہے اور تو نے حق و اختیار غیر اہل کو دیا ہے۔ اس بارے میں آپنے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ شوہر پر مہر واجب ہے اور اسی کے ہاتھ میں جماع و طلاق کا اختیار ہے۔ آپ نے اس کی اس شرط کو باطل قرار دیدیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ اس کے اہل کے ساتھ یا کسی معلوم شہر میں قیام کرے گا تو یہ شرط دونوں کیواسطے جائز ہے جس سے حرام حلال نہ ہوتا ہو اور حلال حرام نہ ہوتا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ جب چاہے گا ہر ماہ یا جمعہ کو اس کے پاس آئے گا اور یہ کہ اس پر صرف شئی معلوم ہی خرچ کریگا۔ اور دونوں اس پر متفق ہو گئے ہوں تو یہ شرط باطل ہوگی وہ دوسری عورتوں کی طرح نفقہ اور قسمت کی حقدار ہے اور نکاح جائز ہے۔ پس اگر وہ چاہے تو واجب طور پر اس عورت کو رکھ سکتا ہے اور چاہے تو اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ اور عورت اگر شرط طے ہو جانے کے بعد رضامند ہو گئی اور طلاق کو اس نے ناپسند کیا تو پھر امر و معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ وہ اس کے ساتھ مصالحت کرلے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ وان امراۃ خافت من بعلھا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا والصلح خیر۔

(ترجمہ۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی اور بے توجہی سے طلاق کا خوف رکھتی ہو تو یہ میاں بیوی کے باہم ملاپ کر لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور صلح بہر حال بہتر ہے۔) یہ اس موقع کے لئے جبکہ مرد عورت کو ناپسند کرتا ہو اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہو اور عورت طلاق لینا پسند نہ کرتی ہو اور وہ اس شرط پر شوہر سے صلح کرلے کہ اپنے حصے کا حق ترک کر دیگی یا اپنا پورا نفقہ یا اس کا کچھ حصہ بھی لینا چھوڑ دیگی۔ اور دونوں متفق ہوں تو صلح جائز ہے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے عورت کو منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی بہن کے طلاق

کا سوال نکرے تاکہ وہ اس کے برتن کو الٹ دے۔ بلاشبہ اللہ اس کو روزی دینے والا ہے۔
امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دوسری عورت کے طلاق کی شرط پر کسی عورت سے مرد شادی نہ کرے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے متعہ کا نکاح حرام قرار دیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ولی اور دو شاہد کے بغیر نکاح درست نہیں ہے۔ اور نہ ایک اور دو درہم میں نکاح درست ہے اور نہ ایک دن اور دو دن کی شرط پر نکاح درست ہے۔ یہ سفاح (زنا) ہے اور نکاح کیلئے کوئی شرط نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص نے متعہ کے نکاح کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اس کی کیفیت بتاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ایک مرد ایک عورت سے ملتا ہے اور وہ اس سے کہتا ہے کہ میں اس ایک درہم یا دو درہم پر ایک مرتبہ یا ایک دن یا دو دن کیلئے تم سے شادی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زنا ہے اور ایسا بدکار ہی کر سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں نکاح متعہ کا ابطال موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ والذین ھم لفروجھم حافظون۔ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العادون ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا لونڈیوں کی شرمگاہوں کو حلال کرتے ہیں تو وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں۔ لیکن جو ان کے علاوہ (فرجوں کو حلال کرتے ہیں) وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

پس معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں نکاح کا اطلاق صرف ایک بیوی یا ایک ملک یمین یعنی (لونڈی) پر کیا ہے اور اس طلاق کا ذکر کیا ہے جسکے سبب مرد و عورت کے درمیان جدائی واجب ہو جاتی ہے اور زوجین ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں اور پروردگار عالم نے عورتوں پر عدت کے دن گذارنا واجب قرار دیا ہے اور نکاح متعہ (متعہ) اس کے برعکس ہے یہ اس شخص کے نزدیک جائز ہے جس نے نکاح متعہ کو اس طور پر مباح کر لیا ہے کہ عورت و مرد مدت معلومہ پر اتفاق کر لیں اور جب مدت ختم ہو جائے تو وہ بلا طلاق اس سے الگ ہو جائے اس پر

عدت گزارنا واجب نہیں اور اگر اس عورت نے کسی بچے کو جنم دیا تو وہ اس کے باپ سے ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ اس پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور نہ وہ دونوں ایک دوسرے کی وراثت کے حقدار ہوں گے یہ تو معلوم و معروف زنا ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک عورت کے بارے میں فیصلہ دیا جس کے باپ کے پاس ایک شخص نے منگنی بھیجی تھی۔ پس اس کے باپ نے اس عورت کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔ اور اس کی بہن بھی تھی لیکن جب زفاف کا وقت آیا تو اس نے اس کی بہن کو بھیج دیا۔ آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ مہر کا حق اس عورت کا ہے جس کے ساتھ اس نے دخول کیا ہے یا شوہر اس کے باپ کو مہر واپس کر دے اور اس کے ساتھ جس عورت کا عقد کیا گیا ہے وہی اس کی عورت ہے لیکن جب تک اس کی بہن کی مدت پوری نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے ساتھ دخول نہ کرے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک حرہ شریف عورت کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جس کے ساتھ ایک غلام نے فریب سے شادی کر لیا تھا۔ اور وہ حرہ یہ سمجھتی تھی کہ یہ غلام نہیں بلکہ حر شریف مرد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ رہ سکتی ہے اور چاہے تو علیحدہ ہو سکتی ہے اور امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اس غلام نے دخول کر لیا ہے۔ تو حرہ مہر کی حقدار ہے اور اس نے دخول نہیں کیا ہے تو وہ کسی چیز کی حقدار نہیں ہے یعنی وہ اس سے فراق اختیار کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ جان لینے کے بعد کہ وہ مملوک ہے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو پھر وہ اپنی جان کی زیادہ مالک ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے شادی کی اور اس سے بچہ پیدا ہو گیا پھر کسی نے یہ دلیل و حجت قائم کی کہ وہ اس کی لونڈی ہے تو آپ نے اس کے مالک کے حق میں فیصلہ دیا۔ جس نے اس کے ساتھ اس عورت کی شادی کر دی تھی کہ وہ اس عورت کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوا ہے اس کا عوض کے ساتھ فدیہ ادا کرے اور آپ نے اس میں سے اتنا ہی مہر باطل کر دیا جو اس کے شوہر نے اسے دیا تھا جتنا کہ وہ اس کی فرج سے لطف اٹھا چکا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام

نے فرمایا کہ اگر اس عورت کے سلسلے میں کسی نے اس کو فریب نہیں دیا ہے یا جس نے عورت کے بارے میں اس کے ساتھ فریب کیا ہے اس کے پاس کوئی ثبوت موجود نہ ہو تو اس کے بچے کو غلام نہ بنایا جائے جبکہ اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مملوکہ ہے لیکن اس پر اسکی قیمت ضرور لگائی جائے۔ اگر یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ وہ مملوکہ ہے اسنے شادی کی تھی تو اس کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوا ہے تو وہ غلام ہی ہوگا۔

حضرت علی مرتضے علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ کسی نے لونڈی خریدی اور اس کو بچہ پیدا ہوا پھر اس کا مستحق ایک شخص ہو گیا تو وہ لونڈی کو لے لے اور بچہ کی قیمت ادا کر دے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا جس نے اپنا آلۂ تناسل کاٹ ڈالا تھا۔ پھر اس نے ایک عورت کو فریب دیا۔ پس اس نے اسکے ساتھ شادی کر لی لیکن جب وہ اس عورت کے پاس گیا تب اس کو یہ معلوم ہوا اور وہ اٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی پیٹھ پر مارا جائے اور دونوں کو الگ کر دیا جائے اور اگر اس نے دخول کیا ہے تو اس پر پوری مہر ادا کرنا واجب ہے اور اگر دخول نہیں کیا ہے تو اس پر نصف مہر واجب ہے۔ آپکی خدمت میں عرض کیا گیا تو پھر آپ عنین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اسی کے برابر ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ اگر عورت قرن جذام جنون اور برص میں مبتلا ہو تو اس کو لوٹا دیا جائے۔ اگر شوہر نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس پر مہر دینا واجب ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کو الگ رکھ سکتا ہے۔ اور جس نے اس عورت کے بارے میں اسکے کے ساتھ فریب کاری کی ہے اس سے مہر کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر خود عورت نے اس کے ساتھ فریب کیا ہے تو اس سے مہر کا مطالبہ کرے اور وہ معمولی چیزیں اس سے لے جس سے کہ اس نے اس کی فرج کو حلال کیا تھا۔ پس اگر اس نے دخول نہیں کیا ہے تو اگر چاہے تو اس سے الگ ہو جائے پس اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپنے ایک ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو کسی عورت کے ساتھ شادی کرتا ہے اور پھر اس کے پاس اندھی یا لنگڑی یا برص میں مبتلا عورت بھیجی جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ ایسی عورت کو اس کے ولی کے پاس لوٹا دیا جائے۔ اور اگر وہ

لُنجے پن میں مبتلا ہو جس کو مرد نہ دیکھ سکتے ہوں تو اس پر عورتوں کی گواہی لی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ برص اور جذام میں مبتلا عورت کو واپس کر دیا جائے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اور اندھی عورت کو؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو نہ لوٹایا جائے۔ صرف وہی عورت لوٹائی جائے جو برص، جذام، جنون یا فرج کے اندر کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جو جماع کیلئے مانع ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں نے ایک باکرہ عورت سے شادی کی تھی پس جب میں نے دخول کیا تو وہ مجھے باکرہ نہ ملی۔ آپ نے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر باکرہ پن تو کودنے اور حیض و غسل اور عرصہ تک بغیر شادی کے بیٹھے رہنے سے ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک عورت نے آپ کی خدمت میں اپنے مرد کا مقدمہ پیش کیا کہ اس کے شوہر نے کئی سال سے اسکے ساتھ شادی کی ہے لیکن وہ اب تک اس کے ساتھ وصال نہ کر سکا۔ آپ نے اس کی بابت اس کے شوہر سے دریافت فرمایا تو اس نے اسکی تصدیق کر دی۔ پس آپ نے اس مرد کو ایک سال کی مدت مقرر کر دی۔ پھر ایک سال گذر جانے کے بعد آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اگر تم صرف بسر اوقات پر رضامند ہو تو ٹھیک ورنہ تم اپنی جان کی زیادہ مالک و حقدار ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر نامرد کی عورت برداشت نہ کر سکے تو وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہے۔ اگر اپنے مرد کا مقدمہ پیش کرے تو ایک سال کی مدت مقرر کی جائے۔ اور پھر بھی اس مرد کی جانب سے کچھ بھی نمایاں نہ ہو تو دونوں کو الگ کر دیا جائے۔ اس صورت میں اگر اس نے دخول کیا ہے تو وہ پورے مہر کی حقدار ہے اور اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔ پھر جس کے ساتھ وہ چاہے شادی کر سکتی ہے۔

فصل (۸)

ممنوع اور مُباح نکاح کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولا تنکحوا ما نکح آبائکم من النساء ترجمہ۔ جن عورتوں سے تمہارے باپ نے شادی کی ہے ان سے تم شادی نہ کرو۔ اور دوسرے مقام پر جل شانہ کا ارشاد ہے کہ حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم ترجمہ۔ اور تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں حرام ہیں

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے پھر خواہ اس نے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اس عورت کی ماں اس کے لئے حرام ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وامھات نسائکم پس یہ مبہم اور حرام ہے خدا کی کتاب میں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن ترجمہ۔ اور جو گویا تمہاری گود میں پرورش پا چکی ہیں اور ان عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ "ربیبہ" سے مُراد اپنی بیوی کی لڑکی ہے جس کی ماں کے ساتھ دخول کے بعد وہ اس پر حرام ہے لیکن اس کی ماں کے ساتھ اگر دخول نہیں کیا ہے تو اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا حلال ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد فی حجورکم کے متعلق فرمایا کہ الحجر سے وہ حرمت مُراد ہے جو تمہاری حرمت میں داخل ہے۔ اور یہ خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کے مانند ہے کہ "انعام وحرث حجر" "یہ چوپائے اور یہ کھیتی اچھوتی ہے" یعنی حرام ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس ایک لونڈی

تھی اور اُس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو اس صورت میں اب اس کی لڑکی اس شخص کے واسطے حلال نہ ہوگی۔ اس صورت میں حرہ اور مملوکہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اسی طرح ماں کا حال ہے کہ جب کسی نے بیٹی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بعد اس کی ماں کے ساتھ جماع نہ کرے خواہ حرہ ہو یا مملوکہ۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی پس اس نے اس کے سر کی طرف اور جسم کے کچھ حصّے کی طرف دیکھا تو کیا وہ اس کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ عورت کے ایسے حصّے کو دیکھ لے جس کا دیکھنا دوسروں پر حرام ہو تو اس عورت کی لڑکی سے شادی کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ ولا تنکحوا ما نکح آبائکم من النساء ترجمہ۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے پھر وہ خود مر جائے یا اس عورت کو طلاق دیدے تو وہ عورت اس کے کسی لڑکے کے لئے حلال نہ ہوگی۔ خواہ اس نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور کوئی شخص اپنے دادا کی عورت سے بھی شادی نہ کرے۔ وہ اس کی تمام اولاد پر حرام ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنی ایک لونڈی کی پنڈلی کھولی پھر آپ نے اس لونڈی کو امام حسین علیہ السلام کو بخشدیا اور ان سے فرمادیا کہ اس کے قریب مت جانا کیونکہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ فقط اس صورت میں حرام ہے جبکہ اس کی طرف بنظر شہوت دیکھا ہو لیکن بغیر شہوت کے اگر دیکھا ہو جیسے کہ کوئی لونڈی کو خریدتے وقت اس کو پٹا کر دیکھے یا اس کی طرف اس وقت دیکھے جب کہ وہ دوسرے کی ملک میں ہو تو اس طرح دیکھنے سے وہ اس کے لڑکے پر حرام نہ ہوگی۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر باپ کسی لونڈی کو خریدنے کیلئے اس کی طرف دیکھتا ہے پس جب وہ اس لونڈی کو اپنے لڑکے کی ملکیت میں دیدے تو اس کے ساتھ ہمبستر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الا آنکہ

اس نے شرمگاہ کیطرف نظر کی ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد کسی لونڈی کو ننگا کر دے اور اس کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھ دے تو وہ نہ اس کے باپ کے لئے حلال ہوگی اور نہ اس کے لڑکے لئے حلال ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ۔ وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ترجمہ۔ آئندہ یاد رہے کہ پھر کبھی دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح نہ کرنا جمع کرنے سے نکاح مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا پھر وہ اسکی ہمراہ میں پہنچا اور وہاں اس نے اسی کی بہن سے نکاح کیا درآنحالیکہ اسے کچھ بھی معلوم نہ تھا تو جب اس کو معلوم ہو جائے تو اس سے الگ ہو جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے دو مملوکہ بہنوں کو جماع کیلئے جمع کرنے سے مرد کو منع فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب آپ سے اس کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک آیت نے ان دونوں کو حلال قرار دیا ہے اور دوسری آیت نے حرام قرار دیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ان دونوں سے منع کرتا ہوں۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے آپ کو اور اپنے فرزندوں کو اس سے منع فرما کر اس مسئلے کو واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا مومنین پر واجب ہے کہ جس کام سے امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ذات اقدس کو اور اپنی اولاد کو باز رکھا ہو تو وہ بھی اس کام سے باز آئیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے پاس دو مملوکہ بہنیں موجود ہوں اور ان میں سے ایک کے ساتھ اس نے جماع کر لیا پھر اس کو دوسری کی خواہش ہوئی تو اس کو لائق نہیں ہے کہ وہ دوسری کے ساتھ بھی جماع کرے جب تک کہ پہلی اس کی ملک سے نکل نہ جائے یا اسے کسی شخص کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے اور یاد رہے کہ اپنے ہی لڑکے کو ہبہ کر دینا کافی نہ ہوگا۔ اور اگر اس نے دوسری کے ساتھ بھی جماع کر لیا تو جب تک دوسری مر نہ جائے پہلی اس کے لئے حرام ہوگی۔ وہ اپنے اس فعل سے گنہگار ہوا ہے اور اس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو طلاق دیدے تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی بہن سے شادی نہ کرے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے عورت اور اس کی چچی اور عورت اور اس کی خالہ دونوں کے ساتھ بیک وقت شادی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کی لڑکی اور اسکی عورت کے ساتھ شادی کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی جبکہ لڑکی کسی اور عورت کے پیٹ سے ہو یا اس کے لڑکے کی ماں عورت کی ماں کے علاوہ ہو۔ پس چاہے تو ان دونوں کے ساتھ بیک وقت شادی کرسکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا جو کسی عورت کیساتھ شادی کرتا ہے یا کوئی لونڈی رکھتا ہے تو کیا اس کا لڑکا اسکی لڑکی سے جو کسی اور مرد سے پیدا ہوئی ہے اس سے شادی کرسکتا ہے یا اس لونڈی کے ساتھ جماع کرسکتا ہے جو از روئے ملک یمین اس کی مملوکہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ باپ کے نکاح کرنے سے پہلے لڑکے کو اختیار ہے کہ وہ اس کے ساتھ جماع کرسکتا ہے اور شادی بھی کرسکتا ہے لیکن نکاح کے بعد اس عورت نے جس لڑکی کو جنم دیا ہو تو میں اس کے ساتھ شادی کرنا مکروہ سمجھتا ہوں۔

اور یہی روایت ایک دوسرے طریق سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے اور اس سے کوئی دوسرا شخص شادی کرلے اور اس مرد سے اولاد پیدا ہو تو اس کا لڑکا اس کے پہلے شوہر کی لڑکیوں سے جو کسی اور سے پیدا ہوئی ہیں شادی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اور پہلی روایت میں جس صورت کو آپ نے ناپسند فرمایا ہے اس میں شبہ داخل ہے۔ اور وجہ اول میں لڑکا فرقہ سے قریب ہے لیکن جس صورت میں کوئی شبہ نہ ہو اور لڑکا فرقہ یا موت سے بعید ہو جائے تو اس صورت میں ناپسندیدگی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس چار بیویاں ہیں۔ پس وہ ان میں سے ایک کو طلاق دیدے تو جب تک مطلقہ کی عدت پوری نہ ہو جائے وہ پانچویں عورت سے شادی نہیں کرسکتا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے۔ ان حضرات نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا ہے جو اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ یا اس کی بہن یا بیٹی کے ساتھ بدکاری کرتا ہے۔ ان تمام حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے کچھ اس کی بیوی حرام نہیں ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے وہی واجب ہے جو زناکار کے لئے واجب ہے۔ حرام کاری سے حلال حرام نہیں ہو جاتا۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو وہ نہ اس کی لڑکی سے اور نہ اس کی نسبتی ماں سے شادی کرے اور جو سلسلہ رضاعت میں ہو اس کے ساتھ بھی شادی نہ کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے پھر اس کے ساتھ جائز و صحیح نکاح کرنا چاہے تو اگر دونوں توبہ کر کے نکاح کریں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرلے اور وہ دخول سے قبل زنا کرائے تو دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے اور وہ مہر کی حقدار نہیں ہے کیونکہ گناہ اس کی جانب سے صادر ہوا ہے۔ آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تفریق اس وقت کیجائے جبکہ مرد تفریق چاہتا ہو لیکن وہ اس عورت کے نکاح پر قائم رہنا چاہتا ہے تو ہم نے اس سے قبل فواجر و بدکاروں کے نکاح کے متعلق اہل بیت علیہم السلام کی روایت کو نقل کر دیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے مریض کی بابت پوچھا گیا جو قریب المرگ ہے اور وہ ایک عورت سے اس لئے شادی کرتا ہے تاکہ وہ اس کی وارث ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے نکاح جائز ہے جبکہ واجب طریقے سے کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے دو بہنوں سے شادی کی یا بیک وقت پانچ عورتوں سے عقد کیا آپ نے فرمایا کہ اس بہن کا نکاح ثابت ہوگا جس کا نام عقد کے پہلے لیا گیا ہے۔ اور ان چار عورتوں کا نکاح ثابت ہوگا جن کا شروع میں نام لیا گیا ہے اور ان کے علاوہ پانچویں کا نکاح باطل ہوگا لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے ان میں سے کن کن کا نام لیا گیا ہے تو اس صورت میں تمام نکاح باطل ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جس کا شوہر مر گیا تھا اور وہ حاملہ تھی۔ اور اس نے چار ماہ دس دن کی مدت گزارنے سے پہلے ہی شادی کر لی۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اور اس وقت تک اس کے پاس منگنی نہ بھیجی جائے جب تک کہ دونوں مدتیں پوری نہ ہو جائیں۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ اس حال میں جبکہ اس نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور وہ دخول کر چکا ہے تو دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے پھر وہ اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی اور چونکہ اس نے اس کی فرج کو حلال کیا ہے اس لئے وہ مہر کی حقدار ہے اور اگر اس نے اس کے ساتھ دخول ہی نہیں کیا ہے تو دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے اور جب عورت کی عدت پوری ہو جائے تو دونوں اپنی رضامندی سے شادی کر سکتے ہیں۔ یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ دونوں اس بات سے خبردار ہوں کہ یہ حلال نہیں تھا۔ پس اگر دونوں جاہل ہوں اور مرد نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہے تو دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔ پھر دونوں اگر چاہیں تو شادی کر سکتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر ان میں سے کسی ایک نے عمداً ایسا کیا ہو اور دوسرا اس بات سے ناواقف ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ جس نے ایسا عمداً کیا ہے اس کیلئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے صاحب کیطرف رجوع کرے اور بے خبری اور ناواقفیت کے وقت تو لوگ اس سے کہیں بڑھ کر گناہ میں معذور سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک محرم مرد انصاری نے بحالت احرام شادی کر لی تو آنحضرت صلعم نے اس کے نکاح کو باطل کر دیا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ محرم کسی کا نکاح نہیں کر سکتا اور نہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ پس اگر اس نے نکاح کیا ہے تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی سے شادی کرلے تو دونوں کو الگ کر دیا جائے۔ اور اگر اس نے دخول کیا ہے تو استحلال فرج کی وجہ سے اس پر مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور محرم نہ تو نکاح کا خطبہ پڑھے اور نہ کسی عورت کے ساتھ شادی کی منگنی کرے۔ پس اگر یہ جانتے ہوئے کہ ایسا کرنا حرام ہے تو وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی اور اگر وہ اس بات سے ناواقف تھا

اور احرام سے فارغ ہونے کے بعد شادی کرنے کا اس کا خیال تھا تو وہ ایسا کر سکتا ہے اور ان دونوں میں سے جس کو بھی تحریم کا علم تھا اس کے لئے حلال و روا نہیں ہے کہ وہ اپنے صاحب کی طرف رجوع کرے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے مرد کو اپنی دائی اور اس کی لڑکی سے شادی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فصل (۹)

مفقود کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مفقود کی جگہ کا پتہ چل جائے تو اس کی عورت کا دوسرا نکاح نہ کیا جائے۔ یہ مفقود کے امر کا بیان ہے کیونکہ جب اس کی جگہ معلوم ہو گئی تو اب وہ مفقود نہیں رہا۔ مفقود تو صرف وہی شخص ہے جو اپنے گھر سے نکل گیا اور پھر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا ہوا ہے اور اس نے کیا کیا ہے اور اس کی خبر اور اس کا امر مخفی ہو لیکن جو مسافر بتکر گھر سے نکل گیا وہ مفقود نہیں ہے۔ خواہ اس کی جگہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو۔ ایسے شخص کی - - - بیوی اس وقت تک شادی نہ کرے جبتک کہ اس کو اس کی موت یا طلاق کی خبر نہ ملجائے۔ پھر وہ عدت گزار کر شادی کر سکتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مفقود کی عورت جب تک خاموش رہے اس کو چھوڑ دیا جائے لیکن وہ اگر اپنا معاملہ والی کے روبرو پیش کر دے تو والی اس کے لئے چار سال کی مدت مقرر کر دے اور جس موضع میں وہ مفقود ہوا ہے وہاں خط لکھ کر اس کے متعلق دریافت کرے پس اگر اس کے متعلق کوئی خبر نہ آئے اور چار سال کی مدت گذر جائے تو وہ مفقود کے ولی کو بلائے اور اس سے پوچھے کہ آیا مفقود کا کچھ مال موجود ہے۔ اگر وہ کہے کہ مفقود کا مال ہے

تو ولی سے کہا جائے کہ وہ اس کے مال میں سے اس کی بیوی کا خرچ پورا کرے۔ اور اگر مفقود کا کچھ مال سامان نہ ہو اور ولی خود اس کے اخراجات کو پورا کرے تو جب تک وہ اس کا خرچ پورا کرے اس کے لئے شادی کا کوئی راستہ نہیں ہے لیکن ولی اگر خرچ پورا کرنے سے انکار کر دے تو ولی اس کو طلاق عدت کے لئے مجبور کرے۔ درآنحالیکہ وہ پاکیزہ ہو۔ پس ولی کی طلاق اس کے شوہر کی طلاق مانی جائیگی۔ پس اگر ولی نے جس دن اس کو طلاق دیا ہے اس دن سے اس کی عدت پوری ہونے سے قبل اس کا شوہر آجائے اور وہ اس کو واپس رکھنا چاہتا ہو تو وہ بہرحال اس کی بیوی ہے۔ وہ طلاق کے باوجود اس کے پاس ہی رہے گی۔ اور قبل ازیں کہ وہ آئے یا رجوع کرے عدت تمام ہو جائے تو اس صورت میں وہ ازواج کے لئے حلال ہے اس پر کسی کا اختیار نہ ہوگا اور اگر ولی کہے کہ میں اسکے تمام اخراجات پورے کروں گا تو ولی کو اس کے طلاق پر مجبور نہ کیا جائے اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کو سلطان طلاق دیدے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے فرزند رسول صلعم! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ اگر عورت یہ کہے کہ میں وہ چاہتی ہوں جو تمام عورتیں چاہتی ہیں اور میں برداشت نہیں کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی مراد پوری نہ ہوگی اور اس کے لئے عزت و کرامت بھی نہیں ہے جبکہ اس کا ولی اس کے اخراجات کو پورا کرتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے مرنے کی خبر اس کے اہل تک پہونچ گئی یا اس کے اہل (بیوی) کو یہ خبر دی گئی کہ اس نے اسے طلاق دیدیا ہے تو وہ عدت گزار کر دوسری شادی کرلے اور اگر اس کے بعد اس کا اول شوہر آگیا تو وہ اس عورت کے دوسرے شوہر سے اس کا زیادہ حقدار ہے خواہ اس نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ پس اگر اس نے دخول کیا ہے تو استحلال فرج کی وجہ سے وہ عورت مہر کی حقدار ہے۔

فصل (۱۰)

رضاع (ماں کا دودھ پینا) کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارحام والی عورتوں کی تحریم کے ذکر کے بعد فرمایا ہے کہ۔ وامھاتکم

ارضعتکم واخواتکم من الرضاعۃ: (ترجمہ) اور جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور جو تمہاری دودھ شریک بہنیں ہیں وہ تم پر حرام ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جو نسب کے سبب حرام ہے وہ دودھ پینے کے سبب حرام ہے اس مسئلے میں تنزیل اس طرح ہے کہ جب کسی شخص کی بیوی کسی بچی کو اس کا دودھ پلا دے تو وہ اس شخص پر اس کے باپ پر اور اس کے اجداد پر اس کی ماں اور باپ کے رشتے سے جتنے بھی اوپر کے رشتے دار ہیں ان سب پر حرام ہے۔ اور اس کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں اور بیٹیوں کے بیٹوں اور ان کی نسل سے جو بھی ہیں ان تمام پر حرام ہے اور جبکہ وہ لڑکا ہو جس کو اس عورت نے دودھ پلایا ہے تو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہے وہ اس پر حرام ہے اور اس عورت کی اولاد اور اس مرد کی اولاد جس کے دودھ سے اس نے دودھ پیا ہے وہ سب اس لڑکے پر حرام ہیں۔ اور کوئی شخص اپنی دودھ کی بیٹی اور اس کی بیٹیوں سے اور ان کی جتنی بھی نسل ہو ان میں سے کسی سے بھی شادی نہ کرے اور نہ دودھ کی بہن اور نہ اس کی بیٹیوں سے اور نہ دودھ کے بھائی کی بیٹیوں سے شادی کرے اور نہ دودھ کی خالہ اور چچی سے شادی کرے اور نہ اپنی دودھ کی بہنوں کے ساتھ بیک وقت شادی کرے اور نہ دودھ کی چچی اور کسی اور عورت کے ساتھ بیک وقت شادی کرے پس اس طریقے سے جو نسب کے لحاظ سے حرام ہے وہ دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہے کیونکہ رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ جو نسب کے سبب حرام ہے وہ دودھ کے سبب سے حرام ہے اور اگر کوئی شخص اس عورت سے شادی کرے جس نے اس کے بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح اس کی اولاد میں سے وہ بھی اس عورت سے شادی کر سکتا ہے جو دودھ پلائے ہوئے بچے کے علاوہ ہے پس وہ ان پر حرام نہیں ہے کیونکہ وہ کچھ ان کی ماں نہیں ہے وہ تو فقط ان کے اس بھائی کی ماں ہے جس کو اس نے دودھ پلایا ہے لہذا وہ ان پر حرام نہیں ہے کیونکہ وہ ان کے باپ کی بیوی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو صرف آباء کی بیویوں کو حرام قرار دیا ہے اور یہ کسی طریق سے آباء کی

بیویوں سے نہیں ہے اور اسی طرح یہ اس عورت کی اس لڑکی سے بھی شادی کر سکتے ہیں جو ان کے بھائی کے ساتھ دودھ پینے میں شریک تھی۔ اور اس عورت کی اولاد میں سے جس کے ساتھ چاہیں شادی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک مرد اس عورت کی لڑکیوں سے شادی کر سکتا ہے جس نے اس کے لڑکے کو دودھ پلایا ہے اور اپنی لڑکیوں کو دودھ پلایا ہے کیونکہ ان لڑکیوں نے کچھ اس مرد کا دودھ تو پیا نہیں ہے اور نہ تو ان کے اور نہ اس شادی کرنے والے مرد کے درمیان دودھ کا یا کوئی اور رشتہ ہے نکاح تو صرف دودھ کی وجہ سے حرام ہوتا ہے، اور مرد کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے چچا اور چچی کی لڑکی اور خالہ و خالو کی لڑکی سے شادی کرے کیونکہ یہ تمام نسب کی حیثیت سے مباح ہیں۔ اسی طرح سے ہم نے جن کی اباحت کا ذکر کیا ہے اگر ان کے نسب پر نگاہ ڈالی جائے تو وہ تمام کی تمام باعتبار نسب مباح ہونگی کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ایک شخص کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کا لڑکا دوسرے مرد سے پیدا شدہ اسی لڑکی سے شادی کرتا ہے اور ایک شخص کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کا باپ دوسرے شوہر سے پیدا شدہ اس عورت کی لڑکی سے شادی کرتا ہے اور اسی طرح لڑکا اور باپ دونوں دو بہنوں سے شادی کرتے ہیں یعنی دونوں میں سے ایک ایک کے ساتھ شادی کرتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسالت مآب صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم کیا بات ہے کہ آپ قبیلہ قریش کی لڑکیوں سے تو شادی کرتے ہیں اور ہمیں آپ چھوڑ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی لڑکی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں دختر حمزہ علیہ السلام موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو باعتبار نسب حرام ہے وہ بلحاظ رضاعت حرام ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خواہ تھوڑا دودھ پیا ہو یا زیادہ اس سے شادی کا رشتہ حرام ہو جاتا ہے بلکہ ایک مرتبہ ہی کیونکہ نہ چوسا ہو اس سے شادی کا رشتہ حرام ہو جاتا ہے اس ارشاد کی درستگی اس شخص پر

روشنی ہے جو اس میں غور و فکر کرتا ہے اور جسے فہم و بصیرت کی توفیق حاصل ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ:۔ و امھاتکم اللاتی ارضعنکم: (ترجمہ) اور جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے وہ تم پر حرام ہیں۔

پس رضاع (دودھ پلانا) کا اطلاق تھوڑے اور زیادہ دونوں ہی پر ہوتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ رضاعت سے صرف اس کا رشتہ حرام ہوتا ہے جس کے خون، گوشت کو رضاعت نے بڑھایا ہو اور ہڈی کو مضبوط کیا ہو پس اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو تھوڑی سی بھی رضاعت اس میں داخل ہے کیونکہ رضاعت کا ذرا سا بھی حصہ کسی غیر کے ساتھ اپنی کمیت کے مطابق جمع ہو جاتا ہے تو وہ گوشت اور خون کو بڑھاتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے کہ آپؐ نے دودھ چھڑا دینے کے بعد پھر رضاعت یعنی دودھ پلانے سے منع فرمایا ہے (رضاعت کی مدت صرف دو سال ہے)

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رضاعت کا اطلاق اس پر ہے جو دو سال کی مدت میں ہو، دودھ چھڑا دینے کے بعد رضاعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ:)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ میری بیوی نے میری ایک بڑی لونڈی کو اس لئے دودھ پلا دیا کہ وہ میرے لئے حرام ہو جائے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو درد پہنچا سکتے ہو اور رہی تمہاری لونڈی سو وہ تمہارے لئے حلال ہے کیونکہ دودھ چھڑا دینے کے بعد کوئی رضاعت نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کی بیوی کی بابت پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی کو دودھ پلا دیا تو کیا وہ لونڈی اس شخص کے لڑکے کے لئے جائز و درست ہے جو دوسری عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لونڈی اس کے لئے جائز و درست نہیں ہو سکتی کیونکہ اب وہ باپ کی جانب سے

دودھ کی بہن کے مقام میں آچکی ہے کیونکہ اس نے اس کے باپ کا دودھ پیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ فحل کا دودھ رشتۂ ازدواج کو حرام بنا دیتا ہے فحل کے دودھ کا مطلب یہ ہے کہ فحل واحد کے دودھ میں بہت سے اجنبی بچے شریک ہو جائیں پس جس نے بھی اس دودھ میں سے دودھ پیا ہے تو وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں۔ اور جب کسی مرد کی کئی عورتیں اور ام ولد (لونڈیاں) ہوں اور ایک بچہ کسی اور کا دودھ پیئے اور دوسری بچی کسی اور کا دودھ پیئے تو اس صورت میں ان دونوں نے فحل کا دودھ پیا ہے اس لئے وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں اور اگر دونوں ایک ہی عورت کے دودھ میں شریک نہ ہوں اور فحل نے دونوں کو جمع کر دیا ہو تو اس صورت میں وہ دونوں اس فحل کے دودھ کے فرزند ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ باپ کی طرف سے جو رضاعت ہے وہ اسی طرح ازدواج کو حرام کرتی ہے جس طرح نسب سے حرام ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص نے اپنی ایک لونڈی کی بابت پوچھا جو اس کے یہاں پیدا ہوئی تھی پس اس نے جب اس کے ساتھ جماع کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی ایک ام ولد (لونڈی) نے کہا کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے نفس کی طرف کھینچ رہی ہے وہ متہم ہے اس کی تصدیق نہ کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسی عورت کی بابت پوچھا گیا جس کا یہ گمان ہے کہ اس نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو دودھ پلایا ہے پھر وہ اس سے انکار کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب انکار کرے تو اس کی تصدیق کی جائے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اور بلیٹ کر یہ کہدے کہ اس نے دونوں کو دودھ پلایا ہے تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی تصدیق نہ کی جائے۔ پس معلوم ہو کہ ایک ایسی عورت جس کی شہادت جائز ہو اور وہ مامونہ اور رضاعت میں غیر متہم ہو تو اس کی شہادت جائز ہے اور اگر مامونہ نہیں ہے یا وہ متہم ہو تو اس صورت میں اس کی شہادت جائز

نہ ہو گی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب دودھ پلانے کی دو سال مدت کے درمیان کسی بچے کو دوا میں دودھ ڈال کر پلایا جائے یا ناک میں چڑھایا جائے تو یہ رضاعت میں داخل ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ولد زنا کو دودھ پلانے کے لئے گود لینے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی لونڈی زنا سے پیدا ہوئی ہو تو اس کو دودھ پلانے کے لئے نہ رکھا جائے آپ سے کسی شخص کے غلام کی بابت پوچھا گیا جو اس کی کسی لونڈی کے ساتھ ہم بستر ہو گیا اور اس نے جنا اتنے میں اس کے آقا کو اس کے دودھ کی ضرورت پیش آئی تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں نے جو کچھ کیا ہے اگر اس کو دونوں کے لئے حلال کر دے تو پھر اس کا دودھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر علیہما السلام سے منقول ہے کہ دونوں حضرات نے یہود و نصاریٰ اور مجوس کے دودھ سے دائی پلائی طلب کرنے کی رخصت دی ہے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہ تمہارے لئے دودھ پلائیں تو انھیں شراب نوشی سے منع کرو اور غیر حلال چیزوں کے کھانے سے بھی منع کر دو۔

امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہودیہ اور نصرانیہ کی دودھ پلائی ناصبیہ کی دودھ پلائی سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے پس تم لوگ ناصبیہ کو دودھ پلائی سے بچو اور ان سے مناکحت نہ کرو اور نہ ان سے دوستی رکھو!

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت دریافت کیا گیا جس کی خادمہ نے دودھ پلایا ہے تو کیا اس کے لئے یہ حلال و جائز ہے کہ وہ اس کو فروخت کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ اس خادمہ کا اس شخص پر حق ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کا دودھ پلانے سے

حلال حرام نہیں ہو جاتا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کا دودھ کسی شخص کو پلا دیا پھر اس نے فاجر کا دودھ پلا دیا آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے فاجر کا دودھ کسی بچی کو پلا دیا تو اس سے اس کا نکاح حرام نہ ہوگا کیونکہ حرام کا دودھ پلانے سے حلال حرام نہیں ہو جاتا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک عورت کی بابت دریافت کیا گیا جس نے اپنی مملوک کو دودھ پلا دیا آپ نے فرمایا کہ جب اسے دودھ پلا چکے تو اسے آزاد کر دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جس نے اپنی عورت سے نکاح کیا اور مہر تو دے دی لیکن اس نے دخول نہیں کیا پھر اسے بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے درمیان اور اس کی عورت کے درمیان دودھ کا رشتہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے اس شخص کے پاس سے جو کچھ لیا ہے اسے لوٹا دے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے عورتوں کو دائیں اور بائیں دودھ پلانے سے منع فرمایا ہے یعنی آپ نے زیادہ بچوں کو بیک وقت دودھ پلانے سے روکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ وہ بھول جایا کرتی ہیں۔

فصل (۱۱)

لونڈیوں کے نکاح کا بیان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ: ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات ..... ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم: (ترجمہ) اور تم میں سے جو شخص آزاد مومنہ عفت دار عورتوں سے نکاح کرنے کی مالی حیثیت سے قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تمہاری ان مومنہ لونڈیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں نکاح کر سکتا ہے .....

وہ شخص جس کو زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور صبر کرو تو تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے۔

پس واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نکاح اماء (لونڈیوں کا نکاح) دو شرطوں سے مباح قرار دیا ہے پہلی شرط یہ ہے کہ حرۃ (آزاد عورت) سے شادی کرنے کی استطاعت نہ ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ بدکاری اور گناہ کا خوف ہو۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنا صرف اس شخص کے لئے مباح ہے جسے بدکاری یعنی زنا کا خوف لاحق ہو۔ اور مرد شریف کو لائق نہیں ہے کہ کسی لونڈی سے شادی کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو دونوں کے درمیان جدائی کر کے اس کو اعزاز دیا جائے یہ اس وقت کیا جائے جبکہ وہ مرد کسی شریف زادی کے ساتھ شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو یا پھر اس کے گھر میں شریف زادی موجود ہو یا وہ نکاح کے لئے مجبور نہ ہوا ہو!

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب مرد حر آزاد شریف کسی لونڈی سے نکاح کرنے کے لئے مجبور و مضطر ہو تو پھر نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرد شریف کسی لونڈی سے اس وقت تک شادی نہ کرے جب تک کہ اس میں دو شرطیں جمع نہ ہو جائیں بدکاری اور عدم استطاعت، اور اگر لونڈی کا نکاح بلا ضرورت سوائے اسکے بچے کا مالک بننے کے مکروہ نہ ہوتا تو پھر لونڈی سے نکاح کرنا اس شخص کے لئے سزاوار ہوتا جو اس نکاح امت کے لئے اتنا مجبور ہے کہ اس کے سامنے دوسرا اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے حرہ کی موجودگی میں کسی لونڈی سے شادی کرنا ممنوع فرمایا ہے اور مسلمان عورت کی موجودگی میں کسی کافرہ سے شادی کرنے سے روکا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو حرہ کی موجودگی میں کسی لونڈی سے شادی کرتا ہے تو دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے اور اگر مرد نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو استحلال فرج کی وجہ سے اس لونڈی کے لئے مہر بطور

تاوان وصول کی جائے اور اگر اس نے دخول نہیں کیا ہے تو اس پر لونڈی کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کی بابت فیصلہ کیا جس نے ایک لونڈی سے نکاح کر لیا تھا پھر اس کو حرہ سے شادی کرنے کی استطاعت حاصل ہو گئی پس اس کو ناگوار ہوا کہ وہ لونڈی کو طلاق دیدے اور وہ لونڈی کا خواہشمند ہو گیا تو آپ نے اس کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ وہ لونڈی کی موجودگی میں حرہ سے شادی کرے جبکہ لونڈی دونوں میں اولیٰ ہو اور دونوں کے درمیان تقسیم کرے دو راتیں حرہ کے لئے اور ایک رات صرف لونڈی کے لئے مخصوص کر دے اسی طرح حرہ کو اخراجات میں بھی فضیلت دے لیکن لونڈی کو بھی اس کی طرف سے کوئی مضرت نہ ہو اور نہ وہ اس کے حرچ میں کمی کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی لونڈی سے شادی کرلے درانحالیکہ وہ حرہ سے شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور اسے بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو لیکن بعد میں حرہ سے شادی کرنے کی استطاعت اس کو حاصل ہو گئی اور اس نے شادی کر لیا درانحالیکہ حرہ کو مطلق پتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس لونڈی بھی ہے تو اس صورت میں حرہ کو جب علم ہو جائے تو وہ مختار ہے چاہے تو اس کے ساتھ رہے اور چاہے تو اس سے علحدہ ہو جائے جب دیکھے کہ وہ لونڈی میں رغبت رکھتا ہے اور اگر حرہ اس کے مرد کے دخول سے پہلے علحدہ ہو جائے تو اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اس نے دخول کیا ہے تو اس کے فرج کے استحلال کی وجہ سے مہر کی حقدار ہے پس اگر مرد لونڈی سے علحدہ ہو جائے تو اس صورت میں حرہ کو کسی قسم کا اختیار نہ ہو گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حر صرف ایک ہی لونڈی سے شادی کر سکتا ہے جبکہ اسے بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو یا وہ حرہ سے شادی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ اور حرہ کو اس کا بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ لونڈی

ہوتے ہوئے دوسری لونڈی سے شادی کرے کیونکہ جب لونڈی موجود ہے تو پھر اس کو بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ کہاں رہا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی شخص کی لونڈی سے شادی کرلے اور اس شخص کے ساتھ اس قسم کی شرط کرلے کہ اس لونڈی کے شکم سے اس کی جتنی اولاد ہوگی وہ سب آزاد ہوں گے تو یہ شرط جائز ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی لونڈی سے شادی کرلے اور اس کی خدمت کی شرط نہ لگائے تو وہ اپنے آقاؤں کی خدمت میں دن میں کام کرسکتی ہے اور آقاؤں پر یہ فرض ہے کہ وہ اس مرد اور لونڈی کا راستہ رات میں چھوڑ دیں پس جب وہ ایسا کریں تو اس لونڈی کا خرچ اس کے مرد کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر آقا اس مرد اور لونڈی کے درمیان رات کا راستہ نہ چھوڑیں تو مرد پر اس کے اخراجات کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ اور نہ اس صورت میں ان کے لئے یہ واجب ہوگا کہ وہ رات ہو یا دن جب بھی وہ مرد اس لونڈی کے ساتھ ہمبستر ہونا چاہے تو نہ روکیں

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسی مملوکہ کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے دو مالک تھے پس ان میں سے ایک نے دوسرے کی غیبت میں اس مملوکہ سے شادی کرلیا تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر غائب اسے پسند نہ کرے تو جائز نکاح نہ ہوگا یعنی یہ کہ جب وہ اپنے ساتھی کو اس کی اجازت ہی نہ دے۔ اور نہ اس کو اس بات کی پوری رخصت دے کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرلے اور نہ اس نے اس کے اس فعل کو جائز قرار دیا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی مرد مسلم کے لئے حلال و جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مشرکہ لونڈی سے شادی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو مرد مومنات کو مباح قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ من فتیاتکم المومنات: (ترجمہ) اپنی مومنہ لونڈیوں سے نکاح کرو۔

آنحضرت صلعم نے اسی لئے مکروہ فرمایا ہے تاکہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں

کی اولاد کو غلام نہ بنا سکیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جس کے پاس ایک چھوٹا سا بچہ ہے اور اس بچہ کے لئے ایک مملوکہ لونڈی ہے۔ تو کیا باپ کے لئے جائز ہے کہ وہ اس لونڈی کے ساتھ ہم بستر ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو اس بات کا اختیار نہیں ہے الا آنکہ وہ اس لونڈی کی عادلانہ قیمت اپنے دل میں لگائے پھر وہ اس کو لے سکتا ہے اس صورت میں اس پر اپنے لڑکے کو لونڈی کی قیمت واجب الادا ہوگی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی شخص کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے مال میں سے کچھ بھی لے الا آنکہ بیٹا راضی ہو یا پھر وہ مال لینے پر مجبور ہو تو اس صورت میں معروف کے ساتھ اس کی قوت کھائے اس میں لطف اندوزی نہ کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسی عورت کی بابت پوچھا گیا جس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا پس وہ اپنے باپ کی لونڈی کے ساتھ ہمبستر ہو گیا اس عورت نے ایسا اس لئے کیا تاکہ اس لونڈی کو اپنے شوہر پر حرام کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں ہی گنہ گار ہیں اور آپ نے باپ کے لئے مکروہ قرار دیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہمبستر ہو اور یہ حقیقت ہے کہ حرام سے حلال فاسد نہیں ہوتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایسی لونڈی کے ساتھ ہمبستری کرنا مکروہ فرمایا ہے جس کی ملکیت میں دوسرا بھی شریک ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے مکاتبہ لونڈی کے نکاح کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں پسند ہو تو نکاح کرو یعنی اس کے مالک اور خود اس لونڈی کی اجازت سے شادی کرو اور اگر اس پر عتق یعنی آزادگی کا حکم جاری ہو جائے انشاء اللہ ہم عنقریب اس کے متعلق بیان کریں گے کہ کس طرح مکاتبین میں عتق کا حکم جاری ہوتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہو کہ اس لونڈی نے ایام مکاتبت میں جو بچہ جنا ہے پس وہ اس بنا پر آزاد ہوگا جس بنا پر وہ لونڈی آزاد ہو گئی اور وہ بھی وہی کھائے گا جو وہ کھائے گی۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جناب عائشہ نے جب بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے آقاؤں نے اس پر ولاء کی شرط عائد کی پس انھوں نے ولاء کی شرط پر بریرہ کو خرید لیا جب رسول خدا صلعم کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تو م کا یہ کیا طریقہ ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو خدا کی کتاب میں موجود نہیں ہیں ؟ ان میں سے ایک تو گردن فروخت کرتا ہے اور ولاء کی شرط کرتا ہے اور ولاء پر تو اسی کا حق ہے جو آزاد کرے اور اللہ کی شرط تو سب سے زیادہ موکد ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر وہ شرط جو خدا کی کتاب کے خلاف ہو ناقابل عمل اور رد ہو گی، پس جب بریرہ آزاد ہو گئی تو آنحضرت صلعم نے اس کو مختار بنا دیا کیونکہ اس کا شوہر تھا جس سے اس نے شادی کیا تھا جبکہ وہ مملوکہ تھی پس اس کے نفس نے اختیار کر لیا رسول خدا صلعم نے اس سے فرمایا کہ تم تین مہینے تک حیض شمار کرو۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ بریرہ کا وہ شوہر جس کے لئے آنحضرت صلعم نے اسے اختیار دیا تھا وہ مملوک تھا پس آپ نے اسے صرف مملوک پر اختیار دیا تھا لیکن اگر وہ حر ہوتا تو بریرہ آزادی کے بعد حر کے درجہ میں حرہ ہو جاتی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ حلال و جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی ایسی مملوکہ کے ساتھ ہمبستر ہو جس میں دوسرا بھی شریک ہو امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فروج کو عاریۃً دینے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے لئے اپنی لونڈی سے ہمبستر ہونا مباح کر دیتا ہے یا عورت بلا نکاح بلا ملک یمین اپنے مرد یا کسی اور کے لئے اپنی لونڈی کے ساتھ ہمبستر ہونا مباح کر دے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فروج کو عاریۃً دینا زنا ہے پس جو شخص ایسا کرتا ہے تو میں اس سے اللہ کی طرف اظہار برارت کرتا ہوں اور قرآن بھی یہی کہتا ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ :- والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون : (ترجمہ) اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بی بیوں اور لونڈیوں کے ساتھ ہمبستر ہوتے ہیں پس ان پر کوئی الزام

نہیں ہے البتہ جو اس کے علاوہ کرتے ہیں وہ حد سے تجاوز کرتے ہیں۔
پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو وجہوں سے ہمبستری کرنا مباح قرار دیا ہے ایک تو ازروئے نکاح اور دوسرے ملک یمین کی وجہ سے فرج حلال ہوتی ہے۔

فصل (۱۲)

غلاموں کے نکاح کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کو اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو حرہ عورت کسی غلام کے ساتھ اس کے آقاؤں کی اجازت کے بغیر اپنی شادی کرے گی تو اس نے گویا اپنی فرج کو خود مباح کر دیا وہ مہر کی حقدار نہ ہوگی اور ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مملوک کا نکاح وطلاق اس کے آقا کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے پس اگر کسی غلام و مملوک نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کر لی تو اگر اس کا آقا چاہے تو جائز رکھ سکتا ہے اور چاہے تو تفریق کر سکتا ہے۔
امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غلام دو سے زائد شادی نہیں کر سکتا ہے دو کے علاوہ اس کے لئے حلال ہی نہیں ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہاں حرہ سے مراد ہے کہ غلام کو اختیار نہیں ہے کہ وہ دو حرہ عورتوں سے زائد شادی کرے۔ البتہ اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ چار لونڈیوں سے شادی کرے بشرطیکہ وہ ایسا اپنے آقا کی اجازت سے کرے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ جتنی چاہے لونڈیاں خریدے اور وہ ازروئے ملک یمین ان سے ہمبستر بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کا آقا اس بات کا مالک بنا دے اور اس کی اجازت بھی دیدے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے غلام سے کہے کہ "میں نے تیرا نکاح فلانی کے ساتھ کر دیا اور وہ اپنی طرف سے اس لونڈی کو کوئی بھی چیز دیدے، خواہ ایک مُد (دو رطل) اناج ہی کیوں نہ ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے غلام کی شادی اپنی لونڈی کے ساتھ کر دے تو بغیر طلاق کے جب چاہے وہ اس لونڈی کو غلام سے علیحدہ کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی مرد حر یا کسی دوسرے کے غلام سے کر دیا ہے تو پھر اسے اختیار نہیں ہے کہ وہ جب چاہے بغیر طلاق کے اپنی لونڈی کو اس سے چھین لے۔ پس اگر اس نے اپنی لونڈی کو فروخت کر دیا تو اس صورت میں جس نے اسے خرید لیا ہے اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جب بھی چاہے اس لونڈی کو اس کے غلام شوہر سے چھین لے۔ اس کی فروختگی ہی اس غلام کی طلاق ہے۔ پس اگر خریدار اس کو نکاح پر برقرار رکھے تو وہ فروخت کرنے والے کے پاس اپنے حال میں رہ سکتی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے مملوک شوہر کو کسی ایسے کا مالک بنا دے کہ اس کی ملکیت اس کی طرف لوٹ کر آتی ہو یا پھر وہ اس چیز کا اسے حصہ دار بنا دے تو پھر وہ عورت اس غلام پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت پر یہ حرام ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس غلام کے لئے مباح کرے کیونکہ غلام کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مالکہ سے شادی کرے۔

فصل (۱۳)

مشرکین کے نکاح کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن:
(ترجمہ) تم مشرکہ عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ : الیوم احل لکم الطیبات ..... والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب : (ترجمہ) آج کے دن تمہارے لئے پاک دامن اور عفت والی کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنا مباح کر دیا گیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمانوں کے لئے صرف اس وقت حلال و مباح قرار دیا ہے جبکہ خواتین اسلام میں کمی ہو، اور جب زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن : (ترجمہ) تم مشرکہ عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولا تمسکوا بعصم الکوافر (ترجمہ) اور کافر عورتوں کو اپنے قبضے میں نہ رکھو۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ جب کسی مسلم کو مسلم عورت ملتی ہو تو وہ غیر مسلمہ سے شادی نہ کرے اور نہ کوئی مشرک کسی مسلمان عورت سے شادی کرے۔ اور جب کوئی مشرک اسلام لے آئے اور اس کے پاس مشرکہ عورت موجود ہو تو اگر اس کو اس میں رغبت ہو تو اسے اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیدے اور وہ اس مشرکہ پر تین مسلمان عورتوں سے شادی کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ یہ جان لیں کہ اس کے پاس مشرکہ عورت موجود ہے

پس اگر مشرکہ عورت کی موجودگی میں کسی مسلمہ عورت سے شادی کر لیا ہو تو اس کے متعلق امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نصرانی یا یہودی عورت کے ہوتے ہوئے کسی حرہ مسلمہ سے شادی کرلے درانحالیکہ مسلمہ عورت کو اس کی خبر تک نہ ہو پھر جب اس نے اس کے ساتھ دخول کیا تو اس کا پتہ چل گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اس نے مہر میں سے لیا ہے وہ اس کا حق ہے اگر چاہے تو

اس کے ساتھ رہ سکتی ہے اور اگر چاہے تو اپنے گھر والوں کے پاس جا سکتی ہے اور جب تین حیض ہو جائیں یا تین ماہ گذر جائیں یعنی اگر وہ حیض دار نہ ہوتی ہو تو وہ بلا طلاق دوسرے شوہروں سے شادی کر سکتی ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر وہ اس مسلمہ عورت کی وجہ سے نصرانی یا یہودی عورت کو طلاق دیدے مسلمہ عورت کی عدت ختم ہونے سے قبل تو کیا وہ اسے اپنے گھر واپس لا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں!

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک مشرکہ عورت کی بابت پوچھا گیا جو اسلام لے آئی۔ درآں حالیکہ اس کا ایک مشرک شوہر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مرد مشرک اس کی عدت پوری ہو جانے سے قبل اسلام لے آئے تو دونوں نکاح کی صورت پر ہیں اور اگر عدت پوری ہو چکی تو اسے اختیار ہے کہ مسلمانوں میں سے جس کے ساتھ چاہے شادی کرلے۔ اور اگر عدت گذر جانے کے بعد وہ اسلام لے آئے تو وہ بھی منگنی کرنے والوں میں سے ہے پس اگر وہ اس کو قبول کرلے تو پھر سے نکاح کرلے اور اگر صورت یہ ہو کہ مرد اسلام لایا ہو اور اسکی بیوی مشرکہ ہو پس اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے تو دونوں نکاح کی صورت پر ہیں اور اگر وہ اسلام نہ لائے اور اس کے پاس وہ رہنا پسند کرتی ہو تو اس کو بھی وہ نکاح پر باقی رکھے

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مشرک اسلام قبول کرلے درانحالیکہ اس کے پاس دو حرہ بہنیں ہیں یا چار سے زائد حرہ بیویاں موجود ہوں تو ان دونوں بہنوں میں سے جس کے ساتھ اس نے پہلے نکاح کیا ہے اس کو اس کے لئے چھوڑ دیا جائے اور چار حرہ عورتوں میں سے جو پہلے سے ہیں ان کو رکھا جائے اور دوسری بہن کو اس سے علیحدہ کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب حربی (دارالحرب میں رہنے والا) دارالاسلام میں چلا آئے اور اسلام قبول کرلے پھر اس کی بیوی بھی اس کے پاس چلی آئے تو دونوں نکاح پر باقی رہیں گے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت، نکاح، طلاق، یا میراث کی جس صورت پر ایمان لائے ہوں اس پر ان کو قائم رہنے دو یعنی جب نکاح و طلاق اور

میراث کی صورت اسلام کے حکم کے موافق ہو لیکن اگر کوئی اسلام قبول کرلے اور اس کے پاس محرم کی عورت ہو تو دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایک مجوسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے شوہر کے دخول سے قبل اسلام قبول کر لیا اور اس کے شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو آپ نے اس عورت کے لئے نصف مہر ادا کرنے کا حکم دیا آپ نے فرمایا کہ اسلام نے اس کو عزت بخشی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد مرتد ہو جائے تو اس کی عورت اس سے جدا ہو گئی پس اگر اس کو توبہ کرایا گیا اور اس نے توبہ کر لیا قبل ازیں کہ عورت کی عدت تمام ہو تو پھر اس صورت میں دونوں نکاح پر باقی رہیں گے اور اگر عدت گذر جانے کے بعد اس نے توبہ کیا تو وہ دوسرے شکنی کرنے والوں کے ساتھ شکنی کر سکتا ہے اور اگر وہ دار الحرب میں چلا گیا تو اس کی عصمت عورت سے قطع ہو گئی اور اگر دونوں مرتد ہو گئے یا دار الحرب میں چلے گئے پھر دونوں اسلام قبول کریں اور دونوں سے توبہ کرایا گیا تو دونوں نے توبہ کر لیا تو اس صورت میں دونوں نکاح پر باقی رہیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت اہل حرب کے ہاتھوں سے نکل کر پناہ مانگتے ہوئے دار السلام میں داخل ہو جائے اور اس کا شوہر دار الحرب میں رہ جائے تو اس کے شوہر کو اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے وہ جب سے چاہے شادی کر سکتی ہے اس پر عدت گذارنا واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس کا شوہر اسلام قبول کرے تو وہ بھی شکنی کرنے والوں میں داخل ہو سکتا ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کے لئے یہ بھی حلال و جائز نہیں ہے کہ وہ دار الحرب میں کسی حربیہ عورت سے شادی کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مشرکین میں سے مرد و عورت گرفتار کر لئے جائیں تو وہ دونوں نکاح پر باقی رہیں گے جب تک یہ صورت نہ ہو کہ ان میں سے ایک قید کیا گیا ہو اور اس کو دار الاسلام میں پناہ دی گئی ہو اور دوسرے کو نہیں پس جب ایسا ہو تو دونوں کے درمیان کوئی عصمت نہ ہو گی۔

فصل (۱۴)

سوکنوں کے درمیان تقسیم کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ : (ترجمہ) اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان عدل و انصاف نہیں کر سکتے پس اگر تمہیں حرص ہی ہو تو تم اس قدر مائل نہ ہو جاؤ کہ انہیں معلق چھوڑ دو۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس بات کی خبر دی ہے کہ عورتوں کے درمیان عدل نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ مرد عورتوں میں نان نفقہ اور شب گذاری اور عطیہ وغیرہ میں عدل و انصاف کر سکتا ہے جس چیز کا وہ مالک ہے اس میں انصاف کر سکتا ہے، لیکن وہ ان کے درمیان شہوت اور ہوی نفسی اور جماع کی طرف رغبت و نشاط میں عدل و انصاف نہیں کر سکتا ہے پس وہ جس چیز میں عدل کر سکتا ہے وہی اس پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی استطاعت نہ ہو اس میں رخصت دی ہے اور دوسرے مقام پر عدل و انصاف کا حکم دیا ہے بشرطیکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا : (ترجمہ) خدا کسی نفس کو اس کی استطاعت و قدرت کے خلاف تکلیف نہیں دیتا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرد کو چار عورتوں سے شادی کرنے کا اختیار ہے پس اگر چاہے تو ایک ہی عورت سے شادی کرے، اور اگر اس نے چار عورتوں سے شادی کیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے ایک رات ایک کے پاس ضرور گذارے اور باقی تین کی بابت خدا نے جن کاموں کو حلال کیا ہے ان کاموں میں سے جو چاہے وہ کرے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس

دو عورتیں ہوں تو وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو ان تین راتوں کے لئے منتخب کرے جو تین راتیں اس کی ہیں اور ایک کے واسطے اس کی رات تقسیم کر دے، اسی طرح اگر تین عورتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک رات مخصوص کر دے اور چوتھی رات کے لئے ان میں سے جس کو چاہے مخصوص کرے اور اگر چار عورتیں ہوں تو ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اللہ تبارک و تعالےٰ کے اس ارشادِ گرامی کی بابت پوچھا گیا کہ:۔ وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر: (ترجمہ) اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بے پروائی کا ہو تو دونوں پر اس میں کوئی الزام نہیں ہے کہ باہم صلاح کر لیں اور صلاح بہرحال بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا ہی سوال کیا کرو! آیت مذکورہ میں جس مرد کا حال بیان کیا گیا ہے اس کے پاس دو عورتیں ہونگی اور وہ ان میں سے کسی ایک سے عاجز ہوگا یا وہ بدصورت ہوگی جس سے وہ گریز کرتا ہوگا اور اس کو طلاق دے دینا چاہتا ہوگا اور وہ طلاق لینا پسند نہ کرتی ہوگی پس تم کو لائق ہے کہ تم اس کے ساتھ اس شرط پر صلح کرا دو کہ وہ وقتاً فوقتاً اس کے پاس جایا کرے یا پھر اس بات پر صلح کرا دو کہ وہ اپنے مرد کے لئے اپنے حظ کو ساقط کر دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس ایک ہی بیوی ہے یا تین بیویاں ہیں پس وہ ناکتخدا لڑکی سے شادی کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب وہ ناکتخدا لڑکی سے شادی کرے تو اس کے پاس سات راتیں گذارے اور اگر مرد سے جدا شدہ عورت سے شادی کرے تو اس کے پاس تین راتیں گذارے، پھر اپنی بیویوں کے درمیان برابر راتوں کو تقسیم کر دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے پاس کئی بیویاں ہیں اور وہ کسی کے ساتھ جماع کرتا ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کی مقررات میں اس کے پاس رات گذارے اور اس کی صحبت میں اس کے پاس قیلولہ کرے لیکن اگر وہ جماع کا نشاط نہ رکھتی ہو تو اس کو جماع کا اختیار نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کی کئی عورتیں ہیں اور وہ سفر پر چلا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب واپس آئے تو جس کا حق ہو اس کے ساتھ جماع کا آغاز کرے۔

فصل (۱۵)

شوہروں پر نان نفقہ واجب ہونے کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم: (ترجمہ) ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا: (ترجمہ) اور معیشت میں سے ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو ان سے معقول بات کیا کرو۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیا پس آپ نے عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں کے لئے تم پر نان نفقہ اور کپڑا خوراک معروف کے ساتھ واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی خود اپنا پیٹ تو بھرے اور اپنے اہل کو بھوکا رکھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس شخص کی ہلاکت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جن کا وہ سرپرست ہے ان کو وہ ضائع

ضائع کر دے۔ اور اس کا یہی کافی گناہ ہے کہ وہ جن کا سرپرست ہے اُن کو ضائع اور ہلاک کر دے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سات چیزیں سوابق اعمال میں سے ہیں پس تم پر واجب ہے کہ تم ان پر عمل کرو۔ پس آپ نے ان سابق سات اعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے عیال کا نان و نفقہ بھی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس کو بدلہ ملنے کا یقین ہوگا اس کا نفس نان و نفقہ کی سخاوت کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ :۔ ولا تبذر تبذیرا۔ (ترجمہ) اور فضول خرچی نہ کرو

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جو خرچ ہو وہ تبذیر اور فضول خرچی نہیں ہے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مہربانی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنا نصف عیش ہے اور وہ شخص کبھی محتاج نہیں ہوتا جو میانہ روی سے رہتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب پروردگار عالم کسی گھر کے لوگوں کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کے فقہ سے واقف کر دیتا ہے اور اپنے معاش میں نرمی کا برتاؤ اور میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق دیتا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے تو پروردگار عالم اس کو روزی عطا کرتا ہے اور اگر فضول خرچی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو محروم کر دیتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایسی چیز خرید لی ہے جس کی اسے ضرورت نہیں تھی تو گویا اس نے ایسی چیز فروخت کر دیا جس کا وہ محتاج تھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کمالوں میں سب سے بڑا کمال تو یہ ہے کہ آدمی دین کا فقہ حاصل کرے اور مصیبت پر صبر کرے اور معیشت میں اندازہ سے کام لے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بلا و مصیبت کی شدت کثرت عیال اور قلت مال کی وجہ سے ہے اور قلت عیال دو آسانیوں میں

سے ایک آسانی و سہولت ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی مرد کو اتنا نہ مل سکے کہ وہ اپنی بیوی پر خرچ کر سکے تو انتظار کیا جائے پس اگر کچھ کما کر اپنی بیوی کے پاس لائے تو دونوں کے درمیان تفریق و جدائی نہ کی جائے اور اگر وہ کچھ بھی نہ کمائے تو مدت مقرر کر کے دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے، آپ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے آپ سے اپنے شوہر کے خلاف مدد طلب کی کہ اس کا شوہر محض ستانے کی غرض سے اس کا خرچہ نہیں چلاتا ہے تو آپ نے اس کو اپنی عورت کا نان نفقہ پورا کرنے پر مجبور و پابند کر دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے مرد کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر چلی جائے تو جب تک وہ واپس نہ آجائے نان نفقہ کی حقدار نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک مرد پر اس کی عورت کے لئے جو اسی کے بچے کو دودھ پلا رہی تھی ڈیڑھ صاع اناج اور ایک گھڑا پانی پہنچانا واجب قرار دیا تھا۔ واضح رہے کہ اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے پروردگار عالم نے نان و نفقہ کے معاملے میں لوگوں کے درمیان ان کے احوال کے مطابق فرق رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ علی الموسع قدرہ (ترجمہ) مالدار پر اس کی حیثیت کے مطابق نان نفقہ واجب ہے) وعلی المقتر قدرہ: (ترجمہ) اور محتاج تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق (نان نفقہ واجب ہے) امیر المومنین علیہ السلام نے اس پر جتنا خرچ واجب قرار دیا تھا ممکن ہے کہ وہ اس شخص کے حال کے مطابق ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: لا تضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذلک: (ترجمہ) ماں کا اس کے بچے کی وجہ سے نقصان گوارا کیا جائے اور نہ جس کا لڑکا ہے (باپ کا) اس کا بلکہ دستور کے مطابق دیا جائے اور اگر باپ نہ ہو تو دودھ پلانے کا حق اسی طرح وارث پر لازم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس بچے کا باپ مر گیا ہو تو اس کے وارث پر

اتنا ہی نان نفقہ اور رضاعت کا خرچ فرض ہوگا جتنا کہ اس کے والد پر تھا۔ اور والدہ کی جانب سے ولد کے لئے یہ مغفرت ہے کہ وہ رضاعت پر قادر ہونے کے باوجود اس کو دودھ نہ پلائے پس یہ اس کے باپ کے لئے مغفرت رسانی ہوگی اور باپ جب ماں اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو اس کو اپنے لڑکے کو دودھ نہ پلانے دے اور اس کی دودھ پلائی کے لئے دوسری کوئی عورت رکھے تو یہ باپ کی طرف سے والدہ کو مغفرت پہنچانا ہوگا اس طرح وارث پر بھی فرض ہے کہ ولد کو مغفرت نہ پہنچائے۔ جیسا کہ والدین پر فرض ہے کہ وہ بچے کا نفقہ بند کرکے اس کو مغفرت نہ پہنچائیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی کو اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ زیادہ سزاوار ہے اہل ہے کہ اگر اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو پلائے اور جو اجرت کسی اور دودھ پلانے والی کو دی جاتی ہو وہ خود لے لے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مر گیا تھا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور اپنا ایک بچہ چھوڑا تھا پس اس نے اپنی ایک خادمہ کو دودھ پلانے کے لئے اس بچے کو دیدیا پھر وہ صاحب وصیت سے بچے کے دودھ پلائی کا معاوضہ طلب کرنے لگی۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے ہم مثل کی اجرت کی حقدار ہے اور صاحب وصیت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بچے کو اس کی گود سے نکال لے۔

کتاب الطلاق

فصل (۱)

ممنوع و مباح طلاق کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم ..... قد جعل اللہ لکل شئ قدرا ۔ (ترجمہ) اے رسول مسلمانوں سے کہہ دو کہ جب تم اپنی بی بیوں کو طلاق دو تو ان کی عدت (پاکی) کے وقت طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے پروردگار خدا سے ڈرو ..... خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے ۔

اگر کوئی شخص طلاق دینا چاہے تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق طلاق دینا مباح ہے ۔ اور طلاق مردوں کے حق میں اور ہاتھ میں ہے پس جو شخص اپنی کسی عورت کو ناپسند کرتا ہو اور اس سے علیحدہ ہو جانا چاہتا ہو تو اس کو سبب و بلا سبب طلاق دینے کا اختیار ہے لیکن باہم محبت اور صحبت ہو جانے کے بعد بغیر کسی وجہ کے طلاق دینا مکروہ سمجھا گیا ہے لیکن یہ کراہت حرام کے درجے میں نہیں ہے ۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے اپنی ایک لونڈی سے فرمایا

جس کا نام ام سعید تھا جو آپ کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی: کہ اے ام سعید! اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! لبیک! آپ نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میں پھر دولھا بنوں! لونڈی نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس کے لئے کون سی چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحم کرے کیا رحبہ (کوفہ میں ایک محلے کا نام ہے) میں چار بیویوں کے باوجود؟ اس نے عرض کیا کہ ان میں سے ایک کو طلاق دیدیں اور اس کی جگہ پر دوسری شادی کرلیں آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحم کرے۔ یہ مجھ کو بھی معلوم ہے لیکن طلاق دینا بُری بات ہے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام بکثرت عورتوں سے شادی کرتے تھے آپ کے پاس چار عورتیں ہوتیں لیکن جب کوئی عورت پسند آجاتی تو ان چاروں میں سے ایک کو طلاق دیکر اس سے شادی کر لیتے پس اس طرح سے آپ نے بکثرت عورتوں کو محصنہ بنا دیا تھا۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اہل کوفہ سے فرمایا کہ تم لوگ حسن سے شادی نہ کرنا کیونکہ وہ بکثرت طلاق دینے والے مرد ہیں۔

اور جو طلاق دینا چاہئے اور جس کے سوا کوئی اور طلاق جائز بھی نہیں ہے وہ کتاب اور سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق طلاق ہے باقی کوئی دوسری طلاق جائز نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- وتلك حدود الله ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه: (ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر حدیں ہیں پس جو حدود اللہ سے تجاوز کریگا وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دے دیا جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے ابن عمر کے اس فعل کو ناپسند فرمایا اور انھیں رجوع کرنے کا حکم دیا پھر بعد میں اگر وہ چاہیں تو طلاق سنت دے سکتے ہیں۔ یہ خبر مشہور ہے اور متفق علیہ ہے انشاء اللہ جب اس کے تذکرہ کا مقام آئے گا تو ہم اس کا ذکر کریں گے اور حجت بھی

بیان کریں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو ایک خط میں لکھا کہ: خبردار تم طلاق کے معاملے میں کچھ نہ بولنا جس طریقے سے بھی ممکن ہو طلاق سے اپنے آپ کو دور رکھو۔ اگر اس قسم کا کوئی معاملہ تم پر غالب آجائے تو اسے میرے روبرو پیش کرو میں ان کو منہاج پر سیدھا کر دوں گا کیونکہ نکاح و طلاق کے طریقے مٹ گئے ہیں اور ان طریقوں میں اہل بدعت نے تغیر پیدا کر دیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ طلاق کے معاملے میں لوگوں کے لئے صرف تلوار ہی درست ہتھیار ہے۔ اگر میں ان کا والی و متصرف ہوتا تو انھیں کتاب اللہ کی طرف مائل کر دیتا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کے امر پر متصرف و والی ہوتا تو میں انھیں طلاق کا سبق سکھاتا پس اگر کوئی اس کے خلاف کرتا تو میں مار مار کر اس کو درست کر دیتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عدت کی طلاق یہ ہے کہ بغیر جماع طہارت کی حالت میں عورت کو طلاق دی جائے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ "طلاق عدت وہ طلاق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فطلقوھن لعدتھن: (ترجمہ) (اے مسلمانو) تم اپنی بیویوں کی عدت (پاکی) کے وقت طلاق دو۔ طلاق عدت کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو حیض کا انتظار کرے پس جب وہ حیض سے فارغ ہو جائے تو اس کو ایک ہی طلاق دیدے درانحالیکہ وہ پاک ہو اور طہر میں ہو اور اس طہر کی حالت میں اس نے پھر اس کو ہاتھ نہ لگایا ہو، اور اس ایک طلاق پر دو عادل شاہدوں کو گواہ بنا دے اس صورت میں اگر وہ چاہے تو اپنی اس سے رجوع کر سکتا ہے یا وہ کچھ دنوں کے بعد حیض جاری ہونے سے پہلے رجوع کر لے اور وہ اپنی اس رجعت پر دو شاہدوں کو گواہ بنا کر عورت کے ساتھ ہمبستر ہو اور وہ اس کے

ساتھ رہے حتیٰ کہ پھر اس کو حیض آجائے پس جب اس کو حیض آجائے اور اس سے فارغ ہو جائے تو بغیر جماع کے اس کو دوسری طلاق دے اور اس پر دو شاہدوں کو گواہ بنا دے اور حیض سے پہلے جب بھی چاہے مراجعت کر لے اور اس کی رجعت پر دو شاہدوں کو گواہ مقرر کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو وہ عورت اس کے ساتھ رہے حتیٰ کہ اس کو تیسرا حیض آجائے پس جب وہ اپنے اس حیض سے فارغ ہو جائے اور پاک ہو جائے تو اس کو بغیر جماع کے تیسری بار طلاق دیدے اور دو شاہدوں کو اس کا گواہ بنا دے پس جب وہ ایسا کر گذرے تو اب وہ عورت اس سے تین طلاقوں سے جدا ہو چکی۔ اب اس کے واسطے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کر لے پس اگر ایسی عورت ہو جس کو حیض ہی نہ آتا ہو تو مہینوں کے حساب سے اس کو طلاق دے۔ پس ہم نے جیسا کہ طلاق کی صورت بیان کی ہے اس کے مطابق اگر کوئی ایک طلاق دیدے پھر وہ اس کو رکھنا چاہے تو وہ دو طلاقوں کے باقی ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس رہ سکتی ہے اور اگر دو طلاقیں دے چکا ہے اور پھر اس کو رکھنا چاہتا ہے تو ایک طلاق باقی ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس وہ رہ سکتی ہے لیکن اگر تیسری مرتبہ بھی طلاق دے چکا ہے تو اس پر اس کے لئے رجعت کا حق نہیں ہے پھر وہ جب تک دوسری شادی نہ کر لے اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اور ہم نے اوپر جو صورت بیان کی ہے وہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ عورت کی عدت تمام ہونے سے پہلے مرد اس سے رجوع کر لے، اور اگر کسی عورت کو ایک طلاق دی یا دو طلاقیں دیدیا جیسا کہ ہم نے آگے بیان کیا ہے اور عورت کو اس حال میں چھوڑ دے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے تو اس کو رجعت کا اختیار نہیں ہے البتہ منگنی کرنے والوں میں شامل ہو سکتا ہے پس اگر وہ اپنی مرضی سے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو پھر سے نکاح کرے، یہ وہ طلاق سنت ہے جس کا حکم اس شخص کو کیا گیا ہے جس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے پس وہ ایک طلاق دے پھر اس کو چھوڑ دے پس اس سے رجعت نہ کرے حتیٰ کہ عدت گذر جائے تو اس صورت میں اس شخص سے علیحدہ ہو جائے گی اور اب وہ اپنی جان کی زیادہ مالک ہوگی لیکن اس کے بعد بھی اگر دونوں چاہیں تو پھر سے نکاح کر کے مراجعت کر سکتے ہیں اور اگر دو فوں کو رجعت کر سکیں

خواہش نہ ہو تو عورت جس سے چاہے نکاح کر لے مجھے جیسا کہ معلوم ہے اہل فتاویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ یہی وہ طلاق ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور یہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اس حکم کے مطابق رسول خدا صلعم نے ابن عمر کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی سے رجعت کر لیں کیونکہ انھوں نے خلاف سنت طلاق دیا تھا پس اگر ابن عمر کی طلاق واجب وہ درست ہوتی تو اُن کو اپنی بیوی سے رجعت کرنے کا حکم نہ کرتے پس ان میں سے (جماعت عامہ میں سے) جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم سے جہالت وضلالت کی بنا پر یہ کہتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو خدا کے حکم کے خلاف طلاق دیدے مثلاً یہ کہ وہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدے جیسا کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا، یا کوئی اپنی بیوی کو اس حال میں طلاق دے کہ وہ حیض سے تو پاک ہو لیکن اس نے طہر کی حالت میں اس کو ہاتھ لگایا ہو یا بغیر شاہد کے طلاق دیا ہو یا پھر ایک ہی بیٹھک میں تین طلاق دے دیا ہو پس ان کے کہنے کے مطابق اس نے کتاب اللہ اور اس کے رسول صلعم کی سنت کے خلاف کیا ہے اور نافرمانی کی ہے اور حدود اللہ سے تجاوز کیا ہے لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ (جماعت عامہ) یہ تو کہتے ہیں کہ اس نے خلاف کیا ہے لیکن اس کی طلاق کو جائز و برقرار رکھتے ہیں اور اس شخص پر اس طلاق کی وجہ سے اس کی عورت کی فرج کو حرام قرار دیتے ہیں اور اس کی فرج کو خلاف کتاب وسنت دوسرے کیواسطے حلال قرار دیتے ہیں۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں پر جو کچھ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس میں اس شخص کے لئے کافی حجت و دلیل ہے۔ جو اس میں غور و فکر کرے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ ہر وہ طلاق جو خدا کے حکم کے خلاف دی گئی ہے وہ طلاق نہیں ہے پس اگر کوئی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے یا زچگی کے خون میں ہو یا حیض جاری ہونے سے پہلے جماع کرنے کے بعد طلاق دے دیا یا بغیر جماع کے حالت طہر میں طلاق دے دیا اور دو عادل شاہدوں کو گواہ مقرر نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو ایسے شخص کی طلاق طلاق نہ ہوگی جب تک کہ وہ کتاب وسنت کے اس طریقے پر طلاق نہ دے جو ہم نے اوپر

بیان کیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف لیگئے تو آپ نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو فتویٰ دے رہا ہے، اور بہت سے لوگ اس کو گھیرے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ نافع مولیٰ ابن عمر ہیں۔ آپ نے ان کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو صرف ایک طلاق دیا تھا اور یہ کہ رسول خدا صلعم نے ان کو اپنی بیوی سے مراجعت کرنے اس ایک طلاق کے باوجود ان کو رکھنے کا حکم دیا تھا۔ نافع نے کہا کہ اے فرزند رسول صلعم! میں نے تو ایسا ہی سنا ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نافع! قسم بخدا تم نے رسول اللہ صلعم پر تہمت لگائی ہے تم جیسا کہتے ہو ویسا ہی نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیا تھا پس رسول اللہ صلعم نے اس کو نہیں دیکھا۔

نافع کی یہ بات اور عوام میں سے جو اس کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ابن عمر کی طلاق کو واجب قرار دیا تھا اور انھیں اپنی بیوی کو واپس لانے کا حکم بھی دیا تھا پس انھیں کے قول سے انھیں کے قول کے فاسد ہونے کی یہ ایک دلیل ہے کیونکہ اگر وہ طلاق جائز ہوتی جو ابن عمر نے ان عوام کے زعم کے مطابق انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیا تھا اور ایک مرتبہ طلاق دیا تھا تو پھر رسول خدا صلعم انھیں اپنی اس مطلقہ بیوی کو واپس لانے کا حکم نہ دیتے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلعم کا حکم فرض ہے اور اس شخص پر یہ فرض نہیں ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو صحیح اور جائز طلاق دیا ہو تو وہ اس سے مراجعت کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا پھر اس نے مراجعت کر لیا پھر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدیا تو یہ آخری طلاق نہ ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدیا تھا آپ نے فرمایا کہ جو طلاق سنت کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسول صلعم! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو خلاف سنت طلاق دیگا تو اس کی طلاق جائز نہ ہوگی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میں نہیں کہتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اگر ہم تم کو ظلم و جور کرنے کا فتویٰ دیتے تو پھر ہم تم سے زیادہ شریر ہوتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون : (ترجمہ) ان کو اللہ والے اور علماء جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے جو لوگ درگذر کرتے رہے تو یہ بہت بُری بات ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ ہر وہ طلاق جو غصے اور قسم کی بنا پر دی گئی ہے وہ طلاق نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے طلاق عدت ایک سے زیادہ دیا پس ایک پر زیادہ کرنا طلاق نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے دو عادل شاہدوں کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے دیا تو وہ طلاق نہیں ہے اور طلاق میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے اور اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دیا لیکن طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس کی یہ طلاق طلاق نہیں ہے۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ نیت کا معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہوگا۔ پس اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق سنت دیا ہے اور اس پر گواہ مقرر کر دیا پھر اس نے کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو حکماً اس کی یہ طلاق جائز نہ ہوگی اور نیت کا معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے امیر المومنینؑ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر تو تو دفع ہو جا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کے معاملات میں

منصرف ہوتا تو میں انھیں طلاق کا سنت سکھاتا اور انھیں بتاتا کہ طلاق کس طرح سے دینا چاہئے پھر اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اس کے خلاف کیا ہے تو میں اس کی پیٹھ کو درد پہنچاتا۔ اور جو سنت کے خلاف طلاق دیتا تو میں اس کو کتاب اللہ کی طرف متوجہ کرتا خواہ اس کو ناگوار ہی کیوں نہ ہوتا۔ اور اگر میں لوگوں کے ذرا سے معاملے کا مالک ہوتا تو میں ان کو تلوار اور ڈنڈے سے سیدھا کر دیتا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیویوں کو طلاق عدت دینے لگتے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بغیر شاہد کے طلاق عدت دیدیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ طلاق نہیں ہے اس لئے تو اپنی بیوی کے پاس جا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس (بیٹھک) میں تین طلاق عدت دے دیا اور اس پر گواہ بھی مقرر کر دیا ہے تو بھی اس کی ایک ہی طلاق ہوئی ہے آپ کا یہ ارشاد اس شخص پر روشن ہے جو اس میں غور کرتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی طلاق دینے والا یہ کہتا ہے کہ وہ (یعنی اس کی بیوی) طالق ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی وہ صرف ایک ہی طلاق سے مطلقہ ہے اور پھر اس کے بعد تین مرتبہ کہنا ایک ہزار مرتبہ کہنے کے برابر ہے۔

اور جو ہمارا مخالف ہے وہ تین پر زائد کرنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور واجب پر خواہ ایک زیادہ کرے یا ہزار یا اس سے کم یا زیادہ سب برابر ہے کیونکہ جو چیز کم میں تجاوز کرنے سے ثابت نہ ہو وہ زیادہ میں تجاوز کرنے سے ثابت نہ ہوگی میں تو اس کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے تو ابن عمر کی ان تمام تین طلاقوں کو صرف اس لئے باطل اور غلط قرار دیا تھا کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیا تھا پس اگر انھوں نے طلاق سنت دیا ہوتا تو بھی وہ ایک ہی طلاق ثابت ہوتی۔ کیونکہ جب کوئی طلاق دینے والا یہ کہے کہ میری بیوی طالق ہے تو اس سے صرف ایک ہی طلاق ثابت ہوئی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تین طلاقیں بحالت طہر دی جائیں جیسا کہ واجب ہے تو یہ ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر عورت طہارت کی حالت میں نہیں ہے تو یہ طلاق کچھ بھی نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کہتا ہے کہ میں جس عورت سے بھی شادی کروں گا وہ طالق ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کیا یا میں نے فلاں ملک میں (وہ اس ملک کا نام بھی لیتا ہے) شادی کیا تو وہ عورت طالق ہوگی، آپ نے فرمایا کہ صرف ملکیت کے بعد ہی طلاق اور آزاد کرنے کا حق ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے بغیر عدت کے تین طلاق والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے سے منع فرمایا ہے آپنے فرمایا کہ بلاشبہ وہ شوہر والی ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ سے عامہ میں سے ایک شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی کو بغیر عدت کے طلاق دے دیا تھا اس شخص نے آپ سے تذکرہ کیا کہ وہ اس سے پھر شادی کرنے کا خواہشمند ہے آپ نے فرمایا کہ تم اس شخص پر نظر رکھو پس جب وہ تم کو کہیں ملجائے تو اس کو کہنا کہ تم اپنی فلاں بیوی کو اس حال میں طلاق دیا تھا کہ تم کو یہ معلوم تھا کہ وہ حیض سے پاک ہے اور حالت طہر میں ہے اور اس نے اس کو اس حال میں ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ پس جب وہ کہے کہ ہاں! پس یہ صرف ایک ہی طلاق ہوئی اس لئے تم اس کو چھوڑ دو یہاں تک اس وقت سے اس کی عدت پوری ہو جائے پھر اگر تم چاہو تو اس سے شادی کرلو۔ پس وہ اس سے علیحدہ ہو چکی ایک طلاق بائن سے اور تمہارے ساتھ دو شاہد ہوں جبکہ تم اس شخص سے دریافت کرو تاکہ دو شاہدوں کے ہونے کی وجہ سے طلاق واقع ہو۔ ابن عمر نے اپنی بیوی کو جو طلاق دیا تھا اور جس پر ہمارے مخالفوں کا اتفاق ہے وہ دو صورت سے خالی نہیں ہے یا تو وہ طلاق جائز تھی یا ناجائز پس اگر جائز تھی تو پھر رسول خدا صلعم کے انکار کا مطلب کیا ہوگا اور آنحضرت نے ابن عمر کو جبکہ انھوں نے اپنی بیوی کو جائز طلاق دیا تھا تو انھیں اپنی بیوی کو واپس رکھنے کا

حکم دینا چہ معنی دارد ؟ اور اگر یہ طلاق ناجائز تھی تو پھر عوام اپنے زعم کے مطابق اس کو کس طرح طلاق شمار کرتے ہیں ؟

امام باقر علیہ السلام کی روایت کے ساتھ ساتھ جس کا ہم نے پہلے تذکرہ کر دیا ہے یہ بھی روایت ہے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دیا تھا امام باقر علیہ السلام سے ایک دوسری روایت بھی مروی ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے نافع سے فرمایا کہ : میں نے عبداللہ ابن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو بحالت حیض تین طلاق دیا تھا اور رسول خدا صلعم نے مجھے اس کے ساتھ رجعت کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو بحالت حیض جو تین طلاق دیا تھا وہ طلاق نہ تھی۔ ایک شخص نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے کہا اور اس نے یہ بات اپنے باپ سے بیان کی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو بحالت حیض ایک ہی طلاق دیا تھا آپ نے فرمایا کہ پھر کسی وجہ سے رسول خدا صلعم نے سوال کیا تھا ؟ جبکہ ابن عمر اپنی بیوی کو واپس رکھنے کے حقدار تھے ؟ پس معلوم ہو کہ لوگوں نے جھوٹ کہا ہے ! حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا تھا پس آپ نے انھیں اپنی بیوی سے رجعت کرنے کا حکم دیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر چاہو تو رکھو اور چاہو تو اسے طلاق دے سکتے ہو، ہمارے جو مخالفین بدعت کی طلاق کو جائز ٹھہراتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق معصیت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طلاق سے مرد و عورت کے درمیان تفریق کر دی جائے وہ معصیت کے سبب سے نکاح کو جائز نہیں قرار دیتے کیونکہ جب وہ بسبب معصیت دونوں کے درمیان تفریق کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انھوں نے بالمعصیت دوسرے کیواسطے فرج کو حلال کر دیا ان دونوں صورتوں کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا کیونکہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو بغیر عدت کے طلاق دے گا تو گویا دوسرے نے اس سے عدت ہی میں شادی کر لیا۔ پس انھوں نے (عوام نے) اس کیفیت کے ساتھ معصیت سے فرج کو حرام کر دیا تو دوسری معصیت سے انھوں نے اسے حلال بھی کر دیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ عاصی بغیر توبہ کے معصیت سے خارج نہیں ہوتا۔ اس معاملے میں توبہ یہ ہے کہ جس چیز سے

اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے باز آکر اس چیز کی طرف رجوع کیا جائے جس کا حکم خدا نے دیا ہے۔ اور سنت کے خلاف طلاق دینے والے نے اپنی معصیت سے توبہ نہیں کیا: پس انھوں نے یہ کہکر معاصی پر قائم رہنا جائز کر دیا اور معاصی سے انھوں نے فرجوں کو حلال کر دیا جو گناہ کبائر میں سے ہے انھوں نے طلاق کے معاملے میں خدا کی کتاب کے خلاف جائز وحلال کیا اور نکاح میں اس کی اجازت کو مناسب نہیں سمجھا، کیونکہ پروردگار عالم نے تو طلاق عدۃ کا حکم دیا ہے اور عدت کے درمیان شادی کرنے سے روکا ہے پس انھوں نے اس طرح اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اس کی ممانعت پر اپنے نزدیک رُکے رہے حالانکہ اس امر کی مخالفت سے اس ممانعت کی اباحت ہوتی ہے۔ کیونکہ جب وہ اس فرج کو اس معصیت سے حرام کریں گے تو اس معصیت سے اس کو مباح بھی کر دیں گے یہ اس شخص پر روشن ہے جو غور و فکر کرتا ہے اور جس کو سمجھنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے حالانکہ عوام ہی کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص دوپہر کو کھڑا ہو کر اس دن اور رات کی نماز اور اس کے مابعد کی بھی نماز پڑھ ڈالے تو اس کی ان نمازوں میں سے وہی نماز جائز ہوگی جو اس نے نماز کے وقت میں پڑھی ہوگی۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا فرض کیا ہے ان کے نزدیک قبل از وقت نماز پڑھنے والا نمازی نہیں ہے یہی کیفیت حج اور ماہِ رمضان کے روزہ کی ہے واضح ہو کہ پروردگار عالم نے ہر فرض کو ایک وقت معلوم میں ادا کرنا فرض کر دیا ہے قبل از وقت اس کا ادا کرنا جائز نہیں ہے پس طلاق کا بھی یہی حال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کا حکم ایک خاص وقت میں دیا ہے اور اس کی حد مقرر کر دی اور اس کو واضح کر دیا ہے، اور اس نے اپنے حدود کے تجاوز سے منع کیا ہے پس جس نے حد کو تجاوز کیا تو اس کی طلاق جائز نہ ہوگی ٹھیک اسی طرح جس طرح سے کہ اس کا روزہ اس کی نماز اور اس کا حج جائز نہ ہوگا کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرض کی ادائے گی کے لئے ایک محدود وقت ہے پس وقت محدود فرض کیا گیا ہے، اس لئے جس نے اللہ تعالیٰ کے فرض سے تجاوز کیا اور اس کے حدود کی مخالفت کی تو اس کا عمل جائز نہ ہوگا

اور اگر کسی ایک وجہ سے جائز ہوگا تو پھر دوسری وجہ سے بھی جائز ہوگا۔ اس سلسلے میں جو دلائل بکثرت موجود ہیں اگر ہم ان تمام کو پورے طور سے ذکر کریں اور جو لوگ طلاق بدعت کے قائل ہیں۔ ان کے بھی دلائل کو پیش کریں تو یہ اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا پس جس کو توفیق ملی ہے اس کے لئے ہم نے جو کچھ بیان کر دیا ہے وہی کافی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر و امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان تمام حضرات نے فرمایا ہے کہ ان پانچ عورتوں کو بہر حال طلاق دیا جا سکتا ہے۔ (۱) حاملہ عورت (۲) وہ عورت جس کے مرد نے ابھی تک اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہے (۳) اور ایسی چھوٹی لڑکی جس کو ابھی حیض نہیں آیا ہے (۴) اور وہ بوڑھی عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے (۵) اور وہ عورت جس کا شوہر عرصہ دراز سے غائب ہے۔ حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے اس کا شوہر اس سے رجعت کرنے کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ وضع حمل نہ ہو جائے پس اگر وضع حمل ہو جائے تو وہ اس سے الگ ہو چکی اب وہ منگنی کرنے والوں میں سے ایک ہے اور جس عورت کے ساتھ اس کے شوہر نے دخول نہیں کیا ہے تو جب اس کو اس کا شوہر ایک طلاق دیدے تو وہ الگ ہو گئی اور اگر اس نے اس کے بعد طلاق دیا قبل ازیں کے اس کے ساتھ رجعت کرے تو اس کو طلاق لاحق نہ ہوئی کیونکہ وہ تو پہلی طلاق ہی سے اس سے جدا ہو چکی تھی کیونکہ اس نے طلاق طالق دیدیا تھا اور جس کا شوہر غائب ہو تو جب اسکو طلاق دیدے درانحالیکہ وہ عرصہ دراز سے غائب تھا تو وہ ایک طلاق سے اس سے جدا ہو گئی جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور وہ عدت گذرنے سے قبل اس کے پاس پہنچکر رجعت نہ کر سکے پس اگر اس کے پاس پہنچ گیا اور عدت پوری ہونے سے پہلے اس نے اس سے رجوع کر لیا تو وہ اس عورت کا زیادہ حقدار ہے دو طلاق دینے کے باوجود وہ اس کے پاس رہ سکتی ہے۔ پس اگر اس نے دوسری طلاق دے دیا درانحالیکہ وہ غائب ہے قبل ازیں کہ وہ اس سے مراجعت کرے اس کو طلاق لاحق نہ ہوگی کیونکہ اس نے تو طلاق طالق دیدیا تھا۔ لفظ طلاق کہ جس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کہے جس کا ہم نے طلاق سنت میں آگے ذکر کر دیا ہے کہ:۔ انت طالق

"تو طالق ہے یا کہے کہ فلانی طالق ہے اور اس کا نام لے یا ایسا کنایہ کرے جس سے اس عورت کی ذات سمجھی جائے یا اس کے نزدیک اس عورت کا تذکرہ کیا جائے اور وہ کہے کہ وہ طالق ہے پس طلاق ہر زبان میں واقع ہو جاتی ہے۔ اس طرح اگر مرد اپنی عورت سے کہے کہ تو پسند کرلے پس اس نے اپنے نفس کو پسند کرلیا پس یہ طلاق ہوئی اور اگر اس نے اپنے شوہر کو چن لیا تو پھر کچھ بھی نہیں یا مرد اپنی عورت سے کہے کہ تیار ہو جا اس سے اس کا مقصد طلاق دینا ہے تو یہ طلاق ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا ہے کہ تو مجھ سے خالی ہو گئی۔ یا بری ہو گئی یا باین ہے یا ٹکڑے ہو چکی ہے یا حرام ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس سے کچھ بھی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ بحالت طہر بغیر جماع دو عادل شاہدوں کی موجودگی میں یہ نہ کہے کہ تو طالق ہے یا یہ کہے کہ تو تیار ہو جا۔ اس سے اس کی مراد طلاق ہو، امام جعفر الصادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ راویان اہل کوفہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تین طلاقوں میں سے ایک ہی طلاق سے عورت بائنہ ہو جاتی ہے پس وہ عورت اپنے مرد کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ پہلے دوسرے مرد سے شادی نہ کرے پھر اس سے شادی کر سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ انھوں نے امیر المومنین علیہ السلام پر تہمت لگائی ہے ان راویوں پر خدا کی لعنت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہی نہیں ہے بلکہ انھوں نے آپ پر یہ تہمت لگائی ہے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا گیا جو اپنی بیوی سے کہتا ہے! تو مجھ سے خالی ہے (بے شوہر کے ہے) یا یہ کہے تو بری ہے یا باین ہے یا الگ ہے یا حرام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کچھ بھی نہیں ہوتا یہ تو شیطان کی فریب کاری ہے ایسے شخص کو ادباً در پہنچانا چاہئے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اس پر قدرت

حاصل ہوتی تو میں اس کے سر کو اذیت و درد پہنچاتا اور اس سے کہتا کہ اس عورت کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کیا ہے تو تو اس کو حرام کرتا ہے، آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا کہ اس نے جھوٹ کہا اور گمان کر لیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کیا تھا اس کو اس نے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ صرف اتنا کہنے سے اس پر نہ تو طلاق داخل ہوتی ہے اور نہ کفارہ واجب ہوتا ہے، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما أحل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك: (ترجمہ) اے رسولؐ آپ اس چیز کو کیوں اپنے اوپر حرام فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اپنی بیویوں کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لئے۔

پس اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کفارہ واجب قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم فرزند رسول صلعم کی ولادت سے قبل رسول اللہ صلعم نے ماریہ قبطیہ سے خلوت کیا تھا چنانچہ جناب عائشہ اس راز سے واقف ہو گئیں اور آزردہ خاطر ہو گئیں پس آنحضرت صلعم نے ان کے واسطے یہ قسم کھائی کہ وہ پھر کبھی ماریہ کے پاس نہ جائیں گے، اور آپ نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا، اور جناب عائشہ کو یہ راز چھپانے کا حکم دیا لیکن حضرت حفصہ کو بھی اس کی خبر ہو گئی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لك تبتغی مرضات ازواجك.....

پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اس قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا آپ نے جناب عائشہ کے لئے قسم کھائی تھی لہٰذا آپ نے اس کا کفارہ ادا کیا اور ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے فرزند جناب ابراہیم تولد ہوئے ماریہ آنحضرت صلعم کے فرزند کی ماں یعنی ام ولد تھیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے خیار کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت زینب نے رسول اللہ صلعم سے فرمایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن عدل و انصاف نہیں کرتے؟ اور حفصہ نے کہا کہ اگر آپ ہم کو طلاق دے دیں تو

ہم کو ہماری قوم میں برابر کے لوگ سلجائیں گے پس اللہ کو اپنے رسول کے لئے غیرت آئی اور بیس دن تک آپ سے وحی بند رہی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری :۔ یاایھا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ وان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما۔ (ترجمہ) (اے رسولؐ) آپ اپنی بی بیوں سے کہہ دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی زینت کی خواہشمند ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور آخرت کو تو اللہ تعالیٰ نے تم جیسی نیکوکاروں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

پس رسول اللہ صلعم ان سے ۲۹ رات تک مشربۃ ام ابراہیم میں الگ رہے پھر آپ نے ان کو بلا کر اختیار کا حق دیا پس انھوں نے آپ کو اختیار و پسند کیا اگر وہ اپنے آپ کو پسند کرتیں تو ان کے لئے یہ ایک ہی طلاق بائنہ ہوتی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مختار بنا دے تو اس کو یہ حق خیار اس وقت تک حاصل رہے گا جب تک کہ وہ اپنی مجلس میں رہے اور خیار کا حق اس صورت میں ملتا ہے جبکہ عورت پاک اور بحالت طہر ہو اور طہر میں اس کے شوہر نے اسے ہاتھ نہ لگایا ہو پس اگر عورت خیار کی صورت میں اپنے شوہر کو پسند کرے تو پھر کوئی بات نہیں اور اگر اس نے اپنے نفس کو پسند کر لیا تو یہ ایک ہی طلاق بائن ہوگی اور وہ شکمی کرنے والوں میں سے ایک ہوگا، اگر عورت چاہے تو اسی دن اپنے آپ کو اس سے بیاہ سکتی ہے لیکن دوسرے کے ساتھ بھی اسی وقت شادی کر سکتی ہے جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔ پس اگر عورت اپنے مقام سے کھڑی ہو گئی اور مرد اس کی طرف گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا یا اس کو بوسہ دیا قبل ازیں کہ وہ کچھ بولے تو اس سے کچھ بھی نہیں ہوتا الا آنکہ عورت اسی جگہ کوئی جواب دیدے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی

بیوی کو طلاق دیدے درانحالیکہ وہ بیمار ہو لیکن صحیح العقل ہو تو طلاق جائز ہے اور اگر مر گیا یا عورت مر گئی قبل اس کے کہ اس کی عدت پوری ہو تو دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور اگر عدت پوری ہو چکی تھی درانحالیکہ مرد بیمار تھا پھر وہ اسی مرض میں انتقال کر گیا جبکہ اس کی عدت پوری ہو چکی تھی تو جب تک کسی اور سے شادی نہ کرے اس وقت تک اس مرد کی وہ وارث ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجنون کی طلاق جس کی عقل میں فتور ہو اور خلل ہو جائز نہیں ہے اور نہ ایسے شخص کی طلاق جائز ہے جو نشے میں ہو اور اسکو کسی بات کی سمجھ نہ ہو۔ اور جو شخص سویا ہوا ہو اور نیند کی حالت میں طلاق دیتا ہو درانحالیکہ وہ سمجھتا نہ ہو تو اس کی طلاق جائز نہیں ہے اور نہ ایسے شخص کی طلاق جائز ہے جس کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا ہو، اور نہ ایسے بچے کی طلاق جائز ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ٹکڑے ٹکڑے طلاق نہیں دی جا سکتی جیسے ایک شخص اپنی بیوی سے اس حال میں کہے جبکہ طلاق دینا واجب ہو کہ تو نصف طلاق سے طالق ہے یا تہائی یا چوتھائی طلاق سے طالق ہے یا اس طرح کچھ اور کہے تو یہ ایک ہی طلاق ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے طلاق میں اظہار استثناء کیا ہے تو اس کی طلاق جائز نہ ہوگی، اور اگر طلاق ظاہر کیا ہے لیکن استثناء کو مخفی رکھا ہے تو اس نے جو اعلانیہ کہا ہے وہی ثابت سمجھا جائے گا۔

فصل (۲)

خلع اور مبارأۃ کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خلع جائز ہے جبکہ مرد اسے اس

کے مقام پر استعمال کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر سے کہے کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں تمہارے واسطے حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکتی ہوں پس میں تم کو اتنا اتنا دیتی ہوں۔ اور پھر شوہر یہ کہے کہ مجھے بھی اس بات کا خوف ہے کہ میں تمہارے ساتھ رہ کر اللہ کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتا ہوں پس دونوں جب قدر رقم پر رضامند ہو جائیں وہ دونوں کے لئے جائز ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں تمہارے کسی حکم کی اطاعت نہ کروں گی اور نہ تمہاری کسی قسم کو پورا کروں گی اور نہ جنابت کے بعد غسل کروں گی، اور میں تمہارے بچھونے کو روندا دونگی اور تمہاری اجازت کے بغیر ضرور تمہارے پاس آؤں گی یا ایسے ہی دوسرے الفاظ کہے جس سے اس قسم کی تعدی اور تجاوز کرتی ہو خواہ وہ تفصیل کے ساتھ کہے یا اجمال کے ساتھ یا یہ کہے کہ میں تمہارے لئے اللہ کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتی تو اس صورت میں مرد کے واسطے جائز ہے کہ وہ دونوں جس بات پر رضامند ہوں اس بات پر عورت کو مد خلع" دیدے اور جو رقم یا جو چیز اس کو باہم اتفاق کر کے دے وہ لیکر اس کو خلع کر دے۔ اور خلع طلاق بائن ہے پھر مرد کو عورت پر رجعت کا اختیار نہیں رہتا الا آنکہ دونوں نکاح مستقبل پر اتفاق کر لیں اس صورت میں وہ اس مرد کے پاس رہے گی کیونکہ ابھی اور طلاق باقی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ولا یحل لکم ان تاخذوا مما آتیتموھن شیئا الا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (ترجمہ) اور تم کو یہ جائز نہیں کہ جو تم انھیں دے چکے ہو اس میں سے پھر کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اس کا خوف ہو کہ خدا نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں ان کو دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے پھر تمہیں (اے مسلمانو) یہ خوف ہو کہ دونوں خدا کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو اگر عورت مرد کو کچھ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خلع یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں جدا ہونا چاہتے ہوں اور شوہر اپنی بیوی کو مفرت اور تکلیف دینے

کے لئے ایسا نہ کرتا ہو تو خلع اس طرح سے کرے کہ عورت مرد کو کوئی چیز دے جو مرد نے اس کو دیا تھا یا عورت مرد پر اپنی کسی واجب الادا چیز کو معاف کر دے پس وہ اس کے عوض اپنے شوہر کو علٰحدہ کر سکتی ہے یا اس کے علاوہ کسی اور شرط پر اور یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ عورت اپنے قول میں متجاوز نہ ہو۔ اور مرد کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ عورت سے رقم لے سوائے اس رقم سے کم جو اس نے اسے دیا ہے اور اگر عورت نے قول میں تجاوز کیا اور اس نے مرد کی ایذا رسانی کے بغیر جو اس نے اپنی عورت کو دیا تھا وہ بطور فدیہ طلب کیا یا اس سے زیادہ طلب کیا تو یہ جائز ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرمایا کہ خلع اور مبارأۃ صرف بلا جماع طہر کی حالت میں جائز ہے اور دو شاہدوں کی موجودگی میں جس طرح سے کہ طلاق اور رجعیا رہیا ہوتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عورت کی طرف سے فرار ہوا اور مرد کی طرف سے نہ ہو تو مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ عورت سے اتنی رقم لے جس پر دونوں نے اتفاق کیا ہو اور اگر فرار دونوں کی جانب سے ہو اور دونوں ایک دوسرے کو بغض کرتے ہوں تو مرد عورت سے اس رقم سے زیادہ نہ لے جو اس نے اسے دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ:۔ فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا۔ (ترجمہ) (میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کا طرفین سے اندیشہ ہو تو) ایک ثالث مرد کے کنبہ سے اور ایک ثالث عورت کے کنبہ سے مقرر کرو

آپ نے فرمایا کہ جب تک ثالث مرد و عورت سے پوچھ نہ لیں اس وقت انہیں فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے اور دونوں حکم ان دونوں سے شرط کر لیں کہ اگر ان دونوں کی رضامندی کا ہو تو دونوں مرد عورت کو جمع کر دیں گے اور اگر دونوں نے چاہا تو الگ کر دیں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص اپنی عورت کے ساتھ

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان دونوں کے ساتھ ایک ایک گروہ تھا پس آپ نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگ ایک حکم (سرپنچ) اس شخص کی طرف سے بھیجیں اور ایک حکم (سرپنچ) اس عورت کی طرف سے بھیجیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر آپ نے دونوں حکموں (سرپنچوں) کو بلا کر فرمایا کہ آیا تم دونوں اپنے فرض سے باخبر ہو؟ اگر تم دونوں نے جمع ہونا مناسب سمجھا ہے تو تم دونوں جمع ہو جاؤ اور اگر تم دونوں الگ ہونا مناسب سمجھتے ہو تو الگ ہو جاؤ اس وقت عورت نے کہا کہ میں کتاب اللہ کے فیصلہ پر رضامند ہوں خواہ میرے موافق فیصلہ ہو یا میرے خلاف اور مرد نے کہا کہ میں علیحدگی کو پسند نہیں کرتا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم جھوٹ بول رہے ہو جب تک کہ تم اس بات پر راضی نہ ہو جاؤ جس پر یہ عورت راضی ہوئی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا ہے کہ فابعثوا حکماً من اھلہ وحکماً من اھلھا: (ترجمہ) تو ایک ثالث مرد کے کنبہ سے اور ایک ثالث عورت کے کنبہ سے مقرر کرو۔

دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ دونوں حکم (سرپنچوں) کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ دونوں (مرد و عورت) کو الگ کر دیں جب تک کہ میاں بیوی سے مشورہ نہ کر لیں۔

فصل (۳)

ایلاء کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر: (ترجمہ) جو لوگ اپنی بی بیوں کے پاس جانے کی قسم کھائیں ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایلاء یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے

کہے کہ: میں تجھے ضرور غصہ میں مبتلا کروں گا اور میں تیرے ساتھ ضرور بدسلوکی کروں گا اتنا کہہ کر اس عورت سے الگ ہو جائے اور اس سے جماع نہ کرے حتیٰ کہ چار ماہ گذر جائیں پس جب چار مہینے بیت جائیں تو اس کو خبر کی جائے کہ وہ یا تو رجعت کرے یا طلاق دیدے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے عمر بن حارث کو مطلع کیا جبکہ چار مہینے گذر چکے تھے انھوں نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو رجعت کر لو یا پھر طلاق دے دو۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے یہاں تک کہ چار ماہ گذر جائیں پس جب چار ماہ گذر جائیں تو اس شخص کو خبر کی جائے پس اگر وہ چاہے تو رجعت کرے یا اس جگہ طلاق دیدے اور اگر عورت اٹھ کر اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور چار ماہ گذر گئے یہاں تک کہ مرد کو خبر کی گئی اگر عورت نے مرد کو طلب کیا اور بعد اس کے کہ اس کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو رجعت کرے اور چاہے تو طلاق دیدے۔ اور مرد کو جب تک اطلاع نہ ملے اس وقت تک وہ کشادگی میں ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ اس شخص کی بیوی ہے اور جب تک اس کو خبر نہ کی جائے دونوں کے درمیان تفریق نہ کی جائے، خواہ وہ اپنی عورت کو سال بھر روکے رکھے، چار ماہ کے درمیان عورت کو کچھ بھی بولنے کا حق نہیں ہے پس اگر چار ماہ گذر جائیں قبل ازیں کہ مرد اسے ہاتھ لگائے پس اگر وہ خاموش اور راضی رہے تو مرد کا رجعت اور کشادگی میں ہے اور اگر عورت نے اپنا مقدمہ والی کے روبرو پیش کر دیا تو اس کو کہا جائے کہ وہ یا تو رجعت کرے یا پھر طلاق دیدے۔ اور جب عورت چار ماہ کے بعد اس سے اپنا حق مانگے تو اس کو عورت کے لئے کھڑا کیا جائے خواہ کچھ دنوں کے بعد ہی ایسا کیوں نہ کیا جائے، صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: فئی سے مراد جماع ہے پس اگر وہ جماع پر قادر نہ ہو کسی مرض کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے یا کسی سفر پر جانے کی وجہ سے اور وہ اپنی زبان سے اس کا اقرار کرے تو اس کی بات

تسلیم کرلی جائے۔ اور اگر جماع پر قادر ہو تو معلوم ہو کہ بجز فرج میں دخول کے اور کچھ بھی جائز نہ ہوگا الا آنکہ اس کے اور جماع کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے اور نہ اس کو جماع کرنے کا کوئی راستہ نہ مل سکے۔ پس جب وہ اس وقت یہ کہے کہ اس نے جماع کیا ہے اور اس پر کسی کو گواہ کر دے تو یہ جائز ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب ایلاء کرنے والے کو واقف کر دیا جائے اور اس نے طلاق دینے کا عزم کر لیا ہو تو اس کو عورت سے الگ کر دیا جائے حتیٰ کہ اس کو حیض آجائے یا حیض سے پاک ہو جائے پس جب پاک ہو جائے تو اس کو طلاق دیدے۔ پھر جب تک تین قرء (تین حیض) پورے نہ ہو جائیں تب تک وہ اس عورت سے رجعت کرنے کا بہت ہی زیادہ حقدار ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ طلاق پر دو عادل شاہدوں کو گواہ مقرر کر دیا جائے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب تک مرد اپنی عورت کے ساتھ دخول نہ کرے اس وقت تک ایلاء کا حکم واقع نہیں ہوتا اور ایلاء اس عورت پر بھی واقع نہیں ہوتا جو "مدخول بہا" نہیں ہے

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنین میری بیوی نے ایک لڑکا جنا ہے اور میں نے یہ کہا ہے کہ قسم بخدا میں تجھ سے اس وقت تک صحبت نہ کروں گا جب تک تو اس بچے کو دودھ چھڑا نہ لے، میں نے ایسا اس خوف سے کہا ہے کہ کہیں وہ اس بچے پر ہی پھر حاملہ نہ ہو جائے حضرت علی علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ اصلاح کے سلسلے میں تم پر ایلاء کا حکم واقع نہیں ہوتا ہے۔ اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ ایلاء نہیں ہے ایسی صورت میں اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھا کر کہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ دو سال تک ہمبستر نہ ہوگا تو وہ ایلاء کرنے والا نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ عرصہ تک بلا قسم کے الگ ہو جائے تو یہ ایلاء نہیں ہے اس کو اپنی بیوی کے پاس جانا ہی چاہیئے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء بھی کیا ہے اور ایک ہی وقت میں اس سے ظہار بھی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس پر صرف ایک ہی کفارہ واجب ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ایلاء کرنے والے کو واقف کر دیا جائے تو امام اس کو جماع کرنے پر مجبور نہ کرے، یہ اس کے متعلق حکم ہے جب کے متعلق حاکم کو یہ مناسب معلوم ہوا ہو کہ اس کو جماع یا طلاق کے درمیان اختیار دیا جائے تو ایسا شخص اگر نہ تو جماع کرتا ہو اور نہ طلاق دیتا ہو تو امام اس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ یا تو جماع کرے یا طلاق دیدے پس امام اس کو اس معاملے میں اختیار دیدے، یہ لابدی اور ضروری ہے کہ جب اس کو واقف کر دیا جائے چار ماہ کے گذرنے کے بعد کہ وہ یا تو جماع کرے یا طلاق دیدے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب ایلاء کرنے والا جماع کرے تو اس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب غلام اپنی عورت سے ایلاء کرے تو اس پر ایلاء کا حکم لازم ہو جاتا ہے اور اس کی حد دو ماہ ہے پس جب دو ماہ گذر جائیں تو اس کو واقف کر دیا جائے، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر وہ ایلاء جس کی حد پوری نہ ہوئی ہو وہ ایلاء نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایلاء کرنے والے کی جماع کی بابت فرمایا کہ جب مرد کہے کہ میں نے جماع کیا ہے اور عورت انکار کرے تو مرد کی بات مانی جائے گی۔ اور ایلاء درست نہ ہوگا۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب کوئی مرد قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے چار ماہ تک قریب نہ ہوگا تو اس میں کوئی ایلاء نہیں ہے اور اگر چار ماہ سے زیادہ کی قسم کھائی ہے تو یہ ایلاء ہے لیکن چار ماہ یا اس سے

کم مدت میں اس کے لئے کوئی ایلاء نہیں ہے۔

فصل (۴)

ظہار کا بیان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ: الذین یظاھرون منکم من نسائھم ما ھن امھاتھم ..... (ترجمہ) جو لوگ اپنی بی بیوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں (اپنی بی بی کو ماں کہتے ہیں) وہ کچھان کی مائیں نہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جاکر ایک غلام آزاد کردو۔

اس نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی غلام نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر تم دو ماہ کے مسلسل روزے رکھو۔ اس نے کہا کہ مجھے روزہ رکھنے کی بھی استطاعت نہیں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھلادو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق بناکر بھیجا ہے میں نہیں جانتا کہ مدینہ کے شرفاء میں مجھ سے اور میرے اہل وعیال سے زیادہ کوئی محتاج ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر جاؤ تم اور تمہارے اہل وعیال کھا جاؤ۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ظہار بحالت طہر بغیر جماع کے بھی ہوتا ہے۔ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا تھا جس نے اپنی عورت سے تین مرتبہ ظہار کیا تھا کہ اس پر تین مرتبہ کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ اس وقت واجب ہے کہ جب کوئی شخص مختلف مجلسوں میں اپنی بیوی سے ظہار کرے خواہ وہ ظہار ایک معاملے میں کیونکہ نہ ہو اس پر

مختلف کفارے واجب ہوں گے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کئی بار ایک ہی مجلس میں ظہار کیا ہے تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہو گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے چار عورتوں سے ظہار کیا ہے تو اس پر چار کفارے واجب ہوں گے یعنی جبکہ وہ اپنی چار بیویوں میں سے ایک ایک کو فرداً فرداً ظہار کرے۔ کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک ہی مجلس میں یک لفظ چار بیویوں سے ظہار کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ ظہار ہر محرم دار عورت ماں، بہن، خالہ، چچی یا دوسری محرم دار عورتوں کے نام سے اس طریقہ سے ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ یا بہن، یا خالہ، یا چچی کی پیٹھ کی طرح ہے تو یہ ظہار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی سے قبل از دخول ظہار کیا تھا آپ نے فرمایا کہ جب تک دخول نہ ہو تب تک ظہار اور ایلاء کا اطلاق نہیں ہوتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مرد حر اور اس کی لونڈی کے درمیان ظہار نہیں ہے البتہ اگر کوئی شخص چاہے تو لعان کر سکتا ہے کیونکہ لونڈی میں ظہار نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- الذین یظاھرون منکم من نسائھم (ترجمہ) جو لوگ اپنی بی بیوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں۔ پس لونڈی بیوی نہیں ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ لونڈی میں ظہار کی وہی کیفیت ہے جو حرہ عورت میں ہے یعنی جبکہ لونڈی زوجہ ہو لیکن اگر کسی نے اپنی لونڈی سے ظہار کیا ہے تو یہ ظہار نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی قسم کے کھانے سے ظہار واقع نہیں ہوتا۔ ظہار تو صرف اسی وقت ہوتا ہے جبکہ مرد بحالت طہر بغیر جماع

اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے برابر ہے یا اس طرح سے کہے کہ تم سب گواہ رہنا کہ یہ عورت میری ماں کی پیٹھ کے برابر ہے۔ اور یہ نہ کہے کہ تو نے اگر ایسا ایسا کہا تو تو میری ماں کی پیٹھ کے برابر ہوگی ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اے فرزند رسول صلعم! میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے نزدیک میری ماں کی پیٹھ کے برابر ہے، جو تو حجرے کے دروازے کے باہر گئی۔ پس وہ نکل گئی، آپ نے فرمایا کہ تم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اس شخص نے عرض کیا کہ میں ایک یا دو غلام کو آزاد کرنے کا کفارہ ادا کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا کہ خواہ تم کو اس پر قدرت ہو یا نہ ہو تم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے کیونکہ جب تم نے ظہار کی قسم کھائی ہے تو وہ ظہار نہیں ہے ظہار تو فقط اس طرح ہوتا ہے کہ تم اپنی بیوی سے بحالت طہر بغیر جماع دو شاہدوں کی موجودگی میں یا اس سے زیادہ گواہوں کی موجودگی میں یہ کہو کہ اے لوگو! تم سب گواہ رہنا کہ یہ عورت مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کے برابر ہے لیکن تم یہ نہ کہو کہ اگر تو نے ایسا ایسا کام کیا تو .....

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ظہار بحالت طہر بلا ہاتھ لگائے دو شاہدوں کی موجودگی میں بغیر کسی قسم کے ہوتا ہے جس طرح سے کہ طلاق دی جاتی ہے اگر اس کے ذرا سا بھی خلاف ہوا تو وہ ظہار نہ ہوگا اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے اس قسم کی ایک روایت منقول ہے اس حدیث کے راوی نے ان حضرات سے اس طرح نقل کیا ہے کہ ظہار کی دو قسمیں ہیں ایک ظہار تو وہ ہے جس سے قبل جماع کفارہ واجب ہوتا ہے پس جس ظہار میں بعد جماع کفارہ واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر میری ماں کے پیٹھ کے برابر ہے اگر میں تجھ سے قریب ہوا پس وہ اس صورت میں جب عورت کے پاس جا چکے تو کفارہ ادا کرے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مرد کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کے پیٹھ کے برابر ہے اور یہ نہ کہے کہ اگر تو نے ایسا ایسا کیا پس اس روایت سے بعض کوتاہ فہموں کو شبہ پیدا ہو گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ یہ روایت اس کے خلاف ہے جو ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ ظہار قسم کی صورت میں ظہار نہیں ہوتا ہے یہاں جو کفارہ ہے وہ فقط ایلاء سے متعلق ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی عورت سے ایلاء کیا تھا اور ایک ہی وقت میں ظہار بھی کیا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک ہی کفارہ واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ظہار کے کفارہ کے متعلق فرمایا کہ جب ظہار کرنے والے کے پاس کوئی غلام ہو تو اس کو آزاد کر دے۔ پس اگر نہ ہو تو دو ماہ تک مسلسل روزہ رکھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ نص قرآن کے مطابق ہے اور اس کے مطابق ہے جو ہم نے بعون اللہ اصلعم سے اس باب کے شروع میں بیان کیا ہے اور جو شخص غلام آزاد کر سکتا ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا اس طرح جو روزہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے مسکینوں کو کھلانا کافی نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن میں جہاں جہاں "او" "او" "یا" "یا" لکھا ہوا ہے وہاں وہاں اختیار ہے جس پر چاہے عمل کرے اور جہاں قرآن میں۔ فان لم یجد" اگر موجود نہ ہو یا "او لم یستطع فعلیہ کذا اور یا اس کی استطاعت نہ ہو تو ویسا ایسا کرے، تو اس میں اختیار نہیں ہے اس صورت میں پہلے ہی حکم پر عمل کرنا واجب ہے پھر اس کے بعد دوسری صورت پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر اس کے بعد جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان تمام حضرات نے فرمایا ہے کہ ظہار کرنے والا ذرا سی بھی قربت نہ کرے پس جب اپنی بیوی کی طرف لوٹ کر جانے کا ارادہ کرے جس سے اس نے ظہار کیا تھا تو پہلے کفارہ ادا کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے ایک ایسے ظہار کرنے والے کی بابت پوچھا گیا جو اپنی اس عورت سے جماع کرتا ہے جس سے اس نے ظہار کیا تھا کفارہ ادا

کرنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا کہ فقہ سے واقف شخص ایسا نہیں کرتا ہے عرض کیا گیا کہ اگر ایسا کرے تو؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے حدود اللہ میں سے ایک حد سے تجاوز کیا ہے اس پر گناہ عظیم ہے، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا اس پر پہلے کفارہ کے علاوہ کچھ اور بھی واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ سے استغفار کرے اور اس کے نزدیک توبہ کرے اور اپنی بیوی سے دور رہے جب تک کفارہ ادا کر دے اس کے پاس نہ جائے اس طرح آپ سے ظہار کی بابت پوچھا گیا کہ ظہار کرنے والے پر کب کفارہ واجب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ اپنی بیوی سے جماع کرنے کا ارادہ کرے۔

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ پس اگر قبل جماع طلاق دیدے تو پھر بھی اس پر کفارہ واجب ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں اب اس سے کفارہ ساقط ہو گیا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کی بابت پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ پھر اس کو ایک طلاق دے دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے اس کو طلاق دے دیا تو ظہار باطل ہو گیا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر اس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر ایک طلاق دے دیا پھر اس سے رجعت کر لیا تو اس صورت میں اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس کی عورت ہے اس پر وہی واجب ہے جو ظہار کرنے والے پر واجب ہوتا ہے قبل اس کے کہ وہ اسے ہاتھ لگائے، پس جب وہ اس کے ساتھ جماع کرنے کا ارادہ کرے تو کفارہ ادا کرے پھر اس کے ساتھ جماع کرے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر اس کو ترک کر دے حتیٰ کہ اس کی مدت پوری ہو جائے اور عورت اپنے نفس کی مالک ہو گئی پھر اس نے اس عورت سے منگنی کر کے شادی کر لیا تو کیا اس عورت کو ہاتھ لگانے سے پہلے اس پر ظہار کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں کیونکہ وہ عورت اس سے الگ ہو چکی تھی اور اپنے نفس کی مالک بن گئی تھی اور یہ تو نکاح کی تجدید ہوئی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کی بابت پوچھا

گیا جس نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا پس وہ اس سے قریب نہ ہوا مگر اس کو چھوڑ رکھا اس حال میں کہ وہ اس کو الگ بلا ہاتھ لگائے دیکھتا رہا تو کیا اس صورت میں اس پر کچھ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس کی عورت ہے اس کے لئے جب تک کفارہ نہ ادا کرلے جماع حرام ہے اور کچھ بھی حرام نہیں ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر اس عورت نے اسے سلطان کے پاس پیش کر دیا اور اس نے یہ کہا کہ یہ میرا شوہر ہے جس نے مجھ سے ظہار کیا ہے اور مجھے اس حال میں روک رکھا ہے کہ وہ مجھ کو ہاتھ تک نہیں لگاتا ہے کہیں اس پر ظہار کرنے والے کا کفارہ واجب نہ ہو جائے؟ آپ نے فرمایا کہ سلطان اس کو نہ غلام آزاد کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور نہ روزہ رکھنے اور نہ کھانا کھلانے پر مجبور کر سکتا ہے جبکہ اس کے پاس آزاد کرنے کے لئے نہ غلام موجود ہو اور نہ وہ روزہ رکھنے پر قادر ہو اور نہ کھانا کھلانے کی استطاعت اس کو ہو اور اگر غلام آزاد کر سکتا ہے تو امام پر واجب ہے کہ وہ غلام آزاد کرنے پر اسے مجبور کرے اور اگر وہ صدقہ کر سکتا ہو تو اس کو صدقہ کرنے پر مجبور کرے جبکہ وہ غلام آزاد نہ کر سکتا ہو اور وہ یہ کہے کہ میں روزہ نہیں رکھ سکتا ہوں ایسا قبل جماع کیا جائے اور رس کرنے کے بعد کیا جائے اگر اس نے قبل اس کفارہ ادا نہیں کیا ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے ظہار کے متعلق فرمایا ہے کہ حُر اور مملوک دونوں اس میں برابر ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ جو کچھ حُر پر واجب ہے اس کا آدھا غلام پر واجب ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے روزہ کے متعلق فرمایا ہے کہ مملوک ایک ماہ کا روزہ رکھے اس پر نہ غلام آزاد کرنا واجب ہے اور نہ کفارہ دینا واجب ہے کیونکہ مملوک کا مال تو اس کے آقا ہی کا ہوتا ہے پس اس کے لئے واجب نہیں ہے کہ غلام آزاد کرے اور نہ یہ واجب ہے کہ وہ اپنے آقا کے مال میں سے صدقہ کرے۔ الا آنکہ اس کا آقا اس کی اجازت دے اور اس کو رضا کارانہ طور پر بخشندے تو اس کے لئے یہ کافی ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ غلام خواہ

روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا نماز نہ پڑھے اور نہ روزہ رکھے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ظہار کے کفارہ کے لئے کافی ہے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہودی اور نصرانی اور ام ولد (لونڈی) ظہار کے کفارہ کے لئے کافی ہیں اور جب غلام ہی کو آزاد کرنا واجب ہو تو اس میں نہ مجنون اور نہ عیب دار غلام آزاد کرنا جائز ہوگا۔ امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ظہار کے کفارہ میں مدبر و مکاتب غلام آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ظہار کے روزے دو ماہ تک مسلسل رکھنا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پس اگر ظہار کرنے والے نے ظہار کا روزہ رکھا پھر وہ غلام آزاد کرنے پر قادر ہو گیا قبل ازیں کہ اس کے روزے تمام ہوں تو وہ غلام کو آزاد کر دے روزہ اس سے ساقط ہو گیا اور اگر وہ روزہ سے فارغ ہو چکا ہے پھر اس کو غلام آزاد کرنے پر قادر ہو گیا جبکہ وہ روزوں سے فارغ ہو چکا تھا۔ تو اس نے واجب کو ادا کر دیا ہے اس پر اب کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے ایک ظہار کے کفارہ کا روزہ رکھا یا اس سے کم پھر اس نے کسی علت کے بلا علت کے روزہ افطار کر دیا تو اس نے اپنا روزہ توڑ دیا اب اس پر واجب ہے کہ وہ پھر سے روزہ رکھے حتیٰ کہ مسلسل دو ماہ روزہ رکھے پس اگر اس نے ایک ماہ کا روزہ رکھا اور وہ دوسرے ماہ کے روزہ میں داخل ہو گیا پھر اس نے اپنا روزہ توڑ دیا تو اس صورت میں اس پر وہی قضا روزہ رکھنا واجب ہے جو دو ماہ میں سے باقی رہ گیا ہے کیونکہ اس نے دو ماہ کے روزہ میں تسلسل قائم رکھا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ظہار کرنے والا ظہار کے کفارہ کا کھانا ساٹھ مسکینوں کو کھلائے اور ہر مسکین کو نصف صاع کھانا کھلائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ظہار کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مُد اناج کافی ہے ممکن ہے کہ یہ مد نصف صاع کے برابر ہو اور وہ حنطہ کا ذکر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے اور حنطہ کا ذکر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے کیا ہے وہ گیہوں ہے یہ دونوں قدر و کفایت میں برابر ہیں۔

پس اس سلسلے میں جو کچھ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے اس کا حکم مستطیع کو دیا گیا ہے اور جس مُد کا ذکر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے کیا ہے کہ وہ کافی ہوگا۔ تو وہ کشادگی اور رخصت کے درجے میں ہے لیکن اولیٰ وہی ہے جو امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔

فصل (۵)

لِعان کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھادات باللہ انہ لمن الصادقین ..... وان اللہ توّاب حکیم: (ترجمہ) اور جو لوگ اپنی بی بیوں پر زنا کا الزام لگائیں اور اس کے ثبوت میں اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ایک کی گواہی چار مرتبہ اس طرح ہوگی کہ وہ ہر مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ اپنے دعوہ میں فرد سچا ہے ..... خدا توبہ قبول کرنے والا صاحب حکمت ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے مذکورہ بالا آیت کریمہ کے متعلق فرمایا ہے کہ کسی شخص نے اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو یہ اس کے اور عورت کے درمیان لِعان نہیں ہے جب تک کہ رویت کا دعویٰ نہ کرے اور وہ اس طرح کہے کہ میں نے ایک مرد کو دیکھا جو اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ تھا اور وہ اس کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ لِعان یہ ہے کہ والی کے نزدیک مرد اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے اس عورت کے پاس اپنی جگہ پر ایک

دوسرے شخص کو دیکھا تھا۔ یا اس کے لڑکے سے انکار کرے تو اس طرح کہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے پس جب وہ ایسا کرے تو دونوں والی کے پاس باہم لعان کریں یعنی جبکہ وہ اپنے اس قول پر ثابت قدم رہے اور اس سے پھر نہ جائے اور اس سے قبل اس نے اپنا بچہ ہونے کا اقرار نہ کیا ہو پس اگر اس نے اقرار کیا تھا پھر اس سے انکار کیا ہے تو یہ انکار جائز نہیں ہے اور وہ اس پر لعان نہ کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور پھر اس سے پھر جائے تو اس کو اسی دُرّے لگائے جائیں اور اس کی بیوی اس کے پاس بھیجدی جائے اور اگر وہ تہمت پر ثابت قدم ہے تو پھر عورت پر لعان کرے پس لعان کی صورت یہ ہے کہ وہ امام کے روبرو چار مرتبہ شہادت دے کہ وہ سچا ہے۔ وہ پہلے کہے کہ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت کے پاس اپنی جگہ پر ایک دوسرے کو دیکھا ہے یا کہے کہ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے۔ چار مرتبہ اس طرح سے کہے اور ہر مرتبہ یہ بھی کہے کہ میں نے جو کچھ بھی کہا ہے اس میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر خدا کی لعنت اگر وہ جھوٹا ہے وہ اس طرح کہے کہ اگر میں اپنے اس قول میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہے اس طرح وہ عورت بھی چار شہادتیں دے کہ وہ اللہ تعالےٰ کو شاہد رکھ کر کہتی ہے کہ اس نے اس پر جو تہمت لگائی وہ اس میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار اس طرح سے کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو ان دونوں میں جب کوئی اپنے قول سے فارغ ہو چکے تو آمین کہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے سنت یہ ہے کہ امام دونوں لعان کرنے والوں کے واسطے مجلس میں بیٹھے اور دونوں کو اس حال میں اپنے آگے کھڑا کرے کہ ان میں سے ایک کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

حضرت علی اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب امام کے آگے دو لعان کرنے والے ایک دوسرے پر لعان کریں تو دونوں کو علیحدہ کر دے وہ دونوں کبھی بھی کسی نکاح کے ذریعہ جمع نہ ہوں ان دونوں کے واسطے اجتماع حلال نہیں ہے اور جس بچے پر دونوں نے فلاعن کیا ہے اس کو اس کی ماں کی جانب اور اس کے ماموؤں کی جانب منسوب کیا جائے اس کا تمام امر اور شان انھیں کی طرف ہو گا۔ اور جو شخص اس پر تہمت

لگائے گا اس پر حد جاری کی جائے گی اس بچے کا نسب اس شخص سے منقطع ہو جائے گا جس نے اس کی ماں پر لعان کیا تھا اور ان دونوں کے درمیان کسی حال میں بھی کوئی میراث نہ ہوگی اس لڑکے کی ماں ہی اس کی وارث ہوگی اور جو اس کی ماں کے ذریعہ اس کی طرف سبب بنے گا وہ وارث ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے دو لعان کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ اگر مرد والی کے نزدیک عورت پر تہمت لگانے کے بعد اس پر لعان نہ کرے تو اس پر حد جاری کی جائے اور اگر اس نے لعان کیا لیکن عورت نے لعان نہیں کیا تو اس کو سنگسار کیا جائے

---------- اور اگر دونوں نے لعان کیا اور مرد نے بچے یا حمل کی نفی کی تھی جبکہ عورت حاملہ تھی کہ یہ حمل اس کا نہیں ہے پھر اس نے لعان کے بعد اس کا دعویٰ کیا تو لڑکا اس باپ کا وارث ہوگا لیکن وہ اس لڑکے پر لعان اور نفی کرنے کے بعد اس کا وارث نہ ہوگا، اور اگر ایسا لعان سے قبل ہو جائے تو مرد پر حد ماری جائے اور بچے کو اس کے پاس بھیجا جائے اور اس کی عورت اپنے حال پر ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس ملاعنت کے بارے میں فرمایا جس میں شوہر اپنی عورت پر تہمت لگاتا ہے اور اس کے فرزند سے انکار کرتا ہے اور اس پر لعان کرتا ہے اور الگ ہو جاتا ہے لیکن پھر یہ کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہی لڑکا ہے اور اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے پاس عورت کبھی بھی واپس نہ جائے لیکن لڑکے کو اس کے پاس بھیجا جائے جبکہ وہ اس کا مطالبہ اور دعویٰ کرے اور وہ اپنے لڑکے کو نہ چھوڑے اور اس کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔ لڑکا باپ کا وارث ہو سکتا ہے لیکن باپ لڑکے کا وارث نہیں ہو سکتا اس کی میراث کے حقدار اس کی ماں اور اس کے ماموں ہوں گے۔ یا وہ ہوں گے جو ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے آپ کو لعان سے پہلے جھٹلائے تو اس پر حد جاری کی جائے۔ وہ عورت اسی کی عورت ہوگی اور لڑکا اس کا لڑکا ہوگا۔

پس اگر بحالت حمل اس نے عورت پر تہمت لگائی ہے تو اس وقت تک لعان نہ کرے جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے پس وہ جن چکی اور مرد نے لڑکے کا دعویٰ کیا اور پہلے لڑکے سے انکار

کر چکا تھا پس لڑکا اس کا لڑکا ہوگا اور عورت اپنے حال پر اس کی عورت ہوگی مرد کو تہمت لگانے والے کی حد لگائی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمان مرد اپنی ذمی عورت پر جب تہمت لگا دے تو وہ اس کو لعان کر سکتا ہے، اور یہ خداوند تعالیٰ کی کتاب کے ظاہری حکم کے مطابق ہے کہ :- والذین یرمون ازواجھم۔ (ترجمہ) اور جو لوگ اپنی بیبیوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔

پس یہ ذمی عورت اس کی بیوی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ لعان ہر مرد و عورت کے درمیان ہوتا ہے خواہ وہ حر ہو یا مملوک۔ حر اپنی مملوکہ بیوی پر اور مملوک حرہ پر لعان کرے اور غلام لونڈی پر لعان کرے یہی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دو بچوں (لڑکے اور لڑکی) کے درمیان اس وقت تک لعان درست نہیں ہے جب تک کہ وہ سن بلوغ کو نہ پہنچ جائیں، اور اگر دونوں سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو اس تہمت کی وجہ سے باہم ملاعن نہ کریں جو مرد نے اپنی عورت پر لگائی درانحالیکہ دونوں بچے تھے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک مرد اپنی عورت کے ساتھ دخول نہ کرے اس وقت تک لعان واقع نہیں ہوتا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ گونگی اور گونگے کے درمیان لعان جائز نہیں ہے۔ کیونکہ لعان صرف زبان ہی سے کیا جا سکتا ہے صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی گونگی عورت پر تہمت لگا دے تو ان دونوں کو الگ کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی عورت پر تہمت لگائے اور کہے کہ اے زانیہ! تو اس وقت تک لعان درست نہیں ہے جب تک کہ مرد رویت کا دعویٰ نہ کرے یا حمل یا بچے سے انکار نہ کرے پس اگر وہ یہ کہے کہ میں نے تجھ کو باکرہ (ناکتخدائی) کی حالت میں نہیں پایا ہے تو اس صورت میں لعان درست نہیں ہے اور اگر مرد نے دخول سے پہلے ہی اس قسم کا الزام لگا دیا ہے تو اس پر حد ماری جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد لعان کرتے وقت پانچویں بار پیچھے ہٹ جائے تو وہ عورت اسی کی مانی جائیگی۔ اور مرد پر حد جاری کیجائیگی اسطرح عورت پیچھے ہٹ جائے تو اس کو سنگسار کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی پر تہمت لگائے پھر اس کو طلاق دیدے پس اگر الزام کے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس کو حد ماری جائے اور اگر تہمت پر اصرار کرے درانحالیکہ عورت عدت میں ہے تو اس کو لعان کرے۔ اور اگر مر جائے تو اس کے خاندان کا ایک شخص اس کی جگہ پر کھڑا ہو پس وہ اس کو لعان کرے۔ پس وہ میراث کا حقدار نہ ہوگا۔ اور اگر اس کے اولیاء میں کوئی بھی کھڑا نہ ہو جس کو وہ لعان کر سکے تو اس صورت میں وہ عورت کا وارث ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی عورت پر تہمت لگائے اور دونوں کے درمیان لعان نہ ہوئی ہو حتیٰ کہ ان میں سے ایک مر گیا تو دوسرا لعان کرے تو اس کی میراث کا وہ وارث ہوگا لیکن اگر دونوں نے لعان کیا ہے تو ان کو الگ کر دیا جائے اس صورت میں ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی عورت کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دیا پس اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس سے حاملہ ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر عورت یہ ثابت کر دے کہ مرد نے اس پر پردہ ڈال لیا تھا۔ (یعنی ہمبستر ہوا تھا) پھر اس نے لڑکے کا انکار کیا ہے تو مرد اس پر لعان کرے اور عورت مرد سے الگ ہو جائے مرد پر پوری مہر واجب ہوگی۔ اس طرح لعان کی تمام صورتوں میں مرد سے ذرہ برابر بھی مہر ساقط نہ ہوگی خواہ لعان تمام ہو جائے اور دونوں الگ ہو جائیں یا نہ تمام ہو اور دونوں اپنے حال پر باقی رہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مہر واجب ہوگی۔

فصل (۶)

عدت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربص بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا : (ترجمہ) اور تم میں سے جو لوگ بی بیاں چھوڑ کر مر جائیں تو یہ عورتیں چار مہینے دس دن عدت بھرا پنے کو روکیں (یعنی دوسرا نکاح نہ کریں) ۲/۲۳۴

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :- والمطلقات یتربص بانفسھن ثلثۃ قروء : (ترجمہ) اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ اپنے آپ کو (طلاق کے بعد) تین حیض کے ختم ہونے تک نکاح ثانی سے روکیں ۲۲۸ ۲/۲

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ : اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا : (ترجمہ) ایمان دارو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو اور پھر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت واجب نہیں ہے جس کو تم شمار کرنے لگو۔ ۲۳/۴۱

اور وحدہٗ لاشریک نے یہ بھی فرمایا ہے کہ : واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن : (ترجمہ) اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا بچہ جننا ہے ۶۵/۴

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ : (ترجمہ) اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے پروردگار خدا سے ڈرو (اور عدت کے اندر) انھیں ان کے گھر سے نہ نکالو اور وہ خود بھی گھر سے نہ نکلیں مگر جب وہ کوئی صریح بے حیائی کا کام کریں تو (انھیں نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے) ۶۵/۱

یعنی عدت گذارنے کے درمیان۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ ازواج رسول اللہ صلعم میں سے کسی نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ فلاں عورت کا شوہر مر گیا ہے آیا وہ کسی حق بات پر جو اس کو لاحق ہو گھر سے باہر جا سکتی ہے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اُف ہے تمہارے لئے کہ قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان مبعوث ہوں تمہیں وہ عورتیں تھیں کہ جب تم میں سے کسی کا شوہر انتقال کر جاتا تو وہ اونٹ کی مینگنی اپنے پس پشت پھینکر کہتی کہ میں سال بھر نہ تو سرمہ لگاؤں گی نہ کنگھی کروں گی اور نہ مہندی لگاؤں گی۔ لیکن میں نے تم کو صرف چار مہینے دس دن گذارنے کا حکم دیا ہے پھر بھی تم صبر نہ کر سکیں۔ پس تم کو معلوم ہو کہ وہ نہ کنگھی کرے نہ سرمہ و مہندی لگائے اور نہ دن میں اپنے گھر سے باہر جائے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور گھر میں رات گذارے۔ اس زوجۂ رسول صلعم نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! اگر اس کو کوئی ضروری امر پیش آئے تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ زوال کے بعد گھر سے باہر نکلے اور شام کو لوٹ آجائے تاکہ وہ کسی اور گھر میں رات نہ گذارے۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ آیا وہ حج کر سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ہاں!

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس عورت کی بابت پوچھا گیا جس کا شوہر دخول سے پہلے انتقال کر گیا آیا اس پر عدت گذارنا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس پر عدت واجب ہے وہ پوری میراث کی حقدار ہے وہ چار ماہ دس دن اس عدت کے دن گذارے جو عدت اس عورت کی ہے جس کا شوہر دخول کے بعد مر گیا تھا خواہ عورت چھوٹی ہو اور بلوغ کو نہ پہنچی ہو یا بڑی ہو اور سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اس کو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جس عورت کا شوہر مر گیا ہو وہ جہاں چاہے ایام گذارے خواہ اپنے شوہر کے گھر میں یا کسی اور گھر میں گذارے اور جس جگہ عدت گذارے وہاں اس حال میں بیٹھے جیسا کہ اس کو بیٹھنا چاہیئے ہم آگے اس کا بیان کر چکے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ اس مطلقہ عورت کی عدت تین قرو رہے جس کو حیض آتا ہے اور اس کا حیض معلوم و ظاہر ہوتا ہے۔ ہم نے اس کے متعلق خدا کی کتاب قرآن میں سے اس کا بیان آگے کر دیا ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ مطلقہ عورت صرف اپنے شوہر کے گھر ہی میں عدت گذارے اور جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے وہاں سے باہر نہ جائے اور انھیں ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ حاملہ عورت جس کا شوہر مر چکا ہے وہ دو مدتوں میں سب سے لمبی عدت گذارے۔ اگر چار مہینے دس دن گذرنے سے قبل اس نے بچہ جنا ہے تو وہ ٹھہری رہے حتیٰ کہ چار ماہ اور دس دن گذر جائیں اور اگر وضع حمل سے پہلے چار مہینے دس دن گذر چکے ہیں تو ٹھہری رہے حتیٰ کہ بچہ تولد ہو جائے۔ حاملہ مطلقہ کی عدت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وضع حمل ہے حمل کی صورت میں اس نے جو کچھ جنا ہو خواہ وہ تمام ہوا ہو یا ناتمام عورت کی مدت پوری ہو گئی اگر مرد نے بحالت حمل ایسی طلاق دیدی جس میں وہ رجعت کر سکتا ہے لیکن اس کے وضع حمل سے پہلے شوہر مر گیا تو وہ اس عورت کی عدت پوری کرے جس کا شوہر مر گیا ہو کیونکہ اس سے اس کی مدت ختم نہیں ہوئی ہے۔ اور اگر مرد نے ایسی طلاق دیدی ہے جس میں وہ رجعت کا حقدار نہیں ہے درانحالیکہ وہ صحت مند تھا پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس نے وضع حمل کیا تو اس صورت میں اس کی عدت پوری ہو گئی خواہ اس نے بچہ جنا ہو درانحالیکہ ابھی اس کا شوہر دفن بھی نہیں ہوا ہے یا مرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے وضع حمل کیا ہو۔ اس کی عدت پوری ہو گئی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کے پیٹ میں دو بچے ہیں اس کی عدت ان میں سے جو آخر میں پیدا ہو گا اسی سے پوری ہو گئی اور آپ نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کو مرد نے ایک یا دو طلاق

دی ہے پھر وہ مر گیا آپ نے فرمایا کہ وہ اس عورت کی عدت گذارے جس کا شوہر مر گیا ہے یعنی چار مہینے دس دن وہ اپنے شوہر کی وارث ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جس عورت کا شوہر غائب ہو گیا ہو پھر اس کے مرنے کی خبر اس کو ملے تو اس کی عدت جس دن وفات کی خبر آئی ہے اس دن سے شمار ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر نے غائبانہ طلاق دیدیا ہے پس اگر عورت کو اس دن کا علم ہو جائے جس دن اس نے طلاق دیا ہے تو وہ اس دن سے عدت شمار کرے۔ اور اگر معلوم نہ ہو تو جس دن طلاق کی خبر اس کو ملی ہو اس دن سے عدت شمار کرے۔ کیونکہ جس عورت کا شوہر مر جاتا ہے اس عورت پر اپنے شوہر کا سوگ واجب ہوتا ہے اس لئے وہ اسی دن سے عدت نہ شمار کرے جس دن اس کا انتقال ہوا ہے وہ صرف اس دن سے عدت شمار کرے جس دن اس کو خبر وفات ملی ہے کیونکہ وہ سوگ کا استقبال کر رہی ہے اور مطلقہ پر سوگ واجب نہیں ہے۔ لہذا مطلقہ کو اس دن کا علم ہو جائے جس دن اس کے شوہر نے اسے طلاق دیا ہے تو وہ اس دن سے عدت شمار کرے اور اگر معلوم نہ ہو تو جس دن اس کو خبر ملے اس دن عدت شمار کرے اور اگر مرد نے عورت کے ساتھ دخول کئے بغیر ہی طلاق دیدی ہے تو پھر وہ اس سے الگ ہو گئی وہ اسی وقت اگر چاہے تو شادی کر سکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها: (ترجمہ) پھر تم انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں ہے جس کو تم شمار کرو ۳۳/۴۹

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اس عورت کی عدت بصورت طلاق جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے اور وہ عورت جس کو حیض نہیں آیا ہے اس کی عدت صرف تین مہینے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے استحاضہ والی مطلقہ عورت

کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اپنے حیض کے ایام سے عدت شمار کرے پس اگر اس کو اشتباہ ہو گیا ہو تو مہینوں سے شمار کرے۔ ہم نے کتاب الطہارۃ میں استحاضہ کا بیان کر دیا ہے اور حیض و استحاضہ کا فرق بھی بتا دیا ہے پس اگر مطلقہ عورت کو اس کی معرفت ہو تو اس سے عدت شمار کرے اور اس پر اشتباہ ہو جائے تو مہینوں سے عدت شمار کرے۔ اس روایت کا یہی مفہوم ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا گیا کہ: واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر: (ترجمہ) اور جو عورتیں حیض سے مایوس ہو چکی ہیں تو اگر ان کو (ان کی عدت) میں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے $\frac{65}{4}$

صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ حیض جو ایک ماہ سے زائد ہو جائے وہ ریبہ اور اشتباہ ہے پس اگر اس کو ایک ماہ گذر جائے اور وہ حیض دار نہ ہو اور وہ اس عورت کے حال میں ہو جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے تو مہینوں کے حساب سے عدت شمار کرے۔ پس اگر اس پر حیض عود کر آئے عدت تمام ہونے سے پہلے تو اس پر قروء کے حساب سے عدت گذارنا واجب ہے وہ پھر سے عدت شروع کرے اور اگر اس کو ایک یا دو بار حیض ہو گیا ہے اور پھر وہ حیض سے مایوس عورت بن گئی ہے تو وہ مہینوں کے حساب سے پھر عدت شروع کرے۔ اور اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیا پھر وہ مر گیا تو وہ جس دن مرا ہے اس دن سے عدت شروع کرے اور اس عورت کی عدت گذارے جس کا شوہر مر چکا ہے۔ کیونکہ قبل ازیں کہ وہ ایک حکم سے نکلے دوسرے حکم میں داخل ہو چکی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اگر اپنی عورت کو طلاق دے دیا پھر اس سے صحبت کر لیا اور پھر اس کو ہاتھ لگائے بغیر اس نے طلاق دیدیا تو اس پر آخری طلاق واقع نہ ہو گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مطلقہ عورت اسی دن سے عدت شمار کرے جس دن اس کو طلاق دی گئی ہے کیونکہ طلاق تو عدت سے پہلے ہی واقع

ہو جاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خلع طلاق بائن ہے خلع والی عورت مطلقہ کی طرح اپنے گھر میں عدت گذارے مگر مرد کو اس کی رضامندی کے بغیر رجعت کا حق حاصل نہ ہوگا پس اگر دونوں رجعت پر اتفاق کریں تو پھر سے نکاح کر لیں۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب ام ولد کا آقا انتقال کر جائے تو متوفی عنہا زوجہا کی طرح سے عدت گذارے اور اگر اس کے آقا نے اس کو آزاد کر دیا ہے تو وہ مطلقہ کی طرح عدت گذارے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان تمام حضرات نے فرمایا ہے کہ حرہ عورت طلاق و وفات کی صورت میں اپنے غلام شوہر کی طرف سے اس طرح عدت گذارے جس طرح وہ حر مرد کی طرف سے عدت گذارتی ہے اور اسی طرح غلام اپنی حرہ عورت کو تین طلاق دے جس طرح کہ مرد حر دیتا ہے۔ اور طلاق وفات میں لونڈی اپنے حر شوہر اور غلام شوہر کی طرف سے اس طرح عدت گذارے جس طرح لونڈی عدت گذارتی ہے اور وہ حرہ عورت کی نصف عدت ہے انتقال کی صورت میں دو مہینے پانچ دن اور طلاق کی صورت میں اگر وہ حیض دار ہوتی ہے تو دو حیض کی مدت ہے کیونکہ حیض کے حصے نہیں ہوتے اور اگر وہ ایسی عورت ہے جس کو حیض نہیں آتا تو اس کی مدت ڈیڑھ ماہ ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر عدت پوری ہونے سے پہلے وہ آزاد ہو جائے تو اس نے اپنی عدت کو پورا کر لیا ہے۔

فصل (۷)

عدت اور اولاد والی عورتوں کے نان نفقہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مطلقات کے بارے میں کہ: اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن وان کن اولات

ضقوا علیھن حتی یضعن حملھن: (ترجمہ) مطلقہ عورتوں کو عدت
کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے ان کو تکلیف نہ
پہنچاؤ اور اگر حاملہ ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔ ۶۵/۶

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت
علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے اور
مرد پر اس کا نان نفقہ رسم و رواج کے مطابق واجب ہے حتی کہ وہ بچہ جنے جیسا کہ اللہ
تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن: (ترجمہ)
اور حاملہ عورتوں کی عدت بچے کو جننے تک ہے۔ ۶۵/۴

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو حمل کی حالت
میں طلاق دیدے تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس وقت تک اس کے نان نفقہ کا ذمہ دار
ہے یعنی جب دونوں حر ہوں اور اس کو رجعت کا حق حاصل ہو یا نہ ہو اس مسئلے میں
ہمیں کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مطلقہ
عورت اپنی عدت کے درمیان اپنے شوہر کی کشادگی اور وسعت کے مطابق نان و نفقہ
کی حقدار ہے پس جب عدت پوری ہو جائے تو فمتاع بالمعروف حقا علی المتقین
(ترجمہ) پس روپیہ وغیرہ سے سلوک کرنا لازم ہے۔ ۲/۲۴۱

مطلقہ جب تک حالت عدت میں ہے اس وقت تک مکان اور نان و نفقہ
کی حقدار ہے خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو جب تک کہ اس پر مرد کو رجعت کا حق حاصل ہے
امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مطلقہ بائنہ نفقہ اور
سکنی کی حقدار نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد
کے متعلق فرمایا: وعلی الوارث مثل ذلک: (ترجمہ) اور اس طرح اس کے
وارث پر واجب ہے۔ ۲/۲۳۲

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بچے اور اس کی ماں کو بحالت رضاعت مضرت

رسانی سے منع فرمایا ہے اور اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بچے کی رضاء
برس سے زیادہ وقت لگائے پس اگر دونوں کی باہمی رضامندی سے جیسا کہ ا
نے فرمایا ہے۔ بچے کو دودھ سے الگ کرنا چاہتے ہوں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں وارث
کو لائق نہیں ہے کہ وہ عورت کو مضرت پہنچائے اور یہ کہے کہ میں بچے کو اس کے پاس جانے نہ
دوں گا۔ امام باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا ہے کہ: وعلی الوارث
مثل ذلک: (ترجمہ) اور اس طرح وارث پر بھی لازم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نان و نفقہ کے
متعلق ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بچے کو دودھ پلانے پر عورت
کو مجبور نہ کیا جائے اور نہ اس کو اس سے چھینا جائے بغیر رضامندی کے وہ بچے کی زیادہ حقدار
ہے کہ اس کو دودھ پلائے اس معاوضے کے عوض جو دوسری عورت قبول کرتی ہے لیکن دو سال سے
زیادہ دودھ پلانے کا اس کو حق نہیں ہے۔

حضرت علی اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے
کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے اور وہ حاملہ ہونے کا دعویٰ کرے تو نو ماہ تک
انتظار کرے پس اگر جنے تو ٹھیک ورنہ تین ماہ کی مدت شمار کرے پھر وہ اس سے الگ ہو گئی
یہ اس صورت میں جبکہ حمل نمایاں نہ ہو لیکن جب یہ طے ہو گیا کہ وہ حاملہ ہے تو مرد اس کے نان و
نفقہ کا ذمہ دار ہے حتیٰ کہ وضع حمل ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وان
کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن! (ترجمہ) اور حاملہ عورتوں
پر بچے کے جننے تک ان پر خرچ کرو۔

فصل (۸)

سوگ منانے کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ والذین یتوفون منکم ویذرون

ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا : (ترجمہ) اور تم میں سے جو انتقال کر چکے ہیں اور اپنے پیچھے بی بیاں چھوڑ گئے ہیں تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک روکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس عورت پر چار مہینے دس دن کی عدت گذارنا فرض کیا ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہے اور اپنے رسول صلعم کی زبان سے اس پر سوگ منانا فرض کر دیا ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے سوگ منانے والی عورت کو جب تک کہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے کنگھی کرنے سرمہ و مہندی لگانے سے منع فرمایا ہے اور دن میں اپنے گھر سے باہر جانے سے اور اور دوسرے گھر میں رات گذارنے سے منع فرمایا ہے لیکن اگر اسکو کوئی برحق سبب درپیش آجائے تو زوال کے بعد گھر سے نکلے اور شام کو لوٹ آئے اور جب تک عدت پوری نہ ہو اپنے گھر کے سوا کسی اور گھر میں رات بسر نہ کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپنے فرمایا کہ سوگ منانے والی عورت نہ خوشبو لگائے اور نہ رنگین کپڑا پہنے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور رات گذارے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سوگ منانے والی عورت جب تک کہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے رنگین کپڑا نہ پہنے اور نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے اور نہ زینت کرے اور سیاہ رنگ کا کپڑا پہنتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ جب حضرت جعفر ابن ابی طالب علیہ السلام کی خبر وفات پہنچی تو آنحضرت صلعم کی نظر میری آنکھوں میں رونے کے اثرات پر پڑی پس آپ کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں میری آنکھیں نہ چلی جائیں اور میرے دونوں بازوؤں کو دیکھا جو چور چور ہو گئے تھے اس وقت آنحضرت صلعم نے مجھ کو حضرت جعفر کی تعزیت دی اور فرمایا کہ اے اسماء قسم ہے تم کو کہ تم سرمہ لگاؤ اور اپنے بازوؤں زرد رنگ سے رنگین بنا دو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپنے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کا شوہر انتقال کر گیا ہے کہ وہ رنگین لباس نہ پہنے اور ذرا سی بھی خوشبو کو ہاتھ نہ لگائے اور

کنگھی کرے لیکن اگر کنگھی کرنے کی سخت ضرورت ہو تو بغیر خوشبو کے کنگھی کرے اور اگر آنکھ میں کوئی مرض ہو تو سرمہ لگائے یہاں سرمہ لگانے سے بیماری کا علاج کرنا مقصود ہے اس سے کچھ زینت کرنا مقصود نہیں ہے جیسے کہ اس کو رنگین لباس سے منع کیا گیا ہے اور سیاہ لباس پہننے کی رخصت دی گئی ہے کیونکہ اس سے زینت و آرائش نہیں ہوتی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپنے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہو اس کا سوگ منانا چاہئے اور جو شوہر نہ مرا ہو بلکہ کوئی اور مرا ہو تو اس کا سوگ عورت کے لئے تین دن سے زیادہ منانا جائز و حلال نہیں ہے اور طلاق میں سوگ منانا جائز نہیں ہے اور مطلقہ عورت سرمہ مہندی اور خوشبو لگانے اور جس قسم کا چاہے کپڑا پہن سکتی ہے اور جو شوہر رجعت کا حقدار ہو وہ اس کے روبرو آسکتی ہے اس پر سوگ منانا واجب نہیں ہے اور سوگ منانا تو صرف اس عورت پر واجب ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو۔

فصل (۹)

متعہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعاً بالمعروف حقا علی المتقین: (ترجمہ) (اے مسلمانو) تم اگر اپنی بیبیوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو اور ان کا حق مقرر کرو اور ان کو کچھ مال و متاع دیدو مالدار اپنی حیثیت و قدرت کے مطابق اور محتاج اپنی حیثیت کے مطابق تو اس پر کوئی الزام و گناہ نہیں ہے حسن سلوک سے پیش آنا اہل تقویٰ پر واجب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:۔ وللمطلقات متاع بالمعروف حقا علی المتقین: (ترجمہ) اور مطلقہ عورتوں کے لئے حسن سلوک کے ساتھ اہل تقویٰ پر مال متاع اور خرچ دینا واجب ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی المرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ مطلقہ عورت کے لئے ازار قمیص اور چادر دینے کا حکم دیتے تھے اور آپ فرماتے کہ اس کا بیان خدا کی کتاب قرآن حکیم میں موجود ہے کہ:۔ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ: (ترجمہ) حیثیت والے پر اس کی قدرت کے مطابق اور محتاج پر اس کی حیثیت کے مطابق (خرچ) واجب ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جن عورتوں کے ساتھ دخول کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو ان کو "متعۃ النساء" دینا واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ متعۃ النساء فرض ہے متعہ میں کوئی چیز مخصوص نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ: (ترجمہ) حیثیت والے پر اس کی قدرت کے مطابق اور محتاج پر اس کی قدرت کے مطابق واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ وسعت و کشادگی والا متعہ میں غلام اور لونڈی دے سکتا ہے اور تنگدست، کپڑا، گیہوں، انگور اور درہم دے سکتا ہے اور کم از کم ایک مرد عورت کو جو متعہ دے سکتا ہے وہ اوڑھنی وغیرہ ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام متعہ میں سواری کا جانور دیتے تھے۔

امام حسین ابن علی علیہم السلام سے منقول ہے کہ آپ نے کسی عورت کو طلاق دیا تھا پس آپ نے اس کو متعہ میں بیس ہزار درہم اور شہد کی مشکیں دی تھیں۔ اس عورت نے آپ سے عرض کیا کہ جدا ہونے والے دوست کی جانب سے یہ بہت ہی کم ساز و سامان و متاع ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اگر وہ چاہے تو اس کو طلاق سے پہلے مال متعہ دے سکتا ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ طلاق کے بعد بھی متعہ دیا جا سکتا ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد بھی متاع دے سکتا ہے یہ نفس کی سخاوت پر موقوف ہے۔ پس اگر امام باقر علیہ السلام کی روایت کے مطابق طلاق سے پہلے عورت کو مال و متاع دیدیا اور اس لیکہ اسنے

طلاق دینے کی نیت کر لیا تھا۔ اور اس کو اس نے طلاق سے مطلع کر دیا تھا۔ اس کی عدت کے شروع میں جبکہ گواہ اس کی طلاق کے وقت حاضر تھے تو اس کا یہ مال و متاع دینا کافی ہے۔

حضرت علی اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ خلع والی عورت کے سوا جسکو متعہ دینا واجب نہیں ہے۔ ہر مطلقہ عورت کو متعہ قمیص اوڑھنی وغیرہ دینا واجب ہے۔

فصل ۱۰
رجعت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن..... فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او فارقوھن بمعروف (ترجمہ:۔ اے رسولؐ مسلمانوں سے کہدو کہ جب تم اپنی بی بیوں کو طلاق دو تو ان کی (عدت) پاکی کے وقت طلاق دو۔ پس جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اگر چاہو تو معروف حسن سلوک کے ساتھ انکو یا معروف کے ساتھ ان کو الگ کر دو (یعنی طلاق دیدو)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء..... وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحاً (ترجمہ: اور مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکیں۔ پس اگر صلاح اور ملاپ کی خواہش ہو تو ان کے شوہر انہیں واپس رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے کہ طلاق سنت یا طلاق بدعۃ دینے والا جب تک عدت پوری نہ ہو رجعت کا مالک و حقدار ہے اور تین طلاق دے چکا ہے تو

وہ اس سے الگ ہو چکی وہ دوسرے مرد سے شادی کرے پھر وہ اس کو طلاق دیدے تو تو اس کے لئے حلال ہو سکتی ہے اور اگر اس نے ایک ہی طلاق سنت دیا ہے یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو گئی اور اس نے رجعت نہ کیا تو وہ اس سے الگ ہو چکی اب وہ منگنی والوں میں سے ایک ہے اگر وہ دونوں چاہیں تو پھر سے نکاح کر کے شادی کر سکتے ہیں۔ وہ اس کے پاس اس کی طلاقیں باقی رہنے کے باوجود اس کے پاس رہے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے۔ دونوں حضرات نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا ہے کہ : ولا تمسکوھن ضرارا لتعدوا و من یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ (ترجمہ : اور ان عورتوں کو ضرر پہنچانے کی غرض سے نہ روکو تاکہ تم عدت کو شمار کرتے رہو۔ جو شخص کرے گا تو وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا۔) اس آیت میں اس شخص سے مراد ہے جو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس وہ اسے ایک طلاق دیتا ہے پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب مدت ختم ہونیکا وقت ہوتا ہے تو اس عورت سے رجعت کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس کو اس عورت کی حاجت نہیں ہے۔ پھر وہ اس کو طلاق دیتا ہے اور جب مدت پوری ہو جانیکا وقت قریب ہوتا ہے تو اس سے پھر رجعت کر لیتا ہے حالانکہ اس کو اس کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں ہے۔ مگر اس کا صرف مقصد یہ ہے کہ اس پر عدت کو طویل کر دے اور اس طریقے سے عورت کو ضرر پہنچائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس ضرر رسانی سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کو لائق ہے کہ جب رجعت کا قصد کرے تو رجعت پر شاہد بنا دے جس طرح سے اس نے طلاق پر گواہ کیا تھا۔ پس اگر اس نے گواہ بنانے سے غفلت کی یا وہ اس سے بے خبر اور ناواقف تھا اور اس نے اپنی عورت سے مراجعت کر لیا اور کسی کو اس کا شاہد نہ بنایا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ رجعت میں گواہوں کا تقرر صرف اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ انکار کی جگہ نہ رہے اور سلطان اور وارثوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اس نے طلاق دیدی تھی اور اس عورت سے رجعت نہیں کیا تھا۔ اس لئے اگر اس نے اپنی عورت سے مراجعت کیا ہے اور اس پر کسی کو گواہ

نہیں بنایا ہے تو جب اسے یاد آئے یا اس کو معلوم ہو تو شاہد مقرر کر دے۔ اور جب طلاق دینے والے نے اس عورت کی رجعت پر کسی کو گواہ بنا دیا قبل ازیں کہ اس کی عدت پوری ہو تو وہ اس کی عورت مانی جائیگی۔ خواہ اسے یہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو۔ اور اگر عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس نے جماع کیا تو اس نے گویا اس عورت سے رجعت کر لیا خواہ اس نے لفظ رجعت نہ کہا ہو اور اس پر شاہد بھی نہ بنایا ہو۔ پس جب اس کو یاد آجائے یا معلوم ہو جائے تو گواہ بنا دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا پھر اس سے رجعت کر لیا پس وہ اس عورت کا زیادہ حقدار ہے چاہے اس کو رجعت سے واقف کرے یا نہ کرے۔ اور اگر اس نے طلاق کو تو ظاہر کیا لیکن رجعت کو مخفی رکھا اور غائب ہو گیا پھر جب لوٹا تو اس کو شادی شدہ پایا تو اب اس کے واسطے اس کو حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اسکی طلاق کو ظاہر کیا تھا اور رجعت کو چھپا دیا تھا۔ یہ اس صورت میں جبکہ رجعت پر کسی کو گواہ نہ بنایا ہو اور نہ عورت کو رجعت سے خبردار کیا ہو۔ لیکن اگر کسی کو رجعت کا شاہد بنا دیا ہے یا عورت کو اس سے مطلع کر دیا ہے تو یہ اس کی عورت رہے گی وہ دوسرے کیلئے حلال نہ ہوگی الا آنکہ وہ طلاق دیدے اور اس مرد کے طلاق سے اس کی عدت پوری ہو جائے یا وہ مر جائے اور عورت کی عدت پوری ہو جائے تو دوسرے کیلئے حلال ہو سکتی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک اس کو اس پر رجعت کا حق ہو اس وقت تک اس کے پاس جانے کی اجازت طلب نہ کرے اور اگر ایسی طلاق دیدی ہے کہ جس میں رجعت کا حق نہیں ہے تو درمیان عدت اور عدت پوری ہو جانے کے بعد اس کے لئے بغیر اجازت اس کے پاس جانا مباح نہیں ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مطلقہ عورت جب تک اس کے مرد کو اس پر رجعت کا حق ہے اس وقت تک اس کو جھانک کر دیکھ سکتی ہے اور سامنے آسکتی ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ .... قروء ... دو حیضوں کے درمیان طہر کو کہتے ہیں۔ پس جب مطلقہ تیسری بار حیض کا خون دیکھ لے تو وہ طلاق دینے والے سے الگ ہو گئی اس کو اب اس عورت

پر رجعت کا کوئی حق نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اور طہر کی کم از کم مدت دس راتیں ہیں۔ عدت اور حیض کا معاملہ عورتوں کے ذمہ ہے۔ وہ جب بولتی ہیں تو سچ بولتی ہیں اور جب مشابہہ بات پیش کرتی ہیں تو یہ کم از کم مشابہہ چیز ہے۔ پس اگر کسی عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کو حیض آگیا ہے در آنحالکہ پاک وصاف ہونیکے بعد دس راتیں گذر چکی ہیں تو اس کی اس بات کی تصدیق کیجائے پھر اگر وہ تین راتوں کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ وہ پاک ہوچکی ہے تو اس کی تصدیق کی جائے۔ پھر اگر دس راتیں گذرنے کے بعد وہ دعویٰ کرے کہ اس کو حیض آگیا ہے تو اسی طرح اس کی بھی تصدیق کی جائے۔ اس طرح سے اس کی عدت پوری ہو جائیگی تو اس سے حلف اٹھایا جائے الا آنکہ وہ اپنے بیان پر عادل عورتوں کی شہادت پیش کرے اور اگر اس نے شادی کرلیا پھر اس پر تہمت لگائی گئی تو پھر اس کو قسم نہ کھلائی جائے بلکہ اس کی بات مانی جائے کیونکہ اگر وہ قسم سے پھر جائے یا عدت پوری ہونے کا اقرار کرنے کے بعد اس کو جھٹلا دے تو اس کی تصدیق نہ کیجائے کیونکہ دوسرا شوہر اس کی عصمت کا مالک ہوچکا ہے۔ پس وہ اپنے اس ادعاء سے اس کی عصمت سے خارج نہیں ہوسکتی۔

فصل ۱۱

تین طلاق والی عورت کے احلال کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فان طلقها (یعنی تیسری طلاق) فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ (ترجمہ: پس اگر کسی نے اپنی بی بی کو طلاق یعنی تیسری طلاق دیدیا تو اب وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کرلے۔ پھر جب

وہ طلاق دیدے تو اول مرد سے شادی کر سکتی ہے)

امام جعفر الصادق اور آپکے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے جس طرح طلاق دینا چاہیئے اس طرح اپنی عورت کو تین مرتبہ طلاق دیدیا ہو تو اس صورت میں جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرے اس کیلئے حلال نہیں ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا ہاتھ لگائے بغیر ہی صرف نکاح ہی سے وہ حلال ہو سکتی ہے؟ آپ نے ہاتھ نکال کر بتایا کہ نہیں جب تک کہ وہ اس عورت کے ساتھ جماع نہ کرے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنی عورت کو تین مرتبہ طلاق عدت دیدیا تو جب تک وہ دوسرے آدمی سے شادی نہ کرلے اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک کہ وہ دوسرا مرد اس کے ساتھ دخول نہ کرلے اور دونوں ایک دوسرے کے عضو سے لطف اندوز نہ ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا تھا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا تھا۔ پھر دونوں کو ندامت ہوئی اور دونوں نے اپنے معاملے کو درست کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرلے۔ اور وہ مرد اس عورت کو پہلے شوہر کیلئے حلال و مباح کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مطلقہ عورت اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرے شوہر سے خوشی کا نکاح نہ کرلے اور وہ اس کے ساتھ جماع کرے پھر اگر وہ اس کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو وہ عدت گذار کر اگر وہ دونوں چاہیں تو پھر نکاح کر سکتے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدیا پھر اس نے ایک غلام سے شادی کر لیا اور اس نے اسکو طلاق دیدیا تو کیا وہ اول شوہر کیلئے حلال ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم کتاب اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنتے حتی تنکح زوجا غیرہ (ترجمہ: جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے) اور عبد شوہر ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو

تین طلاق دیدیا۔ پس اس نے کسی اپنی پسند کے مرد سے شادی کرلیا جس کا عضو تناسل جڑ سے کٹا ہوا تھا۔ یا کسی ایسے لڑکے سے شادی کرلیا جو نابالغ تھا پس اگر وہ مرگیا یا ثانی نے اس عورت کو طلاق دیدیا تو اول کیلئے اس وقت تک اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے جب تک کوئی ایسا مرد اس کے واسطے اس عورت کو اس طرح حلال و جائز نہ کردے جس طرح سے کہ کرنا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدیا۔ پھر اس نے تزویج متعہ کیا تو یہ شادی اس عورت کو اول مرد کیلئے حلال نہیں بنا سکتی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی لونڈی سے شادی کرلے پھر اس کو طلاق دیدے اور وہ لوٹ کر اپنے آقا کے پاس چلی جائے اور وہ اس کے ساتھ جماع کرے۔ پھر وہ شخص اس لونڈی سے مراجعت کرنا چاہے تو اس کے لئے اس وقت تک مراجعت کرنا جائز نہ ہوگا جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرلے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ملاعنہ عورت کو جب اس کا شوہر لعان کردے پھر وہ اس کیلئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی۔ خواہ وہ دوسرے مرد سے شادی ہی کیوں نہ کرلے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عدت میں کسی عورت سے شادی کرلے درآنحالکہ اسے معلوم تھا کہ وہ حرام ہے تو دونوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اب اس کیلئے وہ کبھی بھی حلال نہ ہوگی اور جس شخص نے کسی عورت کو تین طلاق دیدیا جس کی وجہ سے وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کئے بغیر اس کیلئے حلال نہیں ہوسکتی۔ پھر اس کے ساتھ تین مرتبہ رجعت کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ دوسرے مرد سے تین مرتبہ شادی کرلے تو اس کے بعد بھی وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ احرام والا جب احرام کی حالت میں شادی کرلے۔ درآنحالکہ اس کو معلوم تھا کہ [illegible] پر شادی کرنا حرام ہے تو دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے۔ پھر وہ کبھی بھی اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی سے شادی کیا پھر اس کو ایسی طلاق دیدیا کہ جس میں وہ کسی اور سے شادی کئے بغیر اس کیلئے حلال نہیں ہوسکتی۔ پھر اس نے اس لونڈی کو خرید لیا تو کیا اس کے

لئے ملک یمین کے اعتبار سے اس کے ساتھ جماع کرنا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آیت نے اس کو حلال کر دیا اور دوسری آیت نے اسکو حرام کر دیا ہے۔ پس جس آیت نے اس کو حرام کر دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (ترجمہ اب اس کیلئے وہ عورت حلال نہ ہو گی جب تک کہ دوسرے سے شادی نہ کرلے۔ اور جس آیت نے اس کو حلال کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ او ما ملکت ایمانکم (ترجمہ: یا جو تمہاری ملک یمین (لونڈی) ہو) لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں اور اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس سے روکتا ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی سے شادی کیا پھر اس کو ایسی طلاق دے دیا جس میں وہ دوبارہ اس سے اس وقت تک شادی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کرے پھر اس نے اس کو خرید لیا تو کیا ملک یمین کی وجہ سے اس کے لئے جماع کرنا حلال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حضرت علی مرتضیٰ نے ایسی لونڈی کے بارے میں یہ فیصلہ نہیں دیا ہے کہ ایک آیت کے مطابق وہ حلال ہے اور دوسری آیت کے مطابق حرام ہے اور میں اس سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو منع کرتا ہوں۔ پس امیر المومنین علیہ السلام کے اس فیصلہ سے ثابت و واضح ہو گیا جبکہ آپ نے اس لونڈی سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو منع کیا ہے کہ جس نے اس کو خرید لیا جب تک دوسرے مرد سے شادی نہ کرلے اس کے لئے پھر حلال نہیں ہو سکتی۔ اور وہ دوسرے مرد کے پاس اسی طرح داخل ہو جس طرح سے وہ اس کے پاس سے نکلی تھی اور اس کو خدمت لینے کا بھی حق ہے۔ پس اگر اس نے ایسی طلاق دیا ہے جس میں وہ بغیر دوسرے مرد سے شادی کئے اس کے ساتھ رجعت کر سکتا ہے تو پھر اس کو حق ہے کہ وہ اس کے ساتھ جماع کرے۔

حضرت علی اور حضرت امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے۔ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک طلاق یا دو طلاق دیدے پھر اس کو چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور وہ دوسرے مرد سے شادی کرے اور دوسرا مرد مر جائے یا اس کو طلاق دیدے پھر اس نے عدت گزاری اور اس کے پہلے شوہر نے اس سے پھر شادی

کرلیا تو وہ طلاق باقی رہنے کے باوجود اس کے پاس رہے گی اور جو طلاق وہ پہلے دے چکا ہے اس سے اس نکاح کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

فصل ۱۲

مملوک کے طلاق کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس مملوک غلام کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے جو کسی شئ پر قادر نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی کے ساتھ اپنے غلام کی شادی کر دے تو جب وہ چاہے دونوں کو علیحدہ کر سکتا ہے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا کہ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسے مملوک غلام کو بطور مثال پیش کیا ہے جو کسی شئ پر قدرت نہیں رکھتا) آپ نے فرمایا کہ غلام اپنے آقاء کی اجازت کے بغیر نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ طلاق دے سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے دوسری قوم کی کسی لونڈی سے اپنے غلام کی شادی کر دی یا کسی حرہ سے کر دی تب بھی اس کو بغیر طلاق کے دونوں میں تفریق کرنے کا حق حاصل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں آقا کے ہوتے ہوئے مملوک غلام کو کسی امر پر اختیار نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ ۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ آقاء کی اجازت کے بغیر مملوک کا نکاح و طلاق جائز نہیں ہے۔ اگر آقا اس کی خود شادی کر دے تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر

علی شیئ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مملوک غلام کی مثال دی ہے جو کسی شے پر قادر نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ طلاق و نکاح بھی تو ایک شے ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے۔ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ طلاق اور عدۃ کا معاملہ عورتوں سے متعلق ہے۔ پس جب حرۃ کسی حر یا غلام کی بیوی ہو تو تین طلاق سے مطلقہ ہوگئی۔ اور اگر کوئی لونڈی کسی حر یا غلام کی بیوی ہو تو اس کے لئے دو طلاقیں ہیں وہ دوسری طلاق سے الگ ہو جائے گی جس طرح سے کہ حرہ تین طلاق سے الگ ہو جاتی ہے۔

کتاب العِتق

فصل (۱)

غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیبات کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ فلا اقتحم العقبة وما ادراک ما العقبة فک رقبة او اطعام فی یوم ذی مسغبة یتیما ذا مقربة او مسکینا ذا متربة (ترجمہ : پھر وہ گھاٹی سے ہو کر کیوں نہیں گزرا۔ اور تمکو کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے کسی کی گردن کا (غلامی یا قرض سے) چھڑانا۔ یا بھوک کے دن رشتہ دار یتیم یا خاکسار یا محتاج کو کھانا کھلانا ۹۰/۳۰

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ : جو شخص کسی مومن یا مسلمان مملوک غلام کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے بدلے اس شخص کے ایک ایک عضو کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت علی و ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہم السلام سے اسی قسم کی روایت منقول ہے۔

امام علی ابن حسین علیہما السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو بندۂ مومن کسی مومن غلام کو آزاد کریگا تو پروردگار عالم اس غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کے ایک ایک عضو کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔ حتیٰ کہ فرج کے بدلے فرج کو محفوظ رکھے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ان چار کاموں میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی : جو شخص کسی پیاسے قریب المرگ جانور کو پانی پلائیگا۔ یا کسی بھوکے انسان کو کھانا کھلائیگا

یا کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا۔ یا کسی مومن غلام کو آزاد کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایک۔ ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مملوک کو آزاد کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کے ایک ایک عضو کو آتش دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اور عرفہ کی شام کو غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔ ہم نے حج کے بیان میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے اور راہ خدا میں جہاد کر کے اپنا مال غنیمت لے لیتے تھے اور کبھی تو آپ کو اس حال میں دیکھا جاتا کہ کھجور کی گٹھلیوں سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطار آپ کے ساتھ ہے۔ پس آپ سے پوچھا جاتا کہ اے ابوالحسنؑ یہ کیا ہے؟ آپ فرماتے کہ یہ سب کھجور کے درخت ہیں۔ پس ان تمام کو بو دیتے ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھر آپ جہاد پر لازم رہے۔ اور جب آپ لوگوں کے امر کے والی ہوئے اس وقت سے اپنی شہادت تک مصروف جہاد رہے۔ اس کے باوجود اپنی زمین میں خود کام کرتے تھے۔ اس درمیان آپ نے اپنی کمائی سے ایک ہزار غلاموں کو آزاد کیا تھا۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے غلام کو آزاد کرنیکا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عتق (غلام کو آزاد کرنا) عجیب و غریب شے ہے۔ اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضوان اللہ علیہ نے عرض کیا کہ پھر کون سے غلام افضل ہیں اے رسول خدا صلعم! آپ نے فرمایا کہ جو قیمت کے زیادہ ہوں اور اپنے مالک کے نزدیک بہت ہی عمدہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم! جس کے پاس مال نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے خرچ سے بچا ہوا مال دیدے۔ انہوں نے کہا کہ جس کے پاس یہ بھی نہ ہو تو کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے دوست کو عمدہ رائے دے جس سے اس کو ہدایت ملے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس کے پاس عمدہ رائے نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنی قوت سے اپنے ضعیف و ناتواں کی مدد کرے انہوں نے عرض کیا کہ اگر مجھے اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی آخرت کے لئے نیک کام کرو اور مظلوم کی مدد کرو۔

انہوں نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں تو پھر کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم راستوں سے ایسی چیزوں کو ہٹاؤ جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں تو پھر کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تم لوگوں کو اپنی اذیت سے بچاؤ کیونکہ یہ وہ صدقہ ہے جو تم اپنے ہی نفس پر کرو گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ کون سے غلام آزاد کئے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس غلام کو آزاد کرو جس نے خود اپنے آپ کو جزا کا حقدار بنالیا ہو۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ ان دونوں حضرات سے اطفال کو آزاد کرنے کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے بہت سے بچوں کو آزاد کیا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان تمام کے نام ہمارے یہاں لکھے ہوئے موجود ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے ایک نصرانی غلام کو آزاد کیا پس وہ اسی وقت اسلام میں داخل ہوگیا۔ پس نصرانی کو آزاد کرنا جائز ہے اور مومن کو آزاد کرنا افضل ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے ایک غلام کو جب آزاد کیا تو اس کو یہ دستاویز بھی لکھ دیا کہ یہ وہ غلام ہے جس کو جعفرؑ ابن محمد نے آزاد کیا ہے۔ انہوں نے فلاں کو آزاد کیا ہے جو ان کا مملوک ہے انہوں نے اس کو بوجہ اللہ آزاد کیا ہے اس سے جزا اور شکر گذاری مقصود نہیں ہے لیکن اس شرط پر اس کو آزاد کیا ہے کہ وہ اولیاء اللہ سے محبت کریگا اور اعداء اللہ سے دور رہے گا اور عمدہ طریقے سے طہارت کرے گا۔ نماز پڑھے گا۔ زکوٰۃ ادا کرے گا۔ بیت اللہ کا حج کرے گا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھے گا۔ اور راہ خدا میں جہاد کرے گا۔ اس بات کے فلاں فلاں تین اشخاص شاہد ہیں۔

فصل (۲)

قطعی طور پر آزاد کرنے کا بیان اور اسمیں سے کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے اس کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے لغیر اللہ آزاد کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس عتق (آزاد کرنا) سے خدا کی رضامندی مقصود ہو وہی عتق ہے اور اگر کسی نے کہا کہ ہر وہ مملوک جس کا میں مالک ہوں آزاد ہے یا اس نے اسکی قسم کھائی یا اس کو اس پر مجبور کیا گیا اور نہ آزاد کرنے سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی اور نہ اس نے اس بات کو زبان سے کہا تو اس کا یہ عتق (آزاد کرنا) نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص پر غلام آزاد کرنا واجب ہو تو اس کے لئے یہ کافی نہ ہوگا کہ وہ اندھے غلام یا اپاہج کو یا ناکارہ اور بے فائدہ غلام کو آزاد کر دے۔ الا آنکہ اس نے آزاد کرنیکا وقت مقرر کر دیا ہو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ملک کے بعد ہی عتق (آزاد کرنا) ممکن ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص یہ کہے کہ اگر میں نے کوئی غلام خریدا تو وہ لوجہ اللہ آزاد ہے اور اگر میں نے کپڑے کو خریدا تو وہ لوجہ اللہ صدقہ و خیرات ہے اور اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ مطلقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص صرف اسی کو طلاق دے سکتا ہے اور آزاد کر سکتا ہے اور خیرات کر سکتا ہے جو اس کی ملکیت میں داخل ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے مملوک کا بعض حصہ آزاد کر دیا۔ درآنحالکہ اس مملوک کا حصہ اسی کا ہے تو وہ کل کا کل آزاد ہے۔ کیونکہ اللہ کے لئے کوئی شریک نہیں ہے۔ آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے مرتے وقت اپنے غلام کا تہائی حصہ آزاد کر دیا یعنی درآنحالکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے غلام کا تہائی حصہ آزاد کر دے۔ اور دو ثلث اس کے وارثوں کا حق ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے۔ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنے غلام کے حصے کو آزاد کر دیا جس میں دوسرے بھی شریک ہیں۔ پس اس کی جانب سے اس کا حصہ تو آزاد ہو گیا لیکن دوسرے جو شرکا ہیں وہ اپنے حال پر باقی رہیں گے۔ اور آزاد کرنیوالے پر لازم ہے کہ اگر وہ صاحب ثروت ہو تو اس میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی آزاد کر دے اور اپنے ان ساتھیوں کو ان کے حصوں کی قیمت اس دن ادا کر دے جس دن وہ غلام کو آزاد کرے لیکن اگر وہ تنگدست ہے تو پھر وہ اپنے اپنے حصوں پر باقی رہیں گے لیکن جب غلام یا آزاد کرنے والا ان کو قیمت ادا کر دے تو وہ آزاد ہو گیا۔ ورنہ وہ حصوں کی وجہ سے ان کی خدمت کریگا یا اگر وہ ان کے ساتھ متفق ہو تو آزادی کے لئے اس سے کام کرائیں اور اگر ان میں سے ایک آزاد کر دے اور اول آزاد کرنیوالا تنگدست ہو اور ثانی صاحب ثروت ہو تو جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے عتق لازم ہے۔ اول آزاد کرنے والے کے سوا۔ پس اگر وہ کسی روز صاحب ثروت ہو جائے تو وہ اپنے مال کے ذریعہ غلام کی آزادی پر رجوع ہو اسی طرح جو اول ہے پھر جو اول ہے یہ ان ائمہ طاہرین علیہم السلام کے قول کا مفہوم جو ان سے مروی ہے۔ گرچہ ان کی اس روایت میں الفاظ کا اختلاف ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کر دیا درآنحالکہ غلام کی جس قدر قیمت تھی، اسی قدر اس پر قرض تھا۔ پس غلام کو فروخت کر دیا جائے۔ اس کا اس صورت میں آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر قرض غلام کی قیمت جتنا تھا اور اس نے چھ حصوں میں سے ایک حصہ آزاد کر دیا یعنی سدس یا اس سے زیادہ تو عتق

جائز ہے بشرطیکہ اس میں سے جو آزاد کر رہا ہے وہ قرض کے بعد ثلث میں سے قیمت کو نکال دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنی موت کے وقت اپنے ایک ایسے غلام کو آزاد کر دیا۔ جس کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور وہ قرضدار تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کتنا قرض تھا؟ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس غلام کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ! آپؑ نے فرمایا کہ اگر قرض غلام کی قیمت کے برابر ہو تو اس کو فروخت کر کے قرض ادا کر دیا جائے۔ اور اگر قرض غلام کی قیمت سے زائد ہو تو قرضخواہ غلام کی قیمت میں حصہ دار ہو جائیں۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ اس میں داخل ہوتا ہے۔ آپ نے کہنے والے سے فرمایا کہ پھر تم بھی جو چاہو اس میں داخل کر دو اس شخص نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس غلام کے متعلق جس کی قیمت چھ سو ہے۔ اور قرض پانچسو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ غلام کو فروخت کر کے قرض خواہوں کو پانچسو دیدیا جائے۔ اور باقی سو وارثوں کو دیدیا جائے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ غلام کی قیمت میں سے سو فاضل نہیں ہوا ہے اور اس میں سے ثلث حصے کا وہ حقدار ہے۔ درآنحالیکہ وہ اتنا ہی اس رقم سے آزاد بھی ہو چکا ہے؟ آپؑ نے تبسم فرما کر کہا کہ یہ تو وصیت ہے اور مملوک کیلئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر غلام کی قیمت چھ سو ہو اور قرض چار سو ہو تب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ویسا ہی کیا جائے یعنی غلام کو فروخت کر کے قرض خواہوں کو چار سو اور باقی وارثوں کو دیدیا جائے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قرض اگر تین سو ہو اور غلام کی قیمت چھ سو ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اسی جگہ سے تو تم کو واقف کیا گیا تھا۔ تم نے تو مختلف اشیاء کو ایک ہی چیز سمجھ رکھا ہے اور تم کو سنت کی کوئی معرفت حاصل نہیں ہے۔ جب وارثوں اور قرض خواہوں کا مال برابر ہو یا وارثوں کا مال قرض خواہوں سے زیادہ ہو تو وصیت جائز ہے اور وصیت کرنیوالا شخص اپنی اس وصیت کے لئے متہم نہ ہوگا۔ پس اب اس غلام کو تین سو پر قرضخواہوں کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اور دو سو پر وارثوں کے لئے درآنحالیکہ غلام اپنے چھٹے حصے کا مالک ہو چکا ہے پھر وہ حر بن جائیگا۔ یہ اسی کے مطابق ہے جو صادق

آل محمد علیہ السلام سے روایت اوّل میں بیان کیا گیا ہے اور آپ سے اور دوسرے اماموں سے ہی مسائل اخذ کرنا فرض لازم۔ ان کی اطاعت ہم پر واجب ہے ان کے کسی قول پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔ ہم نے ذکر کیا ہے کہ سنت وہی ہے جو آپؑ نے فرمایا ہے۔ پس یہ بات بھی آپ ہی کے ارشاد کے مطابق وموافق ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو موت کے وقت اپنے بعض غلاموں کو آزاد کرتا ہے۔ درآنحالکہ اس کے پاس ان غلاموں کے علاوہ اور کچھ بھی مال نہیں ہے اور اس کا پتہ نہیں ہے کہ اس نے ان میں سے کس کو آزاد کیا ہے۔ کیونکہ اس نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے۔ اور جو پہلے ہو اس کو پہلے آزاد کیا جائے۔ حتیٰ کہ ثلث کو آزاد کر دیا جائے اور امام باقر علیہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اس نے اس کا نام بتا دیا ہے کہ تم لوگ میرے مرنیکے بعد فلاں فلاں کو میری طرف سے آزاد کر دینا تو اس کے مال کا ثلث اور ان غلاموں کی قیمتوں کا جائزہ لیا جائے۔ پھر ان غلاموں میں سے جس کا پہلے نام لیا ہو اس کو سب سے پہلے آزاد کیا جائے۔ اگر ثلث ان غلاموں پر فائق ہو گیا تو سب کے سب آزاد ہو گئے۔ اور اگر ثلث میں سے اتنا فاضل رہ جائے جو اس غلام کی قیمت کے برابر نہ ہو جو اُن میں سے آخر میں نکلا ہے تو اگر سدس یا اس سے فوق اس سے نکل سکتا ہو تو جو اس پر باقی ہے۔۔۔ اس کی وجہ سے اس کو روک دیا جائے اور باقی میراث میں داخل ہوں گے اور عتق کے مال میں سے انہیں غلاموں کو آزاد کرنیکی ندا کی جائے جن کا نام اس نے پہلے لیا ہے۔ یہ امام باقر علیہ السلام کے الفاظ ہیں اور جس سے ثلث پورا نہ ہوا ہو اس کو مابقی کیلئے لازم کر دیا جائے۔ یہ روایت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے!

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جسنے ایک غلام یا ایک لونڈی اُدھار خریدی۔ پھر اس نے غلام کو آزاد کر دیا۔ یا لونڈی سے اس نے بچہ پیدا کیا اور اس کو آزاد کر دیا۔ اسکے بعد غلام اور لونڈی کے آزاد ہونیکی حالت میں فروخت کرنیوالے نے اُس خریدار سے قیمت کا جب مطالبہ کیا تو اس کے پاس اس نے کچھ بھی نہ پایا۔

آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے جس دن غلام کو آزاد کیا تھا یا لونڈی سے بچہ پیدا کیا تھا وہ قیمت ادا کرنے پر قادر تھا۔ در آنحالکہ اس نے اس بات کو قبول کر لیا تھا جبکہ اس نے دونوں کو خریدا تھا۔ یا ان میں سے ایک کو خریدا تھا تو عتق جائز ہے۔ اور اگر اس وقت محتاج تھا اور اسکے پاس کچھ بھی مال نہ تھا تو عتق (آزاد ہونا) باطل ہے۔ فروخت کرنیوالا ان دونوں کے بارے میں رجوع کر سکتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ابو بیزر، حبابٹر اور ریاح اور زریقاء کو اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ وہ آپ کی اس زمین میں چار سال تک کام کریں گے جسے آپ نے وقف کیا تھا پھر وہ آزاد ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے شرط کے مطابق کام کیا اور آزاد ہو گئے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے ایک غلام یا ایک لونڈی کو خریدا اور اس کو اس شرط پر آزاد کر دیا کہ جب اس کو قیمت مل جائے تو وہ اسے واپس کر دے گا۔ پس یہ اس پر امر لازم ہے کہ جب اسے وہ قیمت حاصل ہو جائے جس قیمت پر اس آزاد کرنیوالے نے اسے خریدا تھا تو وہ اس قیمت کو آزاد کرنے والے کو دیدے مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں اور اگر اس نے اپنے غلام کو اس شرط پر آزاد کر دیا کہ وہ اپنی لونڈی کو اس کے ساتھ بیاہ دیگا تو ایسا کرنا غلام پر لازم ہوگا۔ اور اس نے یہ شرط کیا کہ جب وہ کسی حرہ عورت یا دوسرے کی مملوکہ سے شادی کرے گا تاکہ وہ اپنے بیٹے کو اس کی ملکیت سے نکال دے تو اس صورت میں اس پر اتنا اتنا مال واجب الادا ہوگا تو یہ شرط اس غلام پر لازم ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس مملوک کے بارے فرمایا: مال کسی شخص کے ساتھ آمیز کرتا ہے اور وہ شخص اس مال سے غلام کو آزاد کر دیتا ہے در آنحالیکہ آقا کو اس مال کا علم ہے اور نہ اس بات کی اجازت دی ہے تو اس صورت میں آقا کو اختیار ہے۔ اگر وہ چاہے تو پھر اس کو بطور غلام رکھے اور مال کو روک لے۔ یا اگر وہ چاہے تو اس کو واپس کر دے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ دونوں حضرات نے

اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک غلام کو آزاد کر دیا۔ درآنحالیکہ غلام کے پاس مال تھا۔ اور آقا کو اس کا علم بھی تھا۔ اور اس نے اس مال کو اس کے واسطے رکھ چھوڑا تھا تو اس صورت میں مال آزاد کردہ غلام کا ہوگا۔ پس اگر آقا کو اس مال کی بابت کچھ بھی معلوم نہ تھا اور اس نے اس کو آزاد کر دیا پھر بعد میں اس کو اس مال کا علم ہوا یا اس شخص کے انتقال کے بعد وارثوں کو اس کا علم ہوا تو اس صورت میں وہ غلام اور ورثاء دونوں اس مال کے حقدار ہوں گے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے۔ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ غلام کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہے سوائے اس چیز کے جس کا مالک اس کا آقا بنا دے۔ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ آزاد کرے یا خیرات کرے یا اگر اس کے ہاتھوں میں کچھ ہو تو اس کو بخشدے۔ الا آنکہ آقا اس کے لئے ایسا کرنا مباح و جائز کر دے یا اس کو اپنے مال کا ایک حصہ دیدے یا اس مال میں وہ جو کچھ بھی کرے اس کو مباح کر دے یا اس پر کچھ ٹیکس عائد کر دے جسے وہ اس کو ادا کرتا رہے اور ٹیکس کے بعد جو بچے وہ اس غلام کیلئے مباح کر دے۔ یہ ان ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے اگرچہ لفظوں میں اختلاف ہے لیکن سب کا مفہوم یہی ہے۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کو اس کے کسی ذی رحم کا مالک بنا دیا گیا ہو تو جب وہ اس کا مالک ہوگا تو وہ حر ہو جائیگا۔ اس پر اس کی ملکیت کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی نے کسی لونڈی سے نکاح کیا اور اس لونڈی کے آقاؤں نے یہ شرط اس سے کی کہ اس لونڈی کے بطن سے اس کا جو بچہ پیدا ہوگا وہ آزاد ہوگا تو شرط جائز ہے۔ اور اگر انہوں نے اس سے یہ شرط کی کہ یہ لونڈی جو پہلے بچے جنے گی وہ آزاد ہوگا اور باقی مملوک ہوں گے تو یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر جڑواں پیدا ہوئے تو دونوں ایک ساتھ آزاد ہوں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب بعض وارث اس بات کی گواہی دیں کہ مورث نے اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا تھا تو شاہد

اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کی شہادت تو صرف اس کے حصے میں جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنے غلام کی آزادی کے لئے لکھ تو دیا لیکن اس نے زبان سے نہیں کہا تو یہ کوئی بات ہی نہیں ہوئی جب تک کہ وہ منہ سے نہ بولے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے اپنے غلام کو کچھ مال دینے کی شرط پر آزاد کر دیا تو یہ جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عورت غلام کو آزاد کر سکتی ہے۔ اور اپنے شوہر کے مال کے سوا اپنے مال میں جیسا چاہے وہ تصرف کر سکتی ہے۔ اور اس کے شوہر کے لئے بھی اس کے مال میں کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ الا آنکہ وہ اپنی رضامندی اور خوشی سے جو کچھ چاہے دیدے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی مملوکہ کے حمل کو آزاد کر دیا اور اس سے کہا کہ جو بھی بچہ جنے گی یا تو وہ پہلا لڑکا جنے گی وہ آزاد ہوگا تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے جڑواں بچے جنا تو وہ دونوں ایک ساتھ آزاد ہوں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی کو باستثنار ما فی البطن آزاد کر دیا تو یہ استثنار کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ آزاد ہوگی اور جو جنے گی وہ بھی آزاد ہوگا۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ گونگے کو آزاد کرنا جائز ہے جبکہ اس کو سکھایا گیا ہو یا وہ حسن الخط ہو۔

مکاتبین کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً (ترجمہ: اور تمہاری لونڈی اور غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے (کچھ روپیہ کی شرط پر آزادی کا سرخط لینے) کی خواہش کریں تو تم اگر ان میں کچھ صلاحیت دیکھو

تو ان کو مکاتب کر دو۔ ۱۸ ۲۴/۳۲

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جس نے مکاتبت کیا وہ حضرت لقمان حکیم ہیں اور جس کی آزادی کا سرخط لکھا تھا وہ ایک حبشی غلام تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ چار فرامین ایسے ہیں جو صرف تعلیم و ادب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ واجبات و فرائض میں سے نہیں ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فکاتبوھم ان علمتم فیھا خیراً۔ (ترجمہ: تو تم اگر ان میں کچھ صلاحیت دیکھو تو ان کو مکاتب کر دو۔ پس جس کا جی چاہے اپنے غلام کو مکاتب کرے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ کرے۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ واذا حللتم فاصطادوا: (ترجمہ: اور جب تم احرام چھوڑ دو تو شکار کر سکتے ہو)

پس جس حاجی کا جی چاہے وہ احرام کھولنے کے بعد شکار کرے۔ اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر (ترجمہ پس (اس قربانی کے گوشت میں سے) تم بھی کھاؤ اور قناعت پسند محتاجوں کو بھی کھلاؤ) پس جس کا جی چاہے وہ اپنی قربانی کے جانور کا گوشت کھائے اور جس کا جی چاہے نہ کھائے۔ (۴) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض (ترجمہ پس جب نماز پوری ہو جائے تو (تلاش معاش میں) زمین پر بکھر جاؤ۔) پس جس کا جی چاہے زمین پر پھیل جائے اور جس کا جی چاہے وہ مسجد میں بیٹھ رہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک غلام کی بابت پوچھا گیا جو مکاتب غلام ہونے کی خواہش کرتا ہے تو کیا اس کے آقا کو اختیار ہے کہ وہ صرف (رمضان کے وقت ہی اس کو مکاتب کرے؟ آپ نے فرمایا یہ اس کی منشاء پر منحصر ہے مکاتب بنانے کے سلسلے میں اس پر کسی قسم کی تخصیص و ایجاب نہیں ہے۔

---

(۱) مال معینہ کی ادائیگی کی شرط پر غلام کو آزاد کرنا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے اللہ جل شانہ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً (ترجمہ: تو تم اگر ان میں کچھ صلاحیت دیکھو تو ان کو مکاتب کر دو۔ یعنی جب تم ان کے اندر مال کی ادائیگی کی قوت و صلاحیت دیکھو تب مکاتب کر دو۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا کہ آیت مذکورہ میں "خیر" سے مراد مال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان ترک خیراً الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف (ترجمہ: اگر کچھ مال چھوڑ جائے تو، ماں باپ اور قربت داروں کے لئے اچھی وصیت کرے، ۲/۱۸۰

اس آیت میں بھی "خیر" سے مراد مال ہے۔ پس جو شخص کمانے اور تصرف کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ ان میں سے ہے جن میں "خیر" ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اہل بریرۃ نے بریرۃ کو مکاتب کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگوں سے بھیک مانگا کرتی تھی۔ پس جب حضرت عائشہ نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلعم سے کیا تو آپ نے اس کے مکاتب کرنے سے انکار نہ کیا۔ حالانکہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتی تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ مسلمانوں کے درمیان مال تقسیم کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک بوڑھا آدمی آپ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور میں مکاتب غلام ہوں لہٰذا آپ اس مال میں سے میری مدد کیجئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ قسم بخدا یہ میری اپنی کمائی نہیں ہے اور نہ میں نے اپنے والد سے اسے میراث میں پایا ہے بلکہ یہ مال امانت ہے جس کا میں محافظ بنایا گیا ہوں پس اس مال کو اس کے مستحقوں تک پہنچا کر دم لوں گا۔ البتہ تم بیٹھو۔ پس وہ بوڑھا انسان بیٹھ گیا اور لوگ امیر المومنین علیہ السلام کو گھیرے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو اس گراں بار بوڑھے آدمی کی مدد کرے گا۔ پھر کیا تھا لوگ اس کو اپنا مال دینے لگے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک غلام کی بابت دریافت کیا گیا جو اپنے آقا سے مکاتب ہونیکا سوال کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس کم وبیش کچھ بھی مال موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو وہ مکاتب بنا سکتا ہے خواہ وہ لوگوں سے بھیک ہی کیوں نہ مانگتا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ ہی روزی پہنچاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت فرمایا کہ: وآتوھم من مال اللہ الذی آتاکم (ترجمہ۔ اور خدا کے مال سے جو اس نے تمہیں دیا ہے انہیں بھی دیدو۔ ۲۴/۳۳) اس سے کتابت کا چوتھائی مال مراد ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مکاتب غلام کے واسطے کتابت کے مال کا چوتھائی حصہ چھوڑ دیا جائے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم ایسا نہ کہو کہ میں تم کو پانچ ہزار میں مکاتب غلام تو کرتا ہوں لیکن میں تمہارے لئے ایک ہزار ترک کردوں گا۔ البتہ تم اس مال کا خیال رکھو جو تم نے اپنے دل میں اس کو دینے کے لئے ٹھان رکھا ہے۔ پس تم اس مال میں سے اس کو دیدو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس غلام پر زیادہ واجب نہ کرے کہ پھر اس زیادہ میں سے کم کرے۔ بلکہ اس نے جس مال پر مکاتبت کیا ہے اس میں سے ہی وضع کردے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے کسی غلام کو مکاتب کرلیا یا اس کو آزاد کردیا درآنحالیکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا کچھ مال ہے اور آقا نے اسے استثناء نہ کیا تو اس مال کا حقدار وہ غلام ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس غلام کی بابت فرمایا جو اس شرط پر مکاتب کیا گیا ہے کہ اگر وہ مشروط مال کی ادائیگی سے عاجز ہوگا تو وہ پھر سے اس کا غلام بن جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی شرطوں کی پابندی کرنی چاہیئے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کسی غلام پر یہ شرط لگائی گئی ہو اور وہ اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو وہ واپس غلام بن جائیگا۔ پہلے لوگ ایسی شرطیں نہیں کرتے تھے اور وہ آج اس قسم کی شرطیں کرنے لگے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی شرطوں کی پابندی کرنی ہی چاہیئے (البتہ

ایسی شرط نہ ہو کہ جس سے حلال حرام ہو جائے اور حرام حلال ہو جائے)

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک ایسے مکاتب غلام کی بابت پوچھا گیا جس کے آقاؤں نے بوقت کتابت یہ شرط کی تھی کہ وہ جس کا مکاتب غلام ہے اس کی اجازت کے بغیر اس وقت تک شادی نہ کرے گا جب تک کہ وہ کتابت کا مشروط مال ادا نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ شرط کی گئی ہے تو پھر مکاتب غلام پر یہ شرط لازم ہے۔ اگر اس نے نکاح کر لیا ہے تو اس کا یہ نکاح فاسد و مردود ہوگا۔ الا آنکہ وہ آزاد ہو جائے پس وہ اپنے سابق نکاح پر قائم رہ سکتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا مکاتب غلام پیش کیا گیا جس کے آقاؤں نے کتابت میں اس پر یہ شرط لگائی تھی کہ جب وہ آزاد ہو جائیگا تو اس کی میراث کے حقدار وہ آقا ہوں گے۔ پس آپ نے اُن کی اس شرط کو باطل قرار دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ ان کی شرط سے پہلے اللہ کی شرط واجب ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب مکاتب غلام پر یہ شرط لگائی گئی ہو کہ اگر وہ مال مشروط کی ادائیگی سے عاجز ہوگا تو پھر غلام بن جائے گا۔ اس صورت میں اس کی حیثیت ہر شئے میں مملوک کی حیثیت جیسی ہوگی۔ البتہ اس چیز میں مملوک جیسی حیثیت نہ ہوگی جس کا اسکے آقا نے اسے مالک بنایا ہے پس وہ مال اس کا ہے اور وہ اس مال میں سے اپنے مقرر مال کی قسط ادا کرے پس جب وہ آزاد ہو جائے تو اسکے پاس جو مال باقی رہ گیا ہے وہ اس کا مال ہوگا۔ وہ خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ پس اگر بحالت مکاتبت تجارت میں وہ مقروض ہو گیا ہو اور پھر مال مشروط کی ادائیگی سے قاصر ہو گیا ہو تو اس کے آقاء پر واجب ہے کہ وہ اس کا قرض چکا دے۔ کیونکہ وہ اسی کا غلام ہے۔ اس پر جو واجب ہے اس کو وہ ادا کرے۔ وہ غلام تو ایسا ہے کہ نہ کسی کا وہ وارث ہے اور نہ اس کا کوئی اور وارث ہے۔ غلاموں کے جو حقوق ہیں وہی اس کے لئے ہے اور جو غلاموں پر واجب ہے وہی اس پر بھی واجب ہے۔ اس کے واسطے نہ آزادگی جائز ہے نہ ہبہ نہ نکاح۔ نہ حج، ہاں یہ سب اپنے مولا کی اجازت سے اس وقت کر سکتا ہے۔

جبکہ اپنے سر سے تمام شرطوں کو ادا کرے۔ اور اگر مکاتب پر یہ شرط نہ کی ہو کہ مال مشروط کی ادائیگی سے اگر وہ عاجز رہا تو پھر سے غلام بن جائیگا۔ بلکہ معلوم و مقرر قسطوں پر مکاتب کیا گیا ہو تو پہلی ہی قسط کی ادائیگی میں اس پر آزادگی کا حکم جاری ہو سکتا ہے۔ پس اس نے جس قدر قسط ادا کیا ہے وہ اتنا ہی آزاد ہوا ہے اور اس پر جس قدر باقی ہے اتنا ہی وہ غلام ہے۔ اسی طرح اس کا یہی حال مواریث، حدود، عتق، ہبہ، جنایات اور دیگر تمام اجزاء میں ہوگا۔ ان تمام باتوں میں اس کے لئے اس قدر جائز ہوگا جس قدر وہ اس سے آزاد ہوگا۔ اس کے ماسوا باطل ہوگا۔ اور عجز کی صورت میں جو شرط ہے وہ اس پر واجب ہوگی۔ اگر اس پر یہ شرط کی گئی ہے کہ اگر وہ ایک یا دو یا تین قسطوں کی ادائیگی یا جو بھی شرط ہو اس کی ادائیگی سے عاجز ہوگا تو وہ پھر سے غلام بن جائیگا۔ پس وہ اپنی شرطوں کے پابند ہوں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مکاتب غلام کو اس وقت تک دوبارہ غلام نہیں بنایا جا سکتا جب تک کہ اس پر دو قسطیں واجب نہ ہو جائیں۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ پہلی قسط ادا کرنے کے وقت اگر عاجز ہو جائے تو اس پر دوسری قسط آنے تک موقع دیا جائے۔ پس جب دوسری قسط کا وقت اس پر آجائے اور وہ نہ ادا کر سکے تو دوسری قسط میں اس کو پھر سے غلام بنا لیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ ان حضرات نے اس مکاتب غلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ جو قبل از وقت اپنی تمام واجب الادا قسطوں کو ادا کر دینا چاہتا ہے لیکن شرط کے مطابق جس نے اس کو مکاتب غلام بنایا ہے قسط کو قبل از وقت لینے سے انکار کرتا ہے پس اس صورت میں اگر اس پر یہ شرط لگائی گئی تھی کہ اگر وہ قسط کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر سے غلام بنا لیا جائیگا تو پھر آقا کو اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کتابت کا مشروط مال قبل از وقت لے لے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عاجز ہو جائے اور پھر سے اس کا غلام بن جائے۔ پس اگر اس قسم کی کوئی شرط نہ ہو اور مکاتب غلام پر قسط کی ادائیگی کا وقت آگیا اور اس نے اس قسط کو آقا کے حوالے کر دیا۔ در آنحالیکہ اور قسطیں باقی ہیں تو آقا کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ قسط کو لینے سے امتناع کرے۔ کیونکہ اب اس غلام شخص پر عتق کا

کا حکم جاری ہو چکا ہے وہ اب کبھی بھی واپس غلام نہیں بن سکتا۔ اس پر صرف اتنا واجب ہے کہ وہ باقی قسطوں کی ادائیگی کی کوشش کرے اور مکاتب غلام نے اپنے مملوک فرزند کو اگر مکاتبت میں داخل نہیں کیا ہے تو وہ علی حالہ مملوک رہے گا اور آزادی کے بعد اس کی لونڈی یا حرہ بیوی سے جو بچہ بھی پیدا ہوگا وہ حر ہوگا۔ اور جو بچہ بحالت کتابت کسی حرہ عورت سے پیدا ہوا ہو تو وہ بھی آزاد ہوگا۔ اور اگر مکاتب آقا کے علاوہ کسی اور کی لونڈی سے اس کو جو بچہ پیدا ہوگا وہ لونڈی کے آقا کا مملوک ہوگا۔ بشرطیکہ اُس کی حریت کی شرط نہ کی گئی ہو۔ ہم نے اس کا ذکر کتاب النکاح میں کر دیا ہے۔ پس اگر اس نے کوئی لونڈی خریدی ہے تو اس نے اسی کے لئے جنا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس مکاتب غلام کے بارے میں فرمایا جو اپنی بعض قسطیں ادا کر کے مر گیا۔ درآنحالیکہ اس کی لونڈی سے ایک لڑکا تھا۔ اگر اس نے یہ شرط کی تھی کہ اگر وہ قسطیں ادا کرنے سے عاجز ہوگا تو وہ پھر سے مملوک بن جائیگا تب وہ لڑکا اور لونڈی دونوں غلام ہوں گے اور اگر اس قسم کی شرط نہ تھی تو مکاتبت کی جو قسط باقی رہ گئی ہے اس کا لڑکا اسے ادا کر دے تو وہ آزاد ہوگا۔ اور جو باقی رہ گیا ہے اس کا وہ وارث ہوگا۔ اور مکاتب نے اپنی مکاتبت کے درمیان جو بچہ جنا ہے تو وہ اپنے حال پر رہے گی جب وہ آزاد ہوگی تو اس کے بچے بھی آزاد ہوں گے۔ اور جب وہ غلامی میں ہوگی تو اس کے بچے بھی غلام ہوں گے۔ اور آقا نے جس غلام کو مکاتب بنا دیا ہے۔ پھر اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کی کتابت کو باطل کرنے کیلئے اس کو فروخت کر دے جبکہ وہ اپنی واجب قسطوں کو ادا کر رہا ہے۔ پس اس نے اگر اپنے ایسے مکاتب غلام کو فروخت کیا ہے جو اس کے پاس علے حالہ تھا جیسا کہ بریرہ فروخت کی گئی تھی تو یہ جائز ہے وہ خریدنے والے کے پاس اسی حال میں رہے جس حال میں کہ وہ فروخت کرنے والے کے پاس تھا جب وہ واجب قسط ادا کر دے گا تو آزاد ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو مکاتبہ بنا دے تو اسکے ساتھ ہمبستر نہ ہو۔ خدمتگذار غلام کی شرط پر مکاتبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مکاتبت کی شرطوں کا کوئی دوسرا شخص ضامن ہو تو اس میں بھی کوئی حرج

نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مکاتب غلام جب اپنی کچھ قسطیں ادا کرلے اور باقی کے لئے ٹال مٹول کرتا ہو حالانکہ اس کے پاس اتنا موجود ہے کہ وہ ادا کرسکتا ہے تو پھر اس کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے اور اگر عدم استطاعت واضح ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے تاکہ باقی قرض کی ادائیگی کے لئے کوشش کرے۔ اس سے وہ مکاتب غلام مراد ہے جس پر یہ شرط نہیں ہے کہ اگر وہ عاجز ہو گیا تو پھر سے غلام بن جائے گا لیکن جس پر یہ شرط ہے پس اس نے ذکر کیا کہ وہ عاجز ہو چکا ہے اور اس حد میں داخل ہو چکا ہے جہاں پہنچکر وہ اپنے عجز کی وجہ سے پھر غلام بن جائیگا تو اس صورت میں آقا کو اختیار ہے کہ جب اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس مال ہے تو پھر سے غلام بنالے یا اس سے مال کا مطالبہ کرے اور اگر اس کے ہاتھوں میں ظاہری طور سے مال معلوم ہو تو اس سے لیا جائے اور مولا کو دیدیا جائے۔ اس وقت وہ آزاد ہو گیا۔

فصل (۴)

مُدبّرین کا بیان

تدبیر کا مفہوم یہ ہے کہ مولا و مالک جس کا امر جائز ہے وہ اپنے مملوک سے بیماری یا تندرستی کی حالت میں کہے کہ تم میری موت کے بعد آزاد ہو لوجہ اللہ یا جب میں مرجاؤں تو تم مُدبّر ہو یا اس قسم کی لفظیں کہے پس جب اس نے یہ کہدیا تو وہ اس کی زندگی میں مُدبّر ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس بات پر سب کا اجتماع ہے کہ وہ اس کی موت کے بعد اپنے ثلث سے آزاد ہو جائے گا۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ مُدبّر غلام ثلث مال سے آزاد ہو جاتا ہے۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص کو جس نے اپنے مُدبّر غلام کو فروخت

کرنیکا ارادہ کیا تھا فروخت کی اجازت دی تھی۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ مُدبّر غلام اس وقت تک مملوک ہے جب تک کہ اسکا انتقال نہ ہو جائے جس نے اس کو مُدبّر بنایا تھا۔ اور وہ اپنی تدبیر سے پھرا نہ ہو تو وہ غلام ہے چاہے تو اس کو فروخت کردے۔ اور چاہے تو اس کو ہبہ کرسکتا ہے۔ اور چاہے تو اس کو آزاد کردے یا چاہے تو اس کو تدبیر کی حالت میں رکھے اور چاہے تو رجوع کرلے یہ تو اس شخص کے مانند ہے جس نے وصیت کی پھر اس کو دوسری رائے سُوجھی تو اس نے قبل از موت وصیت میں تغیر و تبدیلی کردی۔ پس وصیت کی جس چیز سے اس نے رجوع کیا ہے وہ باطل ہو چکی اور اس نے وصیت کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مرگیا تو وصیت ثلث (تین حصّوں) سے جاری رہے گی۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ جب مولیٰ اپنی تدبیر پر ثابت قدم رہے تو مُدبّر کی خدمت، فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ درآنحالیکہ مولیٰ اپنی تدبیر سے نہ پھرے۔ پس خریدار اس کی خدمت کو خرید لے۔ پس جب اس شخص کا انتقال ہو جائے جس نے اس کو مدبر بنایا تھا تو وہ اس کے ثلث سے آزاد ہوگیا۔ انہیں حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے کہ اگر مرد اپنی مدبرہ لونڈی کے ساتھ جماع کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور انہیں حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس مدبرہ لونڈی کا بچہ جو اس کی تدبیر کی حالت میں پیدا ہوا ہے اس کی ہیئت لونڈی جیسی ہے وہ لونڈی کے آزاد ہونے پر آزاد ہوں گے۔ اور اس کی غلامی سے غلام بنے رہیں گے۔ ان حضرات علیہم السلام کا اس سے مطلب یہ ہے کہ جب مولا تدبیر پر عرصہ تک قائم رہے۔ لیکن اگر وہ ان میں سے کچھ سے رجوع کرلے یا تمام سے رجوع کرلے تو اس کو اس کا اختیار ہے جیسا کہ ہم نے آگے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے نقل کیا ہے پس اگر اس مولا کا انتقال ہو جائے اس حال میں کہ وہ مقروض ہے جس نے کہ غلام کو مُدبّر بنایا تھا۔ تو مُدبّر کا حال اس غلام کا ہے جس کی آزادی کی وصیت کی گئی ہے۔ ہم نے اس کا ذکر آگے کردیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رقبۃ واجبۃ کے عوض

مدبر غلام کو آزاد کرنا کافی نہ ہوگا۔

فصل (۵)

امہات الاولاد کا بیان

ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی سے جماع کرے۔ پس اسنے اس کو جنا جس کے متعلق معلوم تھا کہ وہ حمل ہے اس صورت میں لونڈی کا درجہ ام ولد کا درجہ ہوگا اور حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص ام ولد کو چھوڑ کر مر جائے تو وہ اس کے مرنے کی وجہ سے آزاد ہوگی۔ اور اگر اس کو قرض سے خریدا ہے اور اس کے پاس سوائے اس کے دوسرا مال موجود نہ ہو تو اس کی گردن میں جو قرض کی رقم ہے وہ اسی قدر فروخت کی جا سکتی ہے۔ یہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ثابت ہے۔ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں کہ آزاد ہو کر وہ غلام کس طرح اپنی گردن کی قیمت میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اور ام الولد کا حکم قبل ازیں کہ اس کا آقا انتقال کرے اس کے تمام احکام اکثر امور میں غلاموں کے احکام کے مطابق ہیں۔ ہم اس سے قبل ان امور کی اکثر صورتیں بیان کر چکے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی ام ولد کی شادی کر دے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ اسی کے درجہ میں ہوگا۔ وہ بھی مولا کی خدمت کرے گا اور جب اس کا آقا مر جائے تو وہ بھی ام ولد کو آزادی ملنے سے آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر اس کا باپ حر تھا پس وہ مر گیا تو اس کی میراث میں سے بچے کو خرید لیا جائے اور باقی میراث کا اس کو وارث بنا دیا جائے اور جب کوئی شخص اپنی ام ولد کو بیاہ دے پس اس کا شوہر مر جائے یا اس کو طلاق دیدے تو وہ اپنے مولا کے پاس واپس ہو جائے اور وفات کے دن سے دو ماہ پانچ دن عدت کے شمار کرے اور طلاق دی ہو تو طلاق کے دن سے دو حیض کی مدت گزارے

اگر اس کو حیض آتا ہو پس اگر وہ ان میں سے ہے جن کو حیض نہیں آتا تو ڈیڑھ ماہ گذارے۔ پھر مولا کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو بلا نکاح ملکیت میں آنیکی وجہ سے اس کے ساتھ ہمبستر ہو سکتا ہے۔

فصل (۶)

ولاء کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپکے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ولاء کا مستحق وہ ہے جس نے کسی کو آزاد کیا ہو امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جو اسلام میں پیدا ہوا ہے وہ عربی ہے اور جو مملوک بنایا گیا پھر آزاد ہوا تو وہ مولا ہے اور جو اسلام میں بلا جبر داخل ہوا ہے وہ مہاجر ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قوم کا مولا قوم ہی میں سے ہے۔ اور قوم کی بہن کا بیٹا انہیں میں سے ہے۔ اور قوم کا حلیف قوم میں سے ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ولاء کے وارث قریب ترین رشتہ دار ہیں۔ یکے بعد دیگرے جب وہ تمام کے تمام مساوی اور برابر کا درجہ رکھتے ہوں تو ماں اور باپ کی اولاد اس کے حقدار ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی نے ایک غلام کو آزاد کر دیا تو وہ اس کی ولاء (میراث) کا حقدار ہے اور اسی پر اس کی خطاء کا دیت واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک غلام کو آزاد کر دیا۔ اپنی کسی قسم کے کفارہ یا ظہار کے سلسلے میں یا کسی ایسے امر کیوجہ سے جس میں اس پر غلام آزاد کرنا واجب تھا تو اس آزاد کردہ غلام کی ولاء کا کون حقدار ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ جس نے اس کو آزاد کیا ہے وہی حقدار ہے۔

ف میراث جو آزاد کردہ غلام سے بعقد موالاۃ کیوجہ سے حاصل ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے ایک غلام کی بابت فرمایا جو دو آقاؤں کی ملکیت میں ہے اور دونوں نے مل کر اس کو آزاد کر دیا ہے تو پھر ولاء کا کون حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ولاء دونوں کے درمیان منقسم ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر خدا کی لعنت جو اپنے مولیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کو ولی بنائے۔ اور اس شخص پر بھی خدا کی لعنت جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف ادعاءً نسب کرے۔ آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے ولاء کو فروخت اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عبد سائبہ (ایسا غلام جسکے آزاد کرنے والے کو حق ولاء حاصل ہو) کو آزاد کر دے تو پھر غلام کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنا ولی بنا سکتا ہے۔ پس اگر وہ شخص جس کو اس نے اپنی ولاء کا ولی بنایا ہے وہ رضامند ہو جائے تو وہ اس کی میراث اور گناہ کے دیت کا ذمہ دار ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس غلام شخص کو کسی عورت نے آزاد کر دیا ہو تو وہ اس کی ولاء (میراث) کی حقدار ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ولی بننے کا وہی شخص حقدار ہے جو میراث کا وارث ہوتا ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ اور امام باقر علیہما السلام سے مروی ہے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب باپ کو آزاد کر دیا جائے تو وہ اپنے بیٹے کی ولاء کا ذمہ دار ہوگا۔ جس طرح سے باپ اس کا ذمہ دار تھا۔ اس کی صورت اس غلام کی ہے جو حرہ عورت سے شادی کرلے۔ پس اس کے تمام فرزند احرار ہو جاتے ہیں اور ان کا نسب ان کی ماں کے نسب کے برابر ہوتا ہے۔ پس اگر ان کے باپ کو اس کا آقاء آزاد کر دے تو وہی ان کی ولاء کا ذمہ دار ہوگا۔ اور یہ سب اس کے موالی ہوں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ منبوذ (وہ بچہ جس کو اس کی ماں نے راستہ میں ڈال دیا ہو) حر ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ولاء کا حق سب سے اقرب کو حاصل ہے اس کا مفہوم

مثال کے طور پر یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کر دیتا ہے پھر وہ مر جاتا ہے اور اپنے بعد دو لڑکوں کو چھوڑ جاتا ہے۔ پس اگر مولا مر گیا تو ولاء کا حق دونوں کے مابین ہوگا۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک اس مولیٰ سے قبل مر گیا اور اس نے ایک لڑکا چھوڑا ہے پھر مولیٰ مر گیا تو ولاء کا حقدار آزاد کرنیوالے کے بیٹے کو حاصل ہوگا۔ اس کے مرحوم بھائی کے بیٹے کو نہیں۔

کتاب العطایا

فصل (۱)

لوگوں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نیک کام صدقہ و خیرات ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خلقت اللہ کی عیال ہے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو نفع پہنچائے اور اس کے اہل بیت کے دلوں میں خوشی داخل کرے اور مسلم بھائی کے ساتھ اس کی حاجت برآری کے لئے چلنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسجد حرام میں دو ماہ تک اعتکاف میں بیٹھنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اہل خیر احسان و نیکی کرنے کی طرف ان لوگوں سے زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہیں جو ان کی طرف احسان و خیر کی رغبت و امید رکھتے ہیں، کیونکہ نیکی اور احسان ہی کی وجہ سے ان کو ستائش اور اجر اور ذکر ملتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص نیکی اور احسان کرتا ہے سو وہ اپنے نفس ہی کے لئے کرتا ہے۔ اور اس نے اپنے نفس کے لئے جو کار خیر کیا ہے اس کی شکر گذاری

دوسرے سے طلب نہ کرے بلکہ اس شخص پر اپنے محسن و منعم کی شکر گذاری واجب ہے جس پر نعمت کی بارش کی گئی ہے اگر وہ شکر گذار نہیں ہوگا تو وہ کفران نعمت کرتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم مومن کو اسکی قبر سے اٹھائے گا تو وہ اس حال میں قبر سے باہر آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک خوبصورت شبیہہ ہوگی۔ پس جب وہ مومن وہاں کے شدائد سے گذرے گا تو وہ شبیہہ اس سے کہے گی کہ تم نہ ڈرو تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی پس وہ برابر اس کو امان و بشارت دیتی رہے گی یہاں تک کہ وہ اس کو بارگاہِ الٰہی میں پہنچا دے گی پس اللہ تعالےٰ اس کا اہل حساب لے گا پھر اس کو بہشت میں داخل کرنے کا حکم دے گا اس وقت مومن کہے گا تم کون ہو؟ خدا کی رحمت تم پر تم نے مجھ سے وعدہ کیا اور میری تصدیق کی اور مجھے میرے خوف سے امان بخشا پس وہ شبیہہ کہے گی کہ میں بھی ایک مخلوق ہوں مجھے میرے رب نے اس خوشی سے پیدا کیا ہے جو تو مومنین کو پہنچاتا تھا پس آج میں تم کو سرور پہنچا رہی ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ معروف یعنی نیک کام اپنے اس نام ہی کی طرح معروف و مشہور ہے نیکی کے ثواب کے سوا نیکی سے افضل اور کوئی شے نہیں ہے نیکی بندۂ مومن کے لئے خداوند تعالےٰ کا ہدیہ ہے اگر کوئی شخص لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا چاہتا ہو تو یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ نیکی کرے اور نہ وہ شخص نیکی حاصل کرنے پر قادر ہے جو اس کی تمنا و رغبت رکھتا ہے اور نہ ہر اس شخص کو نیکی کرنے کی اجازت ملتی ہے جو نیکی کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ جب کسی بندے پر احسان کرتا ہے تو اس کے لئے نیکی کی خواہش قدرت اور اجازت جمع کر دیتا ہے تو اس وقت طالب و مطلوب کیلئے سعادت و کرامت کامل ہو جاتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کار خیر سے انجام بد دور ہو جاتا ہے اور ہر نیکی صدقہ ہے۔ اور دنیا میں جو اہل خیر ہیں وہی آخرت میں

اہل خیر ہوں گے اور جنت میں سب سے پہلے اہل خیر ہی داخل ہوں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ کار خیر صرف ان تین ہی باتوں سے تمام ہوتا ہے اس کو حقیر سمجھنا اور آسان بنانا اور اس میں جلدی کرنا پس جب تم کار خیر کو معمولی سمجھو گے تو تم جس کے ساتھ نیکی و بھلائی کرو گے اس کے نزدیک اسے عظیم الشان کر دو گے اور جب تم کار خیر کو سہل و آسان کر دو گے تو گویا تم نے اس کو پورا کر دیا اور جب تم کار خیر میں جلدی کرو گے تو گویا تم نے اس کو خوشگوار بنا دیا اور اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم نے اس کو مٹا دیا اور ناخوشگوار بنا دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اچھے مسلمان وہ ہیں جو قطع تعلق نہیں کرتے اور اعانت کرتے ہیں اور نفع پہنچاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا گیا ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا بدلہ چکائے اور اگر بدلہ چکانے سے عاجز ہو تو اس کی تعریف کرے پس اگر اس نے اتنا بھی نہ کیا تو اس نے نعمت کا کفران کیا۔

فصل (۲)

ہبہ اور عطیہ میں سے جو کچھ جائز ہے اس کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو ہبہ اور عطیہ دینے میں اپنے بعض فرزندوں کو بعض پر فضیلت دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے بشرطیکہ صحیح طریقہ سے ہو وہ اپنے مال میں جس طرح چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر مریض ہے اور اس بیماری میں مر جائے تو پھر ہبہ و عطیہ جائز نہ ہوگا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے لڑکے کو جو چاہے

ہبہ کردے اور ان میں سے اس نے جو اس لڑکے کو دیا ہے اس سے ایک کو دوسرے کو فضیلت دیدے اور پھر ان میں سے جو کسی کو دیا ہے اس کو اس کی ملک سے نکال کر دوسرے لڑکے کی ملک میں دیدے تو یہ صحیح اور جائز امر ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے وہ مال اس شخص کا ہے وہ جہاں چاہے اس کو رکھ سکتا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور ایسا ہی میرے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے کیا تھا اور میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہبہ جب قبول کر لیا جائے تو وہ جائز ہے خواہ اس پر قبضہ کیا جائے یا نہ کیا جائے اور تقسیم کیا جائے نہ کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے خوشنودی الٰہی اور ثواب آخرت یا صلہ رحمی کی غرض سے ہبہ کیا ہے تو پھر اس میں رجعت کا اس کو اختیار نہیں ہے اور اگر کسی نے بغرض عوض ہبہ کیا ہے تو اس کو اگر عوض نہ ملا ہو تو اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بغرض عوض ہبہ کرنے والا ہبہ میں رجوع کر سکتا ہے خواہ اس کو جمع کیا گیا ہو نہ کیا گیا ہو لیکن جو ہبہ قرابت داروں کے لئے ہے یا اس کے لئے ہے جس کو اس ہبہ میں ثواب ملے گا تو ایسے ہبہ میں رجوع کا حق نہیں ہے البتہ اس کے علاوہ ہبہ میں وہ چاہے تو رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ ہبہ قائم و ثابت ہو لیکن اگر ہبہ فوت ہو گیا ہے تو پھر اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اور آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے کچھ درہم دوسرے شخص پر باقی ہیں پس وہ ان دراہم کو اسے بخش دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہبہ کرنے کے بعد اس کو اس میں رجعت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شاعر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اور حد سے زیادہ اس نے

آپ کی مدح کی تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے کسی سے فرمایا کہ تم اٹھ کر اس شاعر کے ساتھ جاؤ اور اس کی زبان کاٹ لو پس وہ گئے اور وہ واپس چلے آئے اور عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آیا کیا میں اس کی زبان ہی کاٹ لوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو صرف یہ حکم دیا ہے کہ کچھ عطیہ دے کر اس کی زبان قطع کر دو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کمیت شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کی شان میں جو اشعار کہے تھے وہ پڑھ کر سنائے تو آپ نے فرمایا کہ اے کمیت! تم پر خدا کی رحمت اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم تمہاری خواہش پوری کر دیتے کمیت نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا کی قسم بخدا میں نے دنیا طلبی کے لئے آپ کی مدح نہیں کی ہے لیکن میں نے اللہ و رسولؐ کے خوشنودی چاہی ہے آپ نے فرمایا کہ تب تو تم ہماری مدح کر کے اس چیز کے مستحق ہو گئے ہو جو رسول خدا صلعم نے عبداللہ بن رواحہ اور حسان بن ثابت کے لئے فرمایا تھا کہ تم دونوں کو روح القدس کے ذریعہ ہمیشہ تائید ملتی رہے گی کیونکہ تم دونوں نے اپنی زبانوں سے ہمارا دفاع کیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے غیر تقسیم شدہ ہبہ جب کہ قبول کر لیا جائے تو اس کو جائز قرار دیا ہے اس کبھی اسی طرح قبضہ کیا جائے جس طرح غیر منقسم مال غنیمت پر قبضہ کیا جاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک عورت کے معاملے میں فیصلہ کیا تھا جس نے اپنی بیٹی کو ایک لونڈی ہبہ میں دیا تھا پھر وہ لڑکی انتقال کر گئی اور اس کی ماں کے سوا اور کوئی دوسرا اس کا وارث نہ تھا تو آپ نے میراث کے ساتھ اس لونڈی کو بھی اس کی ماں کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اہل غلبہ کے جوائز و عطیات کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام متغلبین کے جوائز و عطیات قبول کرتے تھے جیسا کہ انھوں نے معاویہ کے عطیات و جوائز کو قبول کیا کیونکہ ان دونوں حضرات کی خدمت میں جو کچھ بھیجا جاتا تھا اس کے وہ اہل و حقدار تھے۔

اور متغلبین کے ہاتھوں میں جو کچھ تھا وہ ان پر حرام تھا وہ لوگوں کے لئے کھلا ہوا اور کشادہ ہے جبکہ وہ ان کے پاس بصورت خیر پہنچے اور اس میں سے اپنے حق کے مطابق لے لیں۔
امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کی معصیت میں متغلبین کی خدمت کرتے ہیں ان کے جوائز و عطیات ان پر حرام ہیں اور وہ حرام کمائی ہے۔
حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے عمریٰ اور رقبیٰ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سلسلے جو شرطیں ہوئی ہوں لوگوں کو اس کی پابندی کرنا چاہئے اور سکنیٰ، عمریٰ، رقبیٰ سب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں لیکن شرطوں سے ان کے درمیان تمیز اور فرق ہوتا ہے پس سکنیٰ اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی کو بلا عوض مدت معلوم تک اپنے گھر میں رہنے دے اور عمریٰ اس کو کہتے ہیں کہ عمر بھر رہنے دے اور اگر اس کی نسل کے لئے بھی شرط ہے تو وہ جائز ہے اور رقبیٰ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو اپنے گھر میں ان میں سے کسی ایک کی موت تک رہنے دے پس ان دونوں میں سے جو بھی مرجائے گا اس کی موت سے رقبیٰ کا حکم ختم ہو جائے گا اور گھر اس کے مالک کے پاس چلا جائے گا۔

فصل (۳)

تبادل اور توصل کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن پروردگار عالم خلائق کو جمع کرے گا تو اس وقت ایک منادی ندا کرے گا کہ اہل فضل اٹھیں! پس لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور انھیں جنت کی بشارت دیں گے اور کہیں گے کہ تم کو کون سا ایسا فضل حاصل ہے کہ جس کی وجہ سے بلا حساب

وکتاب جنت میں داخل ہوئے ہو؟ پس وہ کہیں گے کہ جو لوگ دنیا میں ہم پر ظلم کرتے تھے ہم ان کو معاف کر دیتے تھے، اور جو لوگ ہم سے قطع تعلق کرتے تھے ہم ان سے تعلق رکھتے تھے اور جو ہمارے ساتھ جہالت اور جھڑپ کرتے تھے ہم ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتے تھے، پس اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ تم سب بہشت میں داخل ہو جاؤ پس یہی عمل کرنے والوں کا بہترین اجر و انجام ہے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ اب اہل محشر اٹھیں! پس لوگوں کا ایک گروہ اٹھے گا اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور انھیں جنت کی بشارت دیں گے اور پوچھیں گے کہ تم لوگوں نے اتنا کیا صبر کیا ہے کہ جس کی وجہ سے قبل از حساب جنت میں داخل ہوئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر دلاتے تھے اور اس کی نافرمانیوں پر روکتے تھے پس ان سے کہا جائے گا کہ تم سب بھی جنت میں داخل ہو جاؤ پس یہی عمل کرنے والوں کا بہترین اجر و ثواب ہے۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ اب دار السلام میں خدا کے پڑوسی اٹھیں! پس لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور انہیں جنت کی بشارت دینگے اور ان سے پوچھیں گے کہ تم کو ایسا کونسا فضل و کمال حاصل ہے کہ جس کی وجہ سے تم دار السلام میں خدا کے پڑوسی بنے ہو؟ پس وہ جواب دیں گے کہ ہم لوجہ اللہ آپس میں بے لوث محبت رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات اور ایک دوسرے سے تعلق اور ایک دوسرے سے لین دین کرتے تھے پس ان سے کہا جائے گا کہ تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم دار السلام میں اللہ کے پڑوسی ہو!

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مجھے بکری کی ران کھانے کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا اور اگر مجھ کو اس کے پائے بھی بطور ہدیہ پیش کئے جائیں تو میں انھیں قبول کرونگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی کی کرامت ہے کہ وہ اپنے بھائی کا تحفہ قبول کر کے اس کو عزت بخشے اور اس کے پاس جو کچھ موجود

ہو اسے اپنے بھائی کو تحفہ کے طور پر دیدے اس میں ذرہ برابر بھی تکلف سے کام نہ لے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالےٰ متکلفین سے محبت نہیں کرتا۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ ایسی روزی عطا کرے جس کے لئے اس نے اپنے پیروں اور سواری کو جنبش تک نہ دی ہو اور نہ اس کے لئے کسی قسم کا تعرض کیا ہو تو وہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے کہ: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب

ترجمہ:۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے واسطے کوئی نہ کوئی راستہ نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی مہیا کرتا ہے جہاں سے اس کو گمان تک نہیں ہوتا۔؟

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی بھائی تم کو کسی چیز سے کرامت بخشے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے پس جب حاجتمند ہو تو اسے اپنی ضرورت کے لئے خرچ کرے اور اگر حاجتمند نہ ہو تو اس کو حاجت کے مقام میں رکھ دے تاکہ اس کرامت کا صاحب اجر پائے۔ اور جس کے پاس بدلہ ہو تو اس کو پورا کرنا چاہیے اور جو بدلہ نہ دے سکتا ہو وہ اچھی تعریف و ستائش اور دعا کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ بطور ہدیہ فالودہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آج نوروز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز نوروز مناؤ۔ یعنی ہر روز فی سبیل اللہ ایک دوسرے کو ہدیہ سے نوازو اور صلت سے پیش آؤ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ باہم مصافحہ کرو اور ایک دوسرے کو ہدیہ سے نوازو کیونکہ مصافحہ سے محبت بڑھتی ہے۔

اور ہدیہ سے بغض وحسد دور ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اے قرابت باہم ایک دوسرے کی زیارت وملاقات کرو اور آپس میں تو تو میں میں کے ساتھ گفتگو نہ اور ایک دوسرے کو ہدیہ سے نوازو کیونکہ زیارت وملاقات سے محبت بڑھتی ہے اور گفتگو یعنی سوال وجواب سے قطع تعلق پیدا ہوتا ہے اور ہدیہ سے عداوت ودشمنی دور ہوتی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے خاص خاص لوگوں اور بھائیوں کو اپنے الطاف سے نوازو اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ ہدیہ حرام کمائی ہے جس کو ہدیہ کرنے والا ہدیہ میں دیکر اس سے افضل ہدیہ کی خواہش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولا تمنن تستکثر:۔ (ترجمہ) تم اس لئے احسان نہ کرو کہ زیادہ ملے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ:۔ وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ

ترجمہ:۔ اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچکر زیادہ ہو جائے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا ۳۰/۳۹

آپ نے فرمایا کہ اس سے تمہارا وہ ہدیہ مراد ہے جو تم کسی شخص کو دے کر اس سے افضل ثواب اس کے ذریعہ طلب کرتے ہو پس یہ سود ہے پس اس باب میں ہدیہ کا جو فضل ہے اور اس کو قبول کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے وہ ہدیہ مراد ہے جس سے خدا کی خوشنودی اور توصل مقصود ہو لیکن جو ہدیہ اس کے علاوہ کسی اور مقصد سے دیا گیا ہو جیسے کسی کے خوف یا شر سے بچنے کے لئے یا کسی کا دل موہ لینے کے لئے یا جس کو ہدیہ دیا گیا ہے اس کی کوئی حاجت پوری کرنے کے لئے یا کسی مضرت اور ظلم وجور کو دفع کرنے کی غرض سے یا ہدیہ دے کر اپنی حاجت روائی کا سوال کرنے کے لئے یا اس کے مشابہ کسی اور مقصد سے تو اس قسم کا ہدیہ دینا اور لینا اور کھلانا اور پینا سب کا سب حرام کمائی کا ہے

بدل کرنا کھانا ممنوع ہے اور یہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے۔
امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کسی شخص سے حاجت برآری کا سوال کرتا ہے یا اس سے کہتا ہے کہ وہ بادشاہ سلامت یا کسی اور سے اس کی حاجت پوری کروا دے پس وہ اس کام کے لئے اس کے پاس ہدیہ بھیجتا ہے تو اس صورت میں ہدیہ قبول کر لینے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے ہدیہ کا قبول کرنا حلال نہیں ہے یہ حرام کمائی ہے ایسے معاملے میں جو صاحب قدرت ہو اس کو مومن کی مدد کرنی چاہئے پس جو اپنے بھائی کی مدد کر سکتا ہے اس کو مدد کرنی چاہئے لیکن اس کے عوض اگر اجرت یا ہدیہ کوئی لے یا اس کے سلسلے میں کھانا کھلائے تو یہ سب حرام ہے اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

فصل (۴)

صدقہ کے فضل کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن ایک دینار صدقہ کیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے علیؑ! کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ مومن کا صدقہ ابھی اس کے ہاتھ سے نکلنے بھی نہیں پاتا کہ ادھر ستر شیطانوں کے جبڑے کھل جاتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا اس کو مقدم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں

نے فرمایا کہ اس وجہ سے تم موت کو پسند نہیں کرتے کیونکہ آدمی کا دل اس کے مال میں لگا ہوا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا کہ "قلیل البضاعت جو اپنی جد و جہد سے کما کر صدقہ کرے آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ تین افراد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! میرے پاس سو اوقیہ سونا تھا پس میں نے اس میں سے دس اوقیہ صدقہ کر دیا اور پھر دوسرے نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! میرے پاس سو دینار تھے پس اس میں سے میں نے دس دینار صدقہ کر دیا اور پھر تیسرے نے عرض کیا کہ میرے پاس بیس دینار تھے اس میں سے میں نے ایک دینار صدقہ کر دیا آپ نے فرمایا کہ تم تینوں اجر و ثواب میں برابر ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ان تین کاموں میں سے ایک بھی کام کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ مجبور ہوتے ہوئے بھی جو شخص خرچ کرے گا اور جو تمام لوگوں سے ہنسی خوشی ملتا رہے گا اور جو اپنے ساتھ عدل و انصاف سے کام لے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ :- ولا یتیمموا الخبیث منه تنفقون : (ترجمہ) اور میرے مال کو خدا کی راہ میں دینے کا قصد بھی نہ کرو ۲/۲۶۷

آپ نے فرمایا کہ عہد رسالت میں جب لوگوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس سود کی کمائی اور بڑی دولت تھی پس لوگ ان اموال میں سے عمداً لیکر صدقہ و خیرات کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع کر دیا۔

حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام سے منقول ہے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ عبداللہ بن عامر نے آج اتنا اتنا صدقہ کیا ہے اور آج انھوں نے اتنے غلام آزاد کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ ابن عامر کی مثال اس شخص کی ہے جو حاجی کا مال چراتا

پھر اس چرائے ہوئے مال کو صدقہ وخیرات کر دیتا ہے پاکیزہ صدقہ تو صرف وہی ہے جس کے لئے صدقہ کرنے والے نے اپنی پیشانی کا پسینہ بہایا ہوا وجس کے لئے اس کا چہرہ غبار آلود ہوا ہو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا اس سے کون مراد ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو قرض دے گا تو اتنا ہی اس نے صدقہ کیا پھر آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص کسی کو قرض دے گا تو اتنا ہی ہر روز اس کا صدقہ شمار ہوگا میں نے رسول خدا صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس سے پہلے تو آپ نے ہم سے فرمایا تھا کہ اتنا ہی صدقہ شمار ہوگا اور آج فرماتے ہیں کہ اتنا ہی ہر روز اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہاں! جو شخص کسی کو قرض دے گا تو وہ اس کے برابر درہم مثل ہے جو صدقہ کرتا ہے صدقہ شمار ہوگا اور اگر اس قرض کے میعاد میں تاخیر کر دے تو ہر روز اتنا ہی اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے متعلق فرمایا کہ:۔ ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم: (ترجمہ) اور خیرات کو ظاہر میں دو (تو یہ ظاہر میں دینا) بھی اچھا ہے اور اگر چھپاؤ اور حاجتمند کو دو (تو یہ چھپا کر دینا) تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ ۲/۲۷۱

آپ نے فرمایا کہ اس سے زکوٰۃ مراد نہیں ہے لیکن یہاں صدقہ سے وہ خیرات مراد ہے جو آدمی اپنے نفس کے لئے کرتا ہے کیونکہ زکوٰۃ تو علانیہ ہی دی جاتی ہے مخفی طور سے نہیں!

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پوشیدہ طور سے صدقہ کرنا خدا کے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے جب کوئی صدقہ وخیرات اپنے دائیں ہاتھ سے کرے تو اس کو بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ (یعنی داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ وخیرات دے کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو)

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ جب اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کو غسل دینے لگے تو آپ نے اپنے ساتھ اہل بیت کو شریک کیا پس انھوں نے آپ کے مواضع سجود میں سے دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر اور دونوں ہتھیلیوں کے اندر اور پیشانی کو دیکھا کہ سجود کے اثر سے موٹے ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کی طرح ہو گئے تھے، کیونکہ آپ شب و روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے پھر انھوں نے آپ کی رگ گردن کی طرف دیکھا جس پر سخت نشان پڑا ہوا تھا انھوں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے مواضع سجود کے نشانات تو سمجھا کہ وہ کثرت سجود کی وجہ سے پڑ گئے ہیں لیکن آپ کے دوش مبارک پر یہ کس چیز کا نشان ہے؟ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم بخدا میرے سوا اس کی کسی کو خبر نہیں ہے اور مجھے اس بات کی خبر ایسی جگہ سے نہیں ہوئی ہے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہو کہ میں نے اس راز کو جان لیا ہے اور آج اگر آپ کا انتقال نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس راز کو ظاہر نہ کرتا۔ پس آپ کے دوش مبارک کے نشان کا راز یہ ہے کہ آپ جب رات کا ابتدائی حصہ گزر جاتا تو آپ کھڑے ہوتے درانحالیکہ گھر میں سناٹا ہوتا اور اچھی طرح وضو کرتے اور دو رکعت خفیہ نمازیں پڑھتے۔ پھر آپ گھر کے لوگوں سے جو فاضل خوراک بچ رہتی اس کو ایک تھیلے میں بھر لیتے پھر اپنے دوش مبارک پر ڈال کر خفیہ طور سے اس طرح باہر نکل جاتے کہ گھر میں سے کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوتی پھر آپ غرباء و مساکین کے گھر پر تشریف لے جاتے اور اس حال میں اسے ان کے درمیان تقسیم کر دیتے کہ کسی کو آپ کا پتہ تک نہ چلتا بس وہ صرف اتنا جانتے کہ ایک شخص آتا ہے اور تقسیم کر کے چلا جاتا ہے پس وہ اس کے آنے کا انتظار کرتے اور جب آپ ان کی طرف آتے تو وہ کہتے کہ یہ تھیلے والا ہے اور اپنے دروازوں کو کھول دیتے تاکہ وہ تھیلے کی چیزیں ان میں تقسیم کر دیں پھر آپ خالی تھیلا لے کر واپس آ جاتے اس سے آپ مخفی صدقے کا فضل اور رات میں صدقہ کرنے کا فضل اور اپنے ہاتھ سے صدقہ کرنے کا فضل چاہتے تھے پھر آپ لوٹ کر محراب میں کھڑے ہو جاتے اور رات کی باقی نمازیں پڑھتے پس تم لوگ جو

آپ کے دوش مبارک پر یہ نشان دیکھ رہے وہ اس تھیلے کا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مخفی صدقہ وخیرات رب کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ بلاشبہ صدقہ وخیرات خطاؤں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتی ہے اور خیرات سے بڑی موت ٹل جاتی ہے اور نیکی بڑی موت کو بھی دفع کر دیتی ہے اور بلاشبہ صلہ رحمی سے روزی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور محتاجگی دور ہوتی ہے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اس سے ننانوے بیماریاں دور ہو جاتی ہیں ان میں سے پہلی بیماری غم ہے جو لاحول پڑھنے سے دور ہو جاتی ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار خوبیاں ہوں گی خواہ وہ سر سے پیر تک گناہوں میں کیوں نہ ڈوبا ہو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا اور اس کی گناہوں کو حسنات میں بدل دے گا وہ چار خوبیاں یہ ہیں صدقہ، حیاء، حسن خلق، شکر گذاری۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ وخیرات کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے اور بھائیوں کے ساتھ صلہ وتعلق کا بیس گنا ثواب ملتا ہے اور صلہ رحمی کا چوبیس گناہ ثواب ملتا ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور محتاجگی دور ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ سے بلائیں امراض شکم، ڈوبنا، جلنا، دیوار کا گرنا جنون دفع ہو جاتے ہیں آپ نے ستر بلائیں گنی تھیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ وخیرات کی طرف رغبت کرو پس تم صبح تڑکے خیرات کیا کرو کیونکہ جو بندہ مومن علی الصباح خوشنودی الٰہی کے لئے صدقہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کی آسمانی بلاؤں سے اس کو محفوظ رکھے گا، پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے مریضوں کے حق میں غریبوں اور محتاجوں کی دعا کو حقیر نہ تصور کرو کیونکہ ان کی دعا تمہارے حق میں تو مقبول ہو جاتی ہے لیکن وہ خود

اپنے حق میں جو دعا کرتے ہیں وہ مقبول نہیں ہوتی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ آپ کا ایک غلام تھا آپ کے اور ایک شخص کے درمیان ایک گھر تھا پس وہ جب مر گیا تو آپ اس کے وارث ہو گئے آپ نے اسے کہلا بھیجا کہ مکان کو آپ کے ساتھ تقسیم کرے اور وہ شخص علم نجوم کا ماہر تھا پس اس نے اس گھر کو تقسیم کرنے میں سستی کی اور وہ اپنی سعادت کی گھڑی کا انتظار کرتا رہا پھر وہ سعادت کی گھڑی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پس آپ نے اس کے ہمراہ ایک شخص کو تقسیم مکان کے لئے بھیجا وہ شخص اس مکان کی تقسیم میں قرعہ اندازی کو پسند کرتا تھا چنانچہ جب قرعہ ڈالا گیا تو امام جعفر الصادق علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا جب اس شخص نے یہ حال دیکھا تو آپ کو تمام قصہ سے واقف کیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے کیا میں اس سے عمدہ طریقہ بتاؤں؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں! میری جان آپ پر فدا، امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح جب تم اٹھو تو صدقہ وخیرات کرو تو تمہارے دن بھر کی نحوست ختم ہو جائے گی اور جب شام ہو تو صدقہ وخیرات کرو تو تمہاری رات بھر کی نحوست مٹ جائے گی اور اگر تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اب ستاروں نے تم کو سعادتمند بنا دیا ہے تو ہم اس گھر کا اپنا حصہ تمہارے لئے چھوڑ دیں گے۔

رسول اکرم صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سائل رب العالمین کا قاصد ہوتا ہے پس جس نے سائل کو دیا گویا اس نے اللہ کو دیا اور جس نے اسے واپس کر دیا تو گویا اس نے اللہ کو لوٹا دیا آپ کے اس ارشاد گرامی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا امتحان لینے کے لئے سائل کو بھیجتا ہے پس جو اس سائل کو کرامت بخشتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اسے اپنے ثواب سے نوازتا ہے۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم سائل کو واپس بھی کرو تو کم از کم پھٹی ہوئی کھجور ہی دے کر واپس کرو، آپ سے یہ بھی منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مساکین جھوٹ نہ بولتے تو جو ان کو لوٹا دیتے ہیں وہ نجات نہ پاتے پس تم کسی سائل کو واپس نہ کرو۔

آپؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ سائل جب اپنی ضرورت اور حاجت کا سوال کرتا ہے

تو اس کو خیرات دینے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ سائل کو واپس کرنا تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر واپس کرو اور وہ اگر گھوڑے پر بھی سوار ہو کر آئے تو اس کو ضرور دو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ بسا اوقات گھر کے لوگ سائل کے متعلق آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں پس نہ تو وہ جن ہوتا ہے نہ انسان ہوتا ہے تاکہ ان کو اس سائل کے ذریعہ آزمایا جائے، بلاشبہ انسانی صورت میں اللہ کے فرشتے ہیں جو بنی آدم سے سوال کرتے ہیں پس جب لوگ انھیں کوئی چیز دیتے ہیں تو وہ مساکین کو دیتے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے بعض اہل خانہ سے ایک دن فرمایا کہ تم کسی سائل کو واپس نہ کرنا اس وقت ایک شخص آپ کے اصحاب میں سے حاضر تھا اس نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! کبھی کوئی سائل ایسا بھی آتا ہے جو مستحق نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ تم جن کو غیر مستحق سمجھ کر واپس کرو وہ کہیں وہ مستحق ہی نہ ہو پس کہیں ایسے سائلوں کی وجہ سے پناہ بخدا وہ مصیبت نہ نازل ہو جائے جو حضرت یعقوب علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اس شخص نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول صلعم! حضرت یعقوب علیہ السلام پر کون سی مصیبت نازل ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہر روز اپنے اہل و عیال کے لئے ایک بکری ذبح کرتے تھے اور اس کے ساتھ پیٹ بھر ان کو اناج بھی دیتے تھے انھیں کے عہد میں انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و کرامت رکھتے تھے لیکن ان کی طرف کوئی التفات نہیں کرتا تھا انھوں نے اپنے آپ کو خامل الذکر بنا دیا تھا اور دنیا کو چھوڑ کر سیاحت میں مصروف ہو گئے تھے وہ دنیا کے کسی کام میں بھی مشغول نہ رہتے جب تھک جاتے تو انبیاء اور فرزندان انبیاء و صالحین کے گھروں پر جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر اس حال میں سائلوں کی طرح سوال کرتے کہ ان کو

کو پہچانا نہ جاتا۔ پس جب اٹھیں اپنی آخری سانس کو بچانے جتنا مل جاتا تو اپنا راستہ پکڑتے چنانچہ ایک رات وہی نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دروازے پر بغیر سوال کے بخشش کی طلب میں کھڑے رہے ان کے گھر کے سب لوگ کھا پی کر فارغ ہو چکے تھے پھر بھی ان کے پاس کافی کھانا بچا ہوا تھا پس انھوں نے جب سوال کیا تو گھر کے لوگوں نے ان سے منھ پھیر لیا پس نہ تو انھوں نے کچھ دیا نہ انھیں واپس کیا ان کے پاس جو کھانا بچا تھا اس کے انتظار میں دیر تک کھڑے رہے حتیٰ کہ انھیں تھکان اور دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے ضعف لاحق ہو گیا اور وہ کھڑے کھڑے بیہوش ہو کر گر پڑے پس جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو از خود اٹھ کر اپنی راہ لی پس اسی شب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ اے یعقوبؑ! آپ سے پروردگار عالم فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو خوش حال بنایا اور تمہیں ہر نعمت سے نوازا پس جب انبیاء میں سے ایک نبی جو میرے نزدیک کرامت والا تھا آیا اور انھا لیکہ مشقت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی تو تم اور تمہارے اہل خانہ نے اس سے منھ پھیر لیا حالانکہ میں نے تم کو جن نعمتوں سے نوازا تھا اس میں سے بہت کچھ تمہارے پاس فاضل رہ گیا تھا اور اس میں سے تھوڑا سا اس نبی کی زندگی کے لئے کافی تھا پس تم نے اسے نہ تو کچھ دیا ہی اور نہ اس کو لوٹایا کہ وہ دوسروں سے سوال کرتا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہی کھڑا بیہوش ہو کر گر پڑا وہ نبی رات بھر زمین سے چپکا پڑا رہا اور تم اپنے بستر میں گھسے رہے اور میری نعمتوں میں کروٹ بدلتے رہے تم دونوں میری نظر میں تو ایک ہو لیکن میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم کو ایسی مصیبت میں مبتلا کروں گا کہ جس کے سبب سے تم آنے والوں کے لئے یادگار رہو گے پس حضرت یعقوب علیہ السلام خوف زدہ حالت میں اپنے محراب کی طرف بھاگے اور گریہ و بکا اور خشوع و خضوع اور حزن و ملال میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پس ان کے لڑکے آپ سے اس بات کا سوال کرنے لگے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ہمراہ جنگل کی طرف جانے دیں آپ کے سب سے زیادہ چہیتے فرزند تھے وہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ انھوں نے خواب میں جو کچھ دیکھا ہے اور جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے

نے کیا ہے وہ کہیں یوسف ہی سے پورا نہ ہو انھوں نے یہ سوچا تک نہ تھا کہ یہ کام ان کے اپنے ہی فرزند انجام دینگے بلکہ ان کو تو درندوں سے ڈر تھا کہ کہیں وہ یوسف علیہ السلام کو کھا نہ جائیں۔ پھر امام باقر علیہ السلام نے آخر تک قصہ کہہ سنایا۔ واضح ہو کہ ہم سائلوں کو دینے کا جو حکم کرتے ہیں وہ ترغیب ہے فرض نہیں ہے فرض تو صرف زکوٰۃ ہے اس کے بعد جو کچھ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات سے خدا کی قربت حاصل کرنا ہے سنّت سے منھ نہ پھیرنا چاہیئے صدقہ وخیرات جو اپنے طور پر کئے جاتے ہیں ان کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرائض ونوافل صدقہ وخیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس بات کی ترغیب ہے کہ سائل ومحروم، قانع ومحتاج، کو صدقہ دیا جائے، ہبہ، صلہ، عتق، عاریۃً، قرض اور نیکی کے وہ تمام ذرائع جن سے انسان غنیمت حاصل کرتا ہے صدقہ وخیرات میں ترغیب ومسارعت کی ایک صورت ہے لیکن یہ کچھ ایسا لازمی فرض نہیں ہے کہ جس کا ترک جائز نہیں ہے نہ ایسی لازمی سنّت ہے کہ جس کے خلاف کرنا حرام ہے۔

اہل بیت علیہم السلام سے سائلوں کے لوٹانے کے متعلق عنقریب ہم ماسبق روایات جیسی روایتیں بیان کریں گے واضح ہو کہ فرض زکوٰۃ کے سوا فقراء کو کچھ دینا فرض نہیں ہے

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سائل کا انتظار کرو پس اگر تمہارا دل اس کو سچ تسلیم کرے تو اس کو کچھ دیدو کیونکہ وہ سچا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک سائل نے آپ کے دروازے کو تھپکا یا اور اس نے کہا کہ خدا ہمیں اور آپ کو مستغنی بنا دے اس نے یہی کئی مرتبہ دہرایا اور آپ سے بصند ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم لینا ہی چاہتے ہو تو انشاء اللہ کل آنا اور کل جمعرات کا دن تھا پھر آپ نے اپنے حاضر اصحاب سے فرمایا کہ جمعہ کے دن صدقہ کا ثواب دُگنا ملتا ہے آپ ہر جمعہ کے دن ایک دینار صدقہ کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک سائل آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس نے کچھ سوال کیا تو آپ نے

اس کو دے دیا پھر دوسرے نے آکر سوال کیا تو اس کو بھی دیا پھر نیسرا آیا تو اس کو بھی دیا پھر چوتھا آیا تو اس سے آپ نے فرمایا کہ خدا ہمیں اور تم کو روزی عطا کرے پھر آپ نے اپنے اصحاب سے خطاب کر کے فرمایا کہ ایک شخص جس کے پاس ایک لاکھ درہم ہوں اور وہ انھیں ان کی جگہوں پر رکھنا چاہتا ہو تو اس کو وہ جگہ مل جائے گی پس اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ جو صدقہ و زکوٰۃ کے علاوہ ہے وہ زکوٰۃ کی طرح واجب نہیں ہے صرف اس کی ترغیب دی گئی ہے اور صدقہ و خیرات کرنا مستحب ہے اور نہ سائل کو رد کرنا حرام کام ہے لیکن بات یہ ہے کہ صدقہ و خیرات میں فضل عظیم ہے ہم نے صدقہ و خیرات کی قسموں کو بیان کر دیا ہے اور ہم نے اس کا بھی ذکر کر دیا ہے کہ صدقہ و خیرات سے بلاء ٹل جاتی ہے۔

ہم نے بلاء کے ٹل جانے کے متعلق جس کا ذکر نہیں کیا ہے وہ امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہما السلام سے اس طرح منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے مکہ کے کبوتروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم کو خبر ہے کہ حرم شریف میں ان کبوتروں کے رہنے کا کیا سبب ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ آپ کو اس کی زیادہ خبر ہے پس آپ ہمیں اس سے واقف کیجیے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں ایک شخص کے گھر میں ایک کبوتر نے پناہ لیا تھا پس اس نے اس کے گھر کے درخت خرما کی ایک شاخ میں اپنا گھونسلا بنا لیا اور وہ شخص اس کے بچوں پر نظر رکھتا تھا جب وہ پروانہ کے لائق ہو جاتے تو چڑھ کر انھیں پکڑ لیتا پھر ذبح کر ڈالتا اور وہ کبوتر دیکھتا ہی رہ جاتا پس اس بات سے اس کو سخت رنج ہوتا اس حال میں ایک عرصہ دراز گذر گیا اس کے کوئی بچے اڑنے نہ پائے چنانچہ اس نے اس بات کی شکایت بارگاہ خداوندی میں پیش کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص پھر اس پرندے کے ساتھ ایسا ہی دوبارہ کریگا تو قبل اس کے کہ وہ ان بچوں تک پہنچے میں فوراً اس کو قبض کر لوں گا پس جب کبوتر کے پھر انڈے بچے ہوئے اور اس کے بچے کھڑے ہونے لگے تو وہ شخص اپنی عادت کے مطابق پھر درخت خرما پر چڑھا جب وہ کچھ دور تک کھجور پر چڑھا تو ایک سائل اس کے دروازے پر کھڑا ہو گیا پس اتر کر اس نے سائل کو کچھ خیرات دیدیا پھر وہ چڑھا

اور بچوں کو پکڑ کر اس نے ذبح کر دیا پرندہ دیکھتا رہا کہ اس پر اب کیا گذرتی ہے جب کچھ بھی نہ ہوا تو وہ پکار اُٹھا کہ پروردگارا! یہ کیا؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا یہ بندہ خیرات کے ذریعے میری بلاء پر سابق ہو گیا کیونکہ خیرات سے ہر بلا ٹل جاتی ہے لیکن اس کبوتر کو عنقریب اچھا بدلہ دوں گا اور رہتی دنیا تک اس کی نسل کو باقی رکھوں گا جو کبھی ختم نہ ہو گی اس وقت پرندے نے کہا کہ بارے الٰہا! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس پر مجھے پورا بھروسہ ہے کیونکہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا پس اسوقت اللہ تعالیٰ نے اس پرندے پر یہ کشف کر دیا کہ وہ اس حرم میں داخل ہو جائے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے شکار کو حرام کر دیا پس یہی وجہ ہے آج تم اس کی بے شمار نسل دیکھ رہے ہو حالانکہ وہ پہلا کبوتر تھا جو اس حرم میں آباد ہوا تھا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے صدقہ اور اس کے فضل اور دفع بلاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں ایک دولت مند آدمی تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے فرزند کی دولت سے نوازہ نہیں تھا لیکن آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے اس کو فرزند کی روزی عطا کی پس اس سے وہ بہت پیار کرتا تھا حتیٰ کہ جب وہ بالغ ہو گیا کہ تو اس نے اپنی ہی قوم کی ایک شریف زادی خوبصورت عورت کے ساتھ اس کی منگنی کی اور اس عورت کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور جب اس رات وہ سویا تو خواب میں کسی نے اس سے کہا کہ اے شخص! آج کی رات اس عورت کے ساتھ جس کے ساتھ تم نے اپنے لڑکے کا نکاح کیا ہے وہ بہتر ہو گا تو اسی شب میں وہ مر جائے گا وہ خوفزدہ حالت میں نیند سے اُٹھا اور اپنے لڑکے کے لیے شب عروسی کی ٹامٹول کرنے لگا اور اس کو چھپاتا رہا یہاں تک کہ عرصہ ہو گیا تب اس کی ماں نے اصرار کیا اور اس کو بھی ایک عرصہ بیت گیا اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ شاید میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ شیطانی حرکت اور بے تعبیر کا خواب ہو پس اس نے لڑکے کو حجلۂ عروس میں داخل کر دیا درانحالیکہ وہ نہایت خوفزدہ تھا وہ اپنے لڑکے کی شب عروسی میں تڑپتا رہا اُٹھتا بیٹھتا رہا نماز پڑھتا رہا دعا مانگتا رہا حتیٰ کہ جب صبح ہو گئی تو اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ اچھی حالت میں ہے، پھر جب رات آئی

اور سویا تو جو پہلے خواب میں آیا تھا اس نے پھر آکر کہا کہ اے انسان! میں نے تجھ سے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا لیکن اس نے سائل کے ساتھ جو احسان کیا تھا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لڑکے کی بلاء کو دفع کر دیا تھا اور اس کی عمر بڑھا دی تھی جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے لڑکے کو بلا کر پوچھا کہ اے جانِ پدر! سائل کے ساتھ تم نے کون سا احسان کیا تھا پس لڑکا نہ سمجھ سکا وہ کیا کہتا ہے۔ اس کے باپ نے کہا کہ بغیر بتائے چارہ نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے بہت بڑی بات ہے اس نے پھر کہا کہ قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ وہ سائل کون تھا؟ الا آنکہ قصہ صرف یہ ہے کہ جب میری بیوی کو میرے پاس بھیجا گیا اور لوگ جا چکے تو میں نے اس کی طرف جب دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا پس جب میں نے اس کے قریب جانے کا ارادہ کیا تو اچانک ایک سائل دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے جو روزی عطا کی ہے اس میں سے بھوکے سائل کو بھی کھلاؤ میں نے اپنے جی میں کہا کہ شاید اس نے جیسا کہا ہے ویسا ہی بھوکا ہو اور میری یہ عورت تو کہیں جانے والی ہے نہیں لہذا میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سائل کے پاس جا پہنچا اور اس کو اندر بلا لیا اور شادی کا کھانا اس کے سامنے رکھ دیا اور میں نے کہا کہ تم کھاؤ پس اس نے پیٹ بھر کھایا میں اس کے پاس ویسے ہی کھڑا رہا جس طرح سے کہ لوگوں کے پاس پانی لے کر کھڑا تھا حتیٰ کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا میں نے اس سے کہا کہ اور کھا لو اس نے کہا کہ نہیں میں تو فارغ ہو چکا خدا تم سے تمہاری مصیبت و بلا کو دور کرے کیونکہ تم نے مجھ سے بہت بڑی بھوک کو دور کر دیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے بال بچے بھی ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم وہ مجھ سے زیادہ محتاج مستحقت میں ہیں۔ اور میں نے ان کو چھوڑ کر اکیلے جو کھا لیا ہے تو وہ کھانا میرے گلے اترتا نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ پھر تم ان کے واسطے بھی جس قدر چاہے لے جا سکتے ہو پس وہ لینے لگا اور شرماتا تھا تو میں نے اس کو زیادہ دے دیا حتیٰ کہ وہ جتنا اٹھا سکتا تھا اتنا لے لیا اور زیادہ لینے سے باز آیا اور دعا کرتے ہوئے چلا گیا پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اچھی طرح سے رات

گذاری۔ پھر اس کے باپ نے اصل قصہ سے اس کو واقف کیا اور خوب اللہ تعالےٰ کی مدح وستائش اور شکر ادا کرنے لگا۔

فصل (۵)

صدقہ وخیرات میں سے کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے اس کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے شرکت میں صدقہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے اور آپ سے غیر منقسم مال کے صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی جائز ہے اس پر اس طرح قبضہ کیا جائے جس طرح غیر منقسم مال پر قبضہ کیا جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے قبضہ سے پہلے صدقہ کرنے کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس پر صدقہ کیا جا رہا ہو وہ اسے قبول کرلے یا اگر بچہ ہو تو اس کے واسطے قبول کرلیا جائے تو جائز ہے خواہ قبضہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو پس اگر وہ صدقہ قبول نہ کیا گیا ہو تو جب تک قبول نہ کیا جائے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کو وراثت میں کچھ اسباب اور زمین ملی تھی جسے آپ نے قبضہ کرنے سے پہلے صدقہ کر دیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی اولاد یا ان کے سوا دوسروں پر صدقہ کرتا ہے تو کیا اس کے لئے موزوں ہے کہ وہ اس صدقہ میں رجعت کرے اور اسے واپس لے لے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص صدقہ کرکے اس میں پھر رجوع کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو قے کرکے اس کو پھر اپنے منہ میں بھر ڈالتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ اے فرزند رسولؐ! مجھ کو میرے والد نے بطور صدقہ ایک مکان دیا تھا پھر ان کی سمجھ میں یہ آیا کہ وہ اس سے رجعت کرلیں اور ہمارے شہر کے قاضی یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ مکان میرا ہے اس کو صدقہ سے رجعت کا حق نہیں ہے جبکہ وہ مجھے بطور صدقہ دے چکا ہے پس مجھ کو اس کی خبر نہیں ہے کہ آیا وہ جو کہتے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارے قاضیوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ نہایت عمدہ فیصلہ ہے اور تمہارے والد نے بہت برا کیا ہے، صدقہ تو اللہ واسطے ہوتا ہے پس اس نے جس چیز کو اللہ واسطے بطور صدقہ و خیرات دے دیا اس میں رجعت کرنا جائز نہیں ہے پس تو اگر اس کی بابت اس سے جھگڑا اور خصومت کرے تو اپنی آواز اس پر بلند کر اور جب وہ اپنی آواز بلند کرے تو اپنی آواز پست کرلے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ! میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے آپ نے فرمایا کہ پس تو خوشی سے اس مکان کا مالک ہو جا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے صدقہ کی بابت پوچھا گیا جب ایک شخص قطعاً اللہ واسطے دیتا ہے تو کیا وہ اس میں رجعت کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے اللہ واسطے صدقہ کر دیا تو وہ مساکین اور مسافروں کا حق ہو گیا اس میں رجعت کا اس کو حق حاصل نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے کچھ صدقہ کیا پھر وہ تمہارے پاس وراثت میں آگیا تو وہ میراث کی وجہ سے تمہارا ہے اور اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی چیز کو صدقہ کر دے تو پھر اس کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ اس کو خریدے اور نہ اس کو ہبہ کرے اور نہ صدقہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کرے الا آنکہ میراث میں آجائے، کیونکہ جب وہ اس کے پاس میراث میں لوٹ کر آجائے گا تو وہ اس کے واسطے حلال ہو گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ جب کسی سائل کو کوئی چیز دیتے تو اگر وہ اس کو کم سمجھتا تو اس سے چھین کر دوسرے کو دیدیتے پس یہ اس صدقہ کی قسم میں سے ہے جس میں رجعت کا حق اس وقت حاصل ہے جبکہ اسے قبول نہ کیا جائے ہم نے اس کا

ذکر اس سے پہلے کیا ہے لہٰذا صدقہ کو کم سمجھنا ترک فضیلت کی دلیل ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے پاس ایک لونڈی تھی پس اس کی عورت نے اس لونڈی کے بارے میں اسے تکلیف پہنچائی تو اس نے اپنی عورت سے کہا کہ یہ تیرے واسطے بطور صدقہ ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے اللہ واسطے کہا تھا تو اس کو جاری کرے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا تو اسکو اس لونڈی کے سلسلے میں رجعت کا حق حاصل ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے پیچھے صدقہ جاریہ اور صحیح علم اور بیٹے کی دعا کے سوا اور کچھ بھی نہ رہ جائیگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی موت کے بعد اس کے پیچھے ان تین چیزوں کے اجر کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا، وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں جاری کیا ہے پس وہ اس کی وفات کے بعد بھی جاری رہیگا یا نیک فرزند جو اس کے حق میں ہمیشہ دعا کرتا رہے یا طریقۂ ہدایت جو اس نے قائم کیا ہے پس اس کے بعد بھی اس پر عمل کیا جاتا رہے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صدقہ اور حبس وہ چیز جس کی اصلیت باقی رہے اور اس کا پھل خدا کی راہ میں خیرات کر دیا گیا ہو) دونوں دو ذخیرے ہیں پس تم ان کو آخرت کے لئے چھوڑ دو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اللہ کے ایک بندے تھے جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت واجب کر دیا تھا آپ نے قصداً اپنے مال کو راہ خدا میں قطعی طور سے صدقہ کر دیا تاکہ وہ آپ کے بعد فقراء کے واسطے جاری رہے۔ اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ بارے الٰہا! میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ تو میرے چہرے سے آگ کو دور کر دے اور اس لئے تاکہ تو میرا چہرہ آگ سے ہٹا دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مال صدقہ کر کے وقف کر دیا تھا اور اس میں سے آپ اپنے مہمانوں پر خرچ کرتے تھے اور ان میں سے کچھ سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام پر وقف کر دیا تھا جیسے باغ عواف (عوالی) برقہ، صافیہ، مشربۃ ام ابراہیم حسنیٰ، (دلال) اور مسنت (مبنت) (یہ تمام باغوں کے نام ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حصے میں ایک زمین آئی پس آپ نے اس میں ایک چشمہ کھودا جس سے پانی یوں نکلا کہ اسکا سوتا آسمان کی طرف اونٹ کی گردن کی شکل کا تھا جب اس کی خوش خبری سنانے والا آپ کے پاس یہ خبر لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ وارثوں کو خوش خبری سنا دو کہ بیت الحرام کا حج کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہمیشہ کے واسطے صدقہ ہے یہ چشمہ نہ فروخت کیا جا سکتا ہے نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے نہ وراثت میں دیا جا سکتا ہے پس جو کسی شخص کو فروخت کرے گا یا ہبہ کرے گا اس پر خدا اور تمام فرشتوں کی لعنت ہو گی۔ پھر خدا اس سے کسی عوض کو قبول نہ کرے گا آپ نے اس چشمہ کا نام ینبع رکھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے کچھ اوقاف کے متعلق وصیت کی تھی جسے آپ نے اپنے مال میں سے وقف فرمایا تھا آپ نے اس کے متعلق اپنے وصیت نامہ میں اس طرح سے لکھا تھا کہ یہ وہ چیز ہے کہ علی ابن ابی طالب نے جس کے وقف کی وصیت کی ہے اور اپنے مال میں یہ حکم و فیصلہ کا یہ فیصلہ خوشنودی الٰہی کے لئے کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس وقف سے اس دن مجھے جنت میں داخل کرے اور تاکہ مجھے دوزخ سے دور کر دے اور تاکہ دوزخ کو مجھ سے دور کر دے جس دن کتنے چہرے (اپنے نیک عمل کی وجہ سے) سفید ہوں گے اور کتنے چہرے (اپنے برے عمل کی وجہ سے) سیاہ ہوں گے ینبع میں جو جائداد ہے اور اس میں سے جو میرے لئے معروف ہے، اور اس کے آس پاس جو کچھ بھی ہے صدقہ اور غلام بطور صدقہ ہیں الا آنکہ رباح اور ابا بیزد اور جبتر آزاد ہیں ان پر کسی کو کوئی اختیار

حاصل نہیں ہے یہ سب میرے موالی ہیں وہ سب جائداد میں کام کرتے رہیں پانچ سال تک اس مال میں ان کا نان ونفقہ اور ان کی اور ان کے اہل وعیال کی روزی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وادی قریٰ میں جو میری جائداد ہے اس کا تہائی حصہ بنی فاطمہ کا مال ہے اور وہاں کے غلام صدقہ ہیں اور مقام برقہ میں جو کچھ ہے اور اس کے جو اہل ہیں وہ سب صدقہ ہیں لیکن زریق غلام کے لئے وہی ہے جو میں نے اس کے اصحاب کے واسطے لکھ دیا ہے اور جو کچھ اذینہ میں ہے اور اہل اذینہ سب صدقہ ہے پس جو کچھ میں نے اپنی ان جائداد میں سے لکھ دیا ہے وہ صدقہ واجبہ ہے۔ میں زندہ رہوں یا مر جاؤں دونوں صورتوں میں صدقہ ہے ہر خرچ کے موقع پر اس طرح اس کو خرچ کیا جائے کہ صرف خوشنودی الٰہی منظور ہو اور راہ خدا میں اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے جو دور و نزدیک کے رشتہ دار ہیں ان تمام کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس تمام کی ذمہ داری حسن ابن علیؑ کے سپرد ہیں وہ اس میں سے معروف کے ساتھ کھا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کا جو بھی حلال راستہ دکھائے وہ وہاں اسے خرچ کر سکتے ہیں اس میں ان کے لئے کوئی حرج کی بات نہ ہوگی اور اگر وہ صدقہ کا مال کسی اور مال کی جگہ خرچ کرنا چاہیں تو ایسا کرنے کی ان کو اجازت ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہیں کہ صدقہ کا کچھ مال فروخت کر کے قرض ادا کر دیں تو وہ کر سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلاشبہہ اولاد علی کے واسطے جو کچھ بھی ہے وہ امام حسن ابن علی تک ہے پس اگر صدقہ کے گھر کے علاوہ اگر امام حسنؑ ابن علی کے پاس کوئی گھر ہو اور ان کی یہ رائے ہو کہ وہ اسے فروخت کر دیں تو وہ اگر چاہیں تو فروخت کر دیں، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ البتہ اگر فروخت کر دیا تو پس اس کی قیمت کے تین ثلث ہوں گے۔ اس میں سے ایک ثلث راہ خدا میں دے دیں اور ایک ثلث خاندان بنی ہاشم میں تقسیم کر دیں اور ایک ثلث آل ابی طالب میں تقسیم کر دیں جہاں اللہ ان کو دکھائے وہاں اسے خرچ کر دیں اور اگر امام حسن علیہ السلام پر کوئی حادثہ پیش آجائے اور امام حسین علیہ السلام زندہ ہوں تو اس کی ذمہ داری امام حسین علیہ السلام کے سپرد ہے اور امام حسین ابن علی علیہما السلام

صدقہ میں وہی کر سکتے ہیں جس کے کرنے کا حکم میں نے امام حسن کو دیا تھا اور ان کے لئے بھی وہ حق ہے جو میں نے امام حسن علیہ السلام کے لکھ دیا ہے اور ان پر وہی کرنا واجب ہے جو امام حسنؑ پر واجب تھا۔ اور بلاشبہہ علیؑ کے صدقہ میں سے جس قدر بنی فاطمہ کا حق ہے اتنا ہی اولاد علی کا بھی ہے اور میں نے بنی فاطمہ کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ صرف خوشنودی الٰہی کے لئے کیا ہے پھر حرمت محمد کی کرامت و تعظیم و تشریف اور ان کی خوشی کے لئے کیا ہے پس اگر امام حسن و امام حسین علیہما السلام پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو آخری فرزند اس کی نگرانی کرے گا اگر وہ کسی اور کو اس کا نگراں بنانا مناسب سمجھے تو اولاد علی میں پہلے دیکھ لیا جائے پس اگر ان میں ایسا شخص موجود ہو جو اس کے دین و اسلام و امانت کو پسند کرتا ہو تو وہ چاہے تو اس کے سپرد کر دے اور اگر ان میں خواہش کے مطابق کوئی نہ ملے تو وہ مناسب جانے تو آل ابی طالب میں سے کسی کو منتخب کر کے اس کے سپرد کر دے اور اگر وہ اپنے زمانے میں دیکھے کہ آل ابی طالب میں کوئی بھی صاحب رائے اور سن رسیدہ بزرگ موجود نہیں ہے تو پھر اگر وہ چاہے تو بنی ہاشم میں سے جس کے حال کو وہ پسند کرتا ہو اس کو سپرد کر دے لیکن اس پر اس بات کی شرط عائد کر دے کہ جس کو یہ سپرد کرے کہ وہ اصل مال کو اپنے حال پر باقی رکھے اور صرف اس کا پھل ہی خدا کی راہ میں جہاں کہ میں نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے خرچ کرے اور دوسرے خیر کے کاموں میں اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے جو قریب و بعید رشتہ دار ہیں۔ ان پر خرچ کرے۔ اس صدقہ کے مال میں سے کسی چیز کو نہ فروخت کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے نہ اس کو میراث بنایا جائے اور بلاشبہہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مال اپنے طریق پر بنی فاطمہ تک پہنچے گا اور فاطمہؑ کا مال ان کی اولاد کو ملے گا آپ نے باقی وصیت بھی بیان کی تھی۔

امام ابوعبداللہ جعفر ابن محمد الصادق علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنا ایک گھر جو مدینہ میں بنی زریق کے میں واقع تھا صدقہ کر دیا تھا اور اس کے بارے میں اس طرح وصیت نامہ لکھا تھا کہ اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے یہ وہ صدقہ ہے جس کو علی ابن ابی طالب نے اپنی زندگی

میں تنگدستی کی حالت میں اپنے اس گھر کو صدقہ کیا ہے جو ینبع زریق میں واقع ہے اس کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے نہ ہبہ اور نہ میراث میں دیا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا وارث اس ذات کو بنا دے جس کو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا وارث بنائیگا آپ نے اپنے اس خیرات و صدقہ کے گھر میں تاحیات اپنی خالاؤں اور ان کی نسل کو رہنے کا حق دیا تھا پس جب ان کی نسل باقی نہ رہے تو مسلمانوں میں سے جو حاجتمند ہوں یہ مکان ان کے لئے ہے خدا اس بات کا گواہ ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر میں تم کو حضرت فاطمہ علیہا السلام کا وصیت نامہ پڑھ کر نہ سناؤں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں از راہ کرم ضرور پڑھ کر سنائیے میری جان آپ پر فدا پس آپ نے ایک پٹاری نکالی اس میں سے ایک وصیت نامہ نکال کر پڑھا کہ: اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے یہ وہ وصیت ہے جو فاطمہ بنت محمد صلعم نے اپنے ان سات باغات، عواف، دلال، برقہ، منبت حسنی، صافیہ، مشربہ ام ابراہیم کے متعلق علی ابن ابی طالب کی طرف وصیت کی ہے اور ان کے بعد امام حسنؑ کی طرف ہے اور ان کے بعد امام حسینؑ کی طرف ہے اور ان کے بعد ان کے سب سے بڑے فرزند کی طرف ہے خدا اس کا گواہ ہے اور مقداد بن الاسود اور زبیر بن عوام شاہد ہیں اور اسکو علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے لکھا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنا کچھ مال اپنی بیٹیوں پر وقف کرے اور یہ شرط لگائے کہ اس کی ان لڑکیوں میں سے جو شادی کرے گی اس کا اس وقف میں کوئی حق نہ ہوگا لیکن اگر وہ بیوہ ہو جائے تو اپنے حق کی طرف رجوع کر سکتی ہے تو اس شخص کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے وقف کیا اور یہ کہا کہ اگر میں محتاج ہو گیا تو اس وقف کا میں زیادہ حقدار ہوں گا پس جب وہ

مرجائے تو اس کا یہ وقف میراث بن جائے گا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے ایک گھر صدقہ کیا تھا تو امام حسن علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اب اس گھر سے اپنا منہ پھیر لو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ کے اصحاب میں سے کسی نے آپ کو لکھا کہ فلاں شخص نے ایک جائداد خریدی تھی اور اس نے اس کو وقف کر دیا تھا اور اس نے اس وقف میں آپ کے لئے خمس مقرر کیا تھا، اور انھوں نے خط میں اس بات کا بھی ذکر کیا تھا ان لوگوں کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے جن پر اس شخص نے وقف کیا تھا پس وہ اس بات سے محفوظ نہیں کہ کہیں یہ بات ان کے درمیان عظیم نہ بن جائے وہ شخص اس بارے میں آپ کی رائے دریافت کر رہا ہے آپ نے اس کو لکھا کہ اگر وہ مناسب خیال کرے تو اس نے اگر اس گھر کو اللہ کے لئے آخری وقف قرار نہ دیا ہو تو اس جائداد میں سے میرا حق فروخت کر دے اور اس میں سے جو کچھ بھی ہو وہ میرے پاس بھیج دے اور ان لوگوں میں بھی اگر جھگڑا ہو تو اس کو وہیں فروخت کر دیں کیونکہ بسا اوقات اختلاف کا نتیجہ جان و مال کی ہلاکت و بربادی پر ہوتا ہے۔

کتاب الوصایا

فصل (۱)

وصیت کے پسندیدہ حکم کا بیان !

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین:
(ترجمہ) جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو بشرطیکہ وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے اچھی وصیت کرے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان پر یہ ایک حق ہے ۲/۱۸۰
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم: (ترجمہ) اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آکھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم (مومنوں) میں سے دو عادلوں کی گواہی ضروری ہے یا دو غیر مومن ہی سہی۔ ۵/۱۰۶

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلم کو لائق نہیں ہے کہ وہ دو راتیں گذارے مگر اس حال میں کہ وہ اپنا لکھا ہوا وصیت نامہ اپنے سرہانے رکھے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وصیت

کرنا واجب ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے غلام اعین پر جب موت کا وقت آیا تو نزاع میں شدت ہو گئی پھر افاقہ ہو گیا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کو آرام ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ موت کا آرام ہے ہر میت کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب وہ مرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ سماعت و بصارت اور عقل کو واپس کر دیتا ہے پھر وہ وصیت کے لئے اشیاء کی خوبیوں کو شمار کرتا ہے چاہے لے یا چھوڑ دے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کے وقت عمدہ وصیت نہیں کرتا تو یہ اس کی عقل و مروت میں کمی کا ثبوت ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم میت کس طرح سے وصیت کرے؟ آپ نے فرمایا کہ جب موت کا وقت آ جائے اور لوگ اس کے پاس جمع ہوں تو اس طرح سے کہے کہ:

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمن الرحیم انی عاھد الیک فی دار الدنیا انی اشھد ان لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک وان الجنۃ حق وان النار حق والبعث حق والحساب حق والقدر حق والمیزان حق وان الدین کما وصفت والاسلام کما شرعت والقول کما حدثت وان القرآن کما انزلت وانک انت اللہ الحق المبین جزی اللہ عنا محمدا خیر الجزاء وحیا اللہ محمدا بالسلام۔

اللھم یا عدتی فی کربتی ویا صاحبی عند شدتی ویا ولی نعمتی والٰھی والٰہ ابائی لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین فانک ان تکلنی الی نفسی اقترب من الشر وأبتاعد من الخیر وانس فی القبر وحشتی واجعل لی عندک عھدا یوم القاک۔

پھر اپنی ضروریات اور حاجت کی وصیت کرے پس یہی میت کا عہد ہے اور ہر مسلمان پر وصیت کرنا فرض ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

رسول اللہ صلعم نے مجھے اس وصیت کی تعلیم دی تھی اور مجھ سے فرمایا تھا کہ اس وصیت کی تعلیم مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دی تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو اپنے مرنے کا احساس ہو جائے تو اس کو لائق ہے کہ وہ اپنے عہد و وصیت کو تازہ کرے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین! وہ کس طرح سے وصیت کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس طرح سے وصیت کرے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہادۃ من اللہ تشہد فلان بن فلان: شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم: اللھم من عندک والیک وفی قبضتک ومنتھی قدرتک یداک مبسوطتان تنفق کیف تشاء وانت اللطیف الخبیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھذا ما اوصی بہ فلان بن فلان اوصی انہ یشہد انہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اللھم انی اشھدک وکفیٰ بک شھیدا واشھد حملۃ عرشک واھل سمٰوٰتک واھل ارضک ومن ذرأت وبرأت وفطرت وابنت واجریت بانک انت اللہ الذی لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور وان الجنۃ حق والنار حق اقول قولی ھذا مع من یقولہ والکفیہ من الی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم من شھد بما شھدت بہ فاکتب شھادتہ مع شھادتک ومن الی فاکتب شھادتی مکان شھادتہ واجعل لی بما عندک عھدا

توفینہ یوم القاک فردًا انک لا تخلف المیعاد۔

پھر قبلہ کی طرف اپنا بستر لگائے اور اس طرح سے کہے کہ: علی ملۃ رسول اللہ حنیفا وما انا من المشرکین: (ترجمہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر محمد کرتے ہوئے خدا کی طرف درانحالیکہ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اور پھر رسول خدا صلعم کے ارشاد کے مطابق وصیت کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ اے علیؑ میں تم کو تمہارے نفس کے بارے میں ان چند خصائل کی وصیت کرتا ہوں پس ان کو تم محفوظ رکھنا اس کے بعد فرمایا کہ بارے الٰہا! تو علیؑ کی مدد کر۔ پس پہلی خصلت سچ بولنا ہے تمہارے منہ سے ہرگز جھوٹی بات خارج نہ ہو۔ دوسری خصلت ورع و پاکدامنی ہے کبھی بھی خیانت کی جرأت نہ کرنا تیسری خصلت اللہ کا خوف اس طرح سے کرو کہ جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اور چوتھی خصلت اللہ کے لئے کثرت گریہ و بکا ہے تمہارے آنسو کے ہر قطرے کے عوض جنت میں ایک ہزار گھر بنایا جائے گا، اور پانچویں خصلت یہ ہے کہ تم اپنی جان اور اپنا مال اپنے دین کی حفاظت کے لئے خرچ کرنا، اور چھٹی خصلت یہ ہے کہ نماز، روزہ اور صدقہ و خیرات میں میری سنت پر عمل کرنا پس معلوم ہو کہ نماز کل اکاون رکعت ہے اور روزے پورے تیس دن کے ہیں۔ ہر مہینہ میں پہلے جمعرات اور بیچ میں بدھ کا دن اور آخر میں پھر جمعرات کا دن آتا ہے اور صدقہ و خیرات کے متعلق معلوم ہو کہ وہ تمہاری اپنی کمائی اور مشقت میں سے ہونا چاہیے یہاں تک کہ کہا جائے کہ تم نے اسراف کیا ہے درانحالیکہ تم نے کوئی اسراف نہیں کیا ہے پس تم صلوٰۃ اللیل پر لازم رہو۔ اور صلوٰۃ اللیل پر لازم رہو اور صلوٰۃ اللیل پر لازم رہو۔ اور تم صلوٰۃ الزوال پر لازم رہو تم صلوٰۃ الزوال پر لازم رہو۔ تم صلوٰۃ الزوال پر لازم رہو۔ اور ہر حال میں تلاوت قرآن کرتے رہو۔ اور تم پر لازم ہے کہ تم اپنی نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرو۔ اور جب بھی وضو کرو تو مسواک ضرور کیا کرو۔ اور محاسن اخلاق پر لازم رہو اور برے اخلاق و کردار سے بچتے رہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم صرف اپنی

ہی جان کو ملامت کرنا۔

امام زین العابدین اور امام محمد الباقر علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی وصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے جب اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی تھی تو امام حسین علیہ السلام اور محمد بن حنفیہ اور اپنی تمام اولاد اور بڑے بڑے نامی گرامی شیعوں اور اہل بیت کو اس کا گواہ بنایا تھا پھر آپ نے ان کو کتب اور ہتھیار سونپا تھا اس کے بعد ان سے آپ نے فرمایا تھا کہ رسول خدا صلعم نے مجھ کو یہ حکم دیا تھا کہ میں تم پر وصیت کروں اور تمہیں کو اپنی کتابیں اور ہتھیار پر گروں جیسے کہ آنحضرت صلعم نے مجھ پر وصیت کی تھی اور اپنی کتابیں اور ہتھیار میرے حوالے کیا تھا اور ساتھ ہی مجھ کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ میں تم کو حکم دوں کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے تو اسے اپنے بھائی حسینؑ کے حوالے کرنا پھر آپ نے امام حسین علیہ السلام کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ (اے حسینؑ) تم کو رسول اللہ صلعم نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے اس فرزند کے سپرد کرنا اس کے بعد آپ نے اپنے فرزند علی ابن حسین زین العابدین کے ہاتھ کو پکڑ کر انھیں اپنے سینے سے چمٹا لیا اور ان سے فرمایا کہ اے جان پدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرزند امام محمد الباقر کے سپرد کرنا پس تم ان کو میرا اور رسول اللہ صلعم کا سلام پڑھ کر سنا دینا۔ اس کے بعد آپ پھر امام حسن علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے جان پدر! تم امر اور خون کے ولی ہو پس اگر تم معاف کر دینا چاہو تو تم کو اس کا اختیار ہے اور اگر تم نے قتل کیا تو چوٹ کی جگہ پر ہی چوٹ کرنا اور تاخیر نہ کرنا۔ اس سے قبل آپ نے ان دونوں حضرات امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو مخفی طور پر وصیت فرمائی تھی اس وصیت میں آپ نے اس دنیا میں ہونے والے بادشاہوں کے نام اور دنیا کی مدت اور قیامت تک جتنے دعاۃ ہوں گے ان کے نام لکھے تھے آپ نے کتاب القرآن اور کتاب العلم ان دونوں حضرات کے حوالے کیا تھا پھر جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کی موجودگی میں کچھ فرمایا اور حسب ذیل وصیت نامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا ما اوصی بہ عبد اللہ علی ابن ابی طالب لاخر ایامہ من الدنیا وھو صائر الی برزخ الموتی والرحیل عن الاھل والاخلاء وھو یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وامینہ صلوٰت اللہ علیہ وعلیٰ الہ وعلی اخوانہ المرسلین وذریۃ الطیبین وجزی اللہ عنا محمدا افضل ما جزی نبیا عن امتہ:

اے (امام) حسنؑ اور میرے حاضرین اہل بیت اور اے میرے فرزندو اور میرے شیعو! میں تم سب کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں: ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا: (ترجمہ) تمہاری موت صرف اسلام پر ہو اور دیکھو اللہ کی رسی کو جماعت کی صورت میں پکڑ رکھنا متفرق نہ ہو جانا۔

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپس میں صلح صفائی ایک سال نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے افضل ہے میں تم کو قبل اس کے کہ آخری وقت تم کو پکڑ لے جائے عمل کی وصیت کرتا ہوں اور بیماری سے پہلے میں تندرستی کو غنیمت سمجھنے کی تم کو وصیت کرتا ہوں اور اس سے پہلے کہ کوئی یہ کہے کہ: یا حسرتی علی ما فرضت فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین یا اس طرح کہے کہ: لو ان اللہ ھدانی لکنت من المتقین۔ (ترجمہ) اگر خداوند تعالےٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں اہل تقویٰ میں سے ہوتا۔

اب یہ کہاں ممکن ہے اور کہاں سے اس کا امکان ہے، جبکہ تو خواہشات نفس کا تابع تھا پس اس کی آنکھ سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور اس کے پردوں کو چاک کر دیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ: فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید: (ترجمہ) پس ہم نے تمہاری آنکھ سے پردہ ہٹا دیا پس آج کے دن تمہاری آنکھ خوب روشن ہو گئی ہے۔

اس وقت کہاں اس کی آنکھیں ہوں گی اس وقت سے پہلے ہی کیوں نہ نقصان کو دیکھ لیا قبل ازیں کہ مصیبت میں مبتلا کر کے اس پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ پس اس وقت نفس اس بات کی تمنا کرے گا کہ کاش اس کو واپس لوٹا دیا جاتا تو وہ اپنے تقویٰ پر عمل کرتا پس اس کی تمنا اس کو کوئی فائدہ نہ کرے گی، میں تم سب کو خواہشات نفس سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ خواہشات نفس اندھے پن کی طرف بلاتی ہے اور اندھا پنا دنیا و آخرت کی گمراہی ہے تم کو اللہ واسطے نصیحت کرتا ہوں اور کیسے تو اس ذات کی نصیحت نہ مانے گا جس نے تجھے دشتہائے شرک سے باہر نکالا اور اہل شک کے انکار سے چھڑایا پس خوف و رغبت کے ساتھ ساتھ اس کی عبادت کرو یہ اس کے نزدیک رائیگاں نہ ہو گا اور میں تم کو ہادی و رسول محمدؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے وصیت کرتا ہوں ان کے واسطے ایک نصیحت تو یہ ہے کہ ان کو ان کا اجر ادا کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ قل لا أسألكم عليه اجرا الموده فی القربی : (ترجمہ) اے رسول کہہ دو) کہ مسلمانو! میں تم سے کچھ بھی اجر رسالت نہیں مانگتا بجز اس تم میرے قرابتداروں سے محبت کرو۔

اور جو شخص آپ کے قرابتداروں (اہل بیت) سے محبت کر کے آپ کا اجر ادا کریگا تو اس نے امانت کو ادا کر دیا۔ لیکن جو شخص امانت نہ ادا کرے گا تو آپ اس کے خصم ہوں گے اور آپ جس کے خصم ہوں گے تو اس سے خصومت بھی کریں گے اور جس سے آپ خصومت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق : فقد باء بغضب من الله و ماواه جهنم وبئس المصير : (ترجمہ) وہ خدا کے غضب سے ہلاک ہو گیا اور اس کا بدترین انجام دوزخ ہے۔

اے لوگو! محمد صلعم سے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کی جا سکتی ہے اور آل محمد علیہم السلام سے صرف محمد صلعم ہی کے لئے محبت کی جا سکتی ہے پس جس کا جی چاہے کم محبت کرے اور جس کا جی چاہے زیادہ محبت کرے۔ اور میں تم کو ہماری محبت اور ہمارے شیعہ کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس جو ایسا نہ کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور میں تم کو ان اصحاب رسول صلعم کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت

کرتا ہوں جنھوں نے نہ کوئی بدعت کی ہے اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی ہے اور نہ حق ادا کرنے سے انکار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں اسی کی وصیت فرمائی ہے۔ آپ نے ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان پر لعنت بھیجی ہے۔ میں تم کو اس طہارت کی وصیت کرتا ہوں جس کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی اور اس نماز کی وصیت کرتا ہوں جو دین کا ایک رکن ہے اور اسی پر اسلام کا مدار ہے لہذا تم نماز کی پابندی سے غافل نہ رہنا اور میں تم کو زکوٰۃ دینے کی وصیت کرتا ہوں کہ جس کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کی وصیت کرتا ہوں اور جو حج بیت اللہ کرسکتا ہو اس کو حج کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور راہ خدا میں جہاد کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ اعلیٰ ترین عمل اور دین و اسلام کے لئے باعث عز و شرف ہے اور روزہ تو آتش دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے تم لوگ اوقات نماز کی پابندی کرنا کیونکہ جو شخص نماز کو ضائع کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے میں تم کو زوال کے وقت کی نماز پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ توبہ و استغفار کرنے والوں کی نماز ہے۔ اور میں تم کو نماز مغرب کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں پس تم اس کو ہرگز نہ چھوڑنا خواہ تم کو کسی دشمن کا خوف ہی کیوں نہ ہو اور میں تم کو ابتداءِ شب سے آخر شب تک کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں لیکن اگر ابتداءِ شب میں نیند کا غلبہ ہو جائے تو آخر شب میں پڑھو اور جس شخص کو کوئی بیماری مانع ہو تو بلاشبہہ اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا اور جو شخص وتر کی نماز نہ پڑھتا ہو صبح کی چار رکعت نماز پڑھنے میں ٹال مٹول (تاخیر) کرتا ہو تو وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میرے شیعوں میں سے ہے اور جو شخص حرام مال کھائے گا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہ کریگا نہیں خدا کی قسم! نہیں خدا کی قسم! نہیں خدا کی قسم! وہ نہ تو رسول اکرم صلعم کے حوض کوثر سے سیراب ہوگا اور نہ اس کو آپ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ نہیں قسم بخدا اور نہ اس شخص کو شفاعت نصیب ہوگی جو نشہ آور چیز کو ہمیشہ استعمال کرتا ہے اور نہ اس کو شفاعت نصیب ہوگی جو کسی پاک دامن شادی شدہ عورت سے زنا کرے گا۔ قسم بخدا ہرگز نہیں! اور

نہ اس کو شفاعت نصیب ہو گی جس کو میرے اور نہ میرے اہل بیت کے حق کی معرفت ہو گی یہ معرفت تمام فرائض میں واجب تر فرض ہے۔ نہیں خدا کی قسم! اور نہ وہ شخص رسالتمآب صلعم سے ملاقات کرے گا جو اپنی خواہشات نفس کا تابع ہو گا اور نہ اس کو شفاعت نصیب ہو گی اور نہ وہ شخص آپ کے پاس وارد ہو گا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی مومن بھوکا ہو، اور وہ شخص بھی آپ کے پاس وارد نہ ہو گا جو عدل و انصاف پر لازم نہ ہو گا اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلعم نے میرا عہد لیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تم اپنے ہاتھ سے نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے تو اپنی زبان سے کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دل سے کرو، ورنہ تم کسی اور کو ملامت کرنے کی بجائے صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا خبردار! کسی کی غیبت نہ کرنا کیونکہ اس سے اعمال ساقط ہو جاتے ہیں اور صلہ رحمی کرو اور سلام کو اشتہار کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں۔ اور اے بنی عبدالمطلب! میں تم کو خصوصیت کے ساتھ یہ وصیت کرتا ہوں کہ جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے اس پر تمہارا فضل و کرم غالب ہونا چاہیئے اور تم سے جو آس لگائے ہوئے ہو اس کی امید کو سچ کر دینا کیونکہ یہ تمہارے انساب سے زیادہ مشابہ ہے اور خبردار! اپنے مومن قرابتداروں سے بغض نہ کرنا کیونکہ اس سے دین فنا ہو جاتا ہے اور تم پر لوگوں کی خاطر و مدارات کرنا فرض ہے، کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے، اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت پڑھا کرو اور اسے اپنی اولاد کو سکھاؤ اور اپنی اولاد کی ختانت میں جلدی کرو کیونکہ یہ ان کے واسطے پاکیزہ تر چیز ہے اور جب تک تم زندہ رہو اس وقت تک ہرگز منہ سے جھوٹ بات نہ نکالنا اور نہ منہ سے فحش کلام نکالنا کیونکہ یہ ہمارے لئے اور نہ ہمارے شیعوں کے لئے زیبا ہے اور بدکلام کبھی سچ نہیں بولتا، اور بلاشک تکبر کرنے والا ملعون ہے اور تواضع کرنے والا خدا کے نزدیک بلند مرتبہ والا ہے خبردار! تم کبر و غرور نہ کرنا کیونکہ یہ خدا کی چادر ہے پس جو اس کی چادر کو کھینچے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو پارہ پارہ کر دے گا اور یتیموں اور بیواؤں کے بارے میں اللہ سے ڈرو دیکھو یہ تمہارے ہوتے ہوئے

ہرگز بھوکے نہ رہیں اور مسافر کے متعلق بھی اللہ سے ڈرو پس وہ تمہارے گھر میں اپنے خاندان کی طرف سے پریشان حال نہ ہو۔ اور مہمان کی بابت بھی اللہ سے ڈرو وہ ہرگز تمہارے گھر سے نہ پھرے مگر شکر کرتے ہوئے اور نفس کے ساتھ جہاد کرو کیونکہ یہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی: (ترجمہ) بلاشبہ نفس بدی کا حکم دیتا ہے مگر جس کو میرے پروردگار نے اپنی رحمت سے نوازا ہو وہ محفوظ رہتا ہے۔

بلاشبہ نفس کی تصدیق کرنا اور اس کی خواہشات کی طرف مائل ہونا گناہ کی پہلی منزل ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور دنیا داری کی طرف رغبت نہ کرو کیونکہ دنیا ہی تمام بلاؤں کی جڑ ہے اور آخر میں یہ فنا ہو جانے والی ہے اور خبردار حسد سے بچتے رہنا کیونکہ یہ سب سے پہلا گناہ تھا جو انسان کی پیدائش سے پہلے جنوں سے صادر ہوا تھا اور خبردار عورتوں کی بات سچ نہ ماننا کیونکہ انھیں نے تو تمہارے باپ آدمؑ کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کو دنیا کی مصیبت میں مبتلا کیا تھا اور خبردار سوءِ ظن سے بچتے رہنا کیونکہ وہ عمل کو ساقط کر دیتا ہے: واتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم: (ترجمہ) اور تم خدا سے ڈرو اور سچ بات کہو تو اس سے تمہارے اعمال درست ہوں گے اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور اس کی اطاعت کرنا تم پر فرض ہے جس کی اطاعت ترک کرنے میں تمہارا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے گا اور اسی طرح ہم اہل بیت کی اطاعت ترک کرنے میں بھی تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت کو اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی طاعت کے ساتھ شامل کر دیا ہے اور اپنی کتاب قرآن حکیم کی آیت میں اسکو مسلسل بیان کیا ہے یہ ہم پر اور تم پر اللہ کا فضل و کرم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور اپنے رسولؐ کی اطاعت اور آل رسولؐ میں جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت واجب قرار دی ہے۔ اور تم کو اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم دیا ہے قسم بخدا ہم ہی اہل ذکر ہیں ہمارے سوا

صرف جھوٹا ہی اس کا دعویٰ کر سکتا ہے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ:۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلو علیکم ایات اللہ مبینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور (ترجمہ) خداوند تعالیٰ نے تمہاری طرف اپنی کتاب (قرآن) اور اپنا رسول بھیجدیا ہے جو تمہارے سامنے واضح آیتیں پڑھتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے اچھے کام کئے ہیں ان کو تاریکیوں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے ۶۵/۱۰

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (ترجمہ) اگر تم کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اہل ذکر (اہل بیتؑ) سے پوچھ لیا کرو۔

پس معلوم ہو کہ ہم ہی اہل ذکر ہیں لہٰذا تم ہمارے حکم کو قبول کرو اور جس کام سے ہم تم کو منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اور ہمیں وہ دروازے ہیں جہاں سے گھروں میں داخل ہونے کا تم کو امر کیا گیا ہے قسم بخدا ہمیں ان گھروں کے دروازے ہیں یہ کسی اور کا حق نہیں ہے اور ہمارے سوا اس بات کو کوئی اور کہنا بھی نہیں ہے۔ اے لوگو! کیا تم میں ہے کوئی جو اپنے اوپر میری طرف سے کسی حکم میں ظلم و جور کرنے کا دعویدار ہو یا نفس و مال میں ناانصافی اور ظلم ہوا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے میں اس کا انصاف کروں گا۔

چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور آپ کی خوب تعریف کی اور حد سے متجاوز ہو گیا غرض اپنے طویل کلام میں آپ کے مناقب گنائے اس وقت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے گفتگو کرنے والا بندہ یہ بے انتہا مدح کرنے کا وقت نہیں ہے اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ اس محفل میں کوئی بغیر نصیحت کے حاضر ہو اس شخص پر خدا گواہ ہے جس نے کسی ناپسندیدہ و ناگوار بات دیکھی ہو اور مجھے اس کی خبر نہ کی ہو کیونکہ قبل ازیں کہ نفس سے کوئی فروگذاشت ہو جائے میں اپنے نفس کو سرزنش کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بارے الٰہا! تو گواہ ہے اور تو کافی ہے گواہی کے لئے بلاشک میں نے تیرے پیغمبر اور زمین پر تیرے حجت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور میرے اہل بیت میں سے تین افراد نے اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے

ہر فرمان پر عمل کریں گے اور تو نے جس کام سے منع کیا ہے اس پر عمل نہ کریں گے اور ہم ہر محبت رکھنے والے سے محبت کریں گے اور ہر دشمن سے عداوت کریں گے اور ہم کسی دشمن سے بیٹھ نہ پھیرائیں گے اور ہم کسی فرض سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں گے اور ہم اللہ و رسول کے لئے صرف نصیحت ہی سے کام لیں گے لیکن اس کے باوجود میرے اصحاب کو قتل کیا گیا ان پر خدا کی رحمت یہ تمام میرے اہل بیت میں سے تھے جیسے عبیدہ بن الحارثؓ جنگ بدر میں شہید ہوئے رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہ، اور میرے چچا حمزہ علیہ السلام جنگ احد میں شہید کئے گئے رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہ اور میرے بھائی جعفر طیار جنگ موتہ میں شہید ہوگئے رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہ پس اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے اصحاب کے بارے میں فرمایا کہ :-

من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔

قسم بخدا میں بھی اسی کا منتظر ہوں میں نے اپنے اس ارادے میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جزاء دینے کا ہم سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ : قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون :

پس جو مجھ پر نازل ہوا ہے اس سے وہ وقت آگیا ہے اور مجھ کو خدا کی اس نعمت پر خوش ہونا چاہیئے ،، لوگوں نے آپ کی تعریف کی اور رونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ : اے لوگو ! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تم کو اس بات کا گواہ بنا دوں کہ پھر کوئی اٹھ کر یہ نہ کہے کہ میں نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں ڈر گیا پس میں اپنے اور تمہارے درمیان قابل غدار ہوں گا بارے الٰہا ! ایسا کوئی نہیں جو مجھ سے ظلم کا بدلہ لینا چاہتا ہو درانحالیکہ مجھ پر کسی ایسی بات کا دعویٰ ہو کہ جسے میں نے کیا ہی نہیں ہے خبردار ! میں نے کسی کا ناجائز طور سے مال نہیں لیا ہے اور میں نے کسی کا ناحق خون نہیں بہایا ہے میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے جہاد کیا تھا۔ پس جب رسول اللہ صلعم کا وصال ہو گیا تو میں نے ان باغیوں سے جہاد کیا جن سے جہاد کرنے کا حکم آپ نے مجھے دیا تھا۔

اور ان میں سے ایک ایک کا نام بھی مجھے بتایا تھا اور ان سے جہاد کرنے کی مجھے ترغیب دی تھی اور فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تم بیعت توڑنے والوں سے جنگ کرو گے آپ نے مجھے ان کا نام بھی بتایا تھا اور قاسطین یعنی ظالموں سے جنگ کرو گے اور ان کا نام بھی مجھے بتایا تھا اور مارقین دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرو گے اور ان کا بھی نام مجھے بتایا تھا اور مارقین دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرو گے اور ان کا بھی نام مجھے بتایا تھا میں تم باتیں زیادہ نہ کیا کرو کیونکہ اس حالت کو پہنچ جانے پر ہی آدمی زیادہ سچا ہو جاتا ہے لوگوں نے کہا کہ بہتر ہے اور آپ کی تعریف و توصیف کی اور رو گئے اس وقت آپ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ: اے حسنؑ تم میرے خون کے ولی ہو اور یہ ذمہ داری تم پر ہے اور میں نے اس کو (ابن ملجم ملعون کو) تمہارے سپرد کیا ہے تمہارے سوا اس کے بارے میں کسی کا حکم نہ چلے گا پس اگر تم چاہو تو اس کو قتل کر دو اور اگر معاف کرنا چاہو تو معاف کر دینا اور تم میرے بعد امام ہو اور میرے علم کے وارث ہو اور جن کو میں اپنے بعد چھوڑے جا رہا ہوں ان میں تم سب سے افضل ہو اور میرے اہل بیت میں سب سے بہتر ہو اور تمہارے ماں جائے بھائی (امام حسین علیہ السلام) سب سے افضل و بہتر ہیں تم دونوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی تھی پس تم کو جو بشارت دی تھی اس بشارت کو قبول کرو اور اللہ کے واسطے اطاعت پر عمل کرو اور تم دونوں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اس کے بعد آپ یہ فرماتے رہے کہ:

اللھم اکفنا عدوک الرجیم۔ اللھم انی اشھدک انک لا الہ الا انت وانک الواحد الصمد لم تتخذ ولم تولد ولم یکن لک کفوا احد فلک الحمد عدد نعمائک لدی واحسانک عندی فاغفر لی وارحمنی وانت خیر الراحمین؛

اور پھر یہ بھی فرماتے رہے کہ: لا الہ الا اللہ وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک عدۃ لھذا الموقف وما بعدہ من المواقف اللھم اجز محمدا عنا خیرا واجز محمدا عنا خیر الجزاء وبلغہ

منا افضل السلام اللھم الحقنی بہ ولا تحل بینی وبینہ انک سمیع الدعاء رؤف رحیم۔

اس کے بعد آپ نے اپنے اہل بیت کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم اہل بیت کا اللہ محافظ ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان تمہارے نبیؐ کو محفوظ رکھے میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور تم پر سلام پڑھتا ہوں اس کے بعد پھر آپ برابر پڑھتے رہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہاں تک کہ آپ انتقال فرما گئے آپ پر خدا رحمت و رضوان اور صلوات کی بارش کرے آپ نے ہجری ۴۰ھ میں رمضان المبارک کی اکیسویں شب میں وفات پائی تھی۔

فصل (۲)

جائز اور ناجائز وصایا کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک محتاج و مفلس آدمی نے آکر کہا کہ اے امیر المومنین! کیا میں وصیت نہیں کر سکتا؟ آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرو رہا مال تو اس کو تم اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ دو کیونکہ وہ بہت معمولی اور تھوڑا ہے اللہ تعالیٰ نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ:۔ ان ترک خیرا ان الوصیۃ: (ترجمہ) اگر کچھ مال چھوڑا ہے تو اس کے واسطے اچھی وصیت کرے۔

اور تم نے تو کچھ بھی مال نہیں چھوڑا ہے کہ اس کے بارے میں وصیت کرو گے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی اپنے تہائی مال کا زیادہ حقدار ہے وہ جہاں چاہے وہاں خرچ کر سکتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ اپنے مال کے تہائی حصہ میں وصیت کر سکتا ہے اور

نہائی بہت ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اتنا ہی عورت کو بھی حق ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے نزدیک یہ مستحب تھا کہ وصیت میں خمس ہی پر اقتصار کیا جائے، آپ نے فرمایا کہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خمس پر راضی ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ خمس درمیانی راستہ ہے اور ثلث میں وارثوں کے ساتھ جھد و مشقت ہے اور ثلث سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ ربع کی وصیت کی جائے، امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس نے ثلث کی وصیت کی تو اس نے کچھ چھوڑا اور اس نے وارثوں کو مفرت پہنچائی اور ثلث کی وصیت کرنے سے ربع اور خمس کی وصیت افضل ہے ہم نے اس سلسلے میں آپ سے جو ذکر کیا ہے یہ اس میں مستحب طریقہ ہے ثلث کی وصیت جائز ہے اگر میراث زیادہ ہو اور وارث مال دار ہوں تو ثلث کے استغراق میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وارث محتاج ہیں تو اس سے کم پر ہی اقتصار کرنا جیسا کہ بیان گذر چکا ہے افضل ہے ثلث سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے الا آنکہ وارثان اس کو جائز مانتے ہوں یا انکا امر جائز ہو یا وہ شخص ایسا ہو جس کا حکم اس کے حصے میں جائز ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اپنے مال کے نہائی حصے سے زیادہ کی وصیت کی یا اپنے پورے مال کی وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں اسے ناپسندیدہ طریقے سے نکال کر پسندیدہ اور معروف راستے کی طرف لوٹا دینا چاہیئے۔ پس جس نے وصیت کرتے وقت اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اس کو اپنی اس وصیت میں خوف ہے تو وصیت کو معروف میں تبدیل کر دیا جائے اور اہل میراث کے لئے ان کا حق چھوڑ دیا جائے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے اپنی وصیت میں عتق کا ذکر کیا تو وہ اس کے ثلث مال سے نکالا جائے اور سب سے پہلے (غلام کو آزاد کیا جائے) عتق کیا جائے اور جو مال بچ رہے گا وہ وصیت میں شمار ہوگا۔

فصل (۳)

جائز و ناجائز وصایا کا بیان!

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسی طرح اگر کوئی شخص جس نے حج نہ کیا ہو یہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے تو تمام وصایا سے پہلے حج کی وصیت پر عمل کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ ہمارے پاس رہنے والی ایک عورت نے اپنے ثلث مال کی وصیت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں سے ایک حصہ فلاں کو اور ایک حصہ فلانی کو دے دیا جائے پس جب یہ وصیت ابن ابی لیلیٰ کے روبرو پیش کی گئی تو انھوں نے اس کو باطل و غلط قرار دیا اور کہا کہ اس عورت نے ایسی چیز کا ذکر کیا ہے جس کا نام ہی نہیں بتایا ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ کو درست اور صحیح راستے کی خبر نہ ہوئی یہ ایک جزو ہیں اجزاء میں سے ہے یعنی تمام اجزاء دس اور اس سے کم میں سے بنتے ہیں نصف، ثلث، ربع اسی طرح دس تک گنا جاتا ہے اور اس کے فوق کچھ بھی نہیں ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی کے لئے اپنے ثلث مال میں سے ایک حصہ دینے کی وصیت کی تھی آپ نے فرمایا کہ اس کے مال میں سے سدس چھٹا حصہ دیا جائے کیونکہ سہام چھ حصے میں سے ہوتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی وارث کو وصیت کا حق نہیں ہے ہماری معلومات کے مطابق اس پر سب کا اجماع ہے اگر وارث کے لئے وصیت جائز ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جتنا بیان کیا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کو میراث میں سے دیا جاتا۔ اور اگر کسی نے اپنے وارث کے لئے وصیت کر دیا پس اس نے اللہ کے اس حق کو کمتر سمجھا جو اللہ نے اس کو دیا تھا اور اس طرح اس نے کتاب اللہ کی خلاف ورزی کی اور یہ حقیقت ہے کہ جو اس کے کتاب کی مخالفت کرے گا اس کا کوئی فعل جائز نہ ہوگا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی

آپ کی اس روایت کی وجہ سے کچھ ایسے لوگوں کے دل میں شک پیدا ہو گیا جنھوں نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا تھا وہ روایت یہ ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی قرابت کے لئے وصیت کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ جائز ہے کہ: ان ترک خیرن الوصیۃ للوالدین والاقربین: (ترجمہ) بشرطیکہ وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے اچھی وصیت کرے: ۲/۱۸۰

پس ہم نے اس سلسلے میں آپ سے اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ زیادہ ثابت ہے اور مسلمانوں کا بھی اتفاق ہے۔

رسول اکرم صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل میراث کے لئے ان کے فرائض کو واجب کیا ہے اگر امام جعفر الصادق علیہ السلام کی وہ روایت ثابت ہے جس کا ہم نے آخر میں تذکرہ کیا ہے تو اس روایت میں وارثین نہیں بلکہ والدین اور قریبی رشتہ دار مراد ہیں، جیسے وہ اہل قرابت جو وارث نہیں ہوتے ان کو وہ محجوب کر دیتا ہے جو ان سے نیچے کم قرابت والا ہے۔ اور جیسے مملوک کہاں باپ یا مشرکین ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں کہ مملوک کو اس کے ولی کی میراث میں سے خرید کر آزاد کیا جا سکتا ہے اور وہ باقی میراث کا وارث ہو سکتا ہے ہم آئندہ اس پر انشاء اللہ پوری روشنی ڈالیں گے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے وصیت کرنے سے مراد معروف کے ساتھ وصیت کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یعنی میراث میں جتنے حقدار ہیں اور یہی معروف ہے۔ جیسے ایک شخص جس کے سامنے موت آ کھڑی ہو پس وہ اپنے وارثوں کے لئے اپنے مال کی ان کے حقوق کے مطابق وصیت کرتا ہے یا پھر وہ اپنی حیات ہی میں اس کو جتنا دینا اللہ تعالیٰ ان کے لئے مقرر کر دیا ہے اتنا سپرد کر دیتا ہے تاکہ وہ بعد میں باہم جھگڑا نہ کریں یا ایک دوسرے اس کے ساتھ قربت ہونے کا انکار نہ کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے وارث کے لئے ہبہ اور عطیہ ایسے مرض میں کرنا جس میں ہبہ اور عطیہ کرنے والا مر جاتے ناجائز قرار دیا ہے

ہم نے جو کچھ پیشتر بیان کیا ہے اس روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے وارثوں میں سے کسی وارث کے لئے اس مرض کے درمیان اقرار کرتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اقرار کرنے والے کے حال کا معائنہ کیا جائے پس اگر وہ عادل اور بے انصافی سے محفوظ ہو تو اس کا یہ اقرار جائز ہے اور اگر وہ اس کے برعکس ہے تو اس کا اقرار جائز نہ ہوگا الا آنکہ تمام وارثان اس کو جائز قرار دے دیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلعم نے وصیت سے پہلے قرض ادا کر دیا تھا اور تم یہ پڑھتے ہو کہ: من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین۔

حکم بن عیینہ سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک عورت نے آکر کہا کہ امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں میرے لئے حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو اس عورت سے کہا گیا کہ تم کیا چاہتی ہو؟ اس نے کہا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہوں اس عورت کو کہا گیا کہ یہ عراق کے فقیہ حکم موجود ہیں ان سے اپنا مسئلہ پوچھ لو۔ اس عورت نے کہا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے مرتے وقت ایک ہزار درہم چھوڑا تھا اور اس پر پانچسو درہم میری مہر کے باقی تھے پس میں نے جب اپنی مہر اور میراث لیلیا تو ایک شخص نے آکر مجھ سے کہا کہ مرنے والے پر میرے ایک ہزار درہم باقی ہیں میں اس کی اس بات سے واقف تھی میں اس کی شہادت دیتی ہوں۔ حکم نے کہا کہ ذرا صبر کر میرے تیرے مسئلہ پر غور اور حساب کر لوں پس وہ حساب کرنے لگے کہ اتنے میں امام باقر تشریف لائے درانحالیکہ وہ حساب کر رہے تھے آپ نے حکم سے فرمایا اے حکم! یہ اپنی انگلیوں کو کس لئے ہلا رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو عورت کے مسئلہ سے واقف کیا ابھی انھوں نے پوری بات بھی نہ کی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ اس عورت کے پاس جو مال ہے وہ اس کے دو ثلث کا اقرار کر چکی ہے۔

پس جب تک کہ وہ قرض نہ ادا کرے میراث کی حقدار نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی غائب شخص کے لئے وصیت کرے اور وہ اسی وصیت پر انتقال کر جائے پس اس کا انتظار کیا گیا لیکن وصیت کرنے سے قبل ہی وہ مر گیا تو یہ وصیت باطل ہے اور اگر غائب تھا اور اس نے اس کے لئے وصیت کیا پھر وہ مر گیا تو انتظار کیا جائے پس اگر اس نے وصیت قبول کی تھی تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور اگر اس نے قبول نہیں کیا تھا تو پھر وہ وصیت کرنے والے کے وارثوں کے لئے ہے۔

ابوجعفر اور ابوعبداللہ علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ وہ تندرست ہو یا بیمار دونوں حالتوں میں اپنی وصیت میں رجوع کر سکتا ہے یا وہ اس میں جو چاہے تغیر کر سکتا ہے وہ اس کے لئے بااختیار ہے اور اس میں جس پر وہ مر گیا ہو تو اس کے ثلث میں سے نکال دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ ابوجعفر اور ابوعبداللہ علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کر دے تو اس کو اس کے ثلث مال میں سے نافذ کیا جائے۔ اور اگر اس نے کسی یہودی یا نصرانی یا کسی اور مصرف میں استعمال کرنے کی وصیت کیا ہے تو اس میں استعمال کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه۔

ان ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ وصیت کرنے والا جائز کام میں استعمال کرنے کی زندہ مسلمان کے لئے وصیت کر جائے کہ وہ خرچ کرے لیکن اگر اس نے ناجائز کام میں خرچ کرنے کی وصیت کیا ہے تو جائز نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے حج کی وصیت کی تھی پس اس کے وصی نے لونڈی اور غلام وغیرہ میں تقسیم کر دیا، آپ نے فرمایا کہ وصیت کی خلاف ورزی کے جرم میں اس سے روپیہ واپس لیا جائے اور وصیت کرنے والے نے اس کو جہاں خرچ کرنے کا حکم دیا تھا وہاں خرچ کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی مادر گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آپ میری فلاں خادمہ کو آزاد کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ بنت اسد تم نے پہلے جو بھلائی کی ہے تم کو اس کا اجر ملے گا۔ پس جب ان کا انتقال ہو گیا تو قبل ازیں کہ انھیں قبر کے اندر اتارا جائے آپ ان کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ ذرا صبر کرو! پھر آپ اندر اترے اور ان کی لحد میں چت لیٹ گئے اور باہر تشریف لے آئے اور لوگوں سے فرمایا کہ اب ان کو قبر میں اتار دو میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اس لئے تاکہ اللہ تعالےٰ ان پر لحد کو کشادہ کر دے کیونکہ مجھے جتنا فائدہ انھوں نے اور ابو طالب نے پہنچایا ہے اور کسی نے بھی نہیں پہنچایا ہے، پھر آپ نے ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا اور جس طرح سے انھوں نے وصیت کیا تھا اسی طرح اس کو نافذ کیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی کو وصیت کی ہو اور وہ حاضر بھی ہو تو وصیت قبول کرنے اور نہ کرنے کا اس کو اختیار ہے پس اگر اس نے وصیت کرنے والے کے سامنے وصیت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو تو وہ اس پر لازم نہ ہو گی۔ اور اگر غائب تھا اور بعد میں وصیت کرنے والا مر گیا تو جس کو وصیت کی گئی ہے اس کو لائق نہیں ہے کہ وہ وصیت کو رد کر دے۔ جب وصیت کرنے والا مر جائے تو اس کی وصیت اللہ کے حقوق میں سے ایک حق بن جاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کے لئے اپنے ثلث مال کی وصیت کر جائے تو اس کا حساب لگایا جائے پس اگر وہ ثلث مالی غلام کی قیمت سے ربع قیمت کے برابر یا کم ہو تو باقی کے لئے اس سے کام کرایا جائے اور اگر ثلث اس کی قیمت سے زائد ہو تو غلام کو آزاد کر کے فاضل مال اس کو دے دیا جائے پس اگر وہ سدس سے کم کے سوا ثلث کی قیمت سے آزاد نہ ہو تو وہ کسی وصیت کا حقدار نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے مکاتب کی وصیت کے متعلق پوچھا گیا درانحالیکہ وصیت اس کے لئے کی گئی ہو، آپ نے فرمایا کہ اس وصیت میں سے اس کے لئے اس قدر جائز ہے جتنے سے وہ آزاد ہو سکے، یہ مجمل قول ہے ہم نے باب المکاتبین میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے اس سے وہ غلام مراد ہے جس پر یہ شرط نہ لگائی گئی ہو کہ اگر وہ مقررہ قسط ادا کرنے سے عاجز رہا تو پھر غلام بنا لیا جائے گا لیکن اگر اس پر یہ شرط ہے تو اس سلسلے میں اس کا حال دوسرے غلاموں جیسا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی آخری قسط ادا کر دے ہم نے اس مسئلے سے پہلے مسئلہ کے اندر مملوک کے لئے وصیت کی کیفیت کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ مملوک کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص وصیت کر جائے یعنی ثلث سے جو متجاوز نہ ہو اس کی وصیت کر جائے پس وارثان نے اس شخص کے لئے وصیت کرنے والے کی زندگی میں اس کو جائز قرار دیا لیکن مرنے کے بعد ان کی رائے بدل گئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کو رجوع کا کوئی حق نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بنت زینب بنت رسول اللہ صلعم کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی وفات کے بعد حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے شادی کیا تھا اور آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے شادی کیا تھا پس جب وہ بیمار ہوگئیں تو ان کی زبان ہی بند ہوگئی حسن حسین ان کے پاس آئے اور ان سے کچھ کہنے لگے اور مغیرہ کو یہ ناگوار تھا: کہ تم نے فلاں کو فلاں کو آزاد کیا پس وہ اپنے سر سے اشارہ کر کے کہتی تھیں کہ ہاں اور دونوں ان سے فرماتے تھے تم نے اتنا اتنا صدقہ وخیرات کیا پس وہ اپنے سر سے اشارہ کر کے کہتی تھیں کہ ہاں پس وہ اس حال میں انتقال فرما گئیں اور دونوں حضرات نے ان کی اس وصیت کو جائز قرار دیا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں اشارہ سے وصیت کرنا صرف اس کے لئے جائز ہے جو بات چیت نہ کر سکتا ہو بشرطیکہ اس کا اشارہ سمجھا جا سکے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کر جائے کہ اس کی طرف سے سو دینار میں کچھ لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا جائے پس انھوں نے کم قیمت سے پایا آپ نے فرمایا کہ جو فاضل رقم رہ گئی ہو اس کو غلاموں پر رد کر دیا جائے یعنی یہ اس صورت میں جبکہ اس نے لونڈیوں اور غلاموں کا نام لیا ہو اور اگر اس نے مبہم کہا ہو تو وصی پر واجب ہے کہ وہ وصیت کے مطابق اگر ملے تو سو دینار میں ایک ہی غلام خرید کر آزاد کر دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو وصیت کیا درانحالیکہ اس پر قرض تھا پس وصی نے میت کے اصل میں سے قرض کو الگ کر دیا اور اس پر قبضہ کر کے اپنے گھر میں رکھ دیا۔ لیکن اور جو کچھ باقی بچا تھا اس کو وارثوں میں تقسیم کر کے وصیت

کو نافذ کر دیا لیکن بعد میں اس کے گھر سے مال چوری ہو گیا، آپ نے فرمایا کہ وہ اس کا ذمہ دار ہے کیونکہ قرضخواہوں کے حکم کے بغیر ان کے مال پر قبضہ کرنے کا اسکو کوئی حق نہ تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے خودکشی کرنے والے کی وصیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے نفس میں کوئی ایسا حادثہ پیدا کرنے کے بعد وصیت کیا ہے جس سے وہ مر گیا تو اس کی یہ وصیت جائز نہ ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کچھ وصیتیں کر کے مر جائے اور وہ کچھ مدت کے لئے اپنے اہل و عیال کو خوراک دے گیا ہو تو اس کے انتقال کے دن سے جو کچھ فاضل بچا ہو وہ سب کا سب ترکہ ہوگا اور اس میں بھی وصیت جاری ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ وصی کو وصیت سے صرف خلل دماغ اور ارتداد ہی ہٹا سکتا ہے، یا خیانت اور ترک سنت اور سلطان اس کا وصی ہے جس کا کوئی وصی نہ ہو، اور اس کا نگہبان ہے جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب وصیت کرنے والا وصی کو اس بات کی اجازت دیدے کہ وہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے مال سے تجارت کر سکتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے اور اس میں اس پر کوئی ضمانت واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس نے اس مال میں نفع کی شرط لگائی ہے تو اس پر شرط کا ادا کرنا واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب وصی یتیم کے مال سے تجارت کرے درانحالیکہ وصیت میں اس کو یہ حق نہ دیا گیا ہو تو اس کے مال میں سے جو کچھ کم ہوگا اس کا وہ ضامن و ذمہ دار ہے

اور جو نفع ہوگا وہ یتیم کا ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے کچھ وصیت کیا اور غائب وارثوں کو چھوڑ کر مر گیا پس صاحب وصیت نے اس مقدمہ کو قاضی کے روبرو پیش کیا پس قاضی کو لائق ہے کہ وہ غائب وارثوں کے لئے ایک وکیل مقرر کر دے جو وصی سے حصہ تقسیم کرلے۔

Blank Page

کتاب الفرائض

فصل (۱)

اولاد کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین..... فلامہ السدس من بعد وصیۃ یوصی بہا اودین۔

ترجمہ (مسلمانو) خدا تمہاری اولاد کے حق میں تم سے وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ مگر ماں کا حصہ چھٹا ہی ہوگا۔ وہ بھی مرنے والے نے جس کے بارے میں وصیت کی ہو اسکی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد۔"

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے یہ ان کے اصل قول کی بنیاد پر ہے کہ جب مرنے والا مر جائے اور لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ جائے تو ان کے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں ہے اور اس کا مال ان کے درمیان تقسیم ہوگا مرد کو دو عورتوں کا حصہ دیا جائے گا پس اگر اس نے صرف ایک ہی لڑکا چھوڑا ہے تو اس کی تمام میراث کا تنہا حقدار ہے۔ اور اگر کسی نے ایک ہی لڑکی چھوڑی ہے تو جس قدر میراث ہے اس میں سے وہ صرف نصف کی حقدار ہے اور جب لڑکی سے زیادہ میت کا قریبی رشتہ موجود نہ ہو تو رحم کے تقاضے کی وجہ سے باقی نصف حصہ بھی اس کو دے دیا جائے، ہمارے مخالفین اس مسئلہ کو، اس شخص کا مسئلہ قرار دیتے ہیں جو فاطمہؑ کے حال کے مشابہ ہے۔ حالانکہ وہ کوئی رشتہ نہیں رکھتا ہے۔ یہ لوگ ایسا اس لئے کہتے ہیں تاکہ رسولؐ کی میراث میں سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کے حق کو باطل کر دیں پس اللہ تعالیٰ نے انھیں کے قول کے مطابق انھیں کی بات کو رد کر دیا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ لڑکی کے واسطے سوائے نصف کے جس کا

ذکر قرآن میں موجود ہے میراث میں اور کوئی حق نہیں ہے اور نصف ثانی دوسرے اقارب کا حق ہے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو چھوڑ دیا کہ:۔ واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض۔ اس میں باپ کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں وہ اور دوسرے بھی داخل ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی کا باپ مملوک ہو پس وہ اس کو خرید لے تو وہ آزاد ہو گیا اور وہ نصف میراث کی حقدار ہو گئی اور نصف ثانی کی بھی بذریعہ ولاء حقدار ہو گئی کیونکہ رسول اکرم صلعم کا ارشاد ہے کہ جو آزاد کرے اس کو ولاء کا حق ہے پس انھوں نے رحم واجب کو چھوڑ دیا جو زیادہ اولیٰ ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کو محفوظ کر لیا تھا گرچہ آپ کو میراث سے محروم کرنے والے نے محروم کر دیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو مر گیا اور اپنے پس ماندگان میں ایک لڑکی چھوڑ گیا اور اپنی بیٹی کی بیٹی (نواسی) چھوڑ گیا یا اپنی بہن چھوڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام مال کی حقدار اس کی لڑکی ہے اور اسی طرح اگر اس لڑکی کے ساتھ بیٹے کا بیٹا (پوتا) چھوڑا ہے یا اپنی بہن کو چھوڑا ہے تو اس صورت میں کل مال کی حقدار لڑکی ہو گی۔ نصف مال تو از روئے میراث پائے گی اور نصف از روئے رحم پائے گی۔ اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ اور امام ابو جعفر اور امام ابو عبداللہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ اگر دو لڑکیاں چھوڑ جائے تو ان میں سے ہر ایک از روئے میراث ثلث پائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اور باقی دو ثلث از روئے رحم دونوں میں تقسیم کر دیا جائے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے ان دونوں کے درمیان مال دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ پس اگر لڑکے کے ساتھ کوئی ایسا بھی حقدار ہو جس کے لئے مقرر حصہ ہو تو سب سے پہلے اسی مقرر حصے سے تقسیم کیا جائے اور اس کے مستحق کو دیدیا جائے اور جو فاضل بچ رہے اسے لڑکے کو دیا جائے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور بیٹے کے بیٹے (پوتے) فرزند ہی کے قائم مقام ہوتے ہیں جبکہ

بیٹا موجود نہ ہو۔ ان کے بیٹے ان کے بیٹیوں کے مانند ہیں اور ان کی لڑکیاں ان کی لڑکیوں کے مانند ہیں ولد الابن میراث میں ابن کے مقام میں ہوگا اور لڑکی کا بیٹا (نواسہ) لڑکی کے مقام میں ہوگا ہمارے مخالفین انکار کرتے ہیں کہ ولد البنت (نواسہ) ولد کے مقام میں نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ دوسری قوم کی ذریت میں سے ہے، ان کی مراد ان کے آباء سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب میں اور اپنے رسولؐ کی زبان پر اور خود ان کی زبان پر جھوٹا ثابت کیا ہے تاکہ ان پر حجت و دلیل مضبوط اور ان کے غلط طریقے کا اظہار ہو جائے اور انھوں نے جگر گوشۂ رسولؐ فاطمۃ البتولؑ کی میراث کو باطل کرنے کا ارادہ اپنے دلوں میں جو چھپا رکھا ہے وہ روشن ہو جائے یہ ان کی ان زوردت مقدسہ کی عداوت کی وجہ سے ہے جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان پر واجب قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ:۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ حالانکہ ان لوگوں نے خود ابن عباس سے نقل کیا ہے اور یہ ابن عباس وہ ہیں جن کی ذریت کی امامت کے یہ آج قائل ہیں ابن عباس کی وہی ذریت ہے جس نے ائمہ راشدین کی میراث پر قبضہ کر لیا ہے اپنے اسلاف کے دعوے کے برعکس جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ انھوں نے محض اپنے زعم سے اپنے پدری رشتے کو اپنے ادعاء کی جانب لوگوں کو کھینچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ پس واضح ہو کہ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں رسول اللہ صلعم کے کن اہل قرابت کو مراد لیا ہے؟ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ تو عبداللہ بن عباس نے کہا کہ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ اور ان کی ذریت مراد ہے۔ پس نہ تو انھوں نے اپنے لئے اور نہ اپنے والد کے لئے اور نہ اپنے کسی فرزند کے لئے اس قسم کا ذرہ برابر بھی دعویٰ کیا تھا پس یہ لوگ خود ہی اس روایت کو ابن عباس سے نقل کرتے ہیں اور اس کو ثابت و برقرار رکھتے ہیں۔ اور رہا قرآن میں اس کا ثبوت تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وتلک حجتنا آتیناھا ابراھیم علیٰ قومہ نرفع درجات من نشاء ان ربک علیم حکیم ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داود وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون

وکذلک نجزی المحسنین وذکریا ویحیٰ وعیسٰی والیاس کل من الصالحین ؛ پس اللہ تعالیٰ نے نوحؑ اور ابراہیمؑ ان دونوں میں سے کس کو مراد لیا ہے ؟ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کی ذریت میں سے ان کی بیٹی حضرت مریم کی طرف سے ہیں بیٹوں کی جانب سے نہیں ہیں انھوں نے رسول اللہ صلعم کے قول کی مخالفت کی ہے اور اس قول کو خود انھوں نے رسول خدا صلعم سے نقل کیا ہے اور جو ان کے نزدیک ثابت ہے مختلف طریقوں سے اس کا ذکر کثیر ہے اور ان اخبار کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں سے ہم کچھ کا ذکر کرتے ہیں آپ حسنؑ حسینؑ کو اپنا فرزند کہہ کر بلایا کرتے تھے اور آپ نے ان میں سے ہر ایک کو جب پہلی بار دیکھا تو فرمایا کہ دیکھو میرے بیٹے کو آپ اپنی وفات تک ان دونوں امامین علیہما السلام کو اپنا فرزند کہکر بلایا کرتے تھے آپ نہ تو ایسا عبث اور نہ تو تکلف سے فرماتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- وما ینطق عن الھوی ہمارے مخالفین نے آنحضرت صلعم سے جو کچھ لیا ہے وہ اس لفظ کے مطابق اور اس معنیٰ کے مطابق اور اس نقل کے مطابق لیا ہے پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن حکیم کو پس پشت ڈالدیا اور جن لوگوں کی مودت اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب قرار دی تھی، ان کی مخالفت کرنے کی غرض سے انھوں نے اپنے نبیؐ کی نسبت کی مخالفت کی ہم گمراہی اور دین میں جاہلوں کی اقتدا سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

رہی وہ بات جسے اللہ تعالیٰ نے خود ان کی زبانوں سے غلط اور جھوٹ ثابت کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کہتے ہیں کہ :- ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک اور اگر فرزند چھوڑ جائے تو بہن میراث کی حقدار نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شرط پر بہن کے لئے نصف حصہ مقرر کیا ہے کہ فرزند نہ ہو پس جب فرزند موجود ہو تو، تو وہ بہن سے زیادہ میراث کا حقدار ہے اور وہ پوری وراثت کا حقدار ہے اور اگر لڑکی ہو تو وہ نصف کی حقدار ہے اور بہن نصف میراث کی حقدار ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے کیا تمہارے قول کے مطابق بیٹی لڑکے کے برابر نہیں ہے کیونکہ تم کہتے ہو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ

کے اس ارشاد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ :- ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم۔ حالانکہ تم اس مقام پر کہ اگر عورت لڑکی چھوڑ جائے تو شوہر کو نصف میراث سے محجوب کرتے ہو اور اگر مرد اسی طرح لڑکی چھوڑ جائے تو تم عورت کو ربع سے محجوب کرتے ہو کیونکہ لڑکی بھی اسی طرح فرزند کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس یہ لڑکی اس مقام پر تمہارے نزدیک لڑکا ہے حالانکہ بہن کے ساتھ غیر ولد یعنی لڑکی ہے یہ ایسا جہل ہے جس کو چھپایا نہیں جا سکتا اور یہ وہ تناقض ہے جو صاحبان بصیرت پر مخفی نہیں ہے پھر وہ بیٹی کے بیٹے (نواسہ) کی بابت کہتے ہیں کہ اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ ماں کے دادا کی عورت سے نکاح کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء اور اسی طرح دادا کے لئے اپنی بیٹی کے بیٹے کی عورت سے شادی کرنا حلال و جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم۔ اور ان میں سے جو لوگ باپ کی شہادت بیٹے کے لئے اور بیٹے کی شہادت باپ کے لئے جائز نہیں سمجھتے اس کو رد کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ماں کے دادا کے لئے کسی آدمی کی شہادت جائز نہیں ہے کیونکہ وہ بھی فرزند ہے اور نہ اس کی بیٹی کے بیٹے کیلئے جائز ہے کیونکہ وہ باپ ہے پس بیٹی کا بیٹا اس مقام پر تمہارے نزدیک بیٹا ہے اور میراث میں وہ بیٹا نہیں ہے اس سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کو رسول اللہ صلعم سے جو پدرانہ رشتہ ہے اس کو تم باطل کر دو اور آپ کی ذریت میں سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حق کو دفع کر دو۔ تم نے خدا کی کتاب قرآن کو اور آنحضرت صلعم سے منقول روایات کو رد کر کے اللہ تعالیٰ پر جرأت و جسارت کی ہے۔ پس یہ چند وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانوں پر ظاہر کیا ہے وہ اپنی اس تقریر سے اپنے باطل کو مضبوط کرتے ہیں اور اس سے اپنے نفس پر شہادت قائم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرتے ہیں اس قسم کی بہت

سی باتیں ہیں اگر ہم ان تمام کو بیان کریں تو اس کے تذکرہ سے کتاب ضخیم ہو جائے گی اور ہم نے اس کتاب کو مختصر و بنیاد پر رکھا ہے پس اگر ان تمام باتوں کا ذکر کریں تو یہ کتاب اپنی حد سے خارج ہو جائیگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بیٹے کی بیٹیاں جبکہ نہ کوئی بیٹا ہو اور نہ بیٹیاں وہ بیٹوں کے قائم مقام شمار ہونگی۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی بیٹی اور بیٹے کا بیٹا (پوتا) اور بیٹے کی بیٹی (پوتی) چھوڑ گیا ہو تو اس صورت میں پورے مال کی حقدار بیٹی ہوگی کیونکہ وہی سب سے اقرب ہے

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو باپ اور بیٹے کا بیٹا (پوتا) چھوڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی تمام بیٹے کے بیٹے کا حق ہے کیونکہ وہ اپنے باپ کے مقام میں ابن کے درجے میں ہے جبکہ اس کا باپ موجود نہ ہو اور اسی طرح بیٹے کے بیٹے کی نسل سے جب کوئی زیادہ اقرب اولاد نہ ہو تو وہ ولد کے مقام ہیں اور ان میں سے جو بھی قریبی رشتہ رکھتا ہوگا وہ دور کا رشتہ رکھنے والوں کو محجوب کر دے گا اور اسی طرح بیٹی کی اولاد فرزند کے درجہ میں ہیں پس جب یہ تمام بیٹے کے بیٹے کے ساتھ جمع ہو جائیں تو ولد الابن ان کے باپ کے حصے کا حقدار ہوگا، اور ولد البنت ان کی ماں کے حصے کا حقدار ہوگا، خواہ کم ہوں یا زیادہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں کیونکہ وہ سب اس سے قریب ہوئے جس سے وہ سب قریب ہوئے ہیں پس اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی بیٹی چھوڑ جائے اور بیٹی کا بیٹا (نواسہ) چھوڑ جائے تو بیٹی کے بیٹے کو ثلث ملے گا۔ اور بیٹے کی بیٹی (پوتی) کو دو ثلث ملے گا۔

فصل (۲)

بیٹے اور بھائیوں کے ساتھ والدین کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ فان لم یکن له ولد ورثه ابواه فلامه الثلث۔ (ترجمہ) اور اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے صرف ماں باپ ہی وارث

ہوں تو ماں کا تہائی حصہ ہے $\frac{۴}{۱۱}$۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول خدا صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر مرجائے تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:۔ ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترک (ترجمہ) اور میت کے ماں باپ ہر ایک کا اگر میت کی کوئی اولاد موجود نہ ہو تو مال متروکہ میں سے چھٹا حصہ ہے" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حصے کو مقرر کر دیا ہے اور اس میں سے جو بچ رہے وہ ولد کو ملے گا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی انتقال کرنے والا اپنے ماں باپ اور بیٹے کو چھوڑ جائے تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا اور بیٹے کو باقی تمام یعنی دو ثلث ملے گا، اور اگر ماں باپ اور بیٹے بیٹیاں چھوڑ جائے تو والدین کو دو سدس ملے گا اور باقی حصہ اس کے بیٹوں میں دو لڑکیوں کے حصے کے برابر تقسیم ہوگا۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ اور اپنی بیٹی کو چھوڑ جائے پس بیٹی کو نصف تین حصہ ملے گا اور والدین میں سے ہر ایک کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا مال کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تین حصہ بیٹی کو ملے گا اور دو حصہ ماں باپ کو ملے گا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹی اور ماں چھوڑ کر مر گیا ہو تو بیٹی کو نصف تین حصہ ملے گا اور ماں کو سدس حصہ ملے گا مال متروکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اس میں سے تین حصہ بیٹی کو اور ایک حصہ ماں کو ملے گا، اور اسی طرح اپنی بیٹی اور اپنے والد کو چھوڑ کر مر جائے تو اس کو اسی طرح حصوں میں تقسیم کر کے باپ کو ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصہ دیا جائے، یہ میراث کے مقرر اور فرض حصول کے صحیفہ میں سے منقول ہے جسے رسول اللہ صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ

علیہ السلام کے دستِ مبارک سے لکھایا ہے پس جیسا کہ رسول خدا صلعم سے منقول ہے رد کرنا صرف سہام کے حساب سے ہے نہ کہ اصل میراث کے حساب پر ہے اس بات کو آنحضرت صلعم نے اس طرح واضح فرما دیا ہے کہ ابوین اور ولد پر رحم کی قرابت کے لحاظ سے حصہ تقسیم کیا جائے پس اگر مرنے والا بھائی چھوڑ جائے تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس

(ترجمہ) اور اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کا تہائی ہے اور باقی باپ کا لیکن اگر میت کے حقیقی یا سوتیلے بھائی بھی موجود ہوں تو اس وقت ماں کا حصہ چھٹا ہوگا۔ ۱۲

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بھائی کے ہونے کی وجہ سے ماں کو ثلث سے محجوب کر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذرا سی بھی میراث کو مقرر نہیں فرمایا ہے پس باقی باپ کو ملے گا اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ:۔ وورثہ ابواہ:۔ (ترجمہ) اور میت کے وارث اس کے ماں باپ ہوں ۱۲۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق فرمایا ہے جب کوئی شخص اپنے ماں باپ کو چھوڑ جائے تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث حصہ ملے گا اس کا ذکر خدا کی کتاب قرآن میں موجود ہے۔ اور اگر میت کے لئے ماں جائے بھائی ہوں یا باپ کی جانب سے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لئے سدس ہے اور باپ کے لئے پانچ سدس ہیں یہاں باپ کو اس کی عیال کی وجہ سے وافر حصہ ملا ہے جبکہ ان کے ماں باپ اس کے وارث ہو جائیں لیکن وہ بھائی جو ماں کی طرف سے ہوں باپ کی طرف سے نہ ہوں تو وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کر سکتے اور نہ وہ وارث ہو سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص ماں اور بھائی اور بہن والدین کے رشتہ سے چھوڑ جائے اور بھائی و بہن باپ کے رشتہ سے اور بھائی اور بہن ماں کے رشتہ سے چھوڑ کر مر جائے اور باپ زندہ نہ ہو تو یہ لوگ وارث نہ ہوں گے اور نہ وہ ماں کو محجوب کریں گے، کیونکہ اس کا کوئی شخص

باعتبار کلالہ وارث نہ ہوگا جبکہ وہ اپنے ماں باپ یا اپنی بیٹی اور بیٹے کو چھوڑ کر مرا ہے پس اگر ان میں سے کوئی شخص ایک کو بھی چھوڑ کر مر جائے تو وہ ایسا شخص نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں مراد لیا ہے کہ :۔ قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ (ترجمہ) تم کہدو کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا تو خود تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ ماں باپ، بیٹے اور بیٹی کے ساتھ سوائے بیوی اور شوہر کے دوسرا کوئی بھی وارث نہیں ہو سکتا ہے یہ بھی صحیفۂ فرائض میں مذکور ہے۔ بہن کو اس کے مانند دوسرے رشتہ دار کو چھوڑ کر بیٹی کی توریث کے سلسلے میں ہم نے اس سے قبل ثبوت پیش کر دیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرنے والا دو سگے بھائیوں کو یا باپ کی جانب سے بھائی ہو یا ان میں سے ایک حقیقی بھائی ہو اور دوسرا باپ کی جانب سوتیلا بھائی ہو تو یہ دونوں ماں کو ثلث سے محجوب کر دیں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دو بہنیں ماں کو ثلث سے محجوب نہ کریں گی اور نہ تین جب تک کہ سگی بہنیں چار نہ ہوں، یا باپ کے رشتے سے ہوں یا ایک بھائی ہو اور دو بہنیں ہوں۔

فصل (۳)

تنہا زوجین اور ان کے ساتھ دوسروں کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین (ترجمہ) اور جو کچھ تمہاری بی بیاں چھوڑ کر مر جائیں پس اگر ان کے کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارا آدھا ہے اور اگر ان کے کوئی اولاد ہو تو جو کچھ وہ ترکہ چھوڑیں اس میں سے چوتھائی تمہارا ہے۔ اور وہ بھی وصیت نے جس کی وصیت کی ہو اور ادائے قرض کے بعد اور اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے تمہاری بیویوں کا چوتھائی

اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں ان کا آٹھواں حصہ ہے اور وہ بھی جس کے بارے میں وصیت کی ہے اس کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد ۴/۱۱۔

پس یہ ہے وہ جس کی تفسیر و شرح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے امام جعفر الصادق اور آپ کے بزرگوار امام باقر علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے زوج (شوہر) اور زوجہ (بیوی) دونوں کو فریضہ (میراث کا مقرر حصہ) میں داخل کیا ہے پس ان دونوں کے مقرر حصے میں سے ذرا سی بھی چیز کم نہیں کی جا سکتی اور نہ دونوں کو زیادہ دیا جا سکتا ہے زوج ہمیشہ نصف یا سابع پائے گا اور عورت ربع یا ثمن پائے گی مرد کو ربع سے اور عورت کو ثمن سے کم نہ دیا جائے ان دونوں کے ساتھ خواہ کوئی بھی ہو اور نصف اور ربع دینے کے بعد کچھ بھی زیادہ نہ دیا جائے خواہ ان کے ساتھ کوئی اور موجود نہ ہو۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ان دونوں حضرات نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جو اپنی بیوی اور ماں باپ کو چھوڑ کر مر گیا ہے کہ عورت کو ربع ملے گا اور ماں کو ثلث اور باقی تمام باپ کا حق ہوگا۔ ان دونوں حضرات علیہما السلام سے منقول ہے اور ان دونوں حضرات نے ذکر کیا ہے کہ اس صحیفۂ فرائض میں جس کو رسول اللہ صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھوایا ہے یہ موجود ہے کہ اگر کوئی عورت اپنا شوہر اور اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے تو زوج کو نصف ملے گا یعنی تین سہم پائے گا اور ماں کو ثالث دو سہم ملے گا اور باپ کو سدس سہم ملے گا، امام ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ماں باپ سے زیادہ حصے کی کس طرح سے حقدار ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ ایک وقت میں تو باپ نے پانچ سدس پایا ہے اور ماں نے صرف سدس پایا ہے؟ یہ خدا کے ظاہر قول کے مطابق ہے کیونکہ اس نے زوج کے لئے نصف حصہ مقرر کر دیا ہے اور عورت کے لئے ربع اور ماں کے لئے ثلث مقرر کر دیا ہے لیکن باپ کے لئے کچھ بھی مقرر نہیں کیا ہے پس وعلیٰ کل حال جو کچھ بھی فاضل ہوگا وہ اس کا ہوگا۔

فصل (۴)

بھائیوں اور جد و جدہ کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ یستفتونك قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ (ترجمہ) (اے رسولؐ) تم سے کلالہ (بھائی بہن) کی بابت فتویٰ مانگتے ہیں تو تم ان سے کہدو کہ خدا تم کو خود کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔

امام جعفر الصادقؑ اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقرؑ اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرت نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا ہے جو سورۃ النساء کے آخر میں موجود ہے کہ :۔ یستفتونك قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ .....

ان امرأ ھلك لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترك (یعنی اخ لام واب او اخ لاب) وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد وان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترك وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین۔

یہ وہ وارثان ہیں جن کو زیادہ اور کم ملتا ہے اسی طرح اولاد کو بھی کم اور زیادہ ملتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا ہے کہ :۔ وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ ولہ اخ واخت (من ام) فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلك فھم شرکاء فی الثلث :۔ (ترجمہ) اگر کوئی شخص کلالہ (بھائی بہن) یا عورت کو وارث بنا جائے اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہے (ماں کے رشتے سے) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اگر دو سے زائد ہوں تو وہ سب ثلث میں حصہ دار ہونگے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے نازل فرمایا ہے کہ بھائی ہو یا بہن ماں کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے حکم کی خود ہی تفسیر کی ہے میں نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے کہ بھائی اور بہن خواہ کسی بھی رشتے سے ہوں نہ تو وہ والد کے ساتھ وارث ہوتے ہیں اور نہ ولد کے ساتھ اور نہ ماں اور بیٹی کے ساتھ وہ تو صرف اسی وقت وارث ہو سکتے ہیں جبکہ ان لوگوں میں سے کوئی موجود نہ ہو اور جب سگے بھائی اور بہن اور باپ کی جانب سے بھائی اور بہن اکٹھا ہو جائیں اور ماں کے رشتہ سے بھائی اور بہن اکٹھا ہو جائیں تو باپ کی جانب سے جو بھائی اور بہن ہیں وہ ساقط ہو جائیں گے پس اگر سگے اور حقیقی نہ ہوں تو باپ کی جانب سے جو بھائی اور بہن ہیں وہ سگے بھائی اور بہن کی جگہ پر ہوں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اعیان بنی آدم ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں نبی العلات نہیں ہوتے (یعنی باپ تو ایک ہو اور ماں مختلف ہوں) ماں اور باپ کی جانب سے بھائی اور بہن صرف باپ کی جانب سے جو بھائی اور بہن ہیں ان سے زیادہ اقرب ہیں وہ باہم وارث ہو سکتے ہیں لیکن صرف باپ کی جانب سے بھائی اور بہن باہم وارث نہیں ہو سکتے ایک شخص اپنے ماں اور باپ کی جانب سے بھائی کا وارث ہو سکتا ہے لیکن وہ صرف باپ کی جانب سے اپنے بھائی کا وارث نہیں ہو سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ماں اور باپ کی جانب سے بھائی اور صرف باپ کی جانب سے بھائی چھوڑ کر مر جائے اور ماں کی جانب سے بھائی چھوڑ کر مر جائے تو ماں کی جانب سے جو بھائی ہے اس کو ثلث ملے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے اور باقی تمام ماں اور باپ کی جانب سے بھائیوں کو ملے گا اور باپ کی جانب سے جو بھائی ہیں وہ ساقط ہو جائیں گے ماں کی جانب سے بھائی اور بہن ثلث میں برابر کے حقدار ہوں گے اور باقی تمام سگے بھائیوں اور بہنوں کو ملے گا ان میں سے جو ذکر ہیں ان کو دو انثیٰ کے حصے کے مثل ملیگا۔۔۔ آپنے

فرمایا کہ اور اگر کوئی بھائی اور بہن ماں کی جانب سے اور ایک بھائی و بہن باپ کی جانب سے چھوڑ جائے اور ایک بہن ماں اور باپ کی جانب سے چھوڑ جائے تو ماں کی جانب سے جو بھائی اور بہن ہیں ان کو ثلث ملے گا دونوں کے درمیان دو سہم برابر تقسیم ہوں گے اور ماں و باپ کی جانب سے جو بہن ہے اسکو نصف ملیگا اور باقی حصہ بھی اس کو دیا جائے اور باپ کی جانب سے جو بھائی اور بہن ہیں انکو کچھ بھی نہ ملیگا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور ابو جعفر و ابو عبداللہ علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے اس صحیفہ میں سے بیان کیا ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے دستِ مبارک سے لکھوایا ہے کہ جد (دادا) حقیقی بھائیوں کے مقام میں ہے اور ان بھائیوں میں سے جو ذکور ہیں ان میں سے ایک کے درجہ میں ہے اور یہ روایت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے خاص و عام دونوں کے نزدیک مشہور ہے کہ جد (دادا) بھائی کے مقام میں ہے وہ تمثیل میں اسی طرح سے ہے کیونکہ وہ قرابت میں اور جد اعلیٰ کے ساتھ قریب تر رشتہ داری میں میت کی جانب سے بھائی کے مقام میں ہے۔ یہ اپنے بیٹے کے ذریعہ میت سے قریب ہوتا ہے اور یہ اپنے باپ کے رشتہ سے میت سے قریب ہوتا ہے پس باپ سے سب کو قربت اور رشتہ داری ہوتی ہے، ان دونوں کی قرابت داری میت کی طرف سے ایک ہی قسم کی قرابت داری ہے یہ اس کا بیٹا ہے اور یہ اس کا باپ ہے جد (دادا) کے سلسلے میں ہمارے مخالفین حضرت ابوبکر رض کے قول پر عمل کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے دادا کو باپ بنایا ہے۔ ہمارے مخالفین اس کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کرتے ہیں کہ:۔ یا بنی آدم۔ (ترجمہ) اے بنی آدم اور یا بنی اسرائیل! ترجمہ:۔ اے اسرائیل کے بیٹو! اور:۔ ملۃ ابیکم ابراھیم ترجمہ:۔ اور تمہارے باپ ابراہیم کی ملت!

وہ یہ کہتے ہیں کہ جب تمام بشر آدمؑ کے فرزند ہیں تو آدم اسی طرح ان کے باپ بھی ہیں۔ پس واضح ہو کہ جس شخص کو فہم و بصیرت حاصل ہے جب وہ اس بات پر غور کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مذکورہ طریقے پر کچھ لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو نسب اور رشتہ داری کی بنیاد پر میراث کو تقسیم فرمایا ہے نہ کہ ناموں سے وراثت تقسیم کی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ انما المومنون اخوۃ ترجمہ:۔ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔

پس وہ اس نام سے کسی چیز کے بھی وارث نہیں ہوتے مگر وہی شخص وارث ہوتا ہے جو ایک ہی شخص کی صلب اور ایک ہی ماں سے ہو۔ ہمارے مخالف بھی اس بات سے آزاد نہ ہونگے۔ اگر لوگ صرف بھائی ہونے کے ناطے اس طور پر وارث ہوں اور اس وجہ سے کہ ان کے باپ آدمؑ ہیں پس آدمؑ سے برادری رشتہ کی وجہ سے وہ سب بھائی بھائی ہیں تو کوئی ماں کبھی بھی ثلث کی وارث نہیں ہو سکتی کیونکہ مرنے والے نے نام کے بہت سے بھائی چھوڑے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم۔ ترجمہ:۔ نبیؐ مومنین سے زیادہ ان کی جانوں پر حق رکھتے ہیں اور ان کی بی بیاں مومنین کی مائیں ہیں۔

پس ازواج رسول صلعم میں سے کوئی بھی اس نام زدگی کی بنا پر کسی مومن کی وارث نہ ہوئی اسی طرح اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ:۔ (ترجمہ) تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری وہ بہنیں جو رضاعی ہیں۔ پس ان دونوں میں سے کوئی نام کی وجہ سے وارث نہ ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ وراثت صرف انساب اور قرابتوں کی بنیاد پر ملتی ہے ان اسماء سے نہیں جو مجازی اور تاویلی ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ اس صحیفۃ الفرائض کو کھولا جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھوایا تھا اس میں سب سے پہلے آپ کی نظر اس عبارت پر پڑی کہ بھائی کا بیٹا اور دادا دونوں کو نصف نصف میراث دی جائے۔

امام ابوجعفر اور امام ابوعبداللہ علیہما السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ بھائی کا بیٹا (بھتیجہ) اور دادا دونوں ایک ہی درجہ میں ہیں دونوں کے درمیان نصف نصف مال تقسیم کیا جائے۔ پس اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نے جو بات تمثیلاً پیش کی ہے یہ اس کے خلاف ہے اور اس تنزیل سے خارج ہے جسے ہم نے جد کی میراث کے سلسلے میں پیش کیا ہے اور یہ حد سے متجاوز بات ہے تو اس سے کہا جائے گا

کریم اور وہ دونوں ہی باتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا: (ترجمہ) جو تم کو رسول دیں وہ لے لو اور جس بات سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔

لہٰذا کتاب و سنت پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ واجب یہی ہے کہ تسلیم و قبول کر لیا جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما: (ترجمہ) اے رسولؐ تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ سچے مومن نہ ہوں گے تاوقتیکہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو اپنا حکم نہ بنائیں پھر یہی نہیں بلکہ جو تم فیصلہ کرو اس سے کسی طرح دل تنگ بھی نہ ہوں اور خوشی خوشی اس کو مان لیں۔ ۴/۶۵

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دادا اور دادی کو باپ کی جانب سے میراث ملے گی جبکہ کوئی اور موجود نہ ہو اسی طرح ماں کی طرف سے بھی دونوں پائیں گے اور اگر یہ سب جمع ہو جائیں تو دادا اور دادی کو ماں کی طرف سے ثلث جو ماں کا حصہ ہے وہ ملے گا اور دادا اور دادی کو باپ کی جانب سے باپ کا دو ثلث حصہ ملے لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ملیگا اور اگر ان دونوں میں سے ایک ماں کے رشتے سے ہو اور باپ کی جانب سے ہوں یا دو ماں کی جانب سے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو اسی کا حصہ ملے گا جس سے متوسل ہوا ہے اور جو ماں کی طرف سے ہے اس کو ثلث ملے گا خواہ وہ ایک ہو یا دو ہوں۔ اور اسی طرح جو باپ کی طرف سے ہوگا اس کو دو ثلث ملے گا اجداد اور جدات سے جو قریب تر ہوگا وہ دور کے رشتہ دار کو محجوب کر دے گا۔ جو رشتہ رکھنے والا ایک ہو اور اس کے سوا کوئی اور نہ ہو تو اس کو میراث دیدی جائے جس طرح سے کہ دوسرے تمام رحم والے قرابت داروں کو میراث دی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جدہ کو سدس اناج دیا تھا حالانکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔ آپ نے جدہ کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ باہم تقسیم کر رہے ہیں تو آپ نے اس کے لئے رحم فرمایا اور سدس فرض کر دیا تو جدہ کے لئے فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا: (ترجمہ) تم کو پیغمبر جو دیدے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے کہ کتاب و سنت پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔

فصل (۵)

ذوی الارحام، عصبات، و قرابات کی میراث کا بیان

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون (ترجمہ) اور ہاں باپ اور قرابت دار عورتیں جو شخص ترکہ چھوڑ جائے ہم نے ہر ایک کا والی وارث قرار دیا ہے۔ ۴/۳۲۔

اس سے میراث میں اولوالارحام مراد ہیں اولیاء نعمت مراد نہیں ہیں پس واضح ہو کہ اولوالارحام میں میت کی وراثت کا وہی سب سے زیادہ اہل ہے جو باعتبار رحم اس سے زیادہ قریب ہو۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام اور رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے اس شخص کی میراث کو بیت المال میں داخل کرنے سے منع فرمایا ہے جس کی چچی یا خالہ موجود ہو۔

امام ابو جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارا بیٹا تمہارے بیٹے کے بیٹے سے زیادہ تمہاری میراث کا حقدار ہے اور تمہارے بیٹے کا بیٹا تمہارے بھائی کے بیٹے سے زیادہ اولیٰ و حقدار ہے اور تمہارے سگے بھائی کا بیٹا تمہارے صرف باپ کی طرف سے بھائی کے بیٹے سے زیادہ اولیٰ و حقدار ہے اور تمہارے باپ کی طرف سے جو بھائی ہے اس کا بیٹا تمہارے چچا سے زیادہ تمہاری میراث کا حق دار ہے اور تمہارا وہ چچا جو تمہارے باپ کا سگا بھائی ہے وہ تمہارے اس چچا سے زیادہ تمہاری میراث کا حقدار ہے جو باپ کی طرف سے تمہارے باپ کا بھائی ہے۔ اور تمہارے اس چچا کا لڑکا جو تمہارے باپ کا سگا بھائی ہے تمہاری میراث کا اس سے زیادہ حقدار ہے جو تمہارے اس چچا کا بیٹا ہے جو چچا تمہارے

باپ کا صرف باپ کی طرف سے بھائی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے چچی اور خالہ کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے کہ چچی کو دو ثلث اور خالہ کو ایک ثلث دیا جائے آپ سوالی کو چھوڑ کر ذوی الارحام ہی کو وارث قرار دیتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو خالو اور خالہ اور چچی چچا چھوڑ گیا ہے پس واضح ہو کہ خالو اور خالہ کو دونوں کے درمیان برابر ثلث ملے گا۔ اور چچا و چچی کو دو ثلث ملیں گے ذکر کو انثیٰ کے برابر حصہ ملے گا اسی طرح جب وہ مر جائیں گے تو وہ ان کے وارث ہوں گے اور ان کے نسبتی قرابتدار ہوں گے۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ماموں کا بیٹا اور چچا اور چچی چھوڑ جائے تو چچا اور چچی مال کے حقدار ہوں گے کیونکہ وہ دونوں میراث میں سابق ہیں اور اگر وہ چچا کی ذکر اور انثیٰ اولاد چھوڑ جائے اور ماموں اور خالائیں چھوڑ جائے تو اس کا تمام مال ماموں اور خالاؤں کو ملے گا یا ان میں سے صرف ایک کو ملے گا بشرطیکہ اس کا اور کوئی موجود نہ ہو، چچا کی اولاد کو کچھ بھی نہ ملے گا اور اگر اس نے چچی کا لڑکا اور اپنے چچا کی لڑکی چھوڑا ہے یا ایک ہی باپ سے اپنے بھائی کا لڑکا یا لڑکی چھوڑا ہے پس اس کا مال انھیں دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا: ذکر کو دو انثیٰ کے حصے کے برابر ملے گا۔ اور اگر وہ مختلف بھائیوں سے ہوں تو ان میں سے ہر ایک اسی حصے کا وارث ہوگا۔ جس حصے کا وارث اس کا باپ ہوگا اسی طرح ان میں سے جو اقرب ہے وہ میراث میں بھی اقرب ہے اور ذوی الارحام و عصبات میں عورتوں اور مردوں کو حسب قرابت وراثت ملتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ فرائض (میراث کے حصوں) کا مرجع وہی ہے جو کتاب میں لکھا ہوا ہے پھر کتاب کے بعد جو سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو وہ زیادہ حقدار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جملۃً فرما دیا ہے کہ:۔ واولوالارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ: (ترجمہ) اور قرابت دار خدا کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ حقدار و اولیٰ ہیں۔

پس جو شخص نزدیک کی قرابت داری کی وجہ سے میراث کا حقدار ہوتا ہے وہ میراث میں اُس شخص سے منفرد ہوتا ہے جو شخص دور کی رشتہ داری رکھتا ہے اور وہ میراث میں اس کے مقام میں ہوتا ہے جس کے سبب سے وہ قرابت دار ہوا ہے اور اسی پر باقی میراث رد ہوگی جس طرح اس شخص پر رد ہوتی جس کے سبب سے وہ رشتہ دار اور قرابت دار ہوا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس کے واسطے کسی صورت میں بھی میراث میں حصہ مقرر ہو چکا ہے وہ اس شخص سے زیادہ اہل و حقدار ہے جس کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں ہوا ہے ذوی الارحام کی موجودگی میں عصبہ (غیر ذوی المحارم) کا میراث میں کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ولد کے ساتھ عصبہ کو میراث دینے سے منع فرمایا ہے، یا ولد کے ولد کے ساتھ خواہ ذکر ہو یا انثیٰ عصبہ کو میراث دینے سے منع فرمایا ہے۔

فصل (۶)

سہام کے مبلغ اور اُس میں ہونے والے ظلم و جور سے حفاظت کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور رسول خدا صلعم سے منقول ہے اس صحیفہ میں یہ موجود ہے جسے رسول خدا صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے خط سے لکھوایا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سہام ظلم نہیں کرتے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص رسل عالج کے عدد سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ فریضہ (حصہ) ظلم نہیں کرتا۔ ان دونوں حضرات نے بھی فرمایا ہے سہام ظلم نہیں کرتے، اور سہام چھ سے زیادہ نہ ہوں ان دونوں حضرات نے جو یہ فرمایا ہے کہ سہام چھ سے زیادہ نہ ہوں اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ وہ سہام ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے پس ان میں زیادہ سے زیادہ دو ثلث ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک (ترجمہ) اور اگر میت کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو ان کا مقرر حصہ کل ترکہ دو تہائی ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ باپ کے لئے دو ثلث ہیں پھر اس کے قریب سہم ثانی ہے اور وہ نصف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وان کانت واحدۃ فلہا النصف (ترجمہ) اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا ہے ۴/۱۱۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولکم نصف ما ترک ازواجکم (ترجمہ) اور جو کچھ تمہاری بی بیاں چھوڑ کر مر جائیں پس ان کے کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارا آدھے آدھ ہے ۴/۱۱۔

اور اس سے قریب سہم ثالث ہے اور وہ ایک ثلث ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

فلامہ الثلث: (ترجمہ) تو ماں کا تہائی حصہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث: (ترجمہ) اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کے سب ایک خاص تہائی میں شریک ہیں گے ۴/۱۱۔

اس کے بعد اس سے قریب سہم رابع ہے اور وہ ربع ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فان کان لہن ولد فلکم الربع" ولہن الربع مما ترکتم: (ترجمہ) اور اگر ان کے کوئی اولاد ہو تو جو کچھ وہ ترکہ چھوڑیں اس میں چوتھائی تمہارا ہے ۴/۱۱۔

پھر اس سے قریب سہم خامس ہے اور وہ سدس ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولابویہ لکل واحد منہما السدس: (ترجمہ) اور میت کے ماں باپ ہر ایک کا اگر میت کی کوئی اولاد موجود نہ ہو تو مال متروکہ میں سے چھٹا ہے۔ ۴/۱۱۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس: (ترجمہ) لیکن اگر میت کے حقیقی (یا سوتیلے) بھائی بھی موجود ہوں تو ماں کا چھٹائی حصہ ہے۔ ۴/۱۱۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولہ اخ واخت فلکل واحد منہما السدس (ترجمہ) اور اگر میت کے بھائی اور بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

اور اس کے بعد اس کے قریب سہم سادس ہے اور وہ ثمن ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: فان کان لکم ولد فلہن الثمن: (ترجمہ) اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے تمہاری بی بیوں کا آٹھواں حصہ ہے

پس یہ وہ سہام ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

نہ تسع نہ سبع اور نہ خمس حصہ مقرر فرمایا ہے اور اس طرح اہل سہام چھ ہی ہیں۔ ان میں سب سے پہلے فرزند ہے اور ثانی باپ اور ثالث ماں اور رابع باپ کے قرابتدار ہیں اور خامس ماں کے اہل قرابت ہیں اور سادس شوہر و بیوی ہیں پس اس طریقے پر فرائض (میراث کے حصے) ہیں اللہ اس سے زیادہ واقف ہے پس اگر ان کے علاوہ کوئی اور حقدار ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی نام زد کرتا اور اس کا حصہ مقرر کرتا۔ البتہ یہ روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے فرائض (مقررشدہ حصوں) میں ظلم کیا وہ حضرت عمر تھے کیونکہ جب اہل فرائض ان کے پاس جمع ہوئے اور بعض بعض کو دفع کرنے لگا تو انھوں نے کہا کہ قسم بخدا مجھے معلوم نہیں ہے کہ تم میں سے کس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے ..... اور تم میں سے کس کو مؤخر کیا ہے پس مجھے تو اس سے زیادہ کوئی اور چیز کشادہ نظر نہیں آتی کہ میں تم پر حصوں کے مطابق مال کو تقسیم کر دوں، اور تم میں سے ہر ایک کے حق پر ایسی چیز داخل کر دوں جس سے فریضہ (حصہ میں) میں کمی واقع ہو جائے اور کہا جاتا ہے کہ ایسا سب سے پہلے جس نے کیا تھا وہ زید بن ثابت تھے خواہ ان میں سے کوئی بھی ہو اس کی طرف کوئی توجہ التفات نہ کیا جائے جبکہ اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلعم کی سنت سے لاعلمی ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے کہ ان حضرات نے ان فرائض (حصوں) کو نکالا ہے خدا کی کتاب کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے بلا ظلم اہل احتیاج کو دیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ان حضرات نے پہلے ان کا ذکر کیا ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ذکر کیا ہے پس انھوں نے ایسے حقداروں کو مقدم کیا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے انھیں مؤخر رکھا ہے اور انھوں نے اس کو اس درجہ سے اور نیچے نہیں گرایا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک درجہ سے گرا دیا ہے جیسے ایک عورت اپنا شوہر اور ماں کے رشتے سے اپنا بھائی اور باپ کے رشتے سے ایک بہن کو چھوڑ گئی ہو تو اس کے متعلق امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ شوہر کو نصف یعنی تین سہم ملیں گے، اور ماں کی طرف سے بھائیوں کو ثلث یعنی دو سہم ملیں گے، اور باپ کے رشتے سے بہن کو باقی ایک سہم ملے گا، آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اہل جبہ کہتے ہیں کہ باپ کی طرف سے جو بہن ہے اس کو تین سہم چھ سے آٹھ تک ملیں گے، امام ابو جعفر علیہ السلام

نے فرمایا کہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:
وله اخت فلها نصف ما ترك (ترجمہ) اگر میت کی ایک بہن ہے تو وہ نصف ترکہ کی حقدار ہے۔
آپ نے فرمایا کہ اگر بہن نہ ہو بھائی ہو تو؟ عرض کیا گیا کہ بھائی صرف سدس کا حقدار ہوگا۔
امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر انھوں نے بھائی کو کیوں کم دیا اور بہن کو کم نہ دیا؟ حالانکہ بھائی کا حصہ زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہن کے متعلق فرمایا ہے کہ: فلها نصف ما ترك (ترجمہ) پس بہن کو میت کا نصف ترکہ ملے گا۔ اور بھائی کے متعلق فرمایا ہے کہ: وهو يرثها (ترجمہ) وہ بہن کا وارث ہے۔ یعنی وہ تمام مال کا وارث ہوگا پس وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے میراث کا پورا مال دیا ہے اس کو صرف سدس دیتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصف دیا ہے اس کو پورا دیتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بکثرت ہیں اگر ہم ان تمام کو بیان کریں گے تو کتاب ضخیم اور طویل ہو جائے گی لیکن ہم نے حجت و دلیل کا ایک حصہ اسقاط عول کے سلسلے میں نقل کیا ہے ان شاء اللہ اتنا ہی کافی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل (۷)

جس کے لئے میراث جائز ہے اور جس کے لئے کوئی میراث نہیں ہے اسکا بیان

ہم نے ابن الملاعنت کی میراث کا بیان کتاب الطلاق میں کیا ہے۔
امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ولد الزنا کا تاوان اس کی ماں کی دم پر عائد کیا تھا اور اس کی میراث ماں کو یا اس کی ماں کے جو رشتہ دار ہوں ان کو دیا تھا۔
امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ نومولود بچہ جس کو پھینک دیا گیا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے اور نہ وہ اپنے باپ کی طرف سے کسی کا وارث ہو سکتا ہے لیکن اگر اس کا کوئی لڑکا ہو تو وہ وارث ہو سکتا ہے اور زوجیت کے رشتے سے کسی کا بھی وارث ہو سکتا ہے اور دوسرے اس کے وارث ہو سکتے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپنے فرمایا کہ ایک ہی طہر میں جب بچے کی ماں کے ساتھ جماع مشترک ہوا ہو اور وہ اس طہر میں اس بچے سے حاملہ ہو گئی تو اگر وہ کسی شخص کی لونڈی ہے تو بچے کو فروخت کرنا اس کے لیے حلال نہیں ہے جبکہ اس نے خود اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہو اور کسی اور نے بھی جماع کیا ہو تو اس کے مال میں سے اس بچے کو تقسیم کر کے دیا جائے اور اگر ایسی عورت ہے جس کو ایک شخص نے طلاق دیدیا پس اس نے عدت پوری ہونے سے پہلے شادی کر لی اور چھ مہینے سے کم مدت میں اسکو بچہ پیدا ہو گیا یا اس سے زیادہ مدت میں تو وہ بچہ پہلا شوہر کا مانا جائیگا اور اگر چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ مہینے میں پیدا ہوا ہے تو وہ دوسرے شوہر کا ہو گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ "حمیل" (سنہ بولے بیٹے) کو وارث قرار دیتے تھے حمیل اس بچے کو کہتے ہیں جو شہر شرک میں پیدا ہوا ہو پس دار الاسلام میں [illegible] بعض نے بعض کو پہچانا اور باہم انساب پر قائم رہے اور اسی حال میں رہے حتیٰ کہ سب مر گئے یا ان میں سے بعض کا انتقال ہو گیا پس وہ اس صورت پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اسی معنی میں وہ قوم بھی داخل ہے جو دور دراز مقام سے کسی شہر میں آتے ہیں اور اس شہر میں ان کے انساب کو نہیں پہچانا جاتا اور وہ اس شہر میں مقیم ہو جاتے ہیں اور وہ ان میں سے بعض لوگ اپنے نسب کو بعض کی طرف منسوب کرتے ہیں ان میں سے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ میرا بھائی ہے یہ میرا بیٹا ہے یہ میرا چچا ہے اور یہ میرے چچا کا لڑکا ہے وغیرہ وغیرہ اسی قسم کے تعارف سے تمام انساب صحیح و ثابت ہوتے ہیں نہ کہ اس طریقے پر کہ اکثر لوگوں نے زوجین (میاں بیوی) کے نکاح کو دیکھا ہو اور ماں باپ کے اقرار سے واقف ہوئے ہوں اور جماع و ولادت دیکھا ہو بلکہ اکثر نسب کو تعارف اور اشتہار سے پہچانا گیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جنین (رحم مادر کا بچہ) جب زندہ پیدا ہو تو وہ وارث ہو گا اور دوسرے اس کے وارث ہوں گے خواہ وہ پیدائش کے وقت چلایا ہو یا نہ چلایا ہو زندگی تو حرکت اور سانس وغیرہ سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ پیدائش کے وقت بچہ کا چلانا کسی درد کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی بچہ کو ایسا درد نہیں ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مر جاتا ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ اور کبھی وہ گونگا ہو جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مسلم کافر کا وارث ہو سکتا ہے لیکن کافر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا ہے اور کفار باہم ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے رہتے ہیں آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ لوگ رسول اللہ صلعم سے یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ دو مذہب و ملت کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ان کے وارث ہو سکتے ہیں لیکن وہ ہمارے وارث نہیں ہو سکتے کیونکہ اسلام نے اپنے حق کے لئے سختی سے زیادہ کام لیا ہے پس امام جعفر الصادق علیہ السلام کے اس ارشاد سے ان کے مذکور قول کی تائید اور آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد کہ دو مذہب و ملت کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے تو آپ کا یہ ارشاد امام جعفر الصادق علیہ السلام کے اس ارشاد کے خلاف نہیں ہے کہ ہم تو ان کے وارث ہو سکتے ہیں لیکن وہ وارث نہیں ہو سکتے، کیونکہ رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا کہ دو مذہب و ملت کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ان کے وارث نہیں ہو سکتے اور وہ لوگ ان کے وارث نہیں ہو سکتے، ایسا ہی امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف مسلم ہی کافر کا وارث ہو سکتا ہے کافر مسلم کا وارث نہیں ہو سکتا ہے اور توارث کے معنی اور لغت میں اس کا وزن بتفاعل ہے اور تفاعل صرف دو فاعلوں کے فعل سے ہوتا ہے اور تفاعل اس وقت نہیں کہا جاتا جبکہ ایک نے تو فعل کیا ہو اور دوسرے نے فعل نہ کیا ہو کیونکہ جب کوئی شخص کسی شخص کو مارتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کو مارا اور تضاربا دونوں نے ایک دوسرے کو مارا، اس وقت تک نہیں کہا جاتا جب تک کہ دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو مارا نہ ہو مفاعلت کے وزن پر کلام عرب میں تمام افعال کا اس پر صدر آ ہے اور اہل لغت بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ بات انشاء اللہ اس کے لئے واضح ہو گی جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم و تدبر عطا کیا ہو گا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے

ان حضرات نے اس غلام کے متعلق فرمایا ہے جو آزاد کر دیا جاتا ہے اور اس مشرک کے متعلق جو اسلام لاتا ہے میراث کی تقسیم سے پہلے تو ان حضرات نے فرمایا ہے کہ اس میراث میں دونوں کا حق ہے خواہ میت کی موت کے بعد ایسا ہوا ہو یا میراث تقسیم نہ ہوئی ہو۔ پس جب تقسیم ہو گئی ہو تو ان کا کوئی میراث میں حق نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ مجوسی کو دو وجہوں سے وارث قرار دیتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ .....

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے مرتد کے متعلق فرمایا کہ جب وہ مر جائے یا قتل کر دیا جائے تو کتاب اللہ کے مطابق اس کا مال وارثوں کو ملے گا۔

امام ابو جعفر اور امام ابو عبداللہ علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ حر (آزاد مرد) اور مملوک دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب مرنے والا مر جائے اور کوئی وارث نہ چھوڑ جائے اور مملوک ہی وارث ہو تو اس کے ترکہ میں سے خرید کر اس کو آزاد کر دیا جائے اور باقی ترکہ مملوک کو میراث میں دیدیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہم السلام سے منقول ہے آنحضرات نے فرمایا ہے کہ قاتل جس کو قتل کر ڈالے اس کا وہ وارث نہیں بن سکتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی نے اپنے دوست کو قصداً یا بھول کر مار ڈالا ہو تو وہ اس کا وارث نہیں ہو سکتا ہے۔

اور آنحضرات ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ اہل میراث خوں بہا کے وارث ہو سکتے ہیں امام ابو عبداللہ اور امام ابو جعفر علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اہل میراث میں ماں کے رشتہ سے جو بھائی ہیں وہ خوں بہا میں ذرہ برابر بھی وارث نہیں ہو سکتے۔

اور آنحضرات ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ خنثیٰ وارث ہو سکتا ہے اور اس کے مقام پیشاب کے حساب سے اس کا وارث ہوا جا سکتا ہے۔ اس کے احکام ایسے ہی ہیں پس اگر وہ اپنے آلہ تناسل سے پیشاب کرے تو وہ مرد ہے اس کے لئے اتنا ہی ہے جتنا مردوں کے لئے ہے اور اس پر وہی واجب ہے جو مردوں پر واجب ہے اور اگر پیشاب فرج سے

سے خارج ہو تو وہ عورت کے درجہ میں ہے اس کے لئے وہی ہے جو عورتوں کے لئے ہے اور اس پر وہی واجب ہے جو عورتوں پر واجب ہے لیکن اگر وہ ایک ساتھ دونوں مقام سے پیشاب کرے تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ ان دونوں مخرجوں میں سے پہلے کہاں سے پیشاب خارج ہوا ہے پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا پس اگر دونوں میں سے پیشاب سابق ہو تو اس سلسلے میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک عورت نے قاضی شریح کے پاس آکر کہا کہ اے قاضی! میں خصومت کرنے والی ہوں انہوں نے کہا کہ تمہارا فریق کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ تم میرے خصم ہو تو پھر تم میرے ساتھ خلوت میں آؤ پس جب وہ خلوت میں آئے تو اس عورت سے کہا کہ بات کرو، اس نے کہا کہ میں عورت ہوں مگر میرے پاس آلۂ تناسل بھی ہے اور فرج بھی ہے انھوں نے کہا کہ امیر المومنین نے ایسے ہی ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا ہے اور وہ اس طرح کہ جہاں سے پیشاب خارج ہوتا تھا اس کے مطابق آپ نے اس کو وارث قرار دیا تھا اس نے کہا کہ مجھے تو ایک ساتھ دونوں جگہ سے پیشاب نکلتا ہے اس کے بارے میں امیر المومنین نے فیصلہ دیا ہے کہ جہاں سے پہلے نکلے اس کے مطابق حکم لگایا جائے۔ اس نے کہا کہ ان میں سے کوئی دوسرے پر سابق نہیں ہوتا دونوں بیک وقت ایک ساتھ نکلتے ہیں اور ایک ساتھ بند ہو جاتے ہیں شریح نے کہا کہ تم مجھے ایک عجیب و غریب خبر سنا رہی ہو اور میں تم کو اس سے بھی عجیب تر بات کی خبر کرتی ہوں کہ میرے چچا کے بیٹے نے مجھ سے شادی کی پس اس نے مجھے ایک خادمہ دیا جس کے ساتھ میں ہم بستر ہوئی پس میں نے اس کو حاملہ کر دیا میں تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں تاکہ تم میرے معاملے میں غور کرو پس اگر میں مرد ہوں تو میرے اور میرے شوہر کے درمیان تفریق کر دو پس شریح مجلس قضاء سے اٹھے اور امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ آپ کو کہہ سنایا پس آپ نے اس عورت کو داخل ہونے کا حکم دیا پس اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے اس سے سوال کیا تو قاضی شریح نے جو کچھ امیر المومنین سے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا تو آپ نے اس کے شوہر کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ یہ تمہاری بیوی اور چچا کی لڑکی ہے اس نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو ایک خادمہ دیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ پس اس نے اس خادمہ کو ساتھ

جماع کیا اور اس کو حاملہ بنا دیا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد پھر تم نے بھی اس کے ساتھ جماع کیا اس نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تم شیر سے بھی بڑھ کر جسارت رکھتے ہو میرے پاس دینار حجام اور دو عورتوں کو لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انھیں اس عورت کے ساتھ ایک گھر میں جمع کر دو اور اس عورت کے دونوں جانب کی پسلیوں کو شمار کرو۔ پس انھوں نے شمار کیا اور آپ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے پسلیوں کو گنا ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے کتنی پسلیاں گنا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے داہنی طرف بارہ پسلیاں گنی ہیں اور بائیں طرف گیارہ پسلیاں اس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ اکبر فرمایا اور کہا کہ حجام کو حاضر کرو جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اس مرد کے بال کاٹ ڈالو پھر آپ نے اس پر چادر کو کھینچ لیا اور اس طرح اڑھایا جس طرح مرد اوڑھتے ہیں اور پھر فرمایا کہ تمہارے واسطے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ تم شادی کرو اس قدر عورتوں سے جس قدر تمہارے لیے حلال ہیں۔ اس مرد نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے میری بیوی اور میرے چچا کی بیٹی کو مردوں کے ساتھ شامل کر دیا آپ نے یہ فیصلہ کہاں سے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ آدم علیہ السلام سے سیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے حوا آپ کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں اور مردوں کی پسلیاں عورتوں کی پسلیوں سے کم ہوتی ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خنثیٰ اگر دونوں مخرجوں سے ایک ساتھ پیشاب کرے تو یہ معلوم کیا جائے کہ دونوں میں سے کس جگہ سے پہلے پیشاب خارج ہوتا ہے پس اگر دونوں جگہوں سے بیک وقت پیشاب خارج ہو تو اس کو مرد کی نصف میراث ملے گی اور نصف عورت کی میراث ملے گی ہم نے اوپر جب روایت میں پسلیوں کے اعداد کا ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ آپ نے اس بچہ کی وجہ سے ایسا فرمایا ہو جو اس سے پیدا ہوا تھا کیونکہ اس نے تو یہ کہا تھا کہ پیشاب دونوں جگہ سے خارج ہوتا ہے پس جب اس نے بچے کا ذکر کیا تو اس وجہ سے آپ نے دوسرا حکم صادر فرمایا تھا پس واضح ہو کہ اسلام

میں سب سے پہلے جس نے خنثیٰ کے متعلق فیصلہ دیا وہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ جبکہ رحبہ میں تشریف رکھتے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں پانچ آدمیوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی انہوں نے آپ سے سلام کیا تو آپ نے بھی ان کو سلام کا جواب دیا لیکن انھیں آپ نے پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اہل شام میں سے ہو یا اہل جزیرہ میں سے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم شام کے باشندے ہیں اے امیرالمومنین! آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک معاملے میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم سب بھائی ہیں ہمارے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور انھوں نے ترکہ میں بے شمار مال و دولت چھوڑا ہے اور ہم میں سے اس شخص کی شرمگاہ عورت کی فرج کے مانند ہے اور آلہ تناسل مرد کے آلہ تناسل کی طرح ہے پس ہم نے اس وجہ سے اس کو عورت کا حصہ میراث دیا ہے پس یہ انکار کرتا ہے اور مرد کا حصہ میراث مانگتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ معاویہ کے پاس کیوں نہیں گئے؟ انھوں نے کہا کہ ہم آپ ہی کا فیصلہ چاہتے ہیں اے امیرالمومنین! آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک تمہارے درمیان فیصلہ نہ کروں گا جب تک مجھے اصل واقعہ کی خبر نہ کرو گے؟ انھوں نے کہا کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تھے پس ان کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ ہمارے درمیان کیا فیصلہ کریں اور انھوں نے کہا کہ یہ مال بے شمار ہے مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا حکم دوں لیکن تم لوگ علی کے پاس جاؤ وہ اس سے تمکو نجات کا راستہ بتائیں گے۔ اور حضرت علی تم سے پوچھیں گے کہ تم لوگ میرے پاس آئے تھے پس تم کہنا کہ ہم معاویہ کے پاس نہیں گئے تھے جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا کہ اس قوم پر خدا کی لعنت جو ہمارے فیصلہ کو تو پسند کرتی ہے لیکن ہمارے دین کے سلسلے میں ہم پر طعنہ زنی کرتی ہے۔ تم لوگ اپنے اس ساتھی کو لے جاؤ اور اس کو پانی پلاؤ پھر دیکھو کہ پیشاب کہاں سے نکلتا ہے پس اگر آلہ تناسل سے نکلتا ہو تو وہ مرد کے حصہ میراث کا حقدار ہے اور اگر فرج سے نکلے تو وہ عورت کے حصہ میراث کا حقدار ہے۔ چنانچہ اس نے آلہ تناسل سے پیشاب کیا تو انھوں نے اس کو مرد کا حصہ میراث دے دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے خنثیٰ کے متعلق فرمایا کہ جب دو جگہوں

سے پیشاب کرے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ دونوں جگہوں میں سے کس جگہ سے پہلے کر رہا ہے اسکے مطابق وراثت دی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسے لڑکے کے بارے میں پوچھا گیا جو نہ مرد ہے نہ عورت اس وقت آپ نے فرمایا کہ: فتبارك الله احسن الخالقين: (ترجمہ) بابرکت ہے وہ خدا جو احسن الخالقین ہے۔ یخلق ما یشاء ویختار ماکان لهم الخیرة: (ترجمہ) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے انسانوں کو کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس معاملے میں امام قرعہ ڈالے پس وہ ایک تیر پر لکھے: "عبد اللہ" اور دوسرے تیر پر لکھے "امۃ اللہ" پھر قرعہ ڈالنے والا امام یہ دعا پڑھے: اللهم انت الله لا اله الا انت عالم الغیب والشهادة انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیه یختلفون خلقت هذا الخلق کما اردت وصورته کیف شئت اللهم وانا لا ندری ما هو ولا نعلم ما هو الا انت فبین لنا امره وما یجب لك فیما فرضت۔ اس کے بعد ان دونوں تیروں کو دوسرے تیروں میں ملا دے اور ان کو نیچے اوپر کر دے پس ان میں سے جو بھی نکلے اس کے مطابق اسے وارث قرار دیا جائے

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے آن حضرات نے جل کر ڈوب کر دیوار میں دب کر مر جانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے جن کے متعلق معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے کون اپنے ساتھی سے قبل مر گیا ہے تو ان میں سے بعض کو بعض کا وارث بنا دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مثلاً دو بھائی ایک کشتی میں سوار ہو گئے اور دونوں ڈوب گئے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کون پہلے مرا ہے اور ان میں سے ہر ایک کا وارث موجود ہے اور ان میں سے ایک کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور دوسرے کے پاس کچھ بھی نہیں ہے پس جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس کو ایک لاکھ کا وارث بنایا جائے گا اس کے وارث وراثت پائیں گے اور دوسرے کے وارث کچھ بھی نہ پائیں گے

پس اسی مثال پر ہر اس شخص نے وارث قرار دیا ہے جو کہتا ہے کہ ڈوب کر مرنے والے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں جبکہ یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں کون پہلے مر گیا ہے پس اگر ایک کے پاس تھوڑا مال ہو اور دوسرے کے پاس زیادہ مال ہو تو دونوں کو ایک ساتھ اس شخص کے مقام میں کھڑا کر دیا جائے جو ان میں ہر ایک کا وارث ہوتا ہو پس یہ قرار دیا جائے کہ گویا زیادہ مال والا کم مال والے سے پہلے مر گیا پس اگر وہ اس کا تنہا وارث تھا تو وہ اس کے کل مال کا وارث ہوگا اور اگر اس کے ساتھ مال میں دوسرے شریک تھے تو وہ صرف اس کے حصے کا ہی وارث ہوگا اور باقی ہر ایک کو حصے کے مطابق ملے گا پھر ایسا قرار دیا جائے کہ گویا وہ زندہ ہے اور کم مال والا اس زیادہ مال والے سے پہلے مر گیا تو وہ بھی اس طرح اس کا وارث ہوگا اور ان میں سے ہر ایک اپنے میراث کے مالک کا حقدار ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کا وارث اپنے حصہ پر باقی رہے گا اگر اس کے صاحب کا اس کے ساتھ حصہ ہے ہم نے اس سے قبل مکاتب (غلام) کی میراث کا ذکر (باب المکاتب) اور مطلقات کی میراث کا بیان (کتاب الطلاق) میں کر دیا ہے جو مسئلہ مذکورہ سے زیادہ مشابہ ہے اور ہم آئندہ اس مسئلہ کے مشابہ مسئلہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب شخص نے اپنی بیوی کو طلاق عدت یا طلاق سنت دیدیا تو یہ دونوں اس وقت تک ایک دوسرے کے وارث ہوں گے جب تک کہ مرد کو عورت سے رجعت کا اختیار رہے گا پس جب عورت مرد سے الگ ہو جائے تو دونوں کے درمیان کوئی میراث نہ ہوگی یہ اس صورت میں جبکہ مرد تندرست ہو پس اگر عورت کو طلاق دیدے درانحالیکہ وہ مریض ہو تو دونوں حضرات علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب عورت کی عدت اس مرد سے پوری ہو جائے تو مرد عورت کا وارث نہ ہوگا، وہ اس کی وارث ہوگی اگر اس بیماری میں وہ مر جائے۔ الا آنکہ وہ اس بیماری سے شفا پا جائے یا وہ عورت کسی اور مرد سے شادی کر لے۔ ہم نے (باب الولاء) میں ذکر کر دیا ہے کہ ولاء کا حق اسی کو ہے جو کسی کو آزاد کرے کیونکہ آزاد کردہ غلام کا وہی وارث ہو سکتا ہے جو اس کو آزاد کرے اور جو میراث کا وارث ہوگا وہی ولاء کا بھی وارث ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان

حضرات علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ جب غلام کسی ایسے ذی رحم رشتہ دار کو چھوڑ جائے جس کا میراث میں حصہ مقرر ہو یا نہ مقرر ہو پس موالی اس کے وارث نہ ہوں گے بلکہ اس کے ذوی الارحام وارث ہوں گے ذوی الارحام کے ساتھ مولی بھی کسی چیز کا وارث نہ ہوگا۔ آنحضرتؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا کہ: واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ: (ترجمہ) خدا کی کتاب (قرآن حکیم) میں قرابتدار ایک دوسرے سے زیادہ حقدار اور تعلق رکھنے والے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مولی جس کو آزاد کردے وہ اسی کا وارث ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس نے مولی کے سوا اپنا اور کوئی وارث نہ چھوڑا ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی اپنے سفر سے اُترتے تو یہ ضرور فرماتے کہ جس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو اس کے وارث اس کے حقدار ہیں اور جس نے قرض یا نقصان چھوڑا ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسی طرح امام پر بھی فرض ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص مرگیا اور اس نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا ہو تو اموال غنیمت میں جتنا بھی اس کا حق ہوگا وہ بیت المال میں رکھ دیا جائے گا کیونکہ اس کا گناہ بیت المال کے ذمہ ہوگا اور جس نے اہل کفر میں سے اپنے وارثوں کو چھوڑا ہے تو وہ اس کے وارث نہ ہوں گے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا ہو۔ امام باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا گیا کہ: یسألونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول: (ترجمہ) (اے رسول) تم سے لوگ انفال یعنی اموال غنیمت کے بارے میں پوچھا کرتے ہیں۔ تو تم کہدو کہ انفال خدا اور رسول کے واسطے ہے۔

وہ شخص جس نے نہ اپنا کوئی وارث چھوڑا ہے اور نہ مولیٰ تو اس کا مال اموال غنیمت میں سے شمار ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کچھ وارثان کسی

ایسے وارث کا اقرار کرلیں جو غیر معروف ہو تو اس اقرار کی بنا پر وہ اس کے نصیب کا حقدار ہوگا۔ درانحالیکہ اس کا نسب ملحق نہ اور اس کی شہادت سے اس کو وارث نہ بنایا گیا ہو اس کو ایسا بنا دیا گیا ہو جیسے کہ وہ وارث ہے پھر اس میں غور کیا جائے جس کو اقرار کی وجہ سے نقصان ہوا ہے تو جس قدر اس کو میراث حاصل ہو اس میں اس نقصان کے مطابق اس شخص کو دیا جائے

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میت کے مال میں سے پہلے اس کا کفن لیا جائے پھر قرض ادا کیا جائے پھر وصیت پر عمل کیا جائے پھر وراثت تقسیم کی جائے حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ میت نے جو کچھ چھوڑا ہو ان تمام اشیاء میں سے سب سے پہلے کفن خریدا جائے اس کے پہلے کسی اور کام کو نہ شروع کیا جائے۔

فصل (۸)

میراث کے جن حصوں کو مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے ان کی شرح و تفسیر

اہل بیت صلوات اللہ علیہم سے مروی ہے کہ ان حضرات سے میراث کے سلسلے میں جو مسائل مجمل وارد ہوئے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ کسی نے ان کی شرح نہیں کی ہے جس کے سبب بہت سے لوگوں پر شبہہ ہو گیا ہے پس ہم نے ان مسائل کے معانی کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھا تاکہ ان مسائل میں جو معنی و مراد ہے وہ معلوم ہو جائے اور یہ خدا کی طرف سے توفیق ہے اگرچہ ہم نے اس کتاب کی بنیاد کسی بندش کے کھولنے پر نہیں رکھی تھی اور نہ کسی مشکل کو واضح کرنے پر اور نہ مختلف فیہ مسائل کے بیان کرنے پر مگر ہم نے تو صرف ثابت مسائل و اخبار پر اقتصاء کا قصد کیا تھا نہ کہ ہم نے غیر ثابت شدہ مسائل کے بیان کرنے کا قصد کیا تھا اور نہ کمزور داخل کردہ باتوں کا ذکر مقصود تھا لیکن جب ان مسائل کا ظاہری حصہ کتاب و سنت اور اجماع ائمہ امت کے خلاف نظر آیا اور اس کی وجہ سے ہمارے بہت سے اصحاب پر شک و شبہہ پیدا ہو گیا اور بہت سے عوام نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا تو ہم نے ان مسائل کو واضح کر دینا ہی مناسب خیال کیا ہم خدا کی مدد کے

طالب ہیں ہم نے ان مسائل میں سے کچھ کا تو ذکر کر دیا ہے اور ان میں سے انشاء اللہ ہم کچھ مسائل کا یہاں ذکر کریں گے اور انکی وضاحت بھی کریں گے جیسے کہ وارث کے لئے وصیت پس اس کا بیان تو گذر چکا ہے اور اس سلسلے میں لوگوں نے مخالفت کی تھی تو جس قدر خدا نے ہمارے لئے مہیا کیا اور اپنی توفیق سے جس پر ہمیں قدرت عطا کی ہم نے اسی قدر حجت و دلیل پیش کر دی تھی اور اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہم نے پیش کر دی ہیں جن کا تذکرہ طویل ہے بہت سی باتیں تو ہم نے پہلے بیان کر دی تھیں اور کچھ باتوں کا بیان ہم نے اس باب میں بھی کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ دیا تھا جو اس حال میں مر گیا تھا کہ اس نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا سوائے اپنی بیوی کے۔ پس آپ نے اس کو تمام میراث دینے کا فیصلہ صادر فرمایا اس طرح آپ نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ دیا جس نے بجز اپنے شوہر کے کسی اور کو اپنا وارث نہیں چھوڑا تھا پس آپ نے اس کی تمام میراث اس کو دینے کا فیصلہ فرمایا۔ ہم نے اس سے قبل زوجین کے زیادہ میراث کا ذکر کر دیا ہے۔ اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پس یہ اس کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے اور مرد کی عورت سے زیادہ میراث نصف ہے اور مرد سے عورت کی زیادہ سے زیادہ میراث ربع ہے اور یہ صرف ذوی الارحام پر رد کی جا سکتی ہے پس جب ہم اس کا نتیجہ نکالیں گے جو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے وہ ہمارے بیان کے خلاف ہے اور اسی طرح سے ہم نے جو اس بارے میں آپ سے نقل کیا ہے وہ مخالف ہے اگر اس کو نص کتاب کے ظاہر پر محمول کیا جائے اور ثابت و صحیح سنت پر اور جو کچھ آپ سے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے اس پر ہم محمول کریں تو اتنا دقیق قول نہیں ہے کہ جس کا نتیجہ نہ حاصل ہو سکے اور نہ اس قدر اشتباہ کی بات ہے کہ جو محتاج دلیل ہو بلکہ یہ ظاہر اور کھلی ہوئی بات ہے واضح اور معروف ہے اور جس میں اشتباہ ہے کہ یہ مجمل ہے وہ اس وجہ سے محتاج تفسیر ہے کہ اس کے خلاف شبہہ اور نظیر موجود ہے۔ پس یہاں یہ بات ضرور ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے قرابت دار ہوں یا ایسا کوئی مولیٰ (غلام) ہو جس کے ساتھ کوئی وارث نہ ہو۔

ہیں اس کو زوجیت اور قرابت کی وجہ سے تمام مال کا وارث بنا دیا جائے گا مسئلہ کے رکے وقت تفسیر محذوف کر دی گئی تھی کیونکہ اس وقت سامع کے علم پر اکتفا کیا گیا تھا کہ وہ یہ جانتا ہوگا کہ یہ ایسا ہی ہوتا ہے یا پھر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے میاں اور بیوی کو اہل اور حقدار سمجھا ہو پس دونوں کی میراث میں سے جو فاضل بچا ہوا ہو اس کو دونوں کو دے دیا ہو کیونکہ وہ انفال میں سے تھا جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: یسألونك عن الانفال قل الانفال للہ والرسول: (ترجمہ) (اے رسولؐ) تم سے لوگ انفال (اموال غنیمت) کی بابت پوچھتے ہیں تو تم ان سے کہہ دو کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق ہے۔ ۸/۱

ہم نے کئی جگہ پر یہ ذکر کیا ہے کہ جو رسولؐ کے واسطے ہے وہ اہل بیت رسولؐ میں سے جو امام زمانہ ہو اس کے واسطے ہے پس وہ مال علی مرتضیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا تھا پس آپ کو اللہ تعالےٰ نے جس کو دینا مناسب بتایا اس کو دے دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو اولین کے دفینہ کا مال سپرد کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں ہمارا خمس واجب ہے پس وہ ہم تجھے دیتے ہیں۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ آپ نے اسے اس کا حقدار سمجھا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جو اسلام لایا تھا پھر خطا سے قتل کر دیا گیا اور اس کا کوئی وارث نہ تھا آپ نے فرمایا کہ اس کا خوں بہا تو مسلموں میں تقسیم کر دو پس اس قسم کی روایات ہیں جو آپ سے منقول ہیں ان میں سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو اس حال میں مر گیا کہ اس کا کوئی وارث نہ تھا پس اس نے اپنا مال غربا اور مساکین کو دینے کی وصیت کی تھی چنانچہ آپ نے اس کی وصیت کو جائز قرار دیدیا تھا اور یہ اس وجہ سے کہ مال کا دو ثلث حصہ اس کے ذمہ تھا پس اس نے مسکینوں اور غریبوں کو دینا مناسب سمجھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کی میراث آپ کے سامنے پیش کی گئی جس کا کوئی وارث موجود نہ تھا پس آپ نے یہ حکم فرمایا کہ خزاعہ ہی

کے کسی شخص کو یہ مال دیدیا جائے پر، یہ بھی اسی قضیہ میں سے ہے ایسی تو بکثرت مثالیں ہیں جن کے تذکرہ سے یہ کتاب ضخیم اور طویل ہو جائے گی۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مرجائے اور اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جائے تو ان میں سے جو بڑا ہے وہ تلوار، زرع، انگوٹھی اور مصحف کے حصے کا حقدار ہے پس اگر اس کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان میں سے جو بڑے سے چھوٹا ہے یہ اس کا حق ہے یہ ایک ایسا قول ہے کہ اگر اس کا ظاہری مفہوم لیا جائے تو یہ خلاف کتاب وسنت اور خلاف اقوال ائمہ وامت ہوگا۔ حالانکہ آدمی بڑے لڑکے کے علاوہ لڑکے اور لڑکیاں، ماں، باپ، عورتیں چھوڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ:۔ للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه، وکثر نصیبا مفروضا۔

پس واضح ہو کہ ان تمام وارثوں کو چھوڑ کر کس طرح سے ان میں سے صرف ایک ہی کو مخصوص کر دیا جائے گا؟ کیا یہ خدا کی کتاب قرآن حکیم کے خلاف نہ ہوگا؟ حالانکہ تمام ہی لوگ اس کے خلاف کتاب ہونے پر متفق ہیں ہم نے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مقرر حصوں کے تمام مسائل کو نقل کر دیا ہے کہ میت جو کچھ بھی چھوڑ جائے وہ تمام کا تمام ان وارثوں کو ملیگا جن میں سے ہر ایک کا حصہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے مقرر کر دیا ہے تو کیسے یہ جائز ہے کہ ان میں سے ایک کو تو دیا جائے اور دوسرے کو کچھ بھی نہ دیا جائے؟

میں نے اپنے ساتھی قاضیوں میں سے ایک کو دیکھا ہے کہ اس نے اس مسئلے پر اور اسی قسم کے دوسرے ہم معنی مسائل پر نشان لگایا ہے کہ یہ مسئلہ فاسد ہے یہ کم از کم بات ہے جو ایک عاجز و نامراد کہتا ہے اور کچھ اور دوسرے قاضیوں کو دیکھا ہے جن کی کتب اہل بیت بڑھی جاتی ہیں پس جب کبھی اس کے سامنے اس قسم کے مسائل آتے ہیں اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے اس کی تفسیر بعد میں آئے گی اور پڑھنے والا پڑھتا ہے پھر لوگ کسی چیز کی تفسیر نہیں سنتے اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس نے معنی پالیا ہے اور اس کو جواب مل گیا ہے اس مسئلے میں ہو سکتا ہے کہ بڑے کے واسطے یہ قیمتاً ہو ایسی بات کہنے والے کا یہ صرف جہل ہے اور کہاں سے

سکتا ہے کہ یہ حصہ اس کو قیمت سے حاصل ہو جبکہ اس کے سوا اس میں کوئی اور شریک ہی نہ ہو
مال میں تو یہ حکم ہے کہ اس کو تقسیم کیا جائے اگر تقسیم کا احتمال ہو تو یا پھر فروخت کیا جائے
ولی ایسی چیز ہو جو تقسیم نہ ہو سکے اور شرکا ایک دوسرے کو یا ان میں سے بعض تقسیم طرف بلائیں
اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ کسی نے کسی شریک کے لئے کسی شئے کو دوسرے شریک کیلئے چھوڑ کر قیمت
سے واجب کیا ہو جیسا کہ یہ کہنے والا کہتا ہے اور کسی شریک کے واسطے کوئی چیز اس وقت تک واجب
نہیں جب تک کہ اسی کے مثل اس کے شریک کے لئے واجب نہ ہو بشرطیکہ ایسی کوئی شرط نہ ہو
ان کے درمیان کہ جس سے وہ واجب ہو اس روایت کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے اور اللہ
بہتر جانتا ہے کہ یہ بات ائمہ اور اوصیا علیہم السلام سے مخصوص ہے اور ان کے سوا کسی اور کو حاصل
نہیں ہے اور یہ چیز ان اشیاء میں سے ہے جو ایک امام سے دوسرے امام کی جانب نقل ہوتی
ہے جیسے مہر امامت صحیح و ثابت مصحف القرآن کتب العلم، اور وہ ہتھیار جو ان میں سے کسی کی
ملک نہ ہو کہ جس سے اس میں میراث کا قانون جاری ہو وہ صرف ایسی چیز ہو جس کو اول آخر کو
سپرد کرتا ہو اور سابق آنے والے کو دیتا ہو ہم کتاب الوصایا میں ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے وصی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنی کتابیں اور اپنا ہتھیار
سپرد کیا تھا اور ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو سپرد کرینگے
اور امام حسن علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے امام حسین علیہ السلام کو سپرد کریں گے اور امام حسین
علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے امام علی زین العابدین علیہ السلام کو سپرد کرونگے
اور ان کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسے اپنے بیٹے محمد بن علی الباقر علیہما السلام کو سپرد کر دیں گے
اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ ان پر آپ کی جانب سے سلام پڑھیں گے پس روایت میں جو کچھ
وارد ہے یہ اس کی وہ وجہ ہے جس کے سوا کوئی اور احتمال ہی نہیں ہو سکتا ہے یا پھر یہ
ہو سکتا ہے کہ بات تفصیل سے کہی ہو لیکن راویوں نے اس کو حذف کر دیا ہو یا اس ولی اللہ
علیہ السلام کی جانب سے رمز و اشارہ ہو جن سے یہ روایت آئی ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے ایسے ہی یہ روایت بھی منقول ہے
دونوں حضرات علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ عورتیں زمین کے ذرا سے بھی حصے کی وارث

نہیں ہوسکتی ہیں صرف اس میں جو سلبہ ہے اس کی قیمت انھیں دی جاسکتی ہے پس
بات ہے کہ اگر اس کو ظاہر اور عموم پر محمول کیا جائے تو یہ بات کتاب اللہ اور
اللہ صلعم اور اجماع ائمہ و امت کے خلاف ہے اس مسئلے سے قبل ہم نے جس مسئلہ کا
کہ اس میں بھی وہی بات پیدا ہوگئی ہے جو اس مسئلے میں ہوئی تھی میرے نزدیک اس مسئلے میں
جو اصل وجہ ہے واللہ اعلم وہ مجمل ہے جیسے کہ اس سے قبل کا مسئلہ مجمل تھا پس یا تو
اس مسئلے کو پیش کر کے صرف اشارہ سے کام لیا گیا ہے یا پھر اس کی تفسیر کو حذف کر دیا
گیا ہے ممکن ہے اس زمین میں کوئی خاص وجہ ہو جس کی وارث عورتیں نہیں ہوسکتی ہیں یا وہ
ایسی زمین مراد ہو جو صرف مردوں میں ہی وقف کر دی گئی ہو، جیسے وہ زمین جس کو اچانک
فتح کر لیا گیا ہو اور وہ جہاد کے لئے بطور مدد کے وقف کر دی گئی ہو۔
اور مسلمان مردوں کو ان کے مشرک دشمنوں کے خلاف تقویت پہنچانے کے لئے وقف کی گئی ہے یا
پھر وہ زمین ایسی ہو جس کا ذکر ہم نے اوقاف میں کیا ہے کہ وہ ایک قوم پر وقف ہو اور دوسری
قوم پر نہ ہو اور اس میں عورتوں کا کوئی حظ و نصیب نہ ہو، لیکن وہ سلبہ میں مردوں کی شریک
ہیں پس مرد زمین کے زیادہ حقدار ہیں پس زمین میں سے عورتوں کے لئے سلبہ کی قیمت کے سوا
کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن جو زمین مورث کی ملکیت ہے تو اس میں عورتوں کا حصہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے پس اس کے سوا اور کچھ جائز نہیں ہے۔

فصل (۹)

فرائض کے حساب (مقرر حصوں) کا مختصر بیان

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام سے جو سہام فرائض
مروی ہیں وہ چھ ہیں ہم نے ان کا ذکر خدا کی کتاب قرآن حکیم سے کیا ہے پس جو شخص جاننا
ہو کہ سہام کو صحیح طور پر بلا کسر کے نکالے تو ان سہام کی تقسیم کے وقت جو منکسر ہو جاتا ہو اسے
ایک دوسرے کے ساتھ ضرب دیدیا جائے۔

اہل بیت علیہم السلام سے جو فرائض منقول ہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک صورت وہ ہے جس میں حصہ مقرر کر دیا گیا ہے اور جو باقی ہے وہ اس کا ہے جو باقی رہ گیا ہے اور دوسری صورت میں حصہ مقرر ہے اور باقی حصہ داروں پر رد کر دیا جاتا ہے پس وہ صورت جس میں حصہ مقرر ہے باقی اس کا ہے جو باقی رہ گیا ہے پس وہ کم از کم شئی میں سے لیا جائے کہ جس سے وہ حصہ درست ہو سکے پس جس میں نصف ہو اسے دو میں سے لیا جائے اور جس میں ثلث ہو اس کو تین میں سے اور جو ثمانی چار میں سے اس طور سے لیا جائے، پس اگر اس میں دو حصے ہوں یا تین حصے ہوں اور باقی اس کا حق ہو گا جو باقی رہ گیا ہے تو اس کو بھی اسی طرح کم از کم شئی میں سے لیا جائے کہ جس سے وہ فریضہ یعنی مقرر حصہ درست ہو سکے جس طرح سے کہ ایک فریضہ جس میں نصف یا ثلث واجب ہے اور باقی اس کا حق ہوتا ہے جو باقی رہ گیا ہے وہ چھ میں سے لیا جائے کیونکہ کمترین عدد اس کے لئے ہے اور وہ نصف اور ثلث ہے اور ستہ ہے اسی طرح جس میں نصف اور سدس واجب ہو تو وہ بھی ستہ میں سے لیا جائے اور جس میں نصف اور ثمن ہو تو وہ آٹھ میں سے لیا جائے پس اسی طرح سے تم ہر اس صورت میں حساب رکھنا جس میں فرض حصہ مقرر ہے اور جو باقی رہے وہ ایک کا ہو گا۔

پس اگر باقی دو یا ایک جماعت کا حق ہو تو اس میں سے ان کا حصہ برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو باقی رہ جائے وہ بھی ان پر تقسیم کر دیا جائیگا اور اگر تقسیم نہ ہو تو پھر تم یہ دیکھو کہ اہل سہام کے مقرر حصوں کے نکالنے کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ پس جن لوگوں کا حصہ باقی رہ گیا ہے تو اگر وہ ذرا سا بھی کسی اجزاء سے موافق ہو تو اس جزء کے مخرج سے ضرب دیدو جو اس مسئلہ کے اصل سے موافق ہے پس اس سے جو نتیجہ نکلے گا تو اس سے ان پر تقسیم صحیح ہو گی اقرب شئی کے مطابق پس اگر نصف کے حساب سے موافق ہو تو اس مسئلہ میں دو سے ضرب دیدو اور اگر ثلث سے موافق ہو تو تین سے ضرب دیدو اور اگر چوتھائی حصوں سے موافق ہو تو اصل مقرر حصہ میں چار سے ضرب دیدو پھر ان کے درمیان تقسیم کرو تو حساب صحیح ہو گا۔

مثلاً تم سے کہا جائے کہ ایک عورت نے اپنا شوہر اور چھ بیٹے چھوڑے ہیں تو تم کو معلوم ہے کہ اس میں ربع واجب ہے اور وہ جو باقی ہے وہ بقیہ واجب ہے جب تم اس کو

چار سے خارج کرو گے تو شوہر کو ربع دو گے اور باقی رہے گا تین جو چھ پر تقسیم نہ ہو گا مگر کسر کے ذریعہ سے پس تم تین کی طرف دیکھو گے تو تم کو معلوم ہو گا کہ وہ چھ کے موافق ہے نصف کی صورت میں پس تم دو کو لے لو گے جو نصف کا مخرج ہے اور اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو گے اور وہ چار ہے تو آٹھ بن جائیں گے۔ تب حساب صحیح ہو گا وہ اس طرح سے کہ شوہر کو ربع یعنی دو سہم ملے گا اور باقی جو سہم چھ رہے تو اس میں سے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک سہم ملے گا پس ہم نے جو ذکر کیا ہے اس پر قیاس کرو اس قسم کا جو بھی مسئلہ موافق ہو اس کو بھی اسی پر قیاس کیا کرو۔

لیکن اگر جو باقی رہ گیا ہے وہ اہل سہام کے حصوں کے جب موافق نہ ہو اجزاء میں سے کسی جزء کے ساتھ تو ان کے اصل حصوں کی تعداد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو تو انشاء اللہ تعالیٰ حساب صحیح ہو جائے گا جیسے تم سے کہا جائے کہ ایک عورت نے ایک شوہر اور پانچ لڑکوں کو چھوڑا ہے پس اس کی اصل چار سے ہے کیونکہ اس میں ربع واجب ہے اور جو باقی ہے وہ واجب ہے تو شوہر کے لئے ایک ربع ہے اور باقی تین سہام پانچ لڑکوں کا حق ہے جو تقسیم نہیں ہوتا اور نہ کسی اجزاء کے ساتھ موافق ہوتا ہے تو ان کے اصل پانچ حصوں سے اصل مسئلہ میں ضرب دیدو جو چار ہے تو بیس ہوں گے اس صورت میں شوہر کو ربع ملے گا اور پندرہ حصوں کو پانچ لڑکوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کو تین تین حصہ ملے گا۔

اسی طرح تم سے اگر کہا جائے کہ ایک عورت نے اپنا شوہر چھوڑا ہے اور ماں باپ کی جانب سے دس، پانچ بہنوں کو چھوڑا ہے اور باپ کی طرف سے ایک دادا کو چھوڑا ہے تو اسی مسئلہ کی اصل دو سے ہے کیونکہ اس میں نصف واجب ہے اور جو باقی رہے گا وہ شوہر کا ایک نصف حصہ ہو گا اور جو ایک نصف بچے گا وہ سات کے درمیان تقسیم ہو گا وہ اس طرح کہ ہر ایک بہن کو ایک حصہ ملے گا۔ اور دادا کو دو حصہ پس سات کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا تو چودہ ہو گا شوہر کو نصف یعنی سات ملے گا اور جو سات باقی بچے گا ان میں سے ایک ایک سہم ایک ایک بہن کو ملیگا۔ اور دادا کو دو سہم ملیگا پس جب کبھی تمہارے لئے کوئی ایسا مسئلہ آئے تو اس پر قیاس کر لو۔

اور دوسری صورت میں رد کے مقابل میں جب تم پر اس قسم کا مسئلہ وارد ہو تو ان سہام پر نظر رکھو جو حصہ داروں کو مل چکا ہے قبل ازیں کہ باقی ان پر رد کیا جائے پس تم کہو کہ مال

اس میں سے اس میت کے سہام کے عدد کے مطابق جبکہ مال کا باقی حصہ اہل سہام پر ان کے سہام سے رد کرنا ہو جیسے کہ تم سے کہا جائے کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی بیٹی اور ماں باپ کو چھوڑا ہے تو اس صورت میں بیٹی کو نصف تین سہم ملے گا۔ باپ کو یا ماں کو سدس سہم ملے گا اور باقی مال ان دونوں کے سہم کے مطابق ان پر رد کر دیا جائے گا دونوں کے اصل میراث کے مطابق رد نہ ہوگا پس کل مال کو چار حصہ میں تقسیم کیا جائے گا تین ربع بیٹی کو ملے گا اور اس کا ایک ربع باپ کو یا ماں کو ملے گا اور اگر دونوں ہی موجود ہوں تو پانچ میں سے تقسیم کیا جائے گا۔ تین خمس بیٹی کو ملے گا اور دو خمس باپ اور ماں کو ملے گا ہر ایک کو ایک خمس ملے گا پس اس قسم کا جب بھی تمہارے پاس کوئی مسئلہ آئے تو اس پر قیاس کر لو انشاء اللہ حساب درست ہوگا۔

پس اگر اہل رد میں سے کسی کے ساتھ زوجین میں سے ایک ہو تو تم ان کے ان سہام کو جن کے مطابق مال ان کے درمیان تقسیم ہوا ہے اس مسئلہ میں ضرب دو جس میں سے زوجین میں سے ایک کا مقرر حصہ نکلا ہے پھر تم ان کے درمیان اس مال کو تقسیم کر دو، اس کی مثال یہ ہے کہ تم سے کہا جائے کہ ایک عورت نے اپنا شوہر اپنی بیٹی اور اپنا باپ چھوڑا ہے تو تم کہو کہ: زوج کو چار حصوں میں سے ایک ربع ملے گا اور باقی رہا تین حصہ جو باپ اور بیٹی کے درمیان چار حصوں کے مطابق تقسیم نہیں ہو سکتا کیونکہ بیٹی نصف یعنی تین سہام کی حقدار ہے اور باپ سدس سہم کا حقدار ہے پس تم چار کو جو بیٹی اور باپ کا حصہ ہے اس اصل فریضہ میں ضرب دو جو ربع کا مخرج ہے اور وہ چار ہے تو کل سولہ سہم ہوں گے پھر تم کہو کہ شوہر ربع یعنی چار سہم کا حقدار ہے باقی رہ گئے بارہ تو اس میں سے بیٹی کو نو سہم اور باپ کو تین سہم ملیں گے۔

اسی طرح سے اگر باپ کی جگہ ماں ہو تو اس قسم کا جب تم پر کوئی مسئلہ وارد ہو تو اسی پر قیاس کر لو اور معلوم ہو کہ مسائل رد میں سے جو بھی مسئلہ اگر تمہارے سامنے آئے جس میں زوج یا زوجہ ہو۔ اور اصحاب رد کی تعداد زیادہ ہو تو تم مسئلہ کو زوج اور زوجہ کے مقرر حصے سے حساب کرو جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور باقی مال کو ان سہام کے مطابق تقسیم کرو اور ان کا حساب کرو اگر تقسیم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ ان کے سہام میں سے جس سے کسر ہو سکے اس میں ضرب دیدو اس کی مثال یہ ہے کہ تم سے کہا جائے کہ ایک

... نے اپنی بیوی چھوڑا ہے اور پانچ لڑکیاں اور ایک باپ چھوڑا ہے تو تم کہو کہ یہ مسئلہ ثمانیہ سے متعلق ہے عورت کو ایک ثمن ملے گا اور باقی سات کو بیٹیوں اور باپ کے درمیان خمس کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا جو تقسیم نہ ہوگا تو تم پانچ کو آٹھ سے ضرب دیدو تو چالیس ہوں گے پس تم عورت کو ثمن یعنی پانچ حصہ دو باقی رہے ۳۵ تو اس میں سے ایک خمس باپ کو ملے گا اور چار اخماس لڑکیوں کو یعنی ۲۸ حصہ حالانکہ وہ کل بیس ہی ہیں جو نہ تقسیم ہوگا اور منکسر ہوگا ان پر تو وہ موافق نہ ہوگا کسی جزء سے بھی تو تم ان کے جملہ سہام کو چالیس سے ضرب دیدو تو آٹھ سو ہوں گے تو اس صورت میں عورت کو ثمن یعنی ایک سو ملے گا اور باپ کو اس کا خمس یعنی ایک سو چالیس ملیگا۔ اور لڑکیوں کو اس کے چار اخماس یعنی انھیں پانچسو ساٹھ ملیں گے، ہر بیٹی کو ۲۸ حصہ ملے گا پس تم اسی کے مطابق ہر ایسے مسئلہ کو قیاس کر لو جو تم پر وارد ہو تو تم اس میں صحیح راستے پر ہو گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

—•—

کتاب الدیات

فصل (۱)

ناحق خون بہانے کی تحریم اور تغلیظ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا : (ترجمہ) اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (بفتوائے شرع) اور جو شخص ناحق مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو (قاتل پر قصاص کا) قابو دیا ہے ۱۷/۳۲ ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق : (ترجمہ) اور وہ لوگ جو خدا کے ساتھ دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس جان کے مارنے کو خدا نے حرام کر دیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے ۲۵/۶۷ ۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا : (ترجمہ) اسی سبب سے تو ہم نے بنی اسرائیل پر واجب کر دیا تھا کہ جو شخص کسی کو نہ جان کے بدلے میں نہ ملک میں فساد پھیلانے کی سزا میں (بلکہ ناحق) قتل کر ڈالے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک آدمی کو

جلایا تو گویا اس نے سب آدمیوں کو جلالیا ۵/۳۲

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا وکان ذلک علی اللہ یسیرا: (ترجمہ) اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو لیکن ہاں تم لوگوں کی باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ اور اپنا گلا گھونٹ کر اپنی جان نہ دو۔ کیونکہ خدا تو فرور تمہارے حال پر مہربان ہے اور جو شخص جور و ظلم سے ناحق ایسا کرے گا (خودکشی کرے گا) تو ہم بہت جلد اس کو جہنم کی آگ میں جھونک دیں گے۔ یہ خدا کے لئے آسان ہے۔ ۴/۲۹

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا الیما: (ترجمہ) اور جو شخص کسی کی قصداً جان لے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر خدا کا غصہ اور لعنت ہوگی اور خدا نے اس کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۴/۹۳۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں "سعیر" نام کی ایک وادی ہے جب اس وادی کو کھولا جائے گا تو اس میں سے آگ کے شعلے اٹھیں گے اس وادی کو اللہ تعالیٰ نے قاتلوں کے لئے تیار کیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ خلائق میں اللہ کا سب سے بڑا سرکش بندہ وہ ہے جو اپنے قاتل کو نہیں بلکہ کسی اور کو قتل کر دے اور اپنے مارنے والے کو نہیں بلکہ دوسرے کو مارے یا اپنے موالی کے سوا کسی اور سے محبت کرے یا اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف ادعا نسب کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مقتول پیش کیا گیا جو انصار کے گھروں کے درمیان ملا تھا آپ نے فرمایا کہ آیا وہ پہچانا جا سکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلعم! ہاں! آپ نے فرمایا

کہ اگر پوری اُمت کسی مرد مومن کے قتل پر جمع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو منھ کے بل آتش دوزخ میں ڈال دے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عمداً مومن کو قتل کرنا دشمن پر حملہ کرنے سے فرار کرنا دلیل وثبوت کے بعد سود کھانا اور ظلم سے یتیم کا مال کھانا اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا اور بے خبر پاک دامن مومنہ پر تہمت لگانا گناہ کبائر میں سے ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے قربانی کے دن منیٰ میں لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! تم میرے بعد کفار نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرتا رہوں۔ جب تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں پس جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو میری طرف سے ان کا خون محفوظ ہو گیا اور ان کا مال محفوظ ہو گیا اس وقت تک کہ جب وہ اپنے پروردگار سے جا ملیں گے اور وہ ان کا حساب لے گا۔ خبردار! کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ پروردگار تو گواہ رہنا، یہ مجمل قول ہے مشرکین سے اس وقت تک جنگ کی جائے گی جب تک کہ وہ خدا کی توحید کا اور اس بات کا اقرار نہ کر لیں کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ توبہ نہ کریں ان کا توبہ تو ان کے شرک سے برأت کا اقرار ہے، اور اس کا دل سے اعتقاد رکھنا ہے اور یہ کہ وہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور اسلام کے تمام فرائض کا اقرار کریں پس یہ شرطیں ہیں پس یہ حد اور تاکید ہے اور یہ سب کچھ خدا کی کتاب قرآن حکیم میں موجود ہے پس اگر مشرکین ان باتوں کو قبول کر لیں تو انکی بات مان لی جائے اور ان کے سامنے یہ بات پیش کی جائے کہ وہ ذمی بن جائیں اور ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں پس اگر وہ اس پر عمل کریں تو ٹھیک ورنہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے اور ان کو قتل کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں حدث کرے گا یا کسی محدث کو پناہ دے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ آپ کی خدمت

عرض کیا گیا کہ حدث سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ قتل مراد ہے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر اسی طرح سے حرام ہے جیسے تمہارے آج کے اس دن کی حرمت ہے اور تمہارے اس مہینے کی اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا جس میں اہل دوزخ کی حکایت ہے وہ یہ ہے کہ:۔ ربنا ارنا الذین اضلانا من الجن والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین: (ترجمہ) اور کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا دے کہ ہم انھیں اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں ۴۱/۲۹

آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سے مراد ابلیس ہے اور آدم کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا ابلیس جنوں میں پہلا ہے جس نے سرکشی کی تھی اور قابیل فرزند آدم انسانوں میں سے پہلا ہے جس نے سرکشی کی تھی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ: من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا: (ترجمہ) جو شخص کسی کو نہ جان کے بدلے میں نہ ملک میں فساد پھیلانے کی سزا میں ناحق قتل کر ڈالے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک آدمی کو جلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا ۵/۳۲

آپ نے فرمایا کہ اس کے واسطے دوزخ میں ایسی جگہ ہوگی کہ اگر وہ تمام لوگوں کو مار ڈالے تو اس پر عذاب زیادہ نہ ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی اپنے ساتھ پچھنہ لگانے کی جگہ کے برابر خون لائے گا پس وہ کہے گا کہ قسم بخدا نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ کسی کے خون میں شریک ہوا ہوں اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ ہاں تو نے فلاں کا ذکر کیا تھا پس وہ چڑھ گیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا تو تم کو اسی کا یہ خون لگا ہوا ہے۔

فصل (۲)
قصاص کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب (ترجمہ) اے عقلمندو قصاص (کے قواعد مقرر کر دینے) میں تمہاری زندگی ہے ۲/۱۷۹۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر فرمایا کہ قسم بخدا تو یہاں سے خون میں تر ہو جائے گی آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنی داڑھی مبارک اور سر مبارک کی طرف اشارہ فرمایا تھا اس وقت جو لوگ حاضر تھے انھوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! اگر کسی نے آپ کے ساتھ ایسا کیا تو ہم اس کی نسل کو تباہ کر دیں گے آپ نے فرمایا کہ آہ آہ! یہ تو حد سے تجاوز ہونا ہے نفس کا بدلہ صرف نفس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مومنوں کے خون آپس میں برابر ہیں ان کی ذمہ داری انکا ایک معمولی شخص بھی لے سکتا ہے اور وہ اپنے سوا دوسروں پر ایک ہاتھ ہیں پس اس سے جان کا قصاص واجب ہوتا ہے اور جان کے سوا اور باتوں میں قصاص قوی اور ضعیف شریف اور غیر شریف ناقص اور درست قد و قامت والا خوبصورت اور بدصورت خوبرو اور بدشکل کے درمیان واجب ہوتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ اپنے عاملوں کو لکھتے تھے کہ دیکھو اسلام میں کسی کا خون رائیگاں نہ جائے آپنے رفاعہ کو لکھا تھا کہ دیکھو خون رائیگاں نہ جائے اور نہ حدود معطل ہونے پائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں کہ اگر تم ان کو کرو گے تو تم پر کوئی مصیبت نازل نہ ہوگی۔ اپنے دشمن کے ساتھ جہاد اور جب تم اپنے معاملات اور حدود کو اپنے اماموں کے روبرو پیش کرو تو وہ ان معاملات میں عدل و انصاف سے فیصلہ کریں گے اور تیسرا کام یہ ہے کہ تم اپنے اماموں کیلئے نصیحت کرو۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز آپ اگلے دروازے سے مسجد کوفہ میں تشریف لے گئے تو چند لوگوں نے آپ کا استقبال کیا ان میں ایک نوجوان بھی تھا جو رو رہا تھا اور لوگ اس کو خاموش کر رہے تھے پس امیرالمومنین ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے نوجوان تو کس وجہ سے رو رہا ہے؟ اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین ع! میرے پدر بزرگوار ان لوگوں کے ہمراہ بغرض تجارت سفر پر گئے تھے یہ لوگ تو لوٹ آئے مگر میرے والد واپس نہ آئے جب میں نے ان سے اپنے والد کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ تو انتقال کر گئے ہیں پھر جب میں نے ان کے مال کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ تمہارے والد نے کچھ بھی مال نہیں چھوڑا تھا پس میں نے ان کو قاضی شریح کے روبرو پیش کیا تو انھوں نے میرے لئے ان پر سوائے قسم کے اور کوئی مقدمہ نہیں کیا حالانکہ اے امیرالمومنین مجھے بخوبی معلوم ہے کہ میرے پدر بزرگوار اپنے ہمراہ بکثرت مال و متاع لے کر گئے تھے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا کہ واپس جاؤ اور اس نوجوان کو بھی ان کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور شریح کے پاس جا کر فرمایا کہ یہ نوجوان کیا کہتا ہے؟ اے شریح! شریح نے کہا کہ اے امیرالمومنین! اس نوجوان نے ان لوگوں پر جھوٹا دعویٰ کیا ہے جب میں نے اس سے ثبوت مانگا تو اس نے کسی کو بطور ثبوت پیش نہیں کیا تو میں نے اس کے لئے ان لوگوں سے حلف اٹھوایا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ شریح افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کے معاملے میں اس طرح سے فیصلہ نہیں کیا جاتا شریح نے کہا کہ اے امیرالمومنین! پھر کس طرح سے میں اس معاملہ کا فیصلہ کروں تو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ میں کروں گا اس معاملے میں آج میں ایسا فیصلہ ضرور کروں گا جیسا فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد کسی اور نے نہیں کیا تھا۔ پھر آپ قضاء کی مسند پر تشریف لیگئے اور عبداللہ بن ابی رافع جو آپ کے کاتب تھے ان کو بلا کر حکم دیا کہ دوات اور دفتر حاضر کرو اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے اطراف میں پھیل جائیں اور ان میں سے ہر ایک ایک ستون کے پاس بیٹھ جائے پھر آپ نے ہر ایک کے پاس ایک آدمی کھڑا کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سر کو ڈھانک دیا جائے اور آپ کے پاس جو لوگ حاضر تھے ان سے فرمایا کہ جب تم

میرے تکبیرہ کی آواز سنو تو تم بھی تکبیرہ بولنا اس کے بعد آپ نے ان میں سے ایک کو بلایا اور اس کا چہرہ کھول کر غور سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ کیا تم اس گمان میں ہو کہ تم نے اس نوجوان کے باپ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ مجھے معلوم نہیں ہے؟ تب تو بلاشبہہ میں بے خبر ہوں۔ پھر آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر اس سے دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین اس کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے اس کے مرض کی کیفیت پوچھی کہ اس کو کیا بیماری تھی اور کتنے دنوں تک بیمار رہا اور کہاں پر بیمار ہوا اور اس کی بیماری کے اسباب کیا تھے اور کب اس پر موت طاری ہوئی اور کس نے اس کی آنکھیں بند کیں اور کس نے اس کو غسل دیا اور کس کپڑے میں اس کو کفن دیا اور کس نے اس کو اٹھایا اور کس نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور کس نے اس کو دفن کیا؟ جب آپ یہ سوالات کر چکے تو اس نے اپنی آواز بلند کیا! الحبس الحبس پس اس وقت آپ نے اللہ اکبر کہا اور آپ کے ساتھ جو لوگ تھے انھوں نے بھی تکبیرہ کہا پس ان لوگوں کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ان کے ساتھی نے گناہ کا اقرار کر لیا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے کو بلایا اس سے بھی آپ نے وہی فرمایا جو پہلے شخص سے کہا تھا اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین! میں ان میں سے تنہا تھا جو اس کے قتل کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے قتل کا اقرار کر لیا پھر آپ نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بلایا تو پہلے شخص کو چھوڑ کر ان تمام لوگوں نے قتل کا اقرار کر لیا اور اس کے تمام مال کا اقرار کیا اور انھوں نے اس کو واپس کر دیا۔ پس امیرالمومنین علیہ السلام نے ان پر جو قصاص لازم آتا تھا اس کو عائد کر دیا اس وقت شریح نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ تو بتائیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلے کی کیا صورت تھی کہ آپ کا مطابق اس مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام چند لڑکوں کے پاس سے گذرے۔ ان لڑکا تھا جس کو وہ "مات الدین" (دین مر گیا) کہتا تھا جس کو وہ

اس نے کہا کہ میری ماں نے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ تمہاری ماں کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اپنے گھر میں ہے تو تم میرے آگے آگے چل کر وہاں مجھے لے چلو پس بچہ آگے آگے چلا اور وہاں پہنچکر اپنی ماں کو باہر لایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ "مات الدین" آپ نے فرمایا کہ کس نے اس کا یہ نام رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ اس کے باپ نے رکھا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ کچھ لوگوں کے ہمراہ بغرض تجارت سفر پر گیا تھا پس وہ لوگ تو واپس آ گئے لیکن وہ نہیں آیا جب میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ مر گیا پھر میں نے ان سے اس کے مال کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ مر گیا اور اس کا مال بھی ضائع ہو گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آیا اس نے تم لوگوں کو کچھ وصیت بھی کی ہے تو انھوں نے کہا کہ ہاں ہم کو اس نے یہ وصیت کی تھی اور بتایا تھا کہ تم حاملہ ہو پس جب تم کو کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا نام "مات الدین" رکھنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں پر ہیں اس نے کہا کہ وہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھے وہاں لے چلو پس آپ نے ان سب کو جمع کیا اور جیسا کہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ کیا تھا ویسا ہی آپ نے ان کے ساتھ کیا تھا اور جو حکم میں نے دیا ہے وہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی دیا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت سے فرمایا کہ اب تم اس لڑکے کا نام "عاش الدین" "دین زندہ ہو گیا" رکھ دو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے
[illegible] سے ملاقات ہو گئی جو اس وقت حج کرنے آیا تھا ایک روز جبکہ
ناگہاں ایک شخص نے اس کو آواز دے کر کہا کہ اے امیر المومنین
کے پاس رات میں گئے تھے اور انھوں نے اس کو گھر سے
[illegible] معلوم نہیں ہے کہ ان دونوں نے اس کے

علیہ السلام کا دستِ مبارک پکڑ کر کہا کہ اے ابو عبداللہ! آپ ہی ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردیں آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم ان کے درمیان فیصلہ کرو اس نے کہا کہ آپ پر جو میرا حق ہے اس حق کی قسم جو آپ نے ان کے درمیان فیصلہ نہ کیا پس امام جعفر الصادق علیہ السلام اُٹھے اور مصلّی ڈال کر اُس پر بیٹھ گئے، پھر آپ نے دونوں ملزموں کو بلایا تو وہ دونوں آپ کے آگے کھڑے ہو گئے آپ نے مطالبہ کرنے والے سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے فرزند رسول صلعم! یہ دونوں رات کے وقت میرے بھائی کے پاس گئے تھے اور اس کو گھر سے نکال کر لے گئے تھے پس قسم بخدا وہ اپنے گھر واپس نہیں آیا ہے۔ اور قسم بخدا مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ان دونوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے، آپ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ! ہم نے تو اس کے ساتھ بات کیا تھا اور وہ اپنے گھر لوٹ آیا تھا اس وقت امام ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ اے غلام! لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کے وقت کسی کے پاس جا کر اس کو اس کے گھر سے باہر نکالے گا تو وہ اس کا ضامن ہے الا آنکہ وہ یہ ثابت کر دے کہ اس نے جس کو نکالا تھا اس کو واپس کر دیا ہے اور مطالبہ کرنے والے سے فرمایا کہ اے غلام تم ان دونوں میں سے جس کی چاہو گردن مار دو، اس وقت ان میں سے ایک نے کہا کہ اے فرزند رسول صلعم! قسم بخدا میں نے اس کو قتل نہیں کیا تھا میں نے اس کو پکڑ رکھا تھا اور اس نے اس کو چھرا گھونپ دیا تھا اس وقت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں فرزند رسول صلعم ہوں، اے غلام تم اس کی گردن مار دو یعنی دوسرے کی گردن مار دو تب اس نے کہا کہ اے فرزند رسول صلعم میں نے تو اس کو تکلیف نہیں دی تھی بلکہ اس کو ایک ہی جھٹکے میں قتل کر دیا تھا پس آپ نے مطالبہ کرنے والے کے بھائی کو حکم دیا پس اس نے اس شخص کو قتل کر دیا اور دوسرے کے دونوں پہلوؤں پر مارنے کا حکم دیا پھر آپ نے اس کو قید خانے میں ڈال دیا اور وہ اپنے سر کے بل گر پڑا، آپ نے حکم دیا کہ اس کو تا عمر قید میں رکھا جائے اور اس کو ہر سال پچاس درّے لگائے جائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے قتل کے ملزم کی تقریر میں رخصت دی ہے اور قتل کے الزام سے نکلنے میں اس کے ساتھ نرمی اور لطف سے پیش آنے کی رخصت دی ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف اقرار ہی کی وجہ سے کسی شخص پر قصاص اور حد لگانا جائز نہیں ہے زدوکوب کرکے اور بند کرکے اور مار پیٹ کر اور بیڑی پہنا کر اقبال جرم نہ کروانا چاہیئے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ نہ تو حدود میں اور نہ قتل کرنے کے قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز ہے، آپ فرماتے تھے کہ بچوں کی گواہی ان کے درمیان صرف زخموں کے سلسلے میں جائز ہے بشرطیکہ وہ الگ الگ نہ ہوئے ہوں اور اپنے گھر والوں کے پاس نہ گئے ہوں یا ان سے کوئی ایسا شخص نہ ملا ہو جس نے ان کو بات سکھا دی ہو۔ پس بچوں کی یہ شہادت قسم کے ساتھ آلودہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جس کے متعلق سنا گیا تھا کہ آپ کو وہ قتل کی دھمکی دے رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اگر اس نے مجھے قتل کر دیا تو اس کے متعلق فیصلہ کرنا خون کے ولی کے اختیار میں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے عورت کو عمداً قتل کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس عورت کے اولیاء کو ان دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دیا جائے یا تو وہ اس شخص کو قتل کر دیں اور اس کے اولیاء کو اس کا نصف خون بہا دیدیں یا وہ خود نصف خون بہا قتل کرنے والے سے وصول کرلیں اگر وہ ان کو نصف خون بہا دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی عورت عمداً کسی مرد کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اس عورت کو قتل کر دیا جائے اور اس سے زیادہ کہ قتل کر دی جائے نہ تو اس عورت پر نہ اس کی وجہ سے کسی اور پر کچھ واجب ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورت مرد کو زخمی کرنے کے گناہ میں خون بہا

ہیں سے ثلث ادا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ پس جب ثلث سے تجاوز کر جائے تو عورت کا زخم مرد کے زخم سے نصف پر فوق ہو جائے گا۔ مثلاً کسی نے اگر عورت کی انگلی کاٹ دیا تو اس پر سو دینار واجب ہو گا پس اگر دو انگلیاں کاٹ دی ہیں تو دو سو دینار واجب ہو گا اس طرح تین انگلیاں کاٹ دی ہوں تو تین سو دینار واجب ہو گا اس طرح اور چار انگلیوں کے کاٹنے پر دو سو دینار واجب ہوں گے کیونکہ دیت ثلث سے متجاوز ہو گئی ہے۔ ہر انگلی کے کاٹنے پر پچاس دینار واجب ہو گا۔ کیونکہ عورت کا خون بہا پانچسو زخم کی صورت میں پانچسو ہے جب تک وہ ثلث تک نہ پہنچے عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا کی طرح ہے ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جب جماعت کسی شخص کو قتل کر دے اور اس کو ان تمام نے مل کر مارا ہو اور کس کی ضرب سے وہ مرا ہے اس کا پتہ نہ چلے پس انھوں نے اگر قصداً مارا ہو تو ان کا ولی ان میں سے کسی ایک کو منتخب کر لے پس وہ اسے اپنے مقتول کے عوض قتل کر دے اور باقی لوگوں کے ذمے مقتول کے اولیاء کو قصاص کے طور پر حساب کے مطابق خون بہا دینا ہو گا۔ اگر وہ تین تھے تو ان میں سے ایک قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے اور باقی دو مقتول کے اولیاء کو خون بہا کا دو ثلث ادا کر دیں اور سزا کے طور پر دونوں کو اذیت پہنچائی جائے، اسی حساب کے مطابق کم اور زیادہ میں واجب ہے۔ ان حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ ایک کے عوض دو کو نہیں قتل کیا جا سکتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ دیا جس نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور دوسرے نے قتل کے لئے اس کو پکڑ رکھا تھا اور تیسرا یہ دیکھ رہا تھا کہ کہیں ان کے پاس کوئی آ نہ جائے آپ نے اس مقدمہ قتل میں یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ قاتل کو تو قتل کر دیا جائے اور جس نے مقتول کو پکڑ رکھا تھا اس کو کوڑے مار کر قید کر لیا جائے اور قید خانے میں اتنا مارا جائے کہ وہ ہلاک ہو جائے اس کو ہر سال پچاس دُرّے سزا کے طور پر مارے جائیں اور جو ان دونوں کے واسطے نگرانی کر رہا تھا اس کی

دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔

امام ابوعبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب غلام کسی مرد حر کو قصداً قتل کر دے تو اس کے عوض غلام کو قتل کر دیا جائے اور اگر اس نے خطا اور غلطی سے قتل کیا ہے تو اس کا آقا اگر چاہے تو اس گناہ کے عوض اس کو سزا کے لئے سپرد کر دے تو وہ اس کو سپرد کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو خون بہا کا فدیہ دے تو وہ فدیہ دے سکتا ہے۔ اور اگر کسی غلام نے کسی غلام کو قصداً قتل کر دیا ہو تو اس کا آقا اگر چاہے تو اس کو گناہ کے عوض مقتول کے آقا کو سپرد کر دے تو سپرد کر سکتا ہے اور اگر چاہے کہ غلام کی قیمت بطور معاوضہ دیدے تو وہ دے سکتا ہے اور اس کے فعل پر قاتل غلام کو مار کر اذیت دی جائے اور اگر آزاد مرد کسی غلام کو قصداً قتل کر دے تو اس پر غلام کی قیمت کا تاوان واجب ہوگا اور اس کو سخت ضرب پہنچائی جائے اور اس کی قیمت کا بدلہ حر کے خون بہا سے زیادہ نہ دیا جائے حر کے خون بہا سے زیادہ پر شہادت باطل ہوگی اور جب کوئی شخص اپنے ہی غلام کو قتل کر دے تو بادشاہ اس کی سخت تادیب کرے اور اس پر اس کے اور اللہ کے درمیان جو کچھ ہے وہ واجب ہوگا یعنی وہ ایک غلام کو آزاد کر دے یا مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرے اس کا قصاص نہ لیا جائے پس اگر اس نے غلام کو مثلہ کر دیا ہے تو اس کو سزا دی جائے اس بات پر غلام آزاد کر دیا جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی یہودی نصرانی کو قتل کر دے تو اس کی سخت تادیب کی جائے اور اس پر اس کے خون بہا کے طور پر آٹھ سو درہم تاوان لگائے جائیں پس اگر وہ قتل کا عادی مجرم ہے تو مشرک کے اولیاء ان کے اور مسلم کے درمیان خون بہا کا جو فرق ہے وہ دے دیں تو اس کے عوض عادی مجرم کو قتل کر دیا جائے اور اگر ان مشرکین میں سے کوئی کسی کو قتل کر دے تو اس کے دوسرے قاتل مشرک کو قتل کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی ذی رحم کو یا قریبی رشتہ دار کو قتل کر دے تو اس کے عوض اس کو بھی قتل کر دیا جائے اور

جو شخص اپنی ماں کو قتل کر دے تو ذلت کے ساتھ اس کی ماں کے بدلے میں اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی ماں کی طرف سے اس کو جو وراثت ملی ہے اس کے وارثان وارث نہ ہوں گے اور قرابتداروں میں سے جب کوئی کسی کو قتل کر دے تو اہلِ قرابت سے خوں بہا لے لیا جائے لیکن جب باپ بیٹے کو قتل کر دے تو نہ لیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی کو قصداً ضرب پہنچانے کی نیت سے کسی چیز کو اٹھایا اور وہ اس ضرب سے مر گیا تو یہ قصد سے ہوا ہے لہٰذا خوں بہا واجب ہو گا لیکن خطا تو اس کو کہتے ہیں کوئی کسی اور چیز کو مارتا ہوا اور وہ دوسرے کو جا کر لگ جائے یا اور کوئی کام کرتا ہوا اور وہ کسی کو جا کر لگ جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص قتل کر دیا جائے درانحالیکہ اس کے اولیاء کم سن ہوں اور غائب ہوں پس ان میں سے جو ولی اس دم حاضر ہو وہ قصاص طلب کرے تو اس کو قصاص کا حق ہے امام حسن علیہ السلام نے ابن ملجم لعنۃ اللہ تعالیٰ سے قصاص لیا تھا درانحالیکہ حضرت علی علیہ السلام کے اس وقت اور بھی چھوٹے چھوٹے بچے تھے آپ نے ان کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کیا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خون کے ولی کو قتل عمد میں اختیار ہے اگر چاہے تو قاتل کو قتل کر دے اور چاہے تو خوں بہا لے کر چھوڑ دے اور چاہے تو معاف کر دے، آپ نے فرمایا ہے کہ خون کے سلسلے میں ہر وارث کو معاف کرنے کا حق حاصل ہے سوائے میاں اور بیوی کے کہ ان دونوں کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور جو شخص خون معاف کر دے تو خون بہا لینے کا اس کو کوئی حق نہیں ہے الا آنکہ اس نے اس کی شرط کی ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب اولیاء میں سے کوئی خون معاف کر دے تو قتل زائل ہو جاتا ہے پس اگر باقی اولیاء خون بہا قبول کر لیں اور دوسرے قتل کو معاف کر دیں اور خوں بہا بھی معاف کر دیں تو انھوں نے جتنا معاف کیا ہے ان کے حصوں کے مطابق اتنا خوں بہا کم ہو جائے گا اور اگر تمام نے خوں بہا لینا

قبول کیا ہے اور ان میں سے کسی نے کچھ بھی معاف نہیں کیا ہے تو خون بہا میں سب کا حصہ ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شخص کو عمداً قتل کر دے اور مقتول کا کوئی ولی الدم موجود نہ ہو بجز اہل الذمہ تو آپ نے فرمایا کہ اہل الذمہ میں سے جو اس کے اہل قرابت ہوں ان کے سامنے اسلام پیش کیا جائے پس ان میں سے جو اسلام قبول کرے وہ مقتول کا ولی ہوگا اور قاتل کو اس کے حوالے کیا جائے گا پس اگر وہ چاہے تو قتل کر دے اور چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو خون بہا لے کر چھوڑ دے اور اگر اس کے اہل قرابت میں سے کوئی اسلام قبول نہ کرے تو امام اس کے امر کا ولی ہے اگر چاہے تو قاتل کو قتل کر دے اور چاہے تو خون بہا لے کر اس کو بیت المال میں رکھ دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو چوری یا قتل کرنے کے بعد حرم میں پناہ گزیں ہو گیا آپ نے فرمایا اس کو پناہ نہ دی جائے اور نہ کھانا کھلایا جائے اور نہ پانی پلایا جائے اور نہ اس کے ساتھ معاہدہ کیا جائے اور جب حرم سے حل میں داخل ہو تو اس پر حد جاری کی جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بڑی مشقت اور بلا ہے کہ کسی آدمی کو آگے کیا جائے پس اس کو قتل کر دیا جائے اور قیدی جب تک کہ بندھنوں میں بندھا رہے اور آدمی اپنی عورت کے شکم پر کسی اور شخص کو دیکھے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قصاص صرف تلوار ہی سے درست ہے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو صرف تلوار ہی سے اس کا قصاص لیا جا سکتا ہے چاہے اس نے کسی اور چیز سے کیوں نہ مارا ہو۔ اور آنکھ کا قصاص اس طرح سے لیا جائے کہ درست آنکھ پر روئی رکھ کر اس کو باندھ دیا جائے پھر آئینہ گرم کیا جائے اور جس آنکھ سے قصاص لیا جائے اس کی طرف بڑھا دیا جائے اور آنکھ کو اس کے آگے کھولا جائے یہاں تک کہ وہ آنکھ بہہ جائے اگرچہ جس سے قصاص لیا جا رہا ہے اس نے دوسری آنکھ پھوڑ دی تھی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے مثلہ کرنے سے منع

فرمایا ہے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو مثلہ کر دے تو اس کے عوض اس کو بھی مثلہ کیا جائے۔

فصل (۳)

خون بہا کا بیان

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ: ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الیٰ اھلہ الا ان یصدقوا: (ترجمہ) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو ایک مومن غلام کو آزاد کر دے یا لونڈی کو آزاد کر دے یا اس کے خاندان والوں کو خوں بہا دیدے الا آنکہ وہ معاف کر دیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ خوں بہا جس کے لوگ مالک ہوں اس میں سے لیا جائے، اونٹ کے مالکوں سے اونٹ لیا جائے اور گائے کے مالکوں سے گائے لی جائے اور بکری کے مالکوں سے بکری لی جائے اور اہل لباس سے لباس لیا جائے اور سونے کے مالکوں سے سونا لیا جائے اور چاندی کے مالکوں سے چاندی لی جائے اور جس کے پاس جو چیز موجود نہ ہو اس چیز کی اس کو تکلیف نہ دی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ سونے کے مالک ہیں ان سے ایک ہزار دینار بطور خوں بہا لیا جائے۔ اور جو چاندی کے مالک ہیں ان سے دس ہزار درہم لیا جائے اور جو اونٹ کے مالک ہیں ان سے سو اونٹ لیا جائے اور ہر اونٹ کی قیمت دس دینار ہونی چاہئے اور جو گایوں کے مالک ہیں ان سے دو سو گائیں لیجائیں اور ہر گائے کی قیمت پانچ دینار ہو اور بھیڑوں بکریوں کے مالک سے ایک ہزار بکریاں لی جائیں اور ہر بکری کی قیمت نصف دینار ہو اور جو کپڑوں کے مالک ہیں ان سے سو

لباس لئے جائیں اور ہر لباس کی قیمت دس دینار ہو یہ مسلمان شریف مرد کا خوں بہا ہے اور عورت کا خوں بہا جان کے عوض نصف لیا جائے اور زخموں کے عوض خوں بہا کا ثلث حصہ لیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ:۔ فمن عفی له من اخیه شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان، (ترجمہ) پس جو قاتل کو اس کے (ایمانی) بھائی (طالب قصاص) کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو اسے بھی اسی کے قدم بقدم نیکی کرنا اور خوش معاملگی سے خوں بہا ادا کر دینا واجب ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خوں بہا لے کر چھوڑ دینا قبول کرلے پس اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے جس کو خوں بہا لینے کا حق ہے کہ وہ اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئے اور دشوارگی نہ پیدا کرے اور جس پر خوں بہا ادا کرنا واجب ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور خوش معاملگی کے ساتھ خوں بہا ادا کر دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا غلطی سے خون کرکے خدا سے ملے گا درانحالیکہ خون کے لوگوں نے اس کا انکار کر دیا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس خون کے ساتھ ملے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ:۔ فمن تصدق به فهو کفارة له (ترجمہ) پس جو قصاص کو) معاف کر دے تو اس کے لئے کفارہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قصاص لینے والا جس قدر قصاص کو معاف کر دے گا اتنی ہی اس کی گناہیں معاف کر دی جائیں گی آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا گیا کہ: فمن اعتدی بعد ذلك فله عذاب الیم (ترجمہ) پس معاف کرنے کے بعد جو حد سے تجاوز کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خوں بہا قبول کرتا ہے اور پھر قتل بھی

کر دیتا ہے تو ایسے شخص کے لئے عذاب الیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کو قتل کر دیا جائے معاف نہ کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قتل کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کر دے یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قاتل کا توبہ یہ ہے کہ وہ مقتول کے اولیاء سے اقرار کرے پھر یہ توبہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اگر انھوں نے اسے معاف کر دیا ہے یا اس کے خوں بہا کو قبول کر لیا ہے۔

فصل (۴)

دیت ادا کرنے والوں پر خوں بہا واجب ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ: (ترجمہ) کسی مومن کو لائق نہیں ہے کہ وہ بجز غلطی کے کسی مومن کو قتل کر دے پس جو کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ مومن غلام کو آزاد کر دے یا اس کا خوں بہا اس کے خاندان والوں کو ادا کر دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے غلطی سے قتل کے سلسلے میں عاقلہ پر خوں بہا دینے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تین سال میں یہ خوں بہا ادا کیا جائے ہر سال میں ایک ثلث دیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے غلطی سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے ہو اور تمہارے قرابتدار کون ہیں؟ اس نے کہا کہ اس شہر میں نہ تو میرا قبیلہ ہے اور نہ کوئی

قرابتدار ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا کہ میں "موصل" کا رہنے والا ہوں اور وہیں میں پیدا ہوا ہوں اور وہاں میرے اہل قرابت اور گھرانے کے لوگ ہیں۔ پہلے تو امیرالمومنین نے کوفہ ہی میں اس شخص کے متعلق پوچھ گچھ کی تو وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہ ملا اور نہ قبیلے کا پتہ چلا تو پھر آپ نے اپنے "موصل" کے عامل کو ایک خط میں اس طرح سے لکھا کہ:۔ اما بعد: فلاں کا بیٹا فلاں جس کا یہ حلیہ ہے اس نے غلطی سے ایک مسلمان کا خون کر دیا ہے وہ کہتا ہے وہ موصل کا باشندہ ہے اور وہاں اس کے قرابت والے اور گھر کے لوگ ہیں میں اس شخص کو اپنے قاصد فلاں بن فلاں کے ہمراہ جس کا حلیہ یہ ہے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں پس جب انشاء اللہ وہ تمہارے پاس پہنچے اور تم میرے اس خط کو پڑھ چکو تو اس کے معاملات کی چھان بین کرو اور مسلمانوں میں اس کے قرابتداروں کے متعلق تحقیق کرو تم ان سب کو اپنے پاس بلا کر معلوم کرو پس اگر ان میں کوئی ایسا شخص ہو جو اس کا وارث ہو سکتا ہو اور قرآن میں اس کا ایسا حصہ ہو جس کو اس کے اہل قرابت میں سے کوئی قرابت دار میراث سے محجوب نہ کرتا ہو تو تم اس کا خوں بہا اس پر لازم کر دو اور تین سال کی مدت میں اس سے اس خوں بہا کو وصول کر لو، اور اگر اس کا کوئی ایسا قرابتدار اور موجود نہ ہو جس کا قرآن میں میراث کا حصہ مذکور ہو لیکن کوئی ایسا قرابتدار ہو جو نسب میں برابر کا درجہ رکھتا ہو اور وہ اس کے باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو اور ماں کی طرف سے بھی قرابت رکھتا ہو نسب میں برابر ہو پس تم جو اس کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہوں اور جو اس کی ماں کی طرف سے قرابتدار ہوں ان پر خوں بہا عائد کر دو۔ تم ان پر جو اس کے باپ کی طرف سے قرابتداری رکھتے ہوں خوں بہا کا دو تہائی حصہ عائد و لازم کرو اور اس کی ماں کی طرف سے جو مرد قرابتدار ہوں ان پر ایک ثلث خوں بہا لازم کرو پس اگر اس کے باپ کی طرف سے مسلمان مردوں میں سے کوئی قرابتدار موجود نہ ہو تو اس کی ماں کی طرف سے جو مسلمان مرد قرابتدار ہوں ان پر خوں بہا لازم کرو اور تین سال میں خوں بہا وصول کر لو۔ اور اگر ماں اور باپ کی طرف سے اس کا کوئی رشتہ

وارموجود نہ ہو تو اہل موصل میں سے ان لوگوں پر خوں بہا عائد کرو جن کے وہاں اس نے جنم لیا تھا اور تم مشقت میں نہ پڑنا اور نہ اہل موصل کے سوا کسی اور شہر کے لوگوں کو اس کے خوں بہا میں شامل کرنا اور پھر تم تین سال میں خوں بہا وصول کر لینا ہر سال ایک ایک قسط وصول کرنا تاکہ پورا خوں بہا وصول ہو جائے انشاء اللہ اور اگر موصل میں فلاں بن فلاں کا کوئی اہل موصل میں سے قرابتدار نہ ہو اور نہ یہ اہل موصل میں سے ہو تو تم اس کو میرے فلاں قاصد کے ساتھ واپس کر دو کیونکہ میں اس کا ولی ہوں اور اس کی طرف سے خوں بہا ادا کروں گا ایک مرد مسلم کا خون ضائع نہ ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دیت ادا کرنے والوں پر عمداً قتل کرنے والے کا خوں بہا واجب نہیں ہے ان پر تو صرف غلطی سے قتل کرنے والے کا خوں بہا واجب ہے اور وہ زخموں کے عوض صرف ثلث ادا کریں چاہے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور جو اس سے کم ہو تو اس کے اولیاء کے مال میں سے نہیں بلکہ خصوصیت کے ساتھ گنہ گار کے مال میں سے وصول کیا جائے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے قتل اور ان زخموں کے متعلق فرمایا کہ جن پر قصاص لیا جاتا ہے اگر قتل یا زخم کا ارتکاب قصداً کیا گیا ہے تو اس میں قصاص واجب ہے اگر غلطی سے قتل یا زخم ہوا ہے تو اس میں دیت ادا کرنے والوں پر خوں بہا واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خوں بہا دینے والا نہ عمداً اور نہ الزام اور نہ صلح اور نہ اعتراف کی بنا پر خون بہا دے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل الذمہ (ذمیوں) کے درمیان کوئی خوں بہا واجب نہیں ہے انھوں نے خطاء یا عمداً قتل یا زخمی کیا ہو تو ان کے مال پر خون بہا واجب ہوگا، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ اس نے غلطی سے قتل یا زخمی کیا ہے تو اس کے مال پر خوں بہا واجب ہوگا وہ تین سال کی مدت میں ادا کر دے پس اگر گواہان اس بات کی شہادت دیں کہ اس نے غلطی سے قتل کیا ہے تو انھوں نے اس کی

تصدیق کردی، خوں بہا اس کے رشتہ دار خوں بہا دینے والوں پر واجب ہو گا لیکن خطا، کا یہ خوں بہا عاقلہ پر عائد نہ ہو گا مگر عادل گواہوں کی گواہی سے واجب ہو گا قاتل کے اعتراف اور اس کی صلح کی وجہ سے تاوان ادا نہ کیا جائے گا۔

فصل (۵)

ایسے گناہوں کا بیان جن کے کرنے سے خوں بہا واجب ہوتا ہے۔ قصاص واجب نہیں ہوتا

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے دو شہسواروں کے متعلق فرمایا کہ اگر دو شہسوار متصادم ہوں اور دونوں مر جائیں یا ان میں سے ایک مر جائے یا کسی کو ٹوٹ پھوٹ جائے تو اس صورت میں ان دونوں نے اگر عمداً ایسا کیا ہے یا کسی ایک نے اپنے مدمقابل کو زخمی کرنے کا یا قتل کرنے کا قصد کیا ہے تو عمداً کرنے پر قصاص واجب ہو گا اور جس صورت میں خوں بہا واجب ہوتا ہے اس میں خوں بہا واجب ہو گا۔ اگر بالقصد نہیں بلکہ غلطی سے ایسا ہوا ہو تو پھر خوں بہا دونوں کے رشتہ داروں پر عائد ہو گا، اگر دونوں نے قصد کیا ہو تو ہر ایک پر آدھا آدھا خوں بہا واجب ہو گا کیونکہ دونوں میں سے ایک کو جو ٹوٹ پھوٹ گیا ہے وہ ایک ساتھ دونوں ہی کے فعل سے ہوا ہے اسی طرح غلطی سے دونوں باہم متصادم ہوں تو دونوں پر خوں بہا واجب ہو گا پس اگر ان میں سے ایک نے دوسرے کو زخمی کیا ہے تو زخمی کرنے والے پر اس کے مال میں عمداً کا خوں بہا واجب ہو گا اور مصدوم کو جو زخم پہنچا ہے اس کی وجہ سے دیت ادا کرنے والوں پر خوں بہا عائد ہو گا۔ اور اس کو جو زخم ہوا ہے وہ رائیگاں ہو گا کیونکہ یہ اس کے اپنے کئے کی وجہ سے ہوا ہے اس کا حال اس شخص کا ہے جو خود بخود اپنے گھوڑے سے گر گیا ہو یا جس پر دیوار گر پڑی ہو وغیرہ وغیرہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ بچوں کے مابین قصاص واجب نہیں ہے ان کا ایسا عمداً کرنا بھی خطا میں شمار ہوگا اور اس صورت میں صرف خوں بہا واجب ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مجنوں اور دیوانہ جس کی عقل مغلوب ہو اس نے یا کسی بچے نے قتل کر دیا ہو تو ان کا عمداً ایسا کرنا خطا شمار ہوگا، اور خوں بہا دونوں کے رشتہ داروں پر واجب ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی شخص کو عمداً قتل کر دے پھر قاتل کی عقل میں خلل واقع ہو جائے بعد ازیں کہ وہ صحیح العقل تھا تو ولی الدم کو اختیار ہے وہ جب چاہے قتل کر دے اور اگر بچہ و دیوانہ قتل کر دے تو دونوں کے رشتہ داروں پر خوں بہا واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص طبابت یا جراحی کا پیشہ کرے تو جس کے واسطے یہ کرے اس سے برات لے لے ورنہ وہ ضامن ہوگا یعنی اس صورت میں جبکہ وہ ماہر نہ ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک ختنہ کرنے والے کو ضامن قرار دیا تھا جس نے ایک بچے کا حشفہ کاٹ دیا تھا اور ایک ختنہ کرنے والی عورت کو ذمہ دار قرار دیا تھا جس نے ایک لڑکی کا ختنہ کیا تھا پس وہ بکثرت خون بہنے کی وجہ سے مر گئی تھی آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ کیا تو نے اس میں سے ذرا سا بھی باقی رہنے نہ دیا! آپ نے اس کو خون بہا کا ذمہ دار قرار دیا اور اس ختنہ کے رشتہ داروں پر خون بہا واجب کر دیا۔ اسی طرح سے خنان بھی اگر خطا کرے تو اس کے رشتہ داروں پر خوں بہا واجب ہوگا اور اگر اس نے قصداً ایسا کیا ہو تو ان پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے۔ ان حضرات نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جو کسی کے سر پر گر جاتا ہے اور نتیجہ میں

دونوں مرجاتے ہیں یا دونوں بیمار ہو جاتے ہیں یا ان میں سے ایک بیمار ہو جاتا ہے تو اس صورت میں گرنے والے کا خون رائگاں ہوگا اور جس پر وہ گرا ہے تو اس گرنے والے پر قصاص اور تاوان واجب ہوگا اگر اس نے ایسا قصداً کیا ہے اور غلطی سے گر پڑا ہے تو اس کے رشتہ داروں پر خون بہا واجب ہوگا اور اگر اس کو کسی نے دھکا دیا ہو تو ان دونوں کو جو کچھ بھی ہوگا ایک ساتھ اس کے عوض دھکا مارنے والے پر تاوان واجب ہوگا اگر اس نے ایسا قصداً کیا ہے اور اگر غلطی سے کیا ہے تو اس کے رشتہ داروں پر تاوان واجب ہوگا۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے کنواں کھودا یا مسلمانوں کے عام راستوں پر ناجائز طور پر کوئی چیز رکھا تو اس کی وجہ سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو وہ اس ہلاک کا ضامن ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ یمن میں ایک قوم کے چند اولیا اس قسم کا مقدمہ لیکر آئے کہ وہ لوگ شکار کے ایک گڑھے کے پاس جا کھڑے ہوئے جس میں ایک شیر گر پڑا تھا پس وہ اس کو جھانک کر دیکھنے لگے اتنے میں ایک شخص ان میں سے گر پڑنے کی حالت میں ہو گیا اس وقت وہ دوسرے سے چمٹ پڑا اور دوسرے نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرے نے چوتھے کو حتیٰ کہ چاروں گڑھے میں گر پڑے پھر شیر نے ان کو پھاڑ کھایا امیر المومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا کہ پہلا شیر کا شکار کا ہو گیا اس پر دوسرے کا ثلث خوں بہا واجب ہے اور دوسرے پر تیسرے کا دو ثلث خوں بہا واجب ہے، اور تیسرے پر چوتھے کا پورا خوں بہا لازم ہے اور چوتھے پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ آپ کے اس فیصلے پر ان میں اختلاف ہو گیا اور وہ سب بارگاہ رسالت صلعم میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے جو فیصلہ دیا تھا وہ بھی بیان کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس معاملے حضرت علی علیہ السلام نے جو فیصلہ دیا ہے وہی فیصلہ مانا جائے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے یہی روایت ہمیں دوسرے طریقے سے پہنچی ہے کہ شکار کے گڑھے پر لوگوں کا اژدھام ہو گیا اور چار آدمی اس میں ایک دوسرے کو پکڑ کر گر گئے پس آپ نے پہلے کے لئے ربع خوں بہا کا حکم دیا کیونکہ اس کے اوپر سے تین مر گئے تھے اور جو اس سے قریب تھا اس کے لئے ثلث خوں بہا کا فیصلہ دیا کیونکہ اس کے اوپر سے دو مر گئے تھے اور تیسرے کے لئے نصف خوں بہا کا حکم دیا کیونکہ اس کے اوپر سے ایک مر گیا تھا اور چوتھے کے لئے پورے خوں بہا کا حکم دیا اور یہ تمام ان لوگوں پر واجب کیا جو شیر کے گڑھے کے پاس موجود تھے، یہ قضیہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے دو شہسواروں کے تصادم کے قضیہ میں بیان کیا تھا جن میں سے ہر ایک اپنے اور اپنے دوسرے ساتھی کے فعل سے مر جاتے ہیں اور یہ روایت پہلی روایت کے خلاف ہے، لیکن معنوی اعتبار سے دونوں روایات ثابت ہیں پس پہلی روایت میں مذکور ہے کہ ان میں سے پہلا بغیر کسی کے اژدھام کی وجہ سے اژدھام پھیل گیا اور اس وقت اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا تو ان میں سے پہلا جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ شیر کا شکار ہو گیا اس کا خوں رائگاں ہے کیونکہ اس کے ساتھ کسی اور نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ رہا چوتھا شخص تو اس میں پورا خوں بہا واجب ہے کیونکہ اس نے کسی پر کوئی گناہ نہیں کیا ہے رہے دوسرے دو تو ان کے متعلق حکم گذر چکا ہے پس چوتھے کے اولیاء کو پورا خوں بہا ملے گا اور وہ تین پر واجب ہو گا۔ ان میں سے ہر ایک پر خوں بہا کا ثلث واجب ہو گا کیونکہ ان تینوں ہی نے چوتھے کو کھینچا تھا پہلے شخص کے اولیاء اور دوسرے شخص کے اولیاء اپنے ساتھی اور اپنے آدمی کی وجہ سے تاوان، وا کریں گے پس ثلث خوں بہا دوسرے کے اولیاء نے لیا اور تیسرے کے اولیاء دو ثلث تاوان کے ذمہ دار ہوئے پس انھیں جو ملا تھا اس میں ایک ثلث کا اضافہ کر دیا پس یہ خوں بہا چوتھے کے لئے پورا ہو گیا جس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا بلکہ اس کے پیشتر والوں نے اس پر گناہ کیا تھا پس پہلی روایت کا یہ مفہوم ہے لیکن دوسری روایت کا مفہوم اس کے برعکس ہے کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ لوگوں کا ہجوم

گڑھے پر ہو اپس اس میں چاروں گر پڑے پس آپ نے ان تمام کے لئے خوں بہا واجب قرار دیا اور اسے حاضرین پر عائد فرمایا کیونکہ جب انھوں نے ہجوم کیا تو جو شخص پہلے گرا تھا اس کو دھکا لگانے میں سبھی شریک تھے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ خوں بہا گھوڑے (جانور) کے صاحب پر عائد ہوگا اس سے جو کچھ ہوگا وہ اس کا ضامن ہوگا اور قیادت کرنے والا اور ہانکنے والا اور سواری کرنے والا یہ سب کے سب ضامن ہوں گے پہلا قول ہے اس کی تفسیر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے راستے میں جانور کو کھڑا کر دیا یا بازار میں کھڑا کر دیا یا غیر موزوں جگہ میں کھڑا کر دیا تو اس سے جو کچھ بھی نقصان ہوگا اس کا وہ ذمہ دار ہوگا۔ آپ نے سواری کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ جانور کے آگے کے دونوں پیروں سے نقصان ہو یا وہ اپنے منھ سے کچھ اٹھالے تو وہ ضامن ہوگا پس اس پر اس کا تاوان واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کے حکم سے اس جانور کا مالک ہے البتہ اس صورت میں تاوان واجب نہ ہوگا جبکہ اس کے اگلے پیر سے کوئی چھوٹا سا پتھر بے پرواہی سے اڑ جائے اور اس سے بچنا ممکن بھی نہ ہو۔ اسی طرح جانور کے پچھلے پیروں سے یا پونچھ سے کچھ ہو جائے تو اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ اور اگر سوار کے فعل کی وجہ سے کچھ ہوا ہو جیسے کہ وہ جانور کو مارتا ہو یا اس کو ہٹاتا ہوا اور وہ اپنا پیر زمین پر پٹکنے لگے یا وہ مارے اور جانور اپنی دم ہلائے اور اس سے کسی چیز کو لگ جائے یا جانور کے منھ کی لگام سوار اس کو روکنے کے لئے کھینچے اور وہ پیچھے مڑے پس اس جانور سے کسی چیز کو لگ جائے وغیرہ وغیرہ جانور سے اس طرح کسی چیز کو لگ جائے تو سائق اس کا ذمہ دار ہے اور اگر جانور کی پیٹھ کی زین وغیرہ اگر جانور سے گر پڑے تو اس کا ذمہ دار سائق ہے۔ اور ان اشیاء کے گرنے سے کسی کو نقصان ہو تو راکب اور سائق دونوں ذمہ دار ہوں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سوار کے پیچھے سوار ہونے والے پر جب جانور سے کچھ ہو جاتا تو دونوں پر برابر تاوان لگاتے تھے اور حضرت امیرالمومنین

علیہم السلام سے مروی ہے دونوں حضرات نے جھکی ہوئی دیوار کے متعلق فرمایا ہے
کہ کسی ایسی دیوار کے نیچے اس کے مالک کے پاس جائے جو جھک گئی ہے یا اس دیوار
سے کاؤ اس قدر واضح ہو کہ اس کا گرنا غیر مامون ہو درانحالیکہ اس کا مالک جانتا ہے اور
نے پھر بھی اس کو باقی رکھا ہے اس کو زمین دوز نہیں کرتا اور نہ کھمبے لگاتا ہے پس اگر
دیوار گر جائے اور اس سے کسی کو نقصان ہو جائے تو اس کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہے

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی بالغ مزدور
اجرت پر رکھا یا اس سے مدد لیا یا اس کو کسی کام میں لگا دیا پس وہ مدد کرتے کرتے
ہلاک ہو گیا مالک کی جانب سے کسی قسم کے گناہ کے بغیر تو اس صورت میں اس پر کچھ بھی واجب
نہ ہوگا اور اس کا خون رائگاں ہوگا اور اگر کسی نابالغ بچے سے اس کے اس ولی کی اجازت
کے بغیر جو اس کی تولی کرتا ہے یعنی جس کا حکم اس میں چلتا ہے اس سے اپنے کام میں مدد لیا یا
کسی غلام سے اس کے آقا کی اجازت کے بغیر مدد لیا یا دونوں کو اجرت پر رکھا اور وہ
دونوں ہلاک ہو گئے تو مدد لینے والا ان کی ہلاکت کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن اگر اس ولی
کی اجازت سے جس کا حکم جائز ہوتا ہے یا غلام کے آقا کی اجازت سے مدد لیا ہے تو
اس صورت میں مدد لینے والے پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق
فیصلہ دیا جو ایک قوم کے گھر میں ان کی بغیر اجازت کے داخل ہو گیا تھا پس ان کے کتے
نے اس کو کاٹ کھایا آپ نے فرمایا کہ اس کے ذمہ دار وہ لوگ نہیں ہیں۔ آپ کی خدمت میں
عرض کیا گیا کہ اگر ان کی اجازت سے داخل ہوتا تو؟ آپ نے فرمایا کہ پھر تو وہ لوگ ذمہ
دار ہوں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خراش لگنے یا سر کے زخم
یا ان دونوں سے کم زخم پر قصاص واجب نہیں ہے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو زخم گہرا
نہ ہو اور سر کے اندر تک نہ پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں تاوان واجب ہے آپ نے فرمایا
کہ سر پھٹ جانے اور نیزہ کا زخم اور ہڈی کے ٹوٹ جانے پر قصاص واجب نہیں ہے

ایسے تمام زخموں پر تاوان واجب ہے۔ اصل میں تو قصاص ان کے علاوہ اعضا ہو تو واجب ہے وہ اس طرح سے کہ قصاص لینے میں کم و زیادتی نہ ہو اور حد سے زیادہ سے قصاص لیا جائے اس کی موت کا خوف نہ ہو تو قصاص مباح ہے لیکن جو اس کے علاوہ ہے تو اس میں تاوان واجب ہے اگر خطا سے ہوا ہے تو ورثہ داروں پر خون بہا جن صورتوں میں واجب ہوتا ہے انھیں صورتوں میں ان پر تاوان واجب ہوگا، ہم نے اس سے قبل زخموں کے تاوان کا بیان کر دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے کسی مرد کا آلہ تناسل کاٹ لیا ہو یا کسی مرد نے عورت کی اندام نہانی کاٹ لی ہو اور دونوں نے قصداً ایسا کیا ہو تو دونوں کے درمیان کوئی قصاص واجب نہیں ہے البتہ ان میں سے ہر ایک کے مال میں سے تاوان لیا جائے اور تکلیف دہ سزا دی جائے اور اگر مرد اس عورت کا شوہر ہو تو اس کے رکھنے پر مرد کو مجبور کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی عورت کے ساتھ جماع کرتا ہے پس اس کو کشادہ کر دیتا ہے پس جب انزال کی منزل پر پہنچتا ہے تو پیشاب نہیں روک سکتی آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے مثل عورت کے ساتھ جماع نہ کیا جاتا ہو یا اس پر سختی سے پیش آئے تو اس شخص پر خون بہا واجب ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک عورت کے متعلق حکم دیا تھا جس نے ایک لڑکی کا پردۂ بکارت اپنے ہاتھ سے چاک کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس عورت پر اس لڑکی کا مہر واجب ہے اس کے علاوہ اس کو سزا بھی دی جائے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ شکم مادر کے بچے کے پانچ اجزا ہیں اور ہر جزو پر خون بہا کا ایک جزو واجب ہے پس نطفہ ہو تو بیس دینار واجب ہے اگر کسی عورت کو مارا گیا ہو پس اس نے نطفہ ساقط کر دیا اس کے تغیر سے پہلے تو اس صورت میں بیس دینار تاوان واجب ہوگا۔ اور علقہ پر چالیس دینار اور مضغہ پر ساٹھ دینار عظم ہڈی بن جائے تو اسی دینار اور

ہو جائے تو اس میں سو دینار واجب ہے۔
ہیں روح آجائے تو پورا خوں بہا یعنی ایک ہزار دینار واجب ہے،
اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ :۔ ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ..... ثم انشاء
ناہ خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (ترجمہ) اور ہم نے انسان کو گیلی
مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ہم نے اس کو محفوظ جگہ (عورت کے رحم) میں نطفہ بنا کر رکھا .....
پھر ہم نے روح ڈال کر اس کو دوسری صورت میں پیدا کیا پس بابرکت ہے وہ خدا جو احسن الخالقین ہے
حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے لونڈی کے شکم کے بچہ کے مقدمہ میں ۲۳/۱۶
اسکی ماں کی قیمت کا عشر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے
آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ مسلمان کی جس قدر چیزیں حرام
قرار دی ہیں اتنی میت ہو جانے کے بعد بھی حرام قرار دی ہے پس جو شخص کسی مردہ مسلمان سے
کوئی ایسا فعل کرے جس سے زندگی میں ہلاکت ہو سکتی ہے تو اس پر خوں بہا واجب ہو گا۔
اور ہلاکت سے کم پر اس کے حساب کے مطابق خوں بہا واجب ہو گا۔ مردہ کا خون بہا
اس جنین کے خوں بہا کے مانند ہے جس میں ابھی روح پیدا نہیں ہوئی ہے اس کے اعضاء
پر جو زخم بھی پہنچے گا اس کے مطابق تاوان واجب ہو گا۔ اور اس کا کوئی وارث نہ ہو گا
کیونکہ میت کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ اس کی موت کے بعد ہوا ہے۔ پس جب اس کا مثلہ
کر دیا جائے تو اس تمثیل کے بعد جو واجب ہو گا وہ اس کو ملے گا اس کے وارثوں کو نہیں پس
اگر وہ قرضدار ہے تو اس کا قرض اس سے ادا کیا جائے اور حج کی ضرورت ہو تو حج کیا جائے
اور غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ و خیرات کیا جائے اور اس کی طرف سے خیر کے کاموں
میں دے دیا جائے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی اژدہام
میں مر جائے تو اس کا خوں بہا ان لوگوں پر واجب ہو گا جنہوں نے اس پر اژدہام کیا تھا
بشرطیکہ ان کو پہچان لیا جائے اور نہ پہچاننے کی صورت میں خوں بہا بیت المال میں

سے ادا کیا جائے آپ نے ایک شخص کے متعلق فیصلہ
پانی مانگا تھا پس انھوں نے اس کو پانی نہ دیا اور اس کو اسی حال پر
کی وجہ سے ان کے درمیان مر گیا درانحالیکہ ان کے پاس پانی موجود تھا پس آپ نے خون بہا
کا ضامن ان کو بنایا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے چھ لڑکوں کے متعلق فیصلہ دیا تھا جو
پانی کے اندر گئے تھے پس ان میں سے ایک ڈوب گیا تھا جس کے بارے میں تین نے یہ شہادت
دی کہ دو لڑکوں نے مل کر اس کو غرق کر دیا ہے اور ان دونوں نے یہ شہادت دی کہ ان تینوں
نے اس کو غرق کیا ہے پس آپ نے ان پر اخماس کے حساب سے خون بہا واجب فرمایا اور ان
دونوں پر خون بہا کے تین خمس عائد کئے اور ان تینوں پر دو خمس واجب کیا تھا اسی طرح
آپ نے چار آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا جنہوں نے شراب پی اور باہم چھری سے مار پیٹ
کی تھی پس ان کو پکڑ کر بند کر دیا گیا اس وقت ان میں سے دو مر گئے اور دو زندہ رہے۔ اس
وقت مقتولین کے وارثوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان دونوں سے فدیہ دلائیے اور حال یہ
تھا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی گناہ کا اقرار نہیں کرتا تھا اور نہ کسی پر کوئی حجت
ثابت ہوئی تھی۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ شاید ایسا ہوا ہو کہ جو دو مر گئے ہیں
ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے!
پس آپ نے ان دونوں مقتولین کا خون بہا چاروں پر لگا دیا اور باقی جو دو زندہ تھے
ان کے زخموں کا خون بہا دونوں مقتولین کے خون بہا میں سے وصول کر لیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے متعلق فیصلہ دیا
تھا جس نے کسی جانور کو بیکار قتل کر دیا۔ یا درخت کو کاٹ ڈالا یا کھیتی اُجاڑ دی۔
یا کوئی گھر گرا دیا، یا کسی کنویں یا نہر کو مٹی سے بھر دیا تو ان صورتوں میں جس قدر
اس نے نقصان پہنچایا ہے اس کی قیمت کے مطابق اس سے تاوان لیا جائے اور سزا
کے طور پر چند کوڑے لگائے جائیں اور اگر اس نے بغیر قصد غلطی سے ایسا کیا ہے تو اس
پر صرف تاوان واجب ہوگا قید اور سزا واجب نہ ہوگی اور جانور کو جس قدر اس نے

نقصان پہنچایا ہے اتنی قیمت اس پر واجب ہوگی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے ایک شخص کے خلاف فریاد کی کہ اے رسول خدا صلعم! اس شخص کے بیل نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے۔ تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں حضرت ابوبکر سے جا کر پوچھو، اور اُن سے پوچھ کر میرے پاس واپس آکر جو کچھ اُنھوں نے کہا ہو بیان کرو، پس ان دونوں نے حضرت ابوبکر سے سوال کیا تو اُنھوں نے کہا کہ تم پر تاوان واجب نہیں ہے پس وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جواب سے آپ کو واقف کیا تو آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اچھا حضرت عمر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ کہیں مجھے واپس آکر بتاؤ، پس دونوں نے اُن سے بھی پوچھا تو وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر نے جواب دیا تھا، پس ان دونوں نے رسول خدا صلعم کو حضرت عمر کے اس جواب سے واقف کیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور ان سے پوچھ کر مجھے خبر کرو۔ پس انھوں نے آپ سے بھی پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر بیل نے گدھے کی جگہ پر داخل ہو کر اس کو قتل کیا ہے تو بیل کا مالک ذمہ دار ہے اور اگر گدھا بیل کی جگہ میں خود گیا تھا تو بیل کے مالک پر کچھ واجب نہیں ہے۔ دونوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں واپس آکر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے اس جواب سے خبر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس خدا کے لئے تمام حمد و ثنا ہے۔ جس نے میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو پیدا کیا جو انبیاء کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے یمن میں ایک گھوڑے کے متعلق حکم دیا تھا جو چھوٹ گیا تھا اور اس نے اپنے پاؤں سے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا پس آپ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور فرمایا کہ اگر گھوڑا چھوٹ گیا ہے تو پھر اس کے مالک پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس نے خود چھوڑا تھا یا اس کو اچھی طرح سے باندھا نہ تھا تو پھر اس کا مالک ذمہ دار ہے۔ پس امیر المومنین علیہ السلام کے اس فیصلے کو یمن والوں نے پسند نہیں کیا اور انھوں نے رسول خدا صلعم کی خدمت میں

حاضر ہو کر کہا کہ اے رسول خدا صلعم! حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے، اور ہمارے ایک آدمی کا خون رائگاں قرار دیا ہے غرض کہ انھوں نے آنحضرت صلعم کو پورے واقعہ سے واقف کیا تو آپ نے فرمایا کہ علی ظلم کرنے والے نہیں اور نہ وہ ظلم کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ علی کا حکم میرا حکم ہے اور اُن کی بات میری بات ہے وہ میرے بعد تمہارے ولی ہیں سوائے کافر کے ان کا قول و حکم اور کوئی رد نہیں کر سکتا ہے اور مومن کے سوا ان کے قول و حکم سے کوئی اور راضی بھی نہیں ہو سکتا ہے جب یمن والوں نے رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد سنا تو وہ بول اُٹھے کہ اے رسول خدا صلعم ہم حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے سے راضی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بس یہی تمہاری توبہ ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے چوپایوں کے متعلق فرمایا کہ جب تک وہ چھوڑے گئے ہوں ان کے مالکوں پر کوئی تاوان واجب نہ ہوگا یعنی جو جانور ان کی ملکیت میں ہیں یا ان سے چھوٹ کر بھاگ گئے ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک اونٹ کے متعلق فرمایا جو بدک کر گھر سے نکل گیا تھا اور اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا پس مقتول کے بھائی نے آکر اس اونٹ کو مار ڈالا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک مقتول کے خون بہا کا ذمہ دار ہے وہ صرف اپنے اونٹ کی قیمت لے سکتا ہے یعنی جبکہ اس نے اونٹ کو چھوڑ دیا ہو جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا ہے۔

فصل (۶)

اُن صورتوں کا بیان جن صورتوں میں نہ خون بہا واجب ہے اور نہ تاوان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو ایک عورت کے پاس گیا اور اس نے اس کے ساتھ بالجبر جماع کیا اور اس کے نرخ کے

کو مار ڈالا پس جب وہ باہر نکلا تو اس عورت نے اس کو ایک کلہاڑی سے قتل کر دیا پس آپ نے اس شخص کا خون رائگاں قرار دیا اور اس شخص کے مال میں سے لڑکے کا خون بہا اور اس کی مہر دینے کا حکم دیا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد کسی عورت کو پھسلائے اور وہ اس شخص کو دھکے مار کر قتل کر دے تو اس کا خون رائگاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ چور کا خون بھی رائگاں ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس کو اپنی جان بچانے کی خاطر قتل کر دے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ دیا جس نے ایک شخص کو دانت کاٹا تھا اور اس نے اس کے ہاتھ کو زخمی کر دیا تھا پس اس نے اس شخص کے آگے دو دانت توڑ دیئے پس آپ نے اس کو رائگاں قرار دے دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شخص کو مارے اور وہ اس سے کسی چیز کے ذریعہ بچاؤ کر رہا ہو اور اس سے بچاؤ کرتے وقت لگ جائے تو یہ خون ضائع ہوگا۔ اسی طرح آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی شخص کو اپنے جانور پر سوار کرنے کا قصد کیا تھا پس اس شخص نے جب جانور کو مارا تو سوار گر پڑا آپ نے فرمایا کہ جانور کو مارنے پر کچھ بھی واجب نہیں ہے یعنی اس صورت میں کہ وہ اپنے نفس کا دفاع اس طرح سے کر رہا ہو جس طرح سے کہ لوگ اپنا بچاؤ کرتے ہیں اور آدمی کو قصداً گرانا مقصود نہ ہو لیکن اگر گھوڑے کو مار کر سوار کو گرا دینا مقصود ہو یا کسی اور طریقے سے اس کو گرا دینا چاہتا ہو تو اس صورت میں وہ ذمہ دار ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی قوم کے گھر کے سوراخ سے جھانکا تاکہ وہ انکی شرمگاہوں کو اپنی آنکھ سے دیکھے پس انھوں نے اس کی آنکھ کو پھوڑ دیا تو یہ رائگاں ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کو قبیلہ میں کوئی لاش مل جائے اور اس پر کوئی نشان نہ ہو تو اہل قبیلہ اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اپنی موت مر گیا ہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سزا یا

قصاص کے وقت مرجائے تو وہ قرآن کا مقتول ہے۔ اس میں کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

فصل (۷)

قسامت (قسم) کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم پر فیصلہ کیا تھا خاص طور پر اگر شاہد ایک ہو تو قسم پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ میں قسم سے ہی فیصلہ کیا تھا اور امام حسن علیہ السلام نے بھی قسم پر فیصلہ کیا تھا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں ہمارا کوئی بھی دشمن قسامت سے خوش نہیں ہے اور ہمارا کوئی چاہنے والا اس کا منکر نہیں ہے۔ قسامت تو برحق ہے وہ ہمارے نزدیک نوشتہ فرض ہے اگر قسم نہ ہوتی تو لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے اور اس پر کچھ بھی نہ ہوتا۔ قسم تو لوگوں کے لئے باعث نجات ہے اور جملہ حقوق میں مدعی کے خلاف ثبوت و دلیل ہے۔ اور مدعا علیہ پر قسم واجب ہے مگر خون کے سلسلے میں تو خاص طور سے واجب نہیں ہے کیونکہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک ایک انصاری مرد غائب ہو گیا جب انصار نے اس کو مقتول پایا تو انھوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! فلاں یہودی نے ہمارے آدمی کو مار ڈالا ہے پس آپ نے فرمایا کہ ثبوت کے طور پر تم لوگ دو عادل مردوں کو پیش کرو جو تم میں سے نہ ہوں تو تم کو اس کا پورا تاوان دلاؤں گا یعنی جبکہ یہودی قتل سے انکار کر دے پس اگر تم کو دو شاہد نہ ملیں تو تم پچاس آدمیوں کی قسم پیش کرو تو میں تم کو پورا تاوان دلاؤں گا، انھوں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! ہمارے پاس تو کوئی شاہد نہیں ہے اور ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ کسی ایسی چیز کے لئے قسم کھائیں جس کو ہم نے نہ دیکھا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تو پھر یہود قسم کھائیں کہ انھوں نے مرد انصاری کو نہیں مارا ہے اور وہ کسی قاتل کو بھی نہیں جانتے، انصار نے

کہا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! یہود قسم بھی کھاتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اس کا خون بہا ادا کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے قسم ہی کی وجہ سے تو مسلمانوں کا خون محفوظ کیا ہے، تاکہ جب فاسق و فاجر کو فرصت کا وقت ملے تو اس کو قسم کا خوف قتل سے مانع ہوگا اور اس گناہ سے باز آجائے گا اگر کسی قوم کے درمیان کوئی مقتول ملے تو ان پر پچاس آدمیوں کی یہ قسم واجب ہے کہ ہم نے اس شخص کو نہ تو قتل کیا ہے اور نہ کسی قاتل کو ہم جانتے ہیں، پھر جب ان کے درمیان کوئی مقتول پایا جائے تو ان پر خوں بہا کا تاوان لازم کیا جائے آنحضرت صلعم کا اس سے یہ مقصد ہے کہ کس کا لطخ یعنی آلودگی نہ ہو کہ جس کے ساتھ خون کے اولیاء کو قسم کھانا پڑے اور پھر وہ خوں بہا کے حقدار ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا تھا اور آپ نے ان سے اس وجہ سے فرمایا تھا کہ مرد انصاری خیبر میں یہودیوں کے پرانے کنویں میں مقتول حالت میں پایا گیا تھا اور یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مرد انصاری عبداللہ بن سہل تھے وہ اپنے چچا زاد بھائی محیصہ بن مسعود کے ہمراہ کسی ضرورت سے خیبر کی طرف گئے تھے، کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں کسی مشقت کی وجہ سے خیبر کے باغات میں علیحدہ ہو گئے تھے تاکہ کچھ پھل پا جائیں اور یہ دونوں عصر کے بعد علیحدہ ہوئے تھے اور عبداللہ رات ہونے سے قبل مقتول حالت میں پائے گئے تھے اور خیبر صرف یہودیوں کا گھر تھا جہاں ان کے سوا کوئی اور نہ رہ سکتا تھا اور یہود و انصار کے درمیان کھلی عداوت تھی پس جب اس قسم کے مشابہ اسباب موجود ہوں تو یہ لطخ آلودگی ہے اس کے ساتھ قسم کھانا لازمی ہے اور جب کوئی لطخ اور نہ کوئی ثبوت ہو تو پھر جن کے درمیان مقتول ملا تھا ان پر قسم کھانا واجب ہوتا ہے، ان میں سے پچاس آدمی اس بات کی قسم کھائیں کہ نہ انھوں نے قتل کیا ہے اور نہ وہ کسی قاتل کو جانتے ہیں، پھر ان تمام پر جب ان کے درمیان کوئی مقتول ملے تو خوں بہا عائد کر دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلعم سے وارد ہے اور جب میت (مرنے والا) یہ کہہ دے کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا ہے تو یہ لطخ ہے اس کے ساتھ قسم بھی واجب ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام جب مقتول کو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپ اس کا خوں بہا ان لوگوں پر عائد کرتے جو اہل قریہ

میں سے اس کے زیادہ قریب ہونے اور جب قتیل کو گاؤں کے دروازہ سے لایا جاتا تو اس کا خون بہا اہل قریہ پر عائد کرتے اور جب دو قریوں کے درمیان سے لایا جاتا تو آپ دونوں کے درمیان قیاس کرتے اور جو ان میں سے قریب ہوتا اس گاؤں کے لوگوں پر اس کا خون بہا لازم کرتے اور جب مقتول کسی جنگل میں یا میدان میں ملتا جو کسی گاؤں سے قریب نہ ہو تو آپ اس کا خون بہا مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کرتے اور فرماتے کہ اسلام میں کسی کا خون رائگاں نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قتل عمد کے سلسلے میں پچاس آدمیوں کی قسم لازمی ہے اور غلطی سے خون ہو جانے میں پچیس آدمیوں کی قسم کی ضرورت ہے اور زخم ہو تو اس کے مطابق قسم لازم ہوتی ہے۔

فصل (۸)

اعضاء و جوارح پر گناہ کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے بال کے متعلق فیصلہ دیا تھا کہ اگر پورا بال اس طرح اکھاڑ دیا جائے کہ پھر نہ اُگے تو اس میں پورا خون بہا واجب ہے۔ اور اگر کچھ بال نکلے اور کچھ نہ نکلے تو اس کے حساب سے خون بہا واجب ہوگا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر بال نکل آئے تو اس صورت میں بتیس دینار تاوان واجب ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کسی عورت کا سر مونڈ دیا ہو تو اس کو قید خانے میں اس وقت تک رکھا جائے جب تک کہ بال نہ نکل آئے اور اس درمیان اس کو باہر نکالا جائے اور مار کر پھر قید خانے میں ڈال دیا جائے۔ پس جب بال نکل آئے تو اس کی مثل عورتوں کا مہر اس شخص سے لیا جائے الا آنکہ سنت کے مہر سے زیادہ ہو تو اس کو سنت میں بدل دیا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے سر کی کھال کے متعلق

یہ فیصلہ دیا تھا کہ اگر اُتار لی جائے تو اس صورت میں پورا خوں بہا واجب ہے اور جب پیشانی کی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کو بلا کسی عیب کے جوڑ دیا جائے تو اس صورت میں ایک سو دینار واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے آدمی کی کنپٹی کے متعلق فیصلہ دیا کہ جب اس میں اس قدر چوٹ لگ جائے کہ جب تک مرجائے جائے التفات ممکن ہی نہیں تو اس صورت میں نصف خوں بہا واجب ہے۔ یعنی پانچسو دینار واجب ہیں اور جو اس سے کم ہو تو اس کے حساب سے خوں بہا واجب ہوگا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ابروؤں پر دیت واجب فرمایا تھا ہر ایک ابرو پر نصف خوں بہا واجب کیا تھا جبکہ اکھاڑنے کے بعد نہ اُگے اور اگر اُگ آئے تو ہر ابرو کے لئے دس دینار تاوان واجب ہوگا، اور ابرو میں سے جس قدر نکل جائے اس حساب سے تاوان واجب ہوگا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے آنکھ کی اوپر کی پلک کے متعلق فرمایا کہ جب اس پر زخم لگ جائے اور وہ اُلٹ جائے تو اس میں آنکھ کے دیت کا ثلث حصہ واجب ہے، اور نیچے کی پلک میں کچھ ہو جائے تو نصف دیت واجب ہے۔ اور اس کے علاوہ جو چوٹ لگ جائے تو اس کے حساب سے تاوان واجب ہے اور جب آنکھ کی تمام پلک اکھاڑ دی جائے اور پلک نہ اُگے تو دونوں آنکھ کے لئے دیت واجب ہے۔ ہر ایک کے لئے چوتھائی دیت واجب ہے اوپر اور نیچے کی دونوں پلکیں اس صورت میں برابر ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دونوں آنکھوں میں دیت واجب ہے ہر ایک کے لئے نصف دیت ہے، اور آپ نے اعور یک چشم کی درست آنکھ کے متعلق فرمایا کہ اس پر پوری دیت واجب ہے۔ یعنی جب کہ اس آنکھ کا دیت نہ لیا گیا ہو جو کانی ہو گئی ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب قصداً اعور کی صحیح آنکھ پھوڑ دی جائے پس وہ اندھا ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو جس نے اس کی آنکھ پھوڑی ہے وہ اس کی ایک آنکھ پھوڑ دے اور نصف تاوان لے یا اگر چاہے تو

پوری دیت لے لے اور اس کی آنکھ کو نہ پھوڑے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اعور کے متعلق فرمایا کہ جب وہ کسی کی صحیح آنکھ پھوڑ دے تو اس کی بھی صحیح آنکھ کو پھوڑ دیا جائے۔ امام جعفر الصادق کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ پھر تو وہ اندھا بن جائے گا تو آپ نے فرمایا کہ حق تو یہی ہے کہ اس کو اندھا کر دیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ثابت و برقرار آنکھ یعنی جس کی پتلی صحیح ہو اس کے متعلق فرمایا کہ جب اس کو پھوڑ دیا جائے اور جس کی آنکھ پھوڑی گئی ہے اس کو نظر نہ آئے تو سو دینار تاوان واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کو مارا جا رہا ہو پس اس کی کچھ بصارت ضائع ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ جس قدر بصارت ضائع ہو گئی اسی قدر تاوان واجب ہو گا۔ پس ایک انڈا لیا جائے اور اس کے اندر سے سب کچھ نکال دیا جائے اور اس کو کسی کے ہاتھ میں دے کر بال سے لٹکا دیا جائے اور جس آنکھ میں زخم ہو اس کو باندھ دیا جائے، پھر اس کے لئے وہ شخص انڈے کو حرکت دے درانحالیکہ وہ چلتا ہو اور اس سے دور ہوتا جائے پس جب وہ کہے کہ میں انڈے کو دیکھتا ہوں اس وقت تک زیادہ دور ہوتا جائے یہاں تک کہ وہ کہے کہ میں کچھ بھی نہیں دیکھتا ہوں پس جب وہ یہ کہے تو اس جگہ پر نشان لگا دیا جائے پھر اس کی طرف لوٹ کر آئے اور اس کے آگے چلے دوسری جانب سے یہاں تک کہ وہ کہے میں نہیں دیکھتا ہوں پس اس جگہ پر نشان کر دیا جائے اس طرح سے چاروں طرف سے کیا جائے پھر بعض کو بعض کی طرف سے قیاس (ناپا) جائے پس اگر چاروں طرف سے برابر ہو تو اس کی تصدیق کی جائے اور اگر ایک دوسرے سے زیادہ ہو تو اس سے کہا جائے کہ تو جھوٹا ہے۔ اس کے ساتھ پھر سے اس طرح سے یہ عمل کیا جائے یہاں تک کہ چاروں طرف سے ناپ درست ہو جائے اور یہ لائق ہے کہ اس کے درمیان اور جو انڈا لے کر چلتا ہے اس کے درمیان پردہ کر دیا جائے تاکہ وہ اس کے قدموں کی نقل و حرکت نہ دیکھ سکے۔

اور نہ اس کے قدموں کی مسافت کو گن سکے پس جب چاروں طرف سے مسافت برابر ہو تو اس کی صحیح آنکھ کی بصارت کا منتہا معلوم ہو جائے گا۔ پھر اس کی صحیح آنکھ کو باندھ دیا جائے اور جس آنکھ میں چوٹ لگی ہے اس کو کھول دیا جائے اور اس کے ساتھ جس طرح یہ پہلے کیا گیا تھا ویسا ہی عمل کیا جائے پس جب اس کا ناپ برابر ہو جائے تو اس کے اور پہلے کے درمیان جو فرق ہو اس حساب سے دیت مقرر کی جائے آپ نے کان کے ساتھ بھی اسی طرح سے کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے ورہم بجانے کا حکم دیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اندھے کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی صحیح آدمی کی آنکھ کو پھوڑ دے تو آپ نے فرمایا کہ اس پر دیت لازم ہے اور اگر اس نے ایسا قصداً کیا ہے تو اس کو سزا دی جائے اور اگر اس نے خطا سے ایسا کیا ہے تو دیت اس کے رشتے داروں پر واجب ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کو اتنا پیٹا جائے کہ جس سے اس کی تمام سماعت ختم ہو جائے تو اس میں پوری دیت واجب ہے پس اگر اس کی تہمت لگائی گئی ہو، تو آواز والی چیز بجائی جائے اتنے نزدیک سے اس طرح کہ اس کو نہ معلوم ہو اور وہ نہ دیکھتا ہو بلکہ وہ غافل ہو اور آواز اور گفتگو سے پتا لگایا جائے حتیٰ کہ اس کی سماعت کے چلے جانے کا علم ہو جائے۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے جب کہ دونوں کان جڑ سے توڑ دیئے جائیں تو اس میں پوری دیت ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور خطا کی صورت میں ہر ایک کان کے توڑنے پر نصف دیت واجب ہے اور عمداً کیا جائے تو اس صورت میں کان کا قصاص لیا جائے اور آپ نے ناک کے بارے میں فیصلہ دیا تھا کہ اگر غلطی سے کاٹی گئی ہو تو اس میں پوری دیت دینا واجب ہے اور عمداً کاٹی جائے تو اس کا قصاص لیا جائے۔ وہی صورت آنکھ کی بھی ہے اور جب ناک پیٹ کر دی جائے تو اس میں پچاس دینار واجب ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے دونوں ہونٹوں کے بارے میں فرمایا کہ جب توڑ دیا جائے تو خوں بہا واجب ہے اوپر کے لئے نصف اور نیچے ہونٹ کے لئے دو ثلث خوں بہا واجب ہے

کیونکہ وہ کھانے اور تھوک کو پکڑتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے دانتوں کی دیت کے بارے میں فرمایا کہ اگر آگے کے بارہ دانتوں میں سے کسی ایک دانت کو غلطی سے توڑ دیا جائے تو ہر دانت کے لئے پچاس دینار دیت دینا ہوگا اور ان کو ثنایا، (ناعیہ) اور انیاب کہتے ہیں۔ اور پیچھے کے دانتوں میں سے اگر غلطی سے کوئی دانت توڑ دیا جائے تو ہر دانت کے لئے پچیس دینار دیت دینا ہوگا اور وہ کل سولہ دانت ہیں۔ ہر جانب سے چار چار ہیں پس تمام دانتوں کی پوری دیت ہے اور اسی عدد کے مطابق دیت کا حساب ہے۔ حساب تو فقط سولہ پر ہی ہے، اور جس شخص کے پیچھے کے سبھی دانت ہوں اور ان میں سے ایک بھی ٹوٹ جائے تو اس میں پچیس دینار دیت واجب ہے۔ اگر سب کے سب توڑ دیئے جائیں تو اس میں چار سو دینار دیت واجب ہوگی اور اسی طرح سولہ ہوں تو دیت واجب ہے آگے یا پیچھے کے جس قدر دانت ٹوٹے ہوں اس حساب سے دیت واجب ہوگی اور جب دانت کو مارا جائے اور وہ سیاہ پڑ جائے تو اس صورت میں پوری دیت واجب ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بچے کے دانت کے متعلق فرمایا جو ابھی ٹوٹا نہ ہو پس اگر وہ نہ نکلے تو اس میں وہی واجب ہے جو بڑے دانت میں واجب ہوتا ہے اور اگر نکل آئے تو اس میں دس دینار واجب ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے زبان کی دیت کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کی پوری دیت واجب ہے یعنی جب جڑ سے کاٹ دی جائے اور پھر جس قدر کاٹی جائے اسی حساب سے دیت واجب ہوگی اور بات چیت میں جس قدر نقص معلوم ہو اس کے مطابق دیت واجب ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی کی زبان پر مارا گیا یا اس میں سے کاٹا گیا پس اس کی وجہ سے وہ کچھ الفاظ صاف طور سے ادا نہیں کرتا تو اس کی بات پر غور کیا جائے کہ وہ کن حروف کو ٹھیک سے ادا نہیں کرتا ہے۔

پس وہ حروف معجم میں سے جتنے حروف کو ادا نہ کرے اس کے حساب سے دیت دی جائے

حروف معجم کل اٹھائیس ہیں۔ ان میں سے ہر حرف کے بدلے ۳۵ دینار ورچار اخماس دینار واجب ہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر گونگے کی زبان کاٹی جائے تو اس میں ثلث دیت واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے داڑھی کے متعلق فرمایا کہ داڑھی کے بال اکھاڑ دیئے جائیں یا اس کو مونڈ دیا جائے یا گرم پانی سے بالوں کو صاف کر دیا جائے پس بال نہ نکلیں تو اس میں پوری دیت واجب ہے اور داڑھی میں جس قدر بال کم ہوں اس کے مطابق دیت واجب ہے۔ اور پلکھوں کی دیت جبکہ نہ نکلے تو اوپر کے ہونٹ کی دیت کا ثلث حصہ واجب ہے اور پھر پلکھوں میں سے جس قدر بال کم ہوں اس حساب سے دیت واجب ہے، پس اگر بال نکل آئیں تو بیس دینار واجب ہے یہ حکم خطا کی صورت میں ہے۔ اور عمداً کرنے کی صورت میں تو قصاص واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب دونوں جبڑے توڑ دیئے جائیں پھر بلا عیب کے ان کو جوڑ دیا جائے تو دونوں کے لئے ایک سو چالیس دینار واجب ہیں۔ ہر جبڑے کے ستر دینار واجب ہیں جبکہ بلا عیب کے ٹھیک ہو جائے اور جب جبڑے کو کوٹ دیا جائے تو ربع دیت یعنی دو سو پچاس دینار واجب ہیں اور جب ٹھوڑی کو کوٹ دیا جائے تو ثلث دیت واجب ہے۔ اور توڑنے کے بعد اگر جوڑ دی جائے بلا کسی عیب کے تو اس کی دیت سو دینار ہے اور اگر عیب معلوم ہو تو ایک سو تیس دینار واجب ہیں اور جب عیب نمایاں ہو تو اس کی دیت تین اخماس واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ہنسلی کی ہڈی کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے اور بغیر عیب کے جوڑ دی جائے تو چالیس دینار دیت واجب ہے اور اگر عیب نمایاں ہو تو اس کی دیت تو چار اخماس یعنی ۳۲ دینار واجب ہے اور آپ نے کندھے کے دیت کے متعلق فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے تو ہاتھ کے دیت کا پانچواں حصہ یعنی سو دینار دیت واجب ہے۔ پس اگر اس میں شگاف رہ جائے تو اسی دینار دیت واجب ہے اور بازو کے متعلق فرمایا ہے کہ جب ٹوٹ جائے اور اس کو بلا کسی عیب کے جوڑ دیا جائے تو اس کی دیت سو دینار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے کہنی کے متعلق فرمایا کہ جب وہ ٹوٹ جائے اور بغیر کسی عیب کے جوڑ دی جائے تو اس کی دیت سو دینار واجب ہے، آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے بازو کے متعلق فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے اور اس کو بلا عیب کے جوڑ دیا جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کا ثلث واجب ہے اور ہاتھ کی اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے تو ہاتھ کے دیت کا پانچواں حصہ واجب ہے۔ آپ نے کہنی کے متعلق فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے اور بغیر کسی عیب کے جوڑ دی جائے تو اس کی دیت سو دینار ہے اور وہ آپ نے گھٹے اور پہنچے کے متعلق فرمایا کہ جب اس کو ٹوٹ دیا جائے اور پھر بلا کسی عیب کے جوڑ دیا جائے تو ہاتھ کے دیت کا ثلث حصہ واجب ہے اور آپ نے ہتھیلی کے متعلق فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے اور اس کو بلا کسی عیب کے جوڑ دیا جائے تو اس کی دیت میں ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ واجب ہے اور علیحدہ ہو جانے کی صورت میں ہاتھ کا ثلث دیت واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے انگلیوں کے بارے میں فرمایا کہ ہر انگلی کے عوض تو دینار دیت واجب ہے، اور ہر جوڑ کے لئے انگلی کا ثلث دیت واجب ہے، انگوٹھے کو چھوڑ کر کیونکہ ہر انگلی میں تو دو دو جوڑ ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے انگلی کے متعلق فرمایا کہ جب شل ہو جائے تو اس کا تاوان پورا ہو گیا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے شل شدہ ہاتھ کے متعلق فرمایا اور لنجی انگلی کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک میں ہاتھ کا ثلث دیت واجب ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھوں میں پوری دیت کا حکم دیا ہے اور ایک ہاتھ میں نصف دیت واجب کی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے سینے کے متعلق فرمایا کہ جب کوٹنے کی وجہ سے اس کے دونوں حصے مڑ جائیں تو نصف دیت یعنی پانچسو دینار دیت واجب ہے اور ہر حصے میں ربع دیت واجب ہے اور اگر دونوں کندھوں کے ساتھ سینہ مڑ جائے تو اس میں پوری دیت واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے پیٹھ کے بارے میں فیصلہ دیا کہ جب ٹوٹ جائے اور نہ جڑے تو پوری دیت واجب ہے اور اگر جوڑ دی جائے اور اس میں کجی ہو تو پوری دیت واجب ہے اور اگر بلا عیب کے جوڑ دی جائے تو سو دینار دیت واجب ہے اور آپ نے فرمایا کہ سینے کی اگر کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے تو اس کی پچیس دینار دیت واجب ہے اور دونو بازوؤں میں سے کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے تو ہر پسلی کے عوض دس دینار واجب ہے اور آپ نے نیزے کی چوٹ کے متعلق فرمایا جو پیٹ کے آر پار ہو جائے تو اس میں ثلث دیت واجب ہے اور اگر دوسری جانب سے نکل جائے تو اس میں دو ثلث دیت واجب ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شکم میں شگاف پڑ جائے تو ثلث دیت واجب ہے اور جب ناف کے مانند نکل آئے اور شگاف نہ ہو تو ایک سو بیس دینار واجب ہے اور ثمرہ کے مانند نکل آئے تو سو دینار واجب ہے اور انڈے کی شکل اختیار کرلے تو ثلث دیت واجب ہے جب آواز دے تو حرکت کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے چوتڑ کے متعلق فرمایا کہ جب ٹوٹ جائے اور اس کو بغیر عیب کے جوڑ دیا جائے تو دو سو دیت واجب ہے اور اگر شگاف پڑ جائے تو ایک سو ساٹھ دینار دیت واجب ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے آلۂ تناسل کے متعلق فرمایا کہ جب اس کو جڑ سے کاٹ دیا جائے تو پوری دیت واجب ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حشفہ اور دونو پیاریوں میں دیت واجب ہے ایک میں نصف دیت واجب ہے وہ دونوں برابر ہیں پس اگر کسی شخص کو چوٹ لگ گئی اور اس کی دونوں پیاریاں بہہ گئیں تو دونوں میں چار سو دینار واجب ہیں ہر پیاری پر دو سو دینار دیت واجب ہے آپ نے فرج کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں پوری دیت واجب ہے اور دبر کی ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ اپنے آپ پر قابو نہ پائے تو پوری دیت واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ران کے متعلق فرمایا کہ جب وہ

ٹوٹ جائے اور بغیر عیب کے جوڑ دی جائے تو دو سو دینار دیت واجب ہے۔ اور اگر ناہموار جوڑ دی جائے تو اس میں ثلث دیت واجب ہے۔ آپ نے گوٹھن کے متعلق فرمایا کہ جب وہ ٹوٹ جائے تو دو سو دینار واجب ہیں اور شگاف کی صورت میں چار اخماس واجب ہیں یہ اس صورت میں جبکہ بغیر عیب کے جوڑ دی جائے اور یہی حکم پنڈلی کے بارے میں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ٹخنے کے بارے میں فرمایا کہ جب اس کو کوٹ دیا جائے اور بغیر عیب کے جوڑ دیا جائے تو ثلث دیت واجب ہے یعنی تین سو بیس دینار اور ثلث واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دونوں پاؤں کی ہر انگلی میں سو دینار دیت واجب ہے اور اس کے مطابق حساب سے ہر پور پر واجب ہے اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے پیر کے متعلق نصف دیت کا حکم دیا تھا۔

فصل (۹)

سر کے زخموں کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آپ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ کسی شخص کے منہ پر مارا جائے اور چوٹ کی جگہ سرخ ہو جائے تو اس میں ڈھائی دینار دیت واجب ہے اور اگر ہرا ہو جائے یعنی نیل پڑ جائے یا سیاہ ہو جائے تو تین دینار واجب ہیں اور اگر آنکھ پر چوٹ لگی ہو اور وہ سرخ ہو جائے تو چھ دینار ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہرا ہو جائے اس حساب سے دیت واجب ہے اور دامعہ یعنی ایسا زخم جس سے چمڑی شق ہو جائے اور اس میں سے خون بہنے لگے نصوص کی طرح تو یہ دامعہ موضحہ ہے اس میں پانچ دینار اور اگر بیکا

آپ نے حکم دیا تھا۔ اور دامعہ کبریٰ وہ ہے جس میں سے خون بہنے لگے تو اس میں آپ نے دس دینار کا حکم دیا تھا اور فاقرہ جو صرف جلد کو توڑ دے اور ذرا بھی گوشت کو نہ کاٹے تو اس میں آپ نے ساڑھ بارہ دینار دیت کا حکم دیا تھا، اور باضعہ جس زخم میں جلد کٹ جائے اور ذرا سا گوشت کٹ جائے تو بیس دینار واجب ہے اور متلاحمہ میں جو گوشت کے ساتھ خلط ملط ہو اس کے اندر داخل ہو جائے تو بیس دینار واجب ہے اور شمحاق جو جلد کو اور گوشت کو قطع کر کے سر کی اس کھال تک پہنچ جائے جو ہڈی پر ہے تو اس میں چالیس دینار واجب ہے، اور موضحہ جس میں ہڈی کھل جائے تو پچاس دینار واجب ہے، موضحہ خواہ سر میں ہو یا چہرے میں اس کا دیت ایک ہی ہے اور جسم کی ہڈی پر ہر موضحہ میں ربع دیت واجب ہے ہم نے ہر ایک ہڈی کے ٹوٹنے پر جو کچھ واجب تھا اس کا بیان کر دیا ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ ہاشمہ میں سو دینار واجب ہے ہاشمہ اس کو کہتے ہیں جو سر کی ہڈی کو پارہ پارہ کر دے اور منقلہ میں ایک سو پچاس دینار واجب ہیں یہ وہ زخم ہے جس میں ایک یا کئی ہڈیاں کم و زیادہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر وہ ہڈی جس میں سے اس طرح سے کچھ ٹوٹ کر نکل جائے کہ وہ دو ٹکڑے نہ ہوئی ہو تو نصف دیت واجب ہے اس کے متعلق ہم نے اس سے قبل پوری شرح کے ساتھ لکھ دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے مامومہ میں جان کے دیت کا ثلث حصہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور مامومہ اس زخم کو کہتے ہیں جو ہڈی توڑ کر گودے تک پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ موضحہ سے کم تر زخم کے سلسلے میں جن لوگوں نے ہماری مخالفت کی ہے انھوں نے عادلانہ فیصلہ کی مخالفت کی ہے انھوں نے اس میں کوئی معلوم چیز واجب نہیں کی ہے۔ البتہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ اگر جس کو مارا گیا ہے وہ مملوک ہے تو مارنے سے قبل جو اس کی قیمت تھی وہ لگائی جائے پس اس میں سے جو کم ہو وہ دیت

میں مارنے والے سے سوال کی جائے، یہی بات انھوں نے داڑھی کے بارے میں بھی، کہا ہے جبکہ اس کو نوچ لیا جائے پس ان کے اس قول سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی مخالفت ہوتی ہے جس کی مخالفت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور جو آپ کے قول کی مخالفت کرتا ہے اس کو عذاب الیم اور فتنہ سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے خون برابر درجے کے ہیں ہم سیاہ، رومی آزاد کو دیکھتے ہیں جس کو مارا جاتا ہے پس جب اس کی قیمت لگائی جائے کہ جو مارنے سے قبل اور مارنے کے بعد غلام تھا تو اس کی قیمت میں کمی نہ ہوگی اور بسا اوقات ایسے غلام کی قیمت زیادہ ہو سکتی ہے جو جنگ کے لئے منتخب کر لیا گیا ہو کیونکہ اس میں ایسے آثار ہوتے ہیں جو اس کی مضبوطی پر اور جو قتل کر کے زخمی ہو کر غائب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر (لڑائی میں) ناقص ہو گیا ہے تو کچھ زیادہ اس میں نقص نہ ہوگا۔ پس اگر وہ خوبصورت ہے اور سڈول تھا تو بہت نقصان ہوگا، پس ان لوگوں نے ان مسلمانوں کے خون کے درمیان فرق پیدا کر دیا جن کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے خون آپس میں برابر درجہ رکھتے ہیں اور انھوں نے ان احرار کی قیمت لگائی جو بے قیمت ہیں اور حقیقت امر یہ ہے کہ جس چیز کی خرید و فروخت جائز نہ ہو اس کی قیمت بھی نہیں لگائی جا سکتی یہ اللہ و رسول کے خلاف بات ہے لیکن بات یہ ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو اس نے اس کو گمراہ کر دیا ہے اور اسے اندھا بنا دیا ہے پروردگار عالم ہم کو خواہش نفس کی اتباع سے محفوظ رکھے اور دین و احکام میں رائے سے کچھ کہنے سے بچائے، ان کا یہ کہنا کہ عادلانہ فیصلہ ہے تو زیادہ ممکن ہے کہ یہ ظالمانہ فیصلہ ہو اور اس سے زیادہ مشابہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو فہم و بصیرت عطا کی ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں ہے اور نہ اس پر مخفی ہے جو اپنے بارے میں بھی جب غور کرتا ہے تو اس میں انصاف سے کام لیتا ہے۔

کِتَابُ الحُدُود

فصل (۱)

حدود کے قائم کرنے اور اس کو ضائع کرنے کی ممانعت کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباءِ کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک ایسی عورت کو پیش کیا گیا جو اپنی قوم میں باعزت عورت تھی لیکن اس نے چوری کیا تھا پس آپ نے اس کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دے دیا۔ پس قریش کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آپ فلاں عورت کے مانند جو شریف ہے اس کا ہاتھ ایک کمتر بات پر قطع کرتے ہیں؟ اس وقت آپ نے فرمایا کہ ہاں! تمہارے پیشتر جو لوگ تھے وہ ایسی ہی بات سے ہلاک ہوئے تھے وہ کمتر درجہ پر تو حد جاری کرتے تھے اور طاقتور اور شریفوں کو چھوڑ دیتے تھے پس وہ ہلاک ہو گئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے حدود کو معطل اور ضائع کرنے سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل صرف اس وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ وہ کمتر آدمی پر تو حد قائم کرتے تھے اور شریف کو چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا کہ تم قریب پر حد جاری کرو گے کہ تو بعید اجتناب کرے گا خون نہ تو رائگاں ہو سکتے ہیں۔

اور نہ حدود معطل ہو سکتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ حضرت عثمان کے پاس گئے اس وقت ان کے دربار میں ولید بن عقبہ کو پیش کیا گیا تھا کیونکہ اس پر حد واجب ہو چکی ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ تم میں سے جو یہ سمجھتا ہو کہ یہ حد اس پر واجب ہو چکی ہے تو وہ اٹھ کر اس شخص کو سزا دے پس لوگ ایسا کرنے سے بزدل ہو گئے حالانکہ ان کو حضرت عثمان کی رائے کا علم تھا پس اس وقت حضرت علی علیہ السلام ولید بن عقبہ کے پاس گئے اور درّہ لے کر اپنے ہاتھ سے اس کو سزا دی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ خواہ قریب کا ہو یا بعید کا ہو تم پر حد جاری کرنا فرض ہے اور تم پر واجب ہے کہ پسند و ناپسند موقع پر اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو اور سُرخ و سیاہ کے درمیان عدل سے تقسیم کرو، آپ ہر جمعہ کو قید خانوں میں جاتے اور جس پر حد واجب ہوتی اس پر حد جاری کرتے اور جس پر حد نہ ہوتی اس کو رہا کر دیتے تھے، آپ نے فرمایا ہے کہ جس پر حد واجب ہو تو اس کو جاری کرنا چاہیے، حدود میں مہربانی اور تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے سزاؤں میں سفارش کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے حدود میں سے کسی حد میں اس لئے سفارش کرے گا کہ وہ اس کو باطل کر دے اور خدا کے حدود کو مٹانے کی کوشش کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس کو بروز قیامت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس پر حد واجب تھی اس لئے پکڑا تھا تاکہ اس پر حد جاری کریں پس بنی اسد امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں سفارش کرنے کے لئے آئے تو آپ نے سفارش کرنے سے صاف انکار کر دیا وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے سفارش کا سوال کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ لوگ مجھ سے کوئی ایسی چیز مانگو جس کا میں مالک ہوں تو میں تم کو اسے دیدوں گا، پس بنی اسد وہاں سے خوش ہو کر نکلے اور جب امام حسین علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انھوں نے آپ کو اس بات کی خبر کی جو امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے کہا تھا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم کو تمہارے ساتھی کی کوئی حاجت

دضرورت ہو تو جاؤ شاید اس کا قصہ تمام ہو گیا ہو گا۔ پس وہ جب امیر المومنین کے پاس لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ آپ نے اس شخص پر حد جاری کر دیا ہے انھوں نے آپ سے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ نے ہم سے وعدہ نہیں فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم سے ایسی چیز کا وعدہ کیا تھا جس کا میں مالک ہوں۔ یہ تو اللہ کی چیز ہے جس کا میں مالک نہیں ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حدود میں اس وقت سفارش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اس سے لوگوں کے حقوق وابستہ ہوں تو مقدمہ پیش کرنے سے پہلے وہ اس کا سوال کر سکتے ہیں۔ لیکن جب مقدمہ امام تک پہنچ جائے تو پھر اس کی کوئی سفارش نہیں کی جا سکتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ صفوان بن امیہ کی ایک سیاہ چادر چوری ہو گئی جب چور کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اس پر صفوان نے کہا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! میں نے یہ گمان نہ کیا تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا میں یہ چادر اس چور کو بخش دیتا ہوں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس آنے سے پہلے ہی تم نے یہ کیا ہوتا حد جب والی تک پہنچ جائے تو وہ حد کو ترک نہ کرے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام کے سوا اللہ کے جو حقوق و حدود ہیں ان میں سے کسی بھی حد کو معاف نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن جس حد میں لوگوں کے حقوق وابستہ ہوں تو امام کے سوا بھی اس حد کو معاف کیا جا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی نے کسی ایسے شخص کی حد و سزا کو معاف کر دیا جو اس کے لئے واجب تھی تو پھر اس کو معاف کرنے کے بعد رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مومن کی پیٹھ پناہ گاہ ہے لیکن حد کے موقع کے لئے نہیں اور آپ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بھی خداوند تعالیٰ کے حدود میں سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز نہ کرے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حدود کو واضح کر دیا ہے اور جو شخص حد سے متجاوز ہو گیا اس نے اس پر ایک حد مقرر کر دی ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک خلق کو مبغوض ترین شخص وہ ہے جو کسی مسلمان

کی پشت کو ناحق ننگا کرے گا اور سب سے زیادہ غضبناک شخص وہ ہے جو ناحق کسی ایسے شخص کو مارے جس نے اس کو مارا نہیں ہے یا قتل کرے جس نے اس کو قتل نہیں کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے قنبر کو ایک شخص کو مارنے کا حکم دیا تو انھوں نے غلطی سے تین درے زیادہ مارے تو حضرت علی علیہ السلام نے مضروب شخص کو اس کا بدلہ قنبر سے دلایا پس اس نے انھیں تین درے لگائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا کہ تم سے جہاں تک ہو سکے مومن کی حفاظت کرو کیونکہ اس کی پشت اللہ کی پناہ ہے اور اس کا نفس اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعزت و کرامت ہے اور اس کے واسطے اللہ کا ثواب ہے۔ مومن پر ظلم کرنے والا اللہ کا خصم ہے پس کہیں تمہارا خصم اللہ نہ ہو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے مساجد میں حدود جاری کرنے سے منع فرمایا ہے، اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اس شخص کو مسجد سے باہر نکالنے کا حکم فرماتے تھے جس پر حد واجب ہوتی تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک قوم کے متعلق فرمایا جس نے دشمن کی زمین میں پناہ لیا تھا اور انھوں نے اس بات کا سوال کیا تھا کہ ان کو ایسا عہد دیا جائے کہ ان پر جو کچھ واجب ہے اس میں سے کسی چیز کا بھی مطالبہ نہ کیا جائے گا آپ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ خدا کی راہ میں جہاد تو صرف حدود اللہ کو جاری کرنے اور مظلوموں کو ان کا حق دلانے کے لئے واجب کیا گیا ہے، لیکن جب لشکر دشمنوں کی زمین میں لڑائی کرتا ہو اس وقت وہاں کچھ لوگوں پر حد واجب ہو تو انھیں دشمن کی زمین سے باہر نکال لایا جائے اور پھر ان پر حدود جاری کیا جائے تاکہ ان کی جمعیت اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ وہ دشمن کی زمین میں چلے جائیں۔

رسول خدا صلعم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کوئی گناہ کیا پس دنیا میں اس کو اس گناہ کی سزا مل گئی تو اللہ اس بات سے زیادہ عادل ہے کہ اپنے اس بندے کو دو گنی سزا کرے اور کسی شخص نے کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس پر پردہ ڈال دیا پس اللہ تعالیٰ زیادہ کرم کرنے والا ہے کہ اس معاملے میں اس کو معاف کر دے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب شراحہ ہمدانیہ کو گنہگار کیا گیا تو لوگوں کا ہجوم ہو گیا پس آپ نے مکان کا دروازہ بند کر دیا پھر آپ نے اس کو باہر نکالا اور اس کو اس کے گڑھے میں داخل کر دیا گیا اور اس کو سنگسار کیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گئی پھر آپ نے صحن کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا پس لوگ اندر داخل ہو گئے اور ہر ایک اس کو لعنت ملامت کرنے لگا جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے سنا تو آپ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے کہ اے لوگو جس شخص پر حد قائم ہو چکی ہے تو اب وہ اس کے کئے ہوئے گناہ کا کفارہ ہو گئی ہے ٹھیک اسی طرح جیسے کہ دین سے دین قرض سے قرض ادا ہوتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے اپنے مومن بندے پر بہتر پردے ہیں پس جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ان پردوں میں سے ایک پردہ چاک ہو جاتا ہے پس جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کے پاس اس حال میں اس پردے کو واپس کر دیتا ہے کہ اس کے ساتھ سات پردے ہوتے ہیں اور اگر وہ گناہ کرتا ہی جاتا ہے تو اس کے پردے چاک ہوتے جاتے ہیں اور توبہ کر لیتا ہے تو اس کی طرف اس پردے کے ساتھ سات اور پردے واپس کرتا ہے۔ اور پھر وہ گناہ میں آگے ہی بڑھتا جاتا ہے تو اس کے تمام پردے چاک ہو جاتے ہیں اور وہ بلا پردہ کے رہ جاتا ہے اس وقت اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی پروں سے اسکو چھپا لیں پھر بھی وہ گناہ کرتا ہی جاتا ہو تو فرشتے بارگاہ الٰہی میں اس کی شکایت کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ حکم کرتا ہے کہ اس سے دور ہو جاؤ پس اگر اب وہ کوئی گناہ رات کی تاریکی میں یا دن کی روشنی میں کرے گا یا کسی جنگل میں یا کسی دریا کی گہرائی میں کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس گناہ کو اس پر ضرور ظاہر کر دے گا اور اس کو لوگوں کی زبان پر جاری کر دے گا لہٰذا تم لوگ اللہ تعالےٰ سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہارے پردوں کو چاک نہ کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی مومن کو کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھ لوں تو میں اس کو اپنے اس کپڑے میں چھپا لوں گا یا تو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ میں اس کے کپڑے سے چھپا دوں گا پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کو اونچا کر دیا۔

بلاشبہ توبہ صرف اللہ اور بندہ مومن کے درمیان کی بات ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تین باتیں برحق ہیں اور چوتھی بات وہ ہے کہ اگر میں اس پر قسم کھالوں تو گویا میں نے نیک کام کیا۔ خداوند تعالیٰ دنیا میں جس بندے سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اس پر اس کے کسی مخالف کو مسلط نہ کرے گا، اور جس کا دین میں کچھ حصہ ہے اس کو اس شخص کی طرح نہ بنائے گا جس کا کوئی حصہ نہیں ہے اور اسلام میں جو شخص جس نیک قوم کے ساتھ ہوگا وہ قیامت کے دن بھی انھیں کے ساتھ ہوگا، اور چوتھی بات یہ ہے کہ اگر میں اس پر قسم کھالوں تو میں نیک کام کروں گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی پردہ پوشی دنیا میں کرے گا اس کی پردہ پوشی آخرت میں بھی کرے گا۔

فصل (۲)

زانی اور زانیہ کی سزا کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا (ترجمہ) اور دیکھو تم زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ بے شک وہ بڑی بدکاری کا کام ہے ۱۷/۳۲

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ : الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ..... وحرم ذلک علی المومنین: (ترجمہ) زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو ..... اور ایمان داروں پر اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ ۲۴/۳

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون (ترجمہ) اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اپنی بی بیوں کو سوا اور ان لونڈیوں کے سوا جن کے وہ مالک ہیں پس اس پر وہ قابل ملامت نہیں ہیں لیکن جو لوگ اس کے سوا کا انتخاب کریں گے وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق أثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہا مھانا الا من تاب : (ترجمہ) اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور ناحق کسی کی جان نہیں مارتے اور نہ زنا کرتے ہیں، پس جو ایسا کرے گا وہ اپنے آپ گناہ کی سزا بھگتے گا قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دونا کر دیا جائے گا ۲۵ تا ۶۹

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت پر غضبناک ہوتا ہے جو کسی قوم پر کسی غیر قوم کے مرد کو داخل کرتی ہے پس وہ ان کی حرمت و عزت پر نظر ڈالتا ہے اور ان کے بچھونے پر حرام کاری کرتا ہے۔ قیامت کے دن اس شخص پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے اپنے نطفے کو کسی محرم دار عورت کے رحم میں جگہ دیا ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زانی کو اہل دوزخ کے اوپر رکھا جائے گا، پس اس کی فرج سے ایک قطرہ ٹپکے گا جس کی بدبو سے اہل دوزخ کو تکلیف ہوگی۔ وہ خزانہ دار دوزخ سے کہیں گے یہ بدبو کس چیز کی ہے ؟ پس خزانہ دار کہیں گے یہ زانی کی بدبو ہے اسی طرح زانیہ کو بھی اہل نار کے اوپر بٹھایا جائے گا اور اس کی فرج سے نکلے ہوئے قطرے سے اہل دوزخ کو تکلیف ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ شرک کے بعد پروردگار عالم کے نزدیک اس حرام کے نطفے سے بڑھ کر کوئی اور گناہ نہیں ہے جس کو کسی شخص نے حرام رحم میں رکھا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک ہی گھر میں زنا اور خیر جمع نہیں ہو سکتے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا اس عورت پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو اپنے اہل بیت پر کسی غیر قوم کے مرد کو داخل کرتی ہے پس وہ ان کا پیسہ بھی کھاتا ہے اور ان کی شرمگاہوں پر نظر بھی ڈالتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی عورت کو اس کے

خلاف کرتا ہے اور مخالف بنا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم (ترجمہ) خدا قیامت کے دن نہ تو ان سے بات ہی کرے گا اور نہ ان کو پاکیزہ کرے گا۔ ان کے لئے تو صرف دردناک عذاب ہے۔

ایک بدکار بوڑھا دوسرا ظالم و جابر بادشاہ اور کینہ حیلہ باز و گھمنڈی، آپ نے فرمایا ہے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب زانی زانیہ کے ساتھ زنا کرتا ہے اور اس کے پیٹ پر سوار ہوتا ہے تو اس کے دل سے ایمان کی روح نکل جاتی ہے۔ پس جب زنا کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اگر اللہ سے توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو ایمان کی روح اس کے دل میں واپس آجاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ تین افراد ایسے ہیں کہ:۔ لا یکلمھم اللہ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم: (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات کرے گا۔ نہ ان کو پاکیزہ کرے گا ان کے لئے تو دردناک عذاب ہوگا۔

ایک بوڑھا زانی اور دوسرا وہ دیوث جو بے غیرت ہے اس کے گھر میں لوگ فسق و فجور کے لئے جمع ہوتے ہیں اور تیسری وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے بچھونے پر بھی زنا کرواتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف جو وحی کی تھی اس میں ایک یہ بھی وحی تھی کہ اے موسیٰ ابن عمران! بنی اسرائیل کو زنا کاری سے روکو کیونکہ جو زنا کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے بعد اس کی نسل کے ساتھ زنا کیا جاتا ہے۔ اے موسیٰ پاک دامن بنو تو تمہارے اہل و عیال بھی پاک دامن ہوں گے اے موسیٰ! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر میں بھلائی کا دور دورہ ہو تو زنا سے بچو! اے موسیٰ! جیسی کرنی ہوتی ہے ویسی بھرنی ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن میں سنگساری کی آیت اس طرح تھی کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کاری کریں تو ان دونوں کو البتہ سنگسار کرو کیونکہ ان دونوں نے تو پہلے بھی شہوت کو پوری کر لیا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے غیر شادی شدہ مرد و عورت کے بارے میں فیصلہ دیا کہ جب دونوں زنا کاری کریں تو ان میں سے ہر ایک کو سنگسار کیا جائے آپ نے فرمایا کہ جب شادی شدہ مرد و عورت زنا کاری کریں تو ہر ایک کو سو سو درّے مارے جائیں پھر ان کو سنگسار کیا جائے امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک چار مسلمان مرد جو عادل ہوں یہ گواہی دیں اس وقت تک نہ کسی مرد کو اور نہ کسی عورت کو سنگسار کیا جائے کہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس عورت کے ساتھ جماع کرتے ہوئے دیکھا ہے اور انھوں نے دخول و خروج کو اس طرح دیکھا ہے جس طرح سے کہ سرمہ دانی میں سلائی داخل و خارج ہوتی ہے۔ اسی طرح جب عورت و مرد غیر شادی شدہ ہوں تو جب تک مذکورہ بالا شہادت کی طرح سے گواہی نہ مل جائے اس وقت تک ان پر حد جاری نہ کی جائے، اور اگر دونوں ایک ہی لحاف میں پائے جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو تازیانے لگائے جائیں اور اس طرح دو مرد اور دو عورتیں بغیر کسی وجہ کے ایک ہی لحاف میں مل جائیں اور دونوں شکوک کی حالت میں ہوں تو ان کو حد سے کم سزا کی جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! بلاشبہ میں نے زنا کیا ہے پس آپ نے تین بار اس شخص کی طرف سے اپنا منھ پھیر لیا اس وقت آپ کے ہمراہ جو لوگ تھے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارا یہ ساتھی مجنوں ہے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں پس جب اس شخص نے چوتھی بار اقرار کیا تو آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے لئے ایک گڑھا تیار کیا گیا اور پھر اس کو سنگسار کیا گیا جب اس پر پتھر گرنے لگے تو وہ نکل کر بھاگنے لگا پس زبیر نے اسے جا لیا اور اونٹ کا جبڑا چلا کر مار ڈالا جب آنحضرت صلعم

کو معلوم ہوا تو آپ نے زبیر سے فرمایا کہ اس کو کیوں نہ جانے دیا؟ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ کسی جگہ چھپ جاتا تو اس کے واسطے یہ بہتر ہوتا بشرطیکہ وہ اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک عورت کو سنگسار کیا تو اس کے واسطے گڑھا کھودا گیا اور اس کو اس میں رکھا گیا پھر آپ نے پہلے پتھر مارا پھر آپ نے لوگوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا پس انھوں نے اس کو سنگسار کیا آپ نے فرمایا کہ زنا کاری کے معاملے میں امام زیادہ حقدار ہے کہ وہ سب سے پہلے پتھر مارے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مرد عورت کو سنگسار کیا جائے ان کو کمر تک دفن کر دیا جائے پھر امام پتھر مارے اور اس کے بعد لوگ چھوٹے پتھروں سے ماریں کیونکہ نسبتاً بڑے پتھروں کے چھوٹے پتھروں سے مارنا زیادہ ممکن اور سنگسار کئے جانے والے کے لئے زیادہ آسان ہے اور اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اس کے چہرے کی جانب سے پتھر نہ مارا جائے اور اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ مر جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے دونا کتخدا زانی و زانیہ کی حد کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو سو سو درے مارے جائیں اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ: الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ: (ترجمہ) زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زانی کو سخت درے مارے جائیں اور جب غیر شادی شدہ زنا کار مرد کو درے لگا چکے جائیں تو اس کو سال بھر کے لئے شہر بدر کر دیا جائے اور اگر ان دونوں میں سے ایک غیر شادی شدہ اور دوسرا شادی شدہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو سو درے لگائے جائیں اور جو ان میں سے غیر شادی شدہ ہو اس کو شہر بدر کر دیا جائے اور جو شادی شدہ ہے اس کو سنگسار کیا جائے مرد و عورت میں سے جس کا جوڑا نہ ہو اس کو بکر کہتے ہیں اور ان میں جس کا جوڑا ہو اس کو "ثیب" کہتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے خود اپنے زانی ہونے کا اقرار کر لیا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ پھر تو سنگسار کے لائق ہے اور اس کو قید خانے میں بھیج دیا جب رات ہوئی تو آپ نے لوگوں کو سنگساری کے لئے جمع کیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنینؑ! اس شخص نے ایک عورت سے شادی تو کی تھی لیکن شادی کے بعد اپنی عورت کے پاس نہیں گیا تھا پس حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اس بات سے خوشی ہوئی اور آپ نے اس شخص پر حد جاری کی۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں صحیح طور سے شادی اور پھر دخول ہی کے بعد شادی شدہ ہونے کا اطلاق ہوتا ہے اور زنا کار پر سنگساری واجب ہوتی ہے اور احصان و رجم کا اس وقت اخلاق ہوتا ہے جبکہ زوجین ایک دوسرے کے اوپر ہوں پس پس اگر مرد و عورت دخول کے بعد جماع کا انکار کر دیں تو انکی تصدیق نہ کی جائے آپ فرماتے ہیں نکاح منقطع سے احصان نہیں ہوتا اور جو مرد اپنی عورت سے غائب ہو اور جس عورت سے اس کا شوہر غائب ہو وہ محصن (شادی شدہ) نہیں ہیں وہ احصان کہ جس کے باعث سنگساری واجب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ رہتا ہو اور عورت اپنے مرد کے ساتھ رہتی ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حدود میں نہ تو عورتوں کی شہادت واجب ہے اور نہ سنی سنائی شہادت جائز ہے۔ اور زنا میں تو چار سے کم افراد کی شہادت جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اگر تین افراد کسی شخص کے خلاف زنا کاری کی گواہی دیں اور چوتھا گواہی کے لئے حاضر نہ ہو تو ان پر تہمت لگانے والے کی حد جاری کی جائے اور اگر تین مرد اور دو عورتیں شہادت دیں تو ان کو شہادت سے حد واجب ہو جاتی ہے اور دو مرد اور چار عورتیں گواہی دیں تو ان کی شہادت سے حد واجب نہیں ہوتی ان پر تہمت لگانے والے کی حد جاری کی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین (ترجمہ) اور دونوں کی سزا کے وقت مومنین

کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہئے۔ ۲۴/۲

آپ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں طائفہ ایک سے دس تک افراد مراد ہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: لا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ! (ترجمہ) حکم خدا کے نافذ کرنے میں تم کو ان کے بارے میں کسی طرح کی ترس کا لحاظ نہ ہونے پائے۔ ۲۴/۲

آپ نے فرمایا کہ حد اس طرح سے قائم کی جائے کہ اگر زانی ننگی حالت میں ملا ہو تو اس کو ننگا کر کے مارا جائے اور اگر اس حال میں پایا گیا ہو کہ اس پر لباس تھا تو اس کو اسی حال میں مارا جائے اور پوری سختی کے ساتھ مارا جائے اور مرد کو کھڑا کر کے مارا جائے اور عورت کو بٹھا کر مارا جائے اور عورت کے ہر عضو پر ضرب لگائی جائے البتہ منہ اور (مذاکیر) آلۂ تناسل اور فرج پر اتنا سخت مارا جائے جتنا سخت اور عضو پر مارا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک بیمار پیش کیا گیا جس کا پیٹ پھول گیا تھا اور کمر پھول گئی تھیں درانحالیکہ وہ قریب المرگ تھا اس کے لئے حد واجب ہو چکی تھی آنحضرت صلعم نے اس شخص سے فرمایا کہ بجائے حرام کاری کے تجھ کو اپنے نفس میں مشغول رہنا تھا اس نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! کیا کروں مجھ پر کچھ ایسی حالت طاری ہو گئی کہ میں اس پر قابو نہ پا سکا پس آپ نے کھجور کے گچھے کی جڑ منگوائی جس میں سو کھلی کھجوریں تھیں اس سے آپ نے اس شخص کو صرف ایک مرتبہ مارا۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث (ترجمہ) اور ہم نے کہا کہ اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا لو اور اس سے اپنی بی بی کو مارو اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو ۳۸/۴۳ خدا بہتر جانتا ہے ایسا صرف اس شخص کے ساتھ کیا جائے جو ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس سے شفا پانے سے وہ مایوس ہو چکا ہو اور ایسا مریض ہو کہ اس کی صحت یابی کی امید ہو تو اس کو افاقہ ہونے تک کی مہلت دی جائے پھر اس پر حد قائم کی جائے

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ چیچک میں مبتلا مرد اور کھسرے میں مبتلا عورت جب تک صحت یاب نہ ہو لیں اس وقت تک ان پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر میں نے اس پر جاری کیا تو اس کے پھوڑے ٹوٹ جائیں گے اور اس صدمہ

کی وجہ سے وہ مرجائیں گے لیکن جب وہ تندرست ہو جائیں تو ہم اس پر حد جاری کریں گے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حاملہ پر جب تک کہ وہ بچہ جن نہ لے کوئی حد واجب نہیں ہے اور نہ زچہ و حائضہ عورت پر واجب ہے جب تک کہ وہ پاک و صاف نہ ہو جائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جسے لے جایا جا رہا تھا آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ اپنے شوہر سے نہیں بلکہ کسی اور مرد سے حاملہ ہو گئی تھی آپ نے فرمایا کہ کیا عورت حاملہ ہے! لوگوں نے کہا کہ ہاں! پس آپ نے اس عورت کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا پھر آپ حضرت عمر کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ اگر اس عورت پر تمہارا کوئی حکم چلے تو ٹھیک ہے مگر اس کے شکم میں جو بچہ ہے اس پر تمہارا کوئی حکم نہ چلے گا اس وقت حضرت عمر نے کہا کہ آج اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خادمہ نے بدکاری کی تو آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! اس کو لے جاؤ اور اس پر حد قائم کرو پس جب میں اس کو لے کر گیا تو میں نے اس کو اس حال میں پایا کہ ابھی اس کا خون بند نہیں ہوا تھا میں نے اس کی اطلاع رسول خدا صلعم کو دی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک خون بند نہ ہو جائے اس وقت تک رہنے دو پھر اس کے بعد حد جاری کرو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ جن کے مالک ہو ان پر بھی حدود قائم کرو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی چار مرتبہ اپنے نفس سے زنا کا اقرار کرلے درانحالیکہ وہ شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خواہ وہ اپنے اس اقرار سے بدل کیوں نہ جائے اس پر حد جاری کی جائے اور پھر اس کو چھوڑ دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے اپنی عورت کی لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہے اس پر وہی حد واجب ہے جو زانی پر حد واجب ہے اگر ایسے کسی مرد کو جس نے اپنی عورت کی لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہو میرے پاس لایا جائے تو میں

اس کو ضرور سنگسار کروں گا، آپ کی خدمت میں ایک عورت نے یہ مقدمہ پیش کیا کہ اس کے شوہر نے میری لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے اور شوہر نے جماع کا اقرار کر لیا اور اس نے کہا کہ عورت نے مجھ اسے بخش دیا تھا پس آپ نے اس سے اس کا ثبوت طلب کیا پس اس کو اس کا ثبوت نہ مل سکا تو آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا لیکن جب اس عورت نے یہ معاملہ دیکھا تو اس نے تصدیق کر دی کہ میں نے اس لونڈی کو اس کے لئے بخش دیا تھا پس حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور اس کی عورت پر تہمت لگانے والے کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس لونڈی کے متعلق فرمایا جو مردوں کے درمیان بکتی پس ان میں سے ایک نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو تو اسے صرف پچاس ہی درے مارے جائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے نابالغ بچے کے متعلق فرمایا جس کے ذریعہ سن رسیدہ عورت بدکاری کرتی ہے اور اس بالغ مرد کے متعلق فرمایا جو نابالغ بچی کے ساتھ بدکاری کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو طفل کے مقابل میں زیادہ بالغ ہو، اگر نا کتخدا ہو تو اس پر زانی کی حد جاری کی جائے اور اطفال پر کوئی حد نہیں ہے البتہ ان کو ادب دینے کے لئے تکلیف دہ سزا دی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اگر کسی ایسی عورت سے شادی کر لیا ہو جس کا شوہر موجود ہے اگر وہ شادی شدہ نہ ہو تو اس پر حد جاری کی جائے اور درے مارنے کے بعد عورت کو سنگسار کیا جائے اور اگر دونوں شادی شدہ تھے تو دونوں کو درے مار کر سنگسار کیا جائے، یہ اس صورت میں جبکہ آدمی کو معلوم ہو کہ یہ عورت شادی شدہ ہے شوہر والی ہے اور اگر اس کو شادی سے پہلے علم نہ تھا تو اس پر کوئی حد واجب نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسی عورت کی بابت پوچھا گیا جس نے اپنے شوہر کی اس طلاق کی عدت کے درمیان شادی کر لیا جس میں اس کو رجعت کا حق تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو سنگسار کرنا واجب ہے اور اس نے ایسی عدت کے درمیان شادی کر لیا جس میں اس کے شوہر کے لئے اس پر کوئی حق رجعت نہ تھا۔

تو اس پر محصن کی نہیں بلکہ زانی کی حد سو درّے مارے جائیں اور یہی صورت شوہر کے مرجانے کی عدت میں اگر شادی کرلے تو واجب ہے یعنی جبکہ دوسرے شوہر نے اس کو جالیا ہو۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر عورت نے جہالت کی وجہ سے ایسا کیا ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ آج اس زمانے میں مسلمانوں میں کوئی ایسی عورت نہیں ہے۔ جو یہ نہ جانتی ہو کہ طلاق یا شوہر کے مرجانے کی صورت میں اس پر عدت واجب ہے جبکہ زمانہ جاہلیت کی عورتیں بھی اس سے قبل واقف تھیں آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر کسی عورت کو معلوم نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اس پر حجت لازم ہو چکی وہ پوچھے تاکہ جان جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جس نے شادی کر لیا درانحالیکہ اس کا شوہر غائب تھا آپ نے فرمایا کہ اس کے اور جس کے ساتھ اس نے شادی کیا ہے اس کے درمیان تفریق کر دی جائے اور اس عورت پر زانی کی حد قائم کی جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب قوم لوط نے آپس میں بدفعلی کی تو آسمان و زمین نے بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی تو اللہ تعالےٰ نے آسمان کو وحی کی کہ وہ ان پر پتھر برسائے اور زمین کو وحی کی کہ وہ ان کو اپنے اندر دھنسالے۔ آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل چار قرن ہیں اور میں ان چاروں میں جو افضل ہے اس میں مبعوث ہوا ہوں اس کے بعد ثانی ہے اور ثالث ہے پس جب چوتھا قرن آئے گا تو مرد مرد سے اکتفار کریگا اور عورت عورت سے اکتفار کرے گی جب ایسا زمانہ آجائے گا تو اللہ تعالیٰ بنی آدم کے سینوں سے اپنی کتاب کو قبض کرلے گا پھر اللہ تعالےٰ سیاہ آندھی بھیجے گا جو کسی اللہ کے ولی کو نہ چھوڑیگی مگر اس کو قبض کرے گی پھر خسف و مسخ کا دور چلے گا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب لوطی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو درّے مارے جائیں۔ آپ مخنث مردوں پر لعنت بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو اور آپ مذکر عورتوں (مجڑوں) اور مؤنث مردوں پر لعنت بھیجتے تھے

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کا مطیع ہو جاتا ہے اس پر عورتوں کی شہوت ڈالدی جاتی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کسی مرد کی بات چیت اور چال ڈھال عورتوں سے ملتی جلتی ہو اور اپنے آپ پر قابو دیتا ہو پس اس کے ساتھ عورت کی طرح جماع و نکاح کیا جاتا ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے تم کو اسے باقی رکھنا نہ چاہیئے آپ نے کہ نہیں ایک ایسے مرد کو سنگسار کیا تھا جس کی دبر کے ساتھ جماع کیا جاتا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس کی دبر کے راستے سے آیا جاتا ہو اس کے فاعل اور مفعول بہ دونوں کو سنگسار کیا جائے، آپ نے لواطت کے متعلق فرمایا کہ اقوام عالم میں سے جب ایک قوم نے اس فعل کا ارتکاب کیا تھا تو اللہ نے ان پر پتھر برسائے تھے جیسا کہ کتاب الٰہی میں مذکور ہے پس اللہ تعالیٰ نے جیسا ان کے ساتھ کیا تھا ویسا ہی تم بھی ان کے ساتھ کرو۔ یعنی انھیں سنگسار کرو، آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں گھسنا مردوں کے ساتھ لواطت کرنے کے برابر ہے لیکن اس میں تازیانے مارنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دخول نہیں کیا جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی عورت سے زنا کیا اور وہ غیر شادی شدہ تھا تو آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی محرم دار عورت کے ساتھ زنا کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے، آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص کسی عورت پر دست درازی کرے اور اس کو غصب کر کے جماع کرے تو ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے اور عورت کو جماع کے لئے مجبور کیا گیا ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ اس شخص کے مال میں سے اس کا مہر دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عمر کے متعلق آپ کو اس بات کی خبر ملی کہ انھوں نے کسی زانیہ پاگل عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے تو آپ حضرت عمر کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین اشخاص سے فرمان اٹھا لیا ہے ایک سونے والے سے جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے۔ دوسرے مجنوں سے جب تک کہ جنون دور نہ ہو جائے اور تیسرے نابالغ سے جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے، اور یہ عورت

تو دیوانی ہے جس سے حکم الٰہی مرفوع ہے چنانچہ حضرت عمر نے اس عورت کو رہا کر دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرے تو اس کو حد ماری جائے اور اس جانور کا گوشت اور دودھ حرام کر دیا جائے اگر اس کا گوشت کھانا حلال ہے تو اس کو ذبح کیا جائے اور آگ میں جلا دیا جائے تاکہ وہ تلف ہو جائے اور اسے کوئی کھا نہ سکے اور اگر وہ جانور اس کا نہ ہو تو اس کے مال میں سے اس کی قیمت وصول کی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے لونڈی اور غلام کے متعلق فرمایا کہ جب دونوں زنا کریں تو ہر ایک کو پچاس پچاس کوڑے لگائے جائیں خواہ مشرک ہو، یا مسلمان اور غلام کو شہر بدر کرنا اور سنگسار کرنا واجب نہیں ہے۔ ہم نے باب المکاتبین میں اس کا ذکر کر دیا ہے مکاتب غلام کے متعلق یہ حکم ہے وہ جس قدر آزاد ہوا ہو اتنی حد ماری جائے اور جس قدر غلام ہے اس کے مطابق نصف حد ماری جائے۔

فصل (۳)

تہمت کی حد کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولہم عذاب عظیم: (ترجمہ) بے شک جو لوگ پاک دامن بے خبر اور ایمان دار عورتوں پر (زنا) کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا ۔۔۔ ۲۴/۲۳

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا ..... واولئک ہم الفاسقون الا الذین تابوا:- (ترجمہ) جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر اپنے دعوے پر چار گواہ پیش نہ کریں تو انھیں اسی کوڑے مارو پھر آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور یاد رکھو یہ لوگ خود بدکار ہیں۔ مگر ہاں جن لوگوں نے

اس کے بعد توبہ کرلی۔ ۲۴/۲۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور کسی مومن کو عمداً قتل کرنا اور میدان جنگ سے بھاگ جانا سوائے جنگ کے واسطے مڑنے یا جماعت میں شریک ہونے کے اور ثبوت کے بعد سود کھانا اور ظلم وجور سے یتیم کا مال کھانا اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا اور شادی شدہ بیجر مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا یہ سب گناہ کبائر ہیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن مرد یا مومنہ کو کسی ایسی بات کی گالی دے گا جو ان میں نہیں ہے تو اس کو اہل دوزخ کی پیپ میں سے اٹھائے گا حتیٰ کہ جو بات اس نے کہی ہے اس سے وہ نکل جائے، آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو نہ اپنے قول سے شرماتا ہو اور نہ اس قول سے شرماتا ہو جو اس کے متعلق کہا گیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ لعنت ہے یا شیطان کا جال ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے بعض صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے قرض خواہ نے کیا کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ وہ بدکار عورت کا فرزند ہے۔ امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے ان کی طرف کڑی نگاہ سے دیکھا تو وہ صحابی کہنے لگے کہ میں آپ پر قربان وہ شخص مجوسی ہے جس نے اپنی بہن سے نکاح کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ان کے دین میں نکاح نہیں ہے؟

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک شادی شدہ مسلمانوں عورت پر تہمت لگائی تھی آپ نے فرمایا کہ اس پر حد قائم کی جائے اور مجمع کے سامنے اپنے آپ کو جھٹلائے اور اس تہمت سے اللہ کے نزدیک توبہ کرے جب وہ ایسا کرے اور اپنے نفس کے خلاف شہادت دے اور توبہ کرے تو پھر اس کی گواہی قبول کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق تہمت لگانے والے کی حد اسّی درّے ہیں اور زنا کار کو تہمت لگانے والے سے زیادہ سخت کوڑے

مارے جائیں۔ اور تہمت لگانے والے کو شرابی سے زیادہ سخت دُرّے مارے جائیں اور برائے ادب جب کو دُرّے مارے جائیں اس سے زیادہ سخت شرابی کو دُرّے مارے جائیں۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قبیلہ ہذیل کا ایک مرد رسولِ خدا صلعم کو گالیاں دیتا تھا جب اس کی آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے کون کافی ہے؟ تو انصار میں سے دو مرد اُٹھے اور اُنھوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا صلعم ہم دونوں اس کے لئے کافی ہیں اور اپنے اپنے ناقہ پر سوار ہو کر چل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ عرفہ پہنچے اور اُنھوں نے اس مرد کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی بھیڑوں کے پاس گیا ہوا ہے پس انھوں نے اس کو اس کے اہل اور بھیڑوں کے درمیان جا لیا اور سلام نہ کیا تو اس شخص نے پوچھا کہ تم دونوں کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا کہ تم فلاں ابن فلاں ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! پس دونوں اس پر جھپٹ پڑے اور اس کی گردن اُڑا دی۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص پیغمبر خدا صلعم کو گالی دے اس کو جان سے مار ڈالا جائے اور اس سے توبہ نہ طلب کی جائے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول خدا صلعم کو گالی دے تو ادنیٰ سے ادنیٰ شخص بھی اس کو قتل کر ڈالے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ والی کے پاس مقدمہ پیش کرنے سے قبل؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اگر مسلمان ظالم و جابر حاکموں سے محفوظ ہوں تو ان کو ایسا کرنا چاہیئے اور ان کی جان محفوظ نہ ہو تو اس کو چھوڑ دیں لیکن جب عادل امام موجود ہو تو کسی دوسرے شخص کے لئے واجب نہیں کہ وہ اس قسم کا امر جاری کرے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو خط میں لکھا کہ جو شخص کسی نبی کی لغزش بیان کرے تو اس سے مناظرہ نہ کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو گالی دی تھی آپ نے فرمایا کہ شخص سزاوار ہے اس بات کا کہ ایک دن بھی زندہ نہ رہے جو شخص امام کو گالی دے اس کو اسی طرح قتل کر دیا جائے جس طرح نبی صلعم کو گالی دینے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی جماعت پر الزام لگائے ایک کلمہ سے اور وہ سب مل کر اس کو بادشاہ کے پاس لائیں تو وہ ان کے لئے اس کو صرف ایک ہی حد مارے اور اگر متفرق ہو کر لائیں تو ان میں سے ہر ایک کے لئے خواہ ایک ہو یا جماعت ہو ایک ہی حد مارے اور اگر اس نے ہر ایک کو الگ الگ تہمت لگائی ہو تو اس کے لئے حد ماری جائے خواہ وہ ا سے مل کر لائیں یا علیحدہ علیحدہ لائیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسلم کے لئے یہ لائق اور درست نہیں ہے کہ وہ کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی پر ایسی بات کی تہمت لگائے جس کی کوئی اطلاع تک نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلے میں کم از کم وہ صرف کاذب کہا جا سکتا ہے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب ایک دوسرے کو تہمت لگائیں تو جس پر تہمت لگائی گئی ہے اس کیلئے تہمت لگانے والے کی حد جاری کی جائے یعنی جبکہ وہ اس معاملے کو سلطان کے سامنے پیش کر دے خواہ وہ اس کے اہل ملت میں سے ہو یا مشرکین میں سے ہو آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب والے جس بنیاد پر کسی چیز کو حلال قرار دیتے ہیں اس بنیاد پر ان پر حد بھی قائم کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان کسی مشرک پر تہمت لگائے درانحالیکہ اس کا شوہر یا بیٹا مسلمان ہے یا اس نے کسی مشرک پر تہمت لگائی اور اس کا ایک بیٹا مسلمان ہے پس وہ مسلمان حد کا مطالبہ کرے تو تہمت لگانے والے کو تہمت کی حد لگائی جائے آپ نے فرمایا کہ جب مشرک کسی مسلمان پر تہمت لگائے تو اس کو حد ماری جائے اور اس کا سر اور اس کی داڑھی مونڈ دی جائے اور اس کو اس کے اہل ملت میں پھرایا جائے اور اس کو سزا دی جائے تاکہ دوسرے مشرکوں کے لئے عبرت بن جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مملوک کو متہم کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سخت حکم آیا ہے۔ انصار میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کی بیوی اپنی مملوکہ پر تہمت لگاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس سے کہدو کہ وہ اس کے لئے اپنے نفس کو صبر دلائے ورنہ بروز قیامت اس کی جانب سے تاوان وصول کیا جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے مملوک پر تہمت لگائے تو اس کو

سزا دی جائے پس اگر مملوک کی ماں حرہ ہو تو اس کو حد ماری جائے یعنی جبکہ وہ اس کی ماں کے توسط سے اس کو تہمت لگائے اور جس نے اپنے ہی غلام پر تہمت لگائی تو اس نے گناہ کیا ہے اس کو لائق ہے کہ اپنے غلام سے سوال کرے کہ وہ اسے معاف کر دے۔ امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام فرماتے ہیں کہ جب مملوک کسی حر کو تہمت لگائے تو اس پر پوری حد جاری کی جائے جو صرف حر کی حد ہے جو اس کی پشت ہی سے لی جاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تہمت لگانے والا عربی زبان میں یا کسی عجمی زبان میں تہمت لگائے تو اس پر حد قائم کی جائے آپ سے دو آدمیوں کے متعلق پوچھا گیا جو ایک دوسرے پر تہمت لگاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جن میں سے ہر ایک ایک دوسرے پر تہمت لگاتا تھا پس آپ نے ان دونوں پر حد جاری کرنے کو رفع کر دیا اور دونوں کو ادب کی تعلیم دی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت پر الزام لگائے اور وہ اس مقدمہ کو حاکم کے روبرو پیش کر دے تو اس کو حد ماری جائے الا آنکہ وہ دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہو یا حمل سے انکار کرتا ہو تو اس صورت میں لعان کیا جائے پس اگر وہ اس عورت سے کہہ دے کہ اے زانیہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے تو تہمت لگانے والے کی حد اس پر قائم کی جائے جب تک کہ وہ چار مرتبہ اقرار نہ کرے اس وقت تک اس پر زانی کی حد جاری نہ ہوگی یا پھر اس سلسلے میں اس پر دلیل و ثبوت قائم ہو جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ میں نے تجھ کو باکرہ نہیں پایا تو اس پر کوئی حد قائم نہ ہوگی کیونکہ بکارت تو بغیر جماع کے بھی ختم ہو جاتی ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو اس کو ادب کی تعلیم دی جائے یا اس نے اس کو گالی دینے یا چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایسا کہا ہو جیسے کہ دونوں کے درمیان کسی جھگڑے میں یا بات چیت میں تعریض ہو گئی ہو۔

حضرت علی اور امام جعفر الصادق علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی ملاعنہ یا اس کے بیٹے پر تہمت لگائے تو اس پر تہمت لگانے والے کی حد جاری کی جائے۔

حضرت علی اور امام باقر علیہما السلام سے منقول ہے دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ سلطان کے روبرو تہمت نامہ پیش کرنے سے قبل جب کوئی شخص تہمت لگانے والے کو معاف کردے تو اس کا معاف کرنا جائز ہوگا، لیکن اس کو رجوع کا حق نہ ہوگا اور اگر سلطان کے روبرو مقدمہ پہنچ چکا ہے تو پھر معاف کرنا جائز نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بچے یا بچی کو یا مجنون کو تہمت لگاتا ہے آپ نے فرمایا کہ جس پر خود کوئی حد قائم نہ ہوتی ہو اس کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ البتہ تہمت لگانے والا گنہگار ہے اس کو کم از کم اتنا تو کہا جاسکتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے یا وہ جھوٹا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب بیٹا اپنے باپ پر تہمت لگائے تو اس پر حد جاری کی جائے اور اگر باپ بیٹے پر تہمت لگائے تو اس پر حد جاری نہ کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو کسی شخص کو اے لوطی کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے اگر اس کا مقصود تہمت لگانا نہ ہو تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے تو فقط لوط کی طرف نسبت کی ہے۔ اور اس نے اگر یہ کہا ہے کہ تم قوم لوط کا عمل کرتے ہو تو اس پر حد جاری کیجائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو کسی شخص پر امرد ہونے کا الزام لگاتا ہے پس وہ کہتا ہے کہ اے منکوح اے مفعوح (جس کے ساتھ جماع و لواطت کی جائے) آپ نے فرمایا کہ اس پر حد قائم کی جائے آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے ایسا عمل کیا جس سے اس پر حد واجب ہوگئی لیکن اس پر کوئی دوسری تہمت لگادی گئی ہے تو تہمت لگانے پر حد قائم کی جائے، آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مرحوم شخص پر تہمت لگائے تو اس کے اولیاء تہمت لگانے والے کے خلاف چارہ جوئی کریں، تو تہمت لگانے والے کو حد ماری جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو اس کے باپ سے الگ کردے (یعنی کہے کہ فلاں اس کا باپ نہیں ہے) تو اس کو تہمت لگانے والے کی حد ماری جائے اور اگر اس نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنے قبیلہ سے نہیں ہے تو اس کو ادب سکھایا

جائے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو کسی شخص کو گالی دیتا ہے یا تعریضاً تہمت لگاتا ہے جیسے کہ وہ کہتا ہے کہ اے سور، اے گدھا، اے فاسق، اے فاجر، اے خبیث وغیرہ یا تعریضاً کہتا ہے کہ تو نے اپنی ماں اور بہن کے ساتھ احتلام کیا ہے وغیرہ تو ایسے تمام الزامات میں صرف ادب سکھایا جائے اس میں حد قائم نہ کی جائے۔

فصل (۴)

شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال پر حد کا بیان!

ہم نے کتاب الاشربہ میں شراب اور نشہ آور چیز کی تحریم اور اُن کے استعمال کرنے پر جو سختی آئی ہے اس کا بیان کر دیا ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام صلوات اللہ علیہم سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی نے شراب تھوڑی پی ہو یا زیادہ حد مارنا واجب ہے۔ اور یہی حکم ہر نشہ آور چیز کے استعمال میں برابر ہے۔ یعنی اسّی درّے مارے جائیں جب اس پر حد قائم کی جا چکی ہو پھر بھی وہ تین مرتبہ اس کا ارتکاب کرے تو ہر مرتبہ اس پر حد جاری کر کے قتل کر دیا جائے اور جب کوئی نشہ آور چیز پی لے تو اگر اس سے نشہ نہ ہو تب بھی اس کو سخت مارا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مست آدمی کی مستی کی حد یہ ہے کہ اس کو پڑھایا جائے تو نہ پڑھ سکے اور نہ اپنے اور دوسرے کے کپڑے میں تمیز کر سکے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں نجاشی شاعر کو پیش کیا گیا اس نے ماہِ رمضان میں شراب پی تھی، پس آپ نے اس کو اسّی درّے مارے

تھے، پھر آپ نے اس کو قید خانے میں ڈال دیا اور پھر اس کو باہر نکالا اور دوسرے دن پھر اس کو اُنتالیس درّے مارے اس نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ اسّی کے علاوہ درّے آپ نے کیوں مارے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ تو نے اللہ پر جرأت کی ہے اور ماہِ رمضان میں افطار کیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے شراب پی لی اور اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے اور اس کا ثبوت مل جائے تو اس کو حد ماری جائے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص شراب پیئے یا نشہ آور چیز کے استعمال کرنے کا اقرار کرے تو اس کو حد ماری جائے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جان پر شراب پینے کا اقرار کرے پھر اس کا انکار کر بیٹھے تو اس کو درّے مارو

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حر اور غلام کو شراب پینے اور نشہ آور نبیذ کے استعمال کے جرم میں اسّی درّے مارے جائیں اسی طرح نصرانی اور یہودی جو کسی مسلم شہر میں ہوں اور اس کا مظاہرہ کریں تو اس جرم میں ان کو حد ماری جائے، وہ اپنے گھروں میں پی سکتے ہیں لیکن جب وہ سرِ عام اس کا ارتکاب کریں تو تم ان کو حد مارو۔

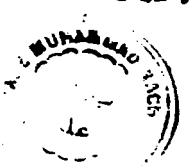

فصل (۵)

حدود کے فیصلوں کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضےٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ اس نے ایک درع چوری کی ہے اور گواہوں نے اس کی گواہی بھی دی تو وہ شخص حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو قسم دے کر کہنے لگا کہ اگر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جایا جائے تو وہ کبھی میرا ہاتھ قطع نہ کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا کیوں ؟ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالےٰ انھیں خبر کرے گا نہ میں اس الزام سے بری ہوں اس میری برات مجھے فائدہ دے گی جب آپ نے اس کی یہ مناشدت دیکھی تو آپ نے دونوں گواہوں کو بلایا اور دونوں کو قسم دے کر کہا کہ بلاشک توبہ فریب ہے پس تم دونوں اللہ سے ڈرو اور تم دونوں اس شخص کا ہاتھ ظلم سے نہ کاٹو آپ کے کہنے پر جب دونوں جا نہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک اس کا ہاتھ پکڑے اور دوسرا شخص اس کا ہاتھ کاٹ دے جب آپ نے یہ فرمایا تو وہ دونوں لوگوں کے ہجوم میں گھس گئے اور آپ کے آگے سے بھاگ گئے یعنی نہ ان دونوں نے گواہی کو پورا کیا اور نہ اس کو ثابت کیا آپ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو مجھے ان دونوں جھوٹے گواہوں کا پتہ دے تاکہ میں ان کو سزا دوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ شک وشبہہ کے موقع پر حد قائم کرنے سے بچو اور شریفوں کی معمولی لغزشوں کو بشرطیکہ وہ لغزشیں حدود اللہ میں نہ ہوں معاف کردو۔ آپ نے فرمایا کہ جب حد میں "شاید" اور ممکن کا امکان ہو تو حد معطل ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسی عورت لائی گئی جو ایک شخص کے ساتھ اس حال میں پائی گئی کہ وہ اس کے ساتھ بدکاری کر رہا تھا اس عورت نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں اس کے تابع نہیں ہوئی بلکہ اس نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی پس آپ نے اس کو حد سے محفوظ رکھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر ان حضرات (مخالفین اہل بیت) سے پوچھا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ وہ عورت سچ نہیں بولتی ہے قسم بخدا امیر المومنین نے ایسا ہی کیا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حد کے سلسلے میں کوئی کفالت وضمانت نہیں ہے، اور حد میں شہادت پر دوسری شہادت نہیں ہے اور حد کے سلسلے میں کسی قاضی کا خط کسی قاضی کے نام درست نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حدود میں قسم کھانے سے

منع فرمایا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص نے دوسرے شخص پر تہمت لگانے کا دعویٰ کیا لیکن اس کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا دوسرے نے کہا کہ اے امیرالمومنین! اس سے میرے لئے حلف لے لیجئے تو آپ نے فرمایا کہ کسی بھی حد میں قسم جائز نہیں ہے۔ آپ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے ڈرانے یا قید کرنے یا مارنے کی وجہ سے کسی جرم کا اقرار کر لیا ہو تو یہ اقرار اس کے خلاف جائز نہ ہوگا، اس کو حد نہ ماری جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے ایک شخص کے متعلق فیصلہ دیا جس نے اپنے نفس پر ایک جرم کا اقرار کیا تھا لیکن اس نے اپنے جرم کو نہیں بتایا۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کو یہاں تک مارا جائے کہ مارنے والے سے کہے کہ بس۔ چنانچہ جب مارنے والا اس کو درے تک پہنچا تو اس نے کہا کہ بس کرو، اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص پر حد واجب ہوا اور وہ مر جائے تو اس میں نہ دیت واجب ہے اور نہ تاوان۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے ایک ایسا گناہ کیا تھا جس پر قتل واجب تھا، پس آپ نے اس پر حد قائم کی اور اس کو قتل کر دیا۔

حضرت ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی طرح اگر ایک شخص پر بہت سی حدیں قائم ہوتی ہوں اور ان میں قتل کی بھی حد ہو تو قتل سے پہلے چھوٹی حدیں جاری کی جائیں پھر قتل کر دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ حد میں میراث نہیں ہے اس سے دونوں حضرات کی مراد یہ ہے کہ حد جس آدمی کے لئے واجب ہوتی ہے پس اس کو طلب نہ کرے یہاں تک کہ وہ مر جائے اس کے وارثوں کو حق نہیں ہے کہ وہ اس کو طلب کریں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ آپ حدود قائم کرنے کے بعد کسی کو قید نہیں کرتے تھے، سوائے چور کے وہ بھی تیسری بار اور اس کے ہاتھ و پیر کاٹ ڈالنے

۔ جب ہم انشاء اللہ عنقریب اس کا بیان کریں گے ۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم فاجرہ عورت سے یہ نہ پوچھو کہ اس کے ساتھ کس نے بدکاری کی ہے؟ کیونکہ جس طرح اس کے لئے بدکاری کرنا آسان ہے اسی طرح وہ کسی پاک دامن مسلمان پر آسانی کے ساتھ الزام بھی لگا سکتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب عورت یہ کہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ زنا کیا ہے تو اس پر تہمت لگانے کی حد واجب ہے ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ سلطان کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام پر حد قائم کرے اور نہ یہ حق ہے کہ وہ اپنی لونڈی پر حد قائم کرے ۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ۔ ان دونوں حضرات سے جس شخص نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ اس طرح ہے کہ انھوں نے اس شخص کے متعلق فرمایا ہے جو اپنی ہی بیوی کو فروخت کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے پس اگر اس عورت کے خریدار کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ عورت حسرہ ہے پھر بھی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو اگر وہ شخص شادی شدہ ہو تو سنگسار کیا جائے یا اگر غیر شادی شدہ ہو تو حد ماری جائے اور اس عورت نے اپنے آپ کو اس شخص کے سپرد کر دیا ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ماہِ رمضان میں زنا کرے تو اس کو حد ماری جائے اور اس نے ماہِ رمضان میں چونکہ روزہ نہیں رکھا ہے اس لئے اس کی بھی سزا دی جائے جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے نجاشی کے ساتھ کیا تھا پس اگر وہ تین بار ایسا کرے تو قتل کر دیا جائے ۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے تو اسکو حد ماری جائے پھر اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے تیری بابت جو کچھ کہا تھا وہ سچ کہا تھا تو اس پر دوسری حد واجب نہ ہوگی ۔ اور اگر پھر تہمت لگائے تو اس کو حد ماری جائے ۔

کتاب السّراق والمحاربین

فصل (۱)

چوروں کے متعلق احکام کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما: (ترجمہ) چور خواہ مرد ہو یا عورت تم ان کا (داہنا) ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ۵/۳۶۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اس عباء والے کو دوزخ میں دیکھا ہے جس نے اسے چپکے سے لے لیا تھا، اور میں نے اس ٹیڑھی لکڑی والے کو دوزخ میں دیکھا ہے جس سے وہ حاجیوں کے سامان کی چوری کرتا تھا اور میں نے اس بلی پالنے والی کو دوزخ میں دیکھا ہے جو اپنی بلی کو آگے اور پیچھے مارا کرتی تھی درانحالیکہ اسے باندھ کر رکھتی تھی وہ نہ تو اس کو کھانا ہی کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ زمین پر پڑی ہوئی چیزوں کو کھا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں ایمان نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ہے

کہ کسی شخص نے اس چور کو پکڑ لیا، جو اس کے اسباب کی چوری کرتا تھا پس اس نے اس کو معاف کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس نے بادشاہ کے روبرو پیش کر دیا ہے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور اگر سلطان کے روبرو پیش کرنے کے بعد کہے کہ میں نے اس کو معاف کر دیا یا اس کو مال بخش دیا ہے جو اس نے چوری کیا ہے تو یہ درست نہیں ہے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس پر چوری کا الزام تھا میں گمان کرتا ہوں کہ آپ کو اس بات کا خوف تھا کہ آپ جب اس سے سوال کریں گے تو آپ کے سوال سے گھبرا جائے گا اور ناکردہ فعل کا اقرار کرے گا پس حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس وجہ سے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے چوری کی ہے؟ اگر تم چاہو تو نہیں کہہ سکتے ہو، چنانچہ اس نے کہا کہ نہیں چونکہ اس کی چوری کا کوئی ثبوت نہ تھا اس لئے آپ نے اس کو رہا کر دیا۔

امام ابوجعفر اور امام ابوعبداللہ علیہما السلام سے مروی ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ چوری کے جس گناہ میں ادنیٰ سی ادنیٰ چوری میں ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ چوری کرنے والا کم از کم ایک دینار کا پانچواں حصہ چوری کرے یا کوئی ایسی چیز چوری کرے جس کی قیمت دینار کا پانچواں حصہ ہوتی ہو۔

حضرت علی اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ چار انگلیوں کی جڑ سے کاٹا جائے اور اس کے لئے ہتھیلی اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے اور پیر کو ٹخنے سے کاٹ دیا جائے اور اس کے واسطے ایڑی چھوڑ دی جائے تاکہ وہ اس پر چل سکے پس پیر نصف قدم سے کاٹا جائے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی۔ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما: (ترجمہ) چور مرد یا عورت دونوں کا ہاتھ کاٹا جائے۔ امام ابوعبداللہ سے علیہ السلام فرماتے ہیں کہ داہنا یا بایاں ہاتھ گرفتار ہو جائے تو داہنا ہاتھ بہرحال کاٹا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا

حکم دیا پس اس نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ پس لوگوں نے اسے کاٹ دیا اور انھوں نے اسے داہنا ہاتھ سمجھا تھا پھر جب بعد میں معلوم ہوا تو انھوں نے اس معاملے کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پاس پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اب اسے چھوڑ دو میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے والا نہیں ہوں جبکہ اس کا بایاں ہاتھ کٹ چکا ہے اسی طرح آپ کے پاس ایک چور کو لایا گیا پس آپ نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا پھر جب اس کو دوسری بار چوری کے جرم میں آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے بائیں پیر کو کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں خدا سے شرماتا ہوں کہ اس کے لئے ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھانا کھا سکے اور استنجا کر سکے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اور پیر کاٹنے سے زیادہ اور کچھ نہیں کیا ہے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا یہ وتیرہ تھا کہ جب دو مرتبہ ہاتھ اور پیر کٹ جانے کے بعد تیسری مرتبہ چور کو آپ کے پاس لایا جاتا تو اس کو قید خانہ میں حبس دوام کی سزا دیتے اور مسلمانوں کے اموال غنیمت سے اس کے اخراجات پورا کرتے پس اگر وہ قید خانے میں بھی چوری کرتا تو اس کو قتل کر دیتے آپ جب چور کا ہاتھ کاٹ دیتے تو اس کو آگ سے داغ دیتے تاکہ وہ خون بہنے کی وجہ سے مر نہ جائے آپ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ یا پیر چوری کے جرم میں کاٹا گیا ہو اور وہ مر گیا تو اس کا کوئی خوں بہا نہیں ہے کیونکہ حق تو یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جب چور کو پکڑا جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر اس کے ہاتھ میں چوری کا مال پایا جائے تو اس سے لے کر اس کے مالک کو دیا جائے۔ پس اگر اس نے مال کو تلف کر دیا ہو تو اس کی قیمت معین کر کے اس کو اس مال کا ضامن بنایا جائے اور اس کے مال میں سے قیمت وصول کی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے کچھ چوروں کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دے دیا جب ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو ان کو داغنے کا حکم دیا پس انھیں داغ دیا گیا پھر آپ نے فرمایا کہ اے قنبر! تم ان کو اپنی تحویل میں لے لو اور ان کے زخموں کا علاج کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ پس جب وہ ٹھیک ہو جائیں تو مجھے خبر کرنا۔ جب وہ سب ٹھیک ہو گئے تو قنبر نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین! ان کے زخم بھر گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کے سر پر دو کپڑے پہنا دو اور

انھیں میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور انھیں آپ کے پاس لائے اس حال میں کہ گویا وہ احرام باندھے ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک نے ایک کپڑے کو ازار بنا لیا تھا اور دوسرے کو اوڑھ لیا تھا، پس جب وہ سب آپ کے روبرو کھڑے ہوئے تو آپ فکرمند ہو کر زمین کو اپنی انگلی سے کھودنے لگے پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ تم سب اپنے ہاتھوں کو کھولو، پس انھوں نے اپنے ہاتھوں کو کھولا، پھر آپ نے فرمایا کہ اب ان ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ اور یہ کہو کہ بلاشک علیؑ نے ہمارا ہاتھ کاٹا ہے پس انھوں نے ایسا ہی کیا پھر آپ نے فرمایا کہ بارے الٰہا! تیری کتاب اور تیرے نبیؐ کی سنت کے مطابق میں نے کیا ہے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے ہاتھ تم سے پہلے دوزخ میں پہنچ چکے ہیں، اگر تم نے توبہ کر لیا ہے تو تم اپنے ہاتھوں کو دوزخ سے نکال لو کے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ جا ملو گے، آپ جب کسی چور کا ہاتھ کاٹ دیتے اور وہ درست ہو جاتا تو اس کو کوفہ سے شہر بدر کر کے دوسرے شہر کی طرف بھیج دیتے تھے۔

فصل (۲)

کس کا ہاتھ قطع کرنا اور کس کا نہ قطع کرنا واجب ہے اس کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اُچک کر لینے والے پر قطع ید واجب نہیں ہے اور نہ کسی ایسے مہمان کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے جبکہ اس نے اپنے میزبان کے مال میں سے چوری کی ہو درانحالیکہ وہ اس کا مہمان ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے مزدور پر قطع ید واجب نہیں ہے اور جس کو تم نے اپنے گھر میں داخل کیا ہو اور وہ چوری کرے تو اس پر قطع ید واجب نہیں ہے یعنی جبکہ تم نے خود اس کو داخل کیا ہو۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس کو تم نے اپنے گھر میں داخل کر دیا ہے وہ مامون ہے اور امین ہے جب وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، البتہ جو اس نے چوری کی ہو اس کا اسے ضامن بنا دیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب غلام اپنے آقا کے مال میں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جب کسی اور کے مال میں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور آپ نے فرمایا کہ جب حکومت کے غلام اموال حکومت میں سے چوری کریں تو انکا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جب حکومت کے علاوہ اموال میں سے چوری کریں تو انکا ہاتھ کاٹا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اہل کوفہ کو ان کے درمیان اپنے پاس جمع شدہ اموال کو تقسیم کرنے کے لئے اکٹھا کیا تو ان میں سے ایک شخص نے خود اٹھا کر لے لیا پس اس کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر قطع ید واجب نہیں ہے کیونکہ اموال میں تو یہ بھی شریک اور حصہ دار ہے۔ پس یہ کچھ چور نہیں ہے البتہ خائن ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بیٹے کے مال میں سے چوری کرے یا بیٹا اپنے باپ کے مال میں سے چوری کرے یا عورت اپنے شوہر کے مال میں سے چوری کرے یا شوہر اپنی عورت کے مال میں سے چوری کرے یا بھائی اپنے بھائی کے مال میں سے چوری کرے تو ان میں سے کسی پر قطع ید واجب نہیں ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اچکے کے بارے میں فرمایا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے البتہ اس کو مارا جائے اور قید خانے میں ڈال دیا جائے اور اس شخص پر قطع واجب نہیں ہے جو کسی چیز کا امین بنایا گیا تھا پس اس نے اس میں خیانت کی اور اموال غنیمت کی چوری کرنے میں بھی قطع واجب نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب شک و شبہہ کا محل ہو تو حدود جاری کرنے سے بچو۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جس کے پاس کچھ کپڑا تھا لوگوں کا گمان تھا کہ اس نے کسی کا یہ کپڑا چوری کیا ہے جب اس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو سکی تو جس کے ہاتھ میں کپڑا تھا اس نے کہا کہ میں نے جس کا یہ کپڑا ہے اس کے ساتھ مذاق کے طور پر اٹھا لیا تھا پس آپ نے کپڑے کے مالک سے فرمایا کہ تم اس آدمی کو جانتے تھے؟ اس نے کہا کہ ہاں پس آپ نے اس کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا

جس کے پاس کسی کے کپڑے کی ایک گٹھڑی تھی پس جس کے ہاتھ میں تھی اس نے کہا کہ اس گٹھڑی کو مجھے اس کے مالک نے دیا ہے جب اس نے نہ تو چوری کا اقرار کیا اور نہ اس پر چوری کا الزام ثابت ہو سکا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے قطع ید واجب نہیں ہے، اسی طرح آپ نے فرمایا ہے کہ کپڑا کاٹنے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے جو کسی شخص کی باہوں سے یا کپڑے سے نکال لیتا ہے اور نہ اچکے کا ہاتھ کاٹا جائے جو کسی چیز کو اچک لیتا ہے البتہ دونوں کو خوب مارا جائے اور قید میں ڈال دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے ایک گھر میں نقب لگائی تھی پس لوگوں نے اس کو جلدی سے دھر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس پر جلدی کی آپ نے اس کو مارا اور فرمایا کہ جو کسی کے گھر میں نقب لگائے یا تالا توڑے اس پر قطع ید واجب نہیں ہے اور نہ اس شخص کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے جو کسی گھر میں داخل ہوا ہے اور اموال و اسباب لے لیا ہے جب تک کہ وہ گھر سے باہر لے کر نکل نہ جائے البتہ اس کو خوب مارا جائے اور بند کر دیا جائے اور جس قدر نقصان کیا ہو اس کا تاوان وصول کیا جائے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اگر اس حال میں پایا جائے کہ وہ گھر کے اندر ہے اور اس نے مال و اسباب لے لیا ہے اور اس کو اس نے گھر سے باہر نکال رکھا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں اس وقت تک واجب نہیں ہے جب تک کہ وہ گھر کے احاطہ سے باہر نہ لے جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک دیوانے کو پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی پس آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ کسی مجنون کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں ہے اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قحط سالی کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو ہر کو چھوڑ کر اگر کسی نے پتھر چرایا ہو تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے سنگ مرمر خام وغیرہ مراد ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے چراگاہ سے بھیڑ بکری چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ مارا جائے اور جس قدر اس نے چوری کیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے اتنا وصول کیا جائے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پھل اور درخت خرما کے گوند کی چوری پر قطع ید واجب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے چوری کی ہے اس کو مارا جائے اور جس قدر چوری کیا ہے اتنی قیمت وصول کی جائے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ پکے ہوئے کھانے کی چوری میں قطع واجب نہیں ہے۔

حضرت مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جن مقامات میں بغیر اجازت کے داخل ہوا جاتا ہے وہاں سے اگر چوری کی گئی ہو تو قطع واجب نہیں ہے جیسے مسجد یا سرائے حمام خانے، کنوئیں کے اطراف وغیرہ جگہوں میں آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس نے ایک شتر مرغ چوری کیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی اور ایک شخص نے ایک کبوتر چوری کیا تھا آپ نے فرمایا کہ پرندے کی چوری پر قطع ید واجب نہیں ہے اور نہ بال والی کسی چیز کی چوری پر قطع ید واجب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کھلیان کی چوری کی ہے اور چراگاہ سے بھیڑ بکری چرایا ہے تو قطع اس وقت تک واجب نہیں ہے جب تک محفوظ جگہ میں نہ پہنچ جائیں اور نہ پھل چرانے والے کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور نہ درخت اور کھجور کا درخت چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور نہ چرنے والے اونٹوں کی چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے جب تک کہ انھیں دیواریں نہ چھپالیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیرالمومنین! میں نے چوری کی ہے تو آپ نے اس کو جھڑک دیا پھر اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین! میں نے چوری کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے نفس کے خلاف دو مرتبہ گواہی دیتے ہو؟ پس آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چوری کا اقرار کرکے پھر انکار کردے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور اس کے انکار کی طرف توجہ نہ کی جائے، آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے چوری کی اور پھر وہ دور ہٹ گیا پس اس کو پکڑا نہ

جاسکا، یہاں تک جب اس نے دوبارہ چوری کی تو پکڑا گیا آپ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جو کچھ اس نے تلف کر دیا ہے اس کا اسے ذمے دار قرار دیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی کے ہاتھ میں چوری کا مال پہچان لیا جائے اور وہ شخص کہے کہ اسے میں نے خریدا ہے اور وہ چوری کا اقرار نہ کرے اور اس کا ثبوت بھی نہ ملے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جب اس مال کے دعویدار کے لئے حجت ثابت ہو جائے تو اس شخص کے ہاتھ سے مال کو لے لیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک لڑکے کو پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی تو آپ نے اس کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے اندرونی حصے کو گھس دیا حتیٰ کہ آپ نے ان کو خون آلود کر دیا اور فرمایا کہ اگر تم نے پھر چوری کی تو میں ان کو کاٹ دونگا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرے سوا کسی نے ایسا عمل نہیں کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ نابالغ لڑکے پر حد واجب نہیں ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے اور جب تک کہ اس کی دونوں بغلوں کی بو نہ مہکے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس کی انگلیوں کو قطع کر دیا تھا پس معلوم ہو کہ لڑکے پر بھی قطع کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ کوئی حد نہیں ہے یہ تو فقط ادب ہے نابالغ لڑکا جب کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جس میں حد واجب ہوتی ہو بڑے پر واجب ہے کہ اس کی تادیب کرے اور آپ نے لڑکے کی انگلیوں کو جو کہ لڑکا تھا اور اس کے ساتھ جو آپ نے اس کو دھمکی دی تھی وہ ادب ہی تو ہے اور ایک قسم کا اشارہ تھا کہ اگر اس نے پھر چوری کیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اس بات کو آپ نے اپنے اس ارشاد میں مضمر کر دیا تھا کہ اگر تم نے پھر ارتکاب کیا تو میں ہاتھ کاٹ دوں گا یعنی اگر تم نے بالغ ہونے کے بعد ایسا کیا تو ہاتھ کاٹ دوں گا۔ پس آپ نے دھمکی کو اجمالاً بیان کیا تھا اور اس پر دھمکی اور سختی کو مبہم رکھا تھا تاکہ وہ پھر ایسا نہ کرے۔ اس قسم کی باتوں میں کچھ ادب کی کوئی حد نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک قبر کھودنے والے کا جس نے ایک قبر کھود کر میت کا کفن چرا لیا تھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب کفن چور کو کفن چرانے کی عادت پڑ جائے تو اس کا

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کفن کا چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، الا آنکہ اس کو پکڑ لیا جائے درانحالیکہ اس نے کئی بار ایسا کیا ہو اس کو ہر بار سخت مزا دی جائے اور اذیت دی جائے اور قید خانے میں ڈال دیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے ایک اونٹنی کو چرایا تھا پس اس نے اس کے پاس بچہ جنا تھا آپ نے فرمایا کہ مع بچے کے اونٹنی واپس کر دی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب چوری میں کئی افراد شریک ہوں تو ان سب کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

فصل (۳)

محاربین کے احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض (ترجمہ) جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑتے بھڑتے ہیں اور احکام کو نہیں مانتے ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں میں دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ چن چن کر یا تو مار ڈالے جائیں یا انھیں سولی دے دی جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں ہیر پھیر کے یعنی ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالے جائیں یا انھیں اپنے وطن کی سرزمین سے شہر بدر کر دیا جائے ۵/۳۱ ۔ اس کتاب میں کسی جگہ پر یہ بیان گذر چکا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں او ۔ او ۔ آیا ہے تو وہاں اختیار ہے۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قوم بنی ضبہ بیمار حالت میں آنحضرت صلعم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس قیام کرو جب تم لوگ تندرست ہو جاؤ گے تو میں تم کو فوجی دستے کے ساتھ بھیج دونگا تو انھوں نے مدینہ میں قیام کو ناگوار سمجھا

پس آپ نے انھیں صدقہ کے اونٹوں کی جانب روانہ کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ تم لوگ ان کا دودھ پیو اور ان کے پیشاب سے علاج کرو پس جب وہ تندرست ہو گئے اور طاقت ور ہو گئے تو انھوں نے ان تین آدمیوں کو مار ڈالا جو ان اونٹوں کو چراتے تھے اور وہ اونٹوں کو ہنکا لے گئے اور اپنے گھروں کی راہ لی، جب اس کی خبر رسول اللہ صلعم کو ہوئی تو آپ نے مجھے ان کی تلاش میں بھیجا پس میں نے ان کی زمین کے قریب انھیں جا لیا وہ ایک ایسی وادی میں پھنس گئے تھے کہ جہاں سے وہ نکل نہ سکتے تھے میں انھیں پکڑ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لایا پس آپ نے ان پر اس آیت کریمہ کو تلاوت فرمایا کہ :- انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا۔ الخ پھر آپ نے فرمایا کہ ان پر قطع واجب ہے پس ان کے ہاتھ اور پیر پیچھے سے کاٹ دیئے گئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس محارب کا معاملہ جو ڈاکہ زنی کرتا اور لوگوں کو لوٹتا اور ان کے اموال پر غارت گری کرتا ہے اس کا معاملہ امام کے حوالے ہے پس اگر وہ چاہے تو قتل کر دے اور چاہے تو سولی پر لٹکا دے اور چاہے تو ہاتھ کاٹ دے اور چاہے تو شہر بدر کر دے، غرض امام اس کے جرم کے مطابق سزا دے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک ڈاکو کو پیش کیا گیا پس آپ نے اس کو زندہ سولی پر لٹکانے کا حکم دیا آپ نے ایک لکڑی کھڑی کی قبلہ کی طرف اس کی گردن رسی اور پیٹھ لکڑی سے قریب رکھی اور اس کا منھ لوگوں کی طرف قبلہ رو کیا جب وہ مر گیا تو اس کو تین دن تک اس حال میں رہنے دیا پھر آپ نے اس کو اتارنے کا حکم دیا اور پھر اس پر نماز پڑھ کر دفن کر دیا ہم نے اس سے قبل قطع کی کیفیت اور اس کی حد بیان کر دی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ڈاکو کو شہر بدر کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھیج دیا جائے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفہ سے دوسرے شہر میں بھیج دیا تھا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب ڈاکو کسی کو قتل کر دے تو اس کا معاملہ امام کے ہاتھ میں ہے اگر چاہے تو ولی الدم اس کو معاف کر دے امام تو صرف اس کو گناہ کرنے پر ہی پکڑ سکتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے کرتے مارا جائے وہ شہید ہے امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ڈاکو کے واسطے کچھ مال رہنے دے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس ڈاکو کے ساتھ جنگ کرنا اس کے لئے کچھ لازم نہیں ہے۔ بلکہ اپنی جان کی حفاظت کرنا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے جبکہ قتل ہو جانے کا خوف ہو اور اگر اپنے مال کی حفاظت میں جنگ کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کتاب الردۃ والبدعۃ

فصل (۱)

مرتد کے احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک: (ترجمہ) اور (اے رسولؐ) تمہاری طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یقیناً یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر کہیں شرک کیا تو یقیناً تمہارے سارے عمل اکارت ہو جائیں گے ۳۹/۶۴

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:- کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم: (ترجمہ) بھلا خدا اس قوم کو کس طرح ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد پھر کفر پر اتر آئی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ومن یرتد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر: (ترجمہ) اور تم میں جو شخص اپنے دین سے پھرا اور وہ کفر کی حالت میں مرا۔ ۲/۱۶۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام

سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام مرتد کو تین دن سے زیادہ توبہ کی مدت نہ دیتے تھے جب چوتھا دن ہو جاتا تو اُس سے توبہ طلب کئے بغیر قتل کر دیتے تھے پھر آپ یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے تھے کہ:۔ ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لہم (ترجمہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا پھر ایمان لائے اور پھر کیا اور کفر میں زیادہ ہو گئے تو پھر اب اللہ انھیں معاف نہ کرے گا۔

ارتداد کے معنی رجوع (پھرنے) کے ہیں مرتد کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو کسی چیز سے نکل کر پھر اس کی طرف آجائے، پس اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں مرتد ہو گیا یعنی جس چیز سے نکلا تھا اس کی طرف پھر چلا گیا اس کی مثال مشرک کی ہے جو پہلے تو اپنے دین پر ہوتا ہے پھر اسلام قبول کر لیتا ہے پھر وہ اپنے اس دین کی طرف لوٹ جاتا ہے جس پر کہ وہ پہلے تھا ایسے شخص سے توبہ کروایا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو، اور حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ اس مرتد کو جو اسلام قبول کرنے کے بعد پھر مرتد بن جاتا اس سے آپ توبہ کرواتے تھے آپ فرماتے تھے کہ توبہ صرف اس سے کروایا جائے جو کسی دین میں داخل ہو کر اس سے پھر گیا ہو لیکن جو اسلام میں پیدا ہوا اور وہ مرتد ہو گیا تو ہم اس کو صرف قتل ہی کرتے ہیں اس سے توبہ نہیں کرواتے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ستورو عجلی کو لایا گیا جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ نصرانی بن گیا ہے اور اس نے اپنی گردن میں ایک صلیب لٹکائی ہے پس آپ نے سوال کرنے سے پہلے اور گواہی سے قبل اس سے فرمایا کہ اے ستورو انیزا برا حال ہو میرے پاس یہ مقدمہ پیش کیا گیا ہے کہ تو نصرانی بن گیا ہے شاید اس سے تیرا مطلب یہ ہو کہ تو کسی نصرانیہ سے شادی کرے تو ہم تیری شادی اس سے کرائے دیتے ہیں اس نے کہا کہ اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے یا یہ مقصد ہے تجھے نصرانی خاندان کی میراث ملے گی اور تو نے یہ گمان کیا ہو کہ ہم تجھے اس کا وارث نہ بنائیں گے پس یقین کر کہ ہم تجھے ضرور اس میراث کا وارث بنائیں گے کیونکہ ہم تو ان کے وارث ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ ہمارے وارث نہیں بن سکتے اس نے کہا کہ اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے! آپ نے فرمایا کہ تو کیا جیسا کہ کہا جاتا ہے تم نصرانی بن گئے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! میں نصرانی بن گیا ہوں۔

پھر آپ نے دوبارہ فرمایا کہ کیا تم نصرانی ہو گئے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں، میں نصرانی بن گیا ہوں۔ اس وقت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ اکبر! تو مستورد نے کہا کہ مسیح اکبر ہے پس آپ نے اس کا کپڑا پکڑ کر اسے زمین پر منھ کے بل گرا دیا اور فرمایا کہ اے بندگان خدا اسے اپنے پیروں سے روند ڈالو پس لوگوں نے اس کو اپنے پیروں سے اتنا روندا کہ وہ مر ہی گیا۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اسے قید خانے میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرے یا پھر مر ہی جائے، اور اسے قتل نہ کیا جائے، اور اگر وہ لونڈی ہو اور اس کے آقا اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس سے خدمت لیں اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئیں اس کو خوب موٹا کپڑا پہنایا جائے بس اتنا کہ جس سے وہ اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے اور گرمی اور ٹھنڈی سے موت واقع ہونے کا خوف دور ہو جائے اور اس کو موٹے کھانے کھلائے جائیں بس اتنا کہ اس میں رمق باقی رہ سکے یہی حکم ام الولد کے لئے بھی ہے اور غلام اس معاملے میں حر کی طرح ہے اور اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے مرتد کے بارے میں فرمایا کہ اس کی عورت کو اس سے دور کر دیا جائے اور اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے جب تک کہ وہ اپنے ارتداد پر باقی رہے۔ اس کا مرتد ہو جانا فرقت واقع کر دیتا ہے پس اگر عورت کی عدت ختم ہونے سے قبل اسلام لے آئے تو وہ اس عورت کا زیادہ حقدار ہے اور جب عورت مرتد ہو جائے اور دار الحرب میں جا ملے تو اس کے شوہر کو اختیار ہے وہ چاہے تو چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے اور اس کی بہن سے بھی شادی کر سکتا ہے یعنی جبکہ اس عورت کی عدت پوری ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مرتد کے چھوٹے چھوٹے بچے مسلمان ہی ہیں۔

فصل (۲)

اہلِ بدعت اور زنادقہ کے حکم کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام زنادقہ سے توبہ کرواتے تھے اور اس سے توبہ نہیں کرواتے تھے جو اسلام میں پیدا ہوا ہے آپ دو عادل مردوں کی شہادت اس شخص کے خلاف قبول کرتے تھے کہ وہ زندیق ہو گیا ہے اور اگر ایک ہزار لوگ اس کی براءت کی شہادت دیتے تو آپ ان کی شہادت کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ بصرہ کے کچھ زندیقوں کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے پہلے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور ان سے توبہ کروایا پس جب انھوں نے انکار کر دیا تو ان کے لئے ایک گڑھا کھودا اور فرمایا کہ میں آج تجھے گوشت اور چربی سے بھر دونگا پھر آپ نے ان کی گردن مارنے کا حکم دیا اور ان کو گڑھے میں ڈال دیا اور آگ لگا کر جلا دیا آپ مرتد کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور جو دین بدل دیتا تھا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ایک نصرانی جو مرتد ہو گیا تھا اس کو جلا دینے کا حکم دے دیا تو اس کے اولیاء نے اس کے جثے کے لئے ایک لاکھ درہم دینا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا اور اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ ان پر شیطان کے لئے مددگار بنوں اور نہ ان میں سے ہوں جو کافر کی لاش کو فروخت کرتے ہیں۔ جب امیر المومنین صلوات اللہ علیہ ان زنادقہ کو آگ میں جلا چکے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور آپ نے قنبر کو جلانے کا حکم دیا تھا اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا تھا۔

لما رأیت الیوم امرا منکرا — اضرمت نارا ودعوت قنبرا

ترجمہ:۔ آج جبکہ میں نے ایک ناپسندیدہ امر دیکھا — تو میں نے آگ سلگائی اور قنبر کو بلایا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے جادوگروں کو قتل کر دیا جائے اور کافروں کے جادوگروں کو نہ قتل کیا جائے۔ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایسا کیوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ شرک اور جادو دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں جس شخص میں جادو ہے اس سے تو شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے رسول اللہ صلعم نے ابن عاصم یہودی کو جس نے آپ پر جادو کیا تھا قتل نہیں کیا آپ فرماتے ہیں کہ جب دو عادل شخص کسی مسلمان مرد کے لئے اس بات کی شہادت دیں کہ وہ جادوگر ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے کفر کیا ہے اور جادو کفر ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں کیا ہے کہ :- واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر۔ (ترجمہ) اور اس منتر کے پیچھے پڑ گئے جس کو سلیمان کے زمانۂ سلطنت میں شیاطین جپا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کفر نہیں اختیار کیا لیکن شیطانوں نے کفر اختیار کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور وہ چیز یں جو ہاروت و ماروت دونوں فرشتوں پر بابل میں نازل کی گئیں تھیں، حالانکہ دونوں فرشتے کسی کو سکھاتے نہ تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم دونوں تو فقط ذریعہ آزمائش ہیں۔ پس تم اس پر عمل کر کے بے ایمان نہ بنو۔ ۲/۱۰۱

پس واضح ہو کہ پروردگار عالم نے اس آیت کریمہ میں خبر دی کہ جادو کفر ہے پس جس نے جادو کیا اس نے کفر کیا۔ لہٰذا جو مسلمان جادوگر ہو اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ کفر ہے اور مشرکوں کے جادوگر کو نہ قتل کیا جائے کیونکہ وہ پہلے ہی سے کافر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم سے وارد ہوا ہے، حضرت علی فرماتے ہیں اس کی دلیل قرآن حکیم میں موجود ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک نصرانی لایا گیا

پس وہ اسلام لایا در انحالیکہ اس کے ساتھ سور کا بھونا ہوا گوشت تھا جس کو اس نے خوشبودار چیز میں لپیٹ رکھا تھا پس آپ نے اس سے فرمایا کہ تیرا بُرا حال ہو اس کام کے لئے تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین! میں بیماری کی وجہ سے اس کو کھانے کا محتاج ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا بُرا ہو تم بکرے کا گوشت کیوں نہیں کھاتے، تاکہ سور کے گوشت سے تم کو نجات ملجائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب اگر تم نے کبھی سور کا گوشت کھایا تو میں تم پر حد قائم کروں گا۔ لیکن اس وقت میں تم کو اتنا مارونگا کہ پھر تم کبھی سور کا گوشت نہ کھاؤ گے۔ پھر جب اس نے کھایا تو آپ نے اس کو اتنا مارا کہ اس نے کھڑے کھڑے پیشاب کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص نجومی کے پاس گیا پس اس نے اس سے دریافت کیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس کا کفر کیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے تعویذ اور گنڈے شرک کے شعبے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مومن جو نیک عمل کرتا تھا پھر فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے کفر کیا پھر کفر کے بعد اس نے توبہ کر لیا تو اس نے بحالت ایمان جو نیک عمل کیا تھا وہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا جب وہ کافر ہونے کے بعد کفر سے توبہ کر چکا تو اب اس کا یہ کفر اس کے اگلے نیک عمل کو باطل نہ کریگا۔

کتاب الغصب والتعدی

فصل (۱)

غصب کرنے کا بیان!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل: (ترجمہ) آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ۲/۱۸۸۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (ترجمہ) اور زیادتی نہ کرو کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔ ۲/۱۹۰۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر بقر عید کے دن اپنے ناقہ قصواء پر خطبہ دیا پس آپ نے فرمایا کہ: اے لوگو! مجھے یہ خوف ہے کہ میں اپنے اس موقف اور اس سال کے بعد پھر تم سے نہ مل سکوں گا لہذا میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اس کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ پھر آپ نے فرمایا کہ باعتبار حرمت کون سا دن سب سے بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم! آج کا دن سب سے بڑھ کر ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ باعتبار حرمت خدا کے نزدیک کون سا مہینہ بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کہ اے رسول خدا صلعم یہی مہینہ سب سے

بڑھ کر ہے۔ اور کونسا شہر باعتبار حرمت اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کہ یہی شہر سب سے بڑھ کر ہے۔ اے پیغمبر خدا صلعم! تب آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہو کہ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ تمہارے جان و مال کی حرمت تم پر تمہارے اس دن کے حرمت کی طرح واجب ہے اور تمہارے اس مہینے کی حرمت اور تمہارے اس شہر کی حرمت کی طرح واجب ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت پوچھے کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! تب آپ نے فرمایا بارے الٰہا! تو گواہ رہنا: آپ نے پوری حدیث کو اس کی طویل روایت کے ساتھ بیان کیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہر صاحب مال اپنے مال کا خود ہی زیادہ حقدار ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ امانت کو ادا کرو خواہ وہ امانت امام حسین بن علی علیہما السلام کے قاتل ہی کی کیوں نہ ہو۔ پس جس شخص نے کسی مرد مسلم کا کچھ بھی مال و اسباب لے لیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اس کے پاس جو کچھ مال و متاع ہو اس سے بری ہو جائے اور اگر حقدار مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کی طرف اس کا مال سونپ کر خود اس سے بری الذمہ ہو جائے اور بارگاہ الٰہی میں توبہ کرے اس چیز سے جو اس نے اس کے حضور میں پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے پر ندامت اور توبہ اور برأت کے آثار پیدا کر دے لوگوں کے اموال کے سلسلے میں جو وعید کی تاویل ہے، میں تم کو اس سے پکڑنے والا نہیں ہوں لیکن میں تو صرف یہی مناسب دیکھتا ہوں کہ مال حقداروں کو سونپ دیا جائے اگر غاصب کے ہاتھ میں مال علیٰ حالہ موجود ہو تو وہ حقداروں کو دے کر مال سے بری ہو جائے اور اگر غاصب سے وہ فوت ہو چکا ہو تو اس کے اسباب کو دیدے پس اگر حقداروں کا پتہ نہ چلے تو اسے فقراء اور مساکین پر ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کر دیا جائے اور پھر وہ اپنے عمل سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے زبردستی از راہ غصب کسی لونڈی کو لے لیا اور اس سے بچہ پیدا کیا اور پھر اس کے مالک نے اس لونڈی کو لے لیا

تو وہ لڑکا غلام ہوگا اور کسی شخص نے غصب کی ہوئی لونڈی خریدی اور اس سے بچہ پیدا کیا پھر اس کے مالک نے اس کو لے لیا اور اس لڑکے کی قیمت لے لیا یہ اس صورت میں جبکہ خریدار کو معلوم نہ ہو کہ یہ لونڈی غصب کی ہوئی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے چوپایوں کو غصب کر لیا پس اس کے ہاتھوں میں اس کی نسل بڑھ گئی پس یہ جانور اور اس کی نسل سے جس قدر بچے ہوئے ہیں وہ سب اس کے ہیں جس سے غصب کیا گیا ہے اسی طرح جب کوئی لونڈی غصب کی جائے اور اس کو بچہ پیدا ہو تو یہی حکم واجب ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی لونڈی کو غصب کرے اور وہ اس کے پاس ہلاک ہو جائے تو غاصب اس کی قیمت کا ذمہ دار ہے اور اگر اس نے اس کے ساتھ جماع کیا پس وہ حاملہ ہوگئی پھر اس کا اصل مالک اس لونڈی کا حقدار ہو گیا اور اس نے حمل کی حالت میں اس کو لے لیا پس وہ زچگی کی وجہ سے مر گئی تو غاصب اس کی قیمت کا ذمہ دار ہے آپ سے یہ بھی منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی غلام کو غصب کرے اور اس سے اُجرت پر کام کروائے یا اس سے خود اُجرت پر کام لے پھر اس کا آقا اس کا حقدار ہو جائے تو وہ اس کے پاس سے اسے لے لے اور جس کے ہاتھوں میں وہ تھا اس کے پاس سے اس کی اُجرت بھی وصول کرے۔

آپ سے غاصب کی بابت پوچھا گیا کہ اس نے جو کچھ مال و سرمایہ غصب کیا ہے اس سے کام کرتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اور جو اضافہ کیا ہے اس کا وہی حقدار ہے اور جو اس کام کے بغیر زیادہ ہوا ہے تو اس کا حقدار چیز کا اصل مالک ہے۔ اور اگر کمی واقع ہو جائے تو اس کا ذمہ دار غاصب ہے۔

فصل (۲)

تعدی کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت

علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی ایسی چیز پر تعدی کیا جس کا کھانا حلال ہے پس اس نے اس کو تلف کر دیا تو اس جرم میں اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس نے ایک بربط توڑ دیا تھا تو آپ نے اس دعوے کو باطل کر دیا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے بربط یا کسی کھلونے کو توڑ دیا یا کسی لہو لعب کی چیز کو توڑ پھوڑ ڈالا یا شراب و نشہ آور چیز کا شکیزہ توڑ ڈالا تو اس نے اچھا کام کیا ہے اس پر کوئی تاوان واجب نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے جُوا، سابقت اور بکھیرنے سے منع فرمایا ہے۔ نثار (بکھیرنا) سے یہاں وہ چیز مراد ہے جو کسی قوم پر بکھیر دی گئی ہو اور انھیں اس کی طرف دعوت نہ دی گئی ہو اور نہ بکھیرنے والے کا نفس اس سے خوش ہو اور جو چیز اچک کر لے لی جائے، لوٹ، کھسوٹ کے مشابہ ہے لیکن کسی شخص نے کسی قوم کو دعوت دیا اور ان پر اناج یا خوشبو کو لٹا دیا اور ان میں سے ہر شخص نے جو کچھ اس کے آگے بکھر گیا اس کو لے لیا بغیر اچکے اور اس پر بلا کسی دھوکا مکر کے لے لیا ہو تو یہ مباح ہے اس نے جو اٹھا لیا ہے وہ اس طعام کی مانند ہے جس کے لئے اس کو دعوت دی گئی ہو اور کھانا ان کے آگے رکھا جاتا ہے اور اس کا کھانا ان کے لئے مباح کیا جاتا ہے تو ہمیں جیسا کہ معلوم ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور اس میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ ہر شخص کو اس کا اختیار ہے کہ اس کے قریب جو چیز ہو وہ اسے کھائے البتہ ان کے لئے اس کو لوٹ کر اور چھینا جھپٹی کر کے کھانا مکروہ ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ جس کو دعوت نہیں دی گئی ہے وہ بھی کھائے اور نثار (بکھیرنا) کچھ اسی قسم کو کہتے ہیں واللہ اعلم۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے عام راستوں پر دیوار بنا لینے سے منع فرمایا ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنے گھر کی دیوار ایسے راستے میں بنا لیا جو اس کا نہیں ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی دیوار کو اپنی جگہ میں واپس لے جائے، وہ کس طرح سے اپنے گھر میں ایسی جگہ کا اضافہ کر سکتا ہے جو زمین اس کی نہیں ہے اور وہ کس کے لئے چھوڑ جائے گا اور کیا وہ اس میں رہے گا؟ نہیں بلکہ

وہ عنقریب اس سے رحلت کر جائے گا۔ اور اس کو اس ذات کے آگے پیش کیا جائے گا۔ جو اسے معذور قرار نہ دے گا اور اسے اس کے لئے چھوڑ جائے گا جو اس کی نہ مدح کرے گا اور نہ اس کو نفع پہنچائے گا۔ وارث کس قدر غافل ہے اس چیز سے جو سوروش پر نازل ہونے والی ہے وہ اس کے گھر میں رہتا ہے اور اس کا مال خرچ کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ مسکین کی رہن مرتہن ہو گئی اور اس میں سے زبردستی لے لیا گیا پس اس نے یہ پسند کیا کہ اس نے اس چیز سے فراق نہیں کیا ہے جو پیچھے چھوڑی گئی ہے۔

حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو اپنے خط میں لکھا کہ: تم اپنی امانت کو ادا کرو اور اپنے وعدہ کو پورا کرو اور جو تم سے خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت نہ کرو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو اور جو تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اس کی مدد کرو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تمہاری نصرت کرے اس کے لئے دعا کرو۔ اور جو تم کو محروم کر دے اس کو تم نوازو اور جو تم کو نوازے اس کی تم تواضع کرو۔ اور اللہ کی نعمتوں پر اس کا بے شمار شکر ادا کرو اور اگر آزمائش میں مبتلا کرے تو اس کی حمد و ثنا کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کا دوسرے شخص پر کچھ حق تھا۔ پس وہ اس حق کا انکار کرتا ہے پھر وہ اس کے پاس کچھ مال و ودیعت رکھتا ہے یا کسی مال میں اس کے مال پر کامیاب ہو جاتا ہے تو کیا جس حق کا اس نے انکار کیا ہے اس مال میں سے وہ اپنا حق لے سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ یہ خیانت ہے اس میں سے صرف اتنا ہی لے جو اس نے اس کے حوالے کیا ہے یا جو اس کے لئے اس پر حکماً واجب ہے وہی لے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ دار السلام میں تمام لوگ جو مخالفوں میں ہیں۔ اور ان کے علاوہ جو ہیں وہ اہل صلح ہیں

ان کی کھوئی ہوئی چیز واپس لی جائے اور ان کی امانتیں ادا کی جائیں اور ان کا عہد وفا کیا جائے امانت نیک و بد کی طرف ادا کرنا ہی چاہیئے۔ اور نیک و بد کے کے عہد کو پورا کرنا ہی چاہیئے، پس تم کو جس نے امین بنایا ہو اس کی امانت کو ادا کرو اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہو اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو اور جو از راہِ خیانت تمہارے مال کا انکار کر دے اس سے اپنا مال نہ لو۔

کتاب العاریۃ والودیعۃ

فصل (۱)

عاریت (اُدھار) کا بیان!

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ ولا تنسوا الفضل بینکم :۔
(ترجمہ) اور آپس کی زندگی (معاملہ) میں احسان کرنے کو مت بھولو۔ ۲/۲۳۷۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قرض دینا اور اُدھار دینا اور مہمان نوازی کرنا سنّت میں سے ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ عاریۃً لی ہوئی چیز اسی کی ہے جس نے اسے اُدھار دیا ہے۔ عاریۃً لینے والا اس میں سے ذرہ برابر بھی مالک نہیں ہو سکتا ہے الا آنکہ اُدھار دینے والے نے جس کا اسے مالک بنا دیا ہو اور اس کے لئے مباح کر دیا ہو اور اُدھار دینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اُدھار لی ہوئی چیز کو واپس کر دینا چاہیئے اور اُدھار لینے پر واجب ہے کہ اُدھار لی ہوئی چیز کا اتنا ہی استعمال کرے جتنا کہ اس کو استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اُدھار لی

ہوئی چیز کو تلف کر دے یا اس میں سے کچھ کو نقصان پہنچا دے پس اگر اس نے ظلماً ایسا کیا ہے تو جس قدر اس نے تلف کیا ہے یا خراب کیا ہے اس کا وہ ضامن ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اُدھار لی ہوئی چیز اُدھار لینے والے کی بغیر غلطی اور گناہ کے تلف ہو جائے تو اس صورت میں اگر اُدھار دینے والے نے لینے والے کو اُدھار لیتے وقت مستعار چیز کا ضامن بنایا ہو یا اس نے خود ضمانت لی ہے تو تلف ہونے کی صورت میں اس کا تاوان اس پر واجب ہو گا۔ اور اگر اس نے کوئی ضمانت نہیں لی تھی اور نہ اس اُدھار لی ہوئی چیز کے ساتھ کوئی گناہ کیا تھا اور اُدھار دینے والے کے حکم کے خلاف کچھ کیا تھا تو تلف ہو جانے کی صورت میں وہ ضامن نہ ہو گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر صفوان بن اُمیہ سے اسّی زرعیں اُدھار لی تھیں اور صفوان نے آپؐ سے کہا تھا کہ اس کی ذمہ داری آپؐ کے سر ہے آنحضرت صلعم نے جواب میں کہا تھا کہ ہاں میں اس اُدھار مال کا ذمہ دار ہوں۔ پس آپؐ کا یہ ارشاد کہ :۔ عاریۃ مضمونۃ فکرہ ہے اگر معرفہ ہوتا اور اُدھار لی ہوئی چیز کی ضمانت ہوتی تو یوں فرماتے کہ العاریۃ مضمونۃ۔

لیکن آپ کے عاریۃ مضمونۃ کہنے سے تو پتہ چلتا ہے کہ کچھ اُدھار لی ہوئی چیزیں غیر مضمونہ بھی ہوتی ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کی ذات وہ ذات ہے کہ جن کو ہر چیز کے بیان کا حکم دیا گیا ہے، پس اگر عاریت مضمونہ ہوتی اور اس کا ضامن نہ بنایا گیا ہوتا تو آپ صفوان سے فرماتے جس وقت کہ انھوں نے آپ کو عاریت کا ضامن بنایا تھا کہ ھی مضمونۃ یعنی ایسی عاریت ہے جس کی ضمانت دی گئی ہے خواہ اے صفوان تم کہو یا نہ کہو۔ یا آپ فرماتے کہ العاریۃ مضمونۃ یعنی جو کچھ میں تم سے اُدھار لے رہا ہوں میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ صفوان نے آنحضرت صلعم کو جو ضامن بنایا تھا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ صفوان کو معلوم تھا کہ جب تک کسی چیز کا ضامن نہ بنایا جائے

اس وقت تک ضمانت نہیں ہوتی۔ اس میں بچنے کی دلیل اور واضح تاویل ہے اس شخص کے لئے جسے فہم و بصیرت کی توفیق ملی ہے۔ انشاء اللہ۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب اُدھار لینے والا عاریت کے تلف ہو جانے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس اس کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو اور وہ ایسا ہو جس کو متہم کیا جاتا ہو تو اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے اور اس کو اس عاریت کا ضامن بنایا جائے، آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک چیز اُدھار لی تھی، پس اس نے کچھ مال کے ساتھ اس کو بھی رہن رکھ دیا حالانکہ اس اُدھار چیز کے مالک نے اس کی اجازت نہیں دی تھی پھر وہ مفلس ہو گیا یا غائب ہو گیا یا مر گیا آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں اُدھار چیز کا مالک اپنی چیز لے لے اور وہ شخص اپنا قرض قرض دار سے وصول کرے۔

فصل (۲)

ودیعت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا: (ترجمہ) بے شک خدا تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے حوالے کر دو ۴/۵۸

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امانت خواہ نیک و بد ہی کی کیوں نہ ہو واپس کر دینا چاہیئے۔ ہم نے عاریت کے بعد اس کے تمام اقسام اور پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ودیعت ایسی جگہ پر رکھ دے جہاں ودیعتیں رکھی جاتی ہیں پھر وہ تلف ہو جائے یا اس میں سے کچھ ساقط ہو جائے قبل ازیں کہ وہ اس کو حفاظت میں دے یا کھو جائے یا بھول جائے یا بغیر کسی

گناہ کے تباہ ہو جائے اور اس کی جانب سے کسی قسم کی تباہی نہ آئی ہو تو جس کے پاس ودیعت رکھی تھی وہ اس کا ضامن نہ ہوگا۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مستودع پر کوئی ضمانت اور ذمہ داری نہیں عاید ہوتی ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جس کو امین بنایا گیا ہے اس پر ضمانت عاید نہیں ہوتی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ودیعت اور بضاعت کا صاحب دونوں امین بنائے گئے ہیں اور جس کے پاس ودیعت رکھی گئی ہے وہ کہے کہ ودیعت تلف ہو گئی ہے تو اس کی بابت تسلیم کی جائے گی پس اگر وہ متہم ہو تو اس سے حلف اٹھوایا جائے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک شخص کے پاس اپنی ودیعت رکھی تھی پس مستودع نے کہا کہ ہاں تو نے مجھے اپنی ودیعت دیا تھا لیکن تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اسے فلاں شخص کو دیدوں پس ودیعت رکھنے والے نے اپنے اس امر سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں مستودع پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے کہ صاحب الودیعۃ نے اس کو دینے کا حکم دیا تھا اور مستودع پر اس بات کی قسم کھانا واجب ہے کہ اس نے دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی شخص کو ودیعت دیا تھا اور کہا تھا کہ جب فلاں شخص آئے تو تم اس ودیعت کو دیدینا اس کو اور پھر جس کو دینے کا اس نے مستودع کو حکم دیا تھا اس نے ودیعت کی وصولیابی سے انکار کر دیا اس صورت میں آپ نے فرمایا کہ اگر متہم ہو تو مستودع سے قسم کھلائی جائے اور اس کی بات تسلیم کی جائے، کیونکہ صاحب ودیعت نے تو اس بات کا اقرار ہی کر لیا ہے کہ اس نے مستودع کو ودیعت دیدینے کا حکم دیا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں دو چور

ایک مالدار عورت کے پاس گئے جو خاندان قریش سے تھی پس انھوں نے اس کے پاس سو دینار بطور ودیعت رکھا اور اس سے کہا کہ جب تک کہ ہم دونوں نہ آئیں اس میں سے کچھ بھی کسی کو نہ دینا۔ پس جب ہم دونوں تمہارے پاس حاضر ہوں تو اس وقت ہماری ودیعت واپس کر دینا ان دونوں نے اس عورت سے اپنا فریب چھپا رکھا تھا پھر دونوں چلے گئے اور ایک نے آکر کہا کہ میرے دوست کو کچھ ایسا کام آگیا ہے جس سے وہ میرے ساتھ نہ آسکا۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے پاس جاؤں اور تم مجھے ودیعت واپس کر دو اور میرے لئے تمہاری طرف ایسی ایسی علامت بتائی ہے اس نے ایسا امر بیان کیا جو اس کے اور غائب کے درمیان تھا پس وہ ایسی عورت تھی جس میں سلامتی بھی تھی اور غفلت بھی تھی پس اس نے اس کو مال دے دیا پس وہ تولے کر چلا گیا لیکن دوسرا آیا اور اس سے مال مانگا تو عورت نے کہا کہ تمہارا دوست آیا تھا اور اس نے تمہاری نشانی بتائی تھی لہٰذا میں نے وہ مال اس کو دے دیا ہے اس شخص نے کہا کہ میں نے کچھ اس کو تمہارے پاس بھیجا نہیں تھا چنانچہ اس نے اس عورت کو حضرت عمر کے سامنے پیش کیا پس انھیں سمجھ میں نہ آیا کہ ان کے درمیان کیا فیصلہ کریں اور ان کو حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے پاس بھیج دیا تو آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جب تم دونوں نے اس عورت کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک تم دونوں اس کے پاس نہ آؤ کسی ایک کو ودیعت نہ دینا تو پھر تم کو حق نہیں ہے کہ اپنے ساتھی کو چھوڑ کر تنہا مال پر قبضہ کرو، تم جاؤ اور اپنے ساتھی کو لے آؤ اور تم دونوں اپنا حق لے لو پس وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا اور اپنا منہ لے کر واپس چلا گیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ودیعت رکھی ہو اس کو لائق نہیں ہے کہ اس میں سے ذرہ برابر بھی خرچ کرے اور نہ اس کو قرضاً لے کہ پھر واپس کر دے گا پس اگر وہ مجبور ہے اور واپس کرنے پر قادر ہے تو لے لے اور جلد سے جلد واپس رکھ دے، کیونکہ اسے یہ پتہ نہیں ہے کہ اس کی کتنی عمر باقی ہے اور اگر صاحب قدرت نہ ہو تو اس کو لائق نہیں ہے اور نہ اس کے لئے حلال ہے کہ وہ ودیعت کے صاحب کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ کھائے اور یہی حال مضارب کا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے نابالغ لڑکے کو

ودیعت سونپا پس اس نے اس کو تباہ کر دیا تو اس پر کوئی ضمانت واجب نہیں ہے اور اگر اس نے کسی نابالغ کو غلام بطور ودیعت کے دیا پس اس نے اسے قتل کر دیا تو اس کے خاندان والوں پر اس کی ذمہ داری ہوگی۔ اور قیمت کے بارے میں رشتہ داروں کا قول ان کی قسم کے ساتھ مانا جائے گا۔ الا آنکہ غلام کا آقا زیادہ قیمت کا ثبوت پیش کرے پس وہ اسے لے سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی غلام کو ودیعت دیا پس اس نے ودیعت کو تلف کر دیا تو اس پر کوئی ذمہ داری واجب نہیں ہے۔ اور اگر غلام کو تجارت کی اجازت تھی تو اس کے آقا پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ الا آنکہ آقا نے اس کو ودیعتیں لینے کی اجازت دی ہو۔ یا ودیعت تجارت کی قسم میں داخل ہو لیکن غلام پر قرض ہو تو جس وقت وہ آزاد ہو جائے اس وقت ودیعت کا مطالبہ کیا جائے۔ اگر غلام ودیعت کا اقرار کرے تو اس کا یہ اقرار جائز نہ ہوگا۔

کتاب اللقطۃ واللقیطۃ والآبق

فصل (۱)

لُقطہ کا بیان

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور پائی پس آپ نے اس کو اُٹھا لیا، پھر آپ کے پاس سے ایک سائل گذرا تو آپ نے اس کھجور کو اُسے دیدیا اور فرمایا کہ اگر تم اس کے پاس نہ آتے تو وہ تمہارے پاس آجاتی۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پاس تشریف لے گئے تو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو آپ کے آگے روتا ہوا پایا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ دونوں کچھ کھانے کو مانگتے ہیں اور گھر میں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلعم کو خبر کرو۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اچھا۔ پس آپ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آپ کے دونوں فرزند رو رہے ہیں اور ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ پس اگر آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہو

تو اسے ہمارے پاس بھیجدیں پس آنحضرت صلعم نے گھر میں تلاش کیا تو ایک تمر ملا پس آپ نے اس تمر کو جناب سیدۂ عالم کے قاصد کو دے دیا لیکن اس ایک تمر سے ان دونوں بچوں کا کچھ بھی نہ ہوا، یہ دیکھ کر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام گھر سے نکلے تاکہ کچھ اُدھار لائیں یا کسی سے کوئی چیز لے لیں پس آپ جب کسی سے اس قسم کی بات کرتے تو وہ منقبض ہو جاتا اور چلا جاتا پس آپ چل رہے تھے کہ اچانک آپ کو ایک دینار مل گیا پس آپ اُسے لے کر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پاس آئے اور ان کو پورا قصہ سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ آج اسے گروی رکھ کر ہمارے لئے تھوڑا کھانا لیتے آئیں اگر اس کا لینے والا تقاضہ کرے گا تو ہمیں اُمید ہے کہ ہم انشاء اللہ اسے گروی سے چھڑا لیں گے پس حضرت علی علیہ السلام دینار لے کر گھر سے نکلے اور آٹا خریدا پھر آپ نے اس دینار کو آٹے کی قیمت پر رہن رکھنے کے لئے دیا تو آٹے کے مالک نے اسے رہن کے طور پر آپ سے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ جب بھی آپ کے پاس آٹے کی قیمت آجائے تو لینے آیئے گا اور اس نے قسم کھایا کہ میں ہرگز نہیں لوں گا۔ پھر آپ کا گذر گوشت کی دوکان سے ہوا اور آپ نے ایک درہم میں گوشت خریدا اور آپ نے قصاب کو بطور رہن دینار دیا تو اس نے لینے سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ وہ نہ لیگا پس آپ آٹا اور گوشت لے کر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ اسے جلدی سے پکاؤ کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا موجود ہوتا تو آپ اپنے دونوں بیٹوں کے واسطے تمر نہ بھیجتے پس آپ نے اسے جلدی سے پکایا اور حضرت علی علیہ السلام اسے رسول اکرم صلعم کے پاس لے کر آئے جب وہ لوگ کھانا کھانے لگے تو اتنے میں انھوں نے سنا کہ ایک غلام اللہ اور اسلام کی قسم دے کر کہہ رہا ہے کہ کس نے دینار پایا ہے؟ پس اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کو پورا قصہ سنایا، آپ نے اس غلام کو بلایا اور جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میرے گھر والوں نے مجھے کھانا خریدنے کے لئے ایک دینار دے کر بھیجا تھا پس وہ راستے میں مجھ سے گر گیا اور اُس نے دینار کی علامت بتائی پس آنحضرت صلعم نے دینار اس غلام کو واپس کر دیا پس پڑی ہوئی چیز اس شخص کے لئے اُٹھا لینا جو اللہ کی قسم کھاتا اور اس کے اہل کو دینے کی نیت

رکھنا ہو اور اس کو اس کی پڑی ہوئی جگہ پر رکھنا مطلقاً مباح ہے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے وارد ہے اور پڑی ہوئی چیز کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے یہاں تک کہ اس کا مالک آکر اسے لے جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام راستے میں پڑی ہوئی ایک چیز کے پاس سے گذرے اس وقت آپ کے ہمراہ آپ کا ایک غلام تھا پس اس نے اس کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس کو اٹھانے سے منع فرمایا لیکن اس نے انکار کیا اور اسے اٹھا لیا ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ آپ کو اس کا اصل مالک مل گیا پس اس نے اسے واپس کر دیا اور اس نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا کہ کیا یہ کار خیر نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اور دوسرے لوگ اس کو چھوڑ دیتے تو اس کا مالک آکر اسے خود اٹھا لیجاتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے پڑی ہوئی چیز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا ہو تو اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور اگر تم نے اسے اٹھا لیا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے تم ایک سال تک لوگوں کی اس کی خبر کرتے رہو پس اگر کوئی طلبگار آئے تو ٹھیک ورنہ تم اس کے اپنے مال و اسباب میں رکھ دو سو جو تمہارے مال و اسباب کا حال ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا یہاں تک اس کا مالک آجائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے حرم میں ایک دینار پایا تھا پس اس نے اسے اٹھا لیا اب اس کا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے حرم میں پڑی ہوئی چیز کو اٹھا لیا ہے تو بہت برا کیا ہے۔ حرم میں پڑی ہوئی چیز کو اس وقت تک نہ اٹھانا چاہیئے جب تک اس کا مالک خود نہ اٹھا لیجائے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس کو اس دنیا سے آزمایا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ تو اس کو خبر کر دینا چاہیئے عرض کیا گیا کہ اس نے خبر کیا تھا اور آپ نے فرمایا کہ تو اس کو مسلمانوں کے گھر والوں پر صدقہ کر دینا چاہیئے، پس اگر اس کا طالب آگیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا مسلمان کو اس کی نصیحت کا جو حکم آیا ہے ہم نے اس سے قبل اس کا ذکر کر دیا ہے اور اس نصیحت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کے مال کی حفاظت کرے۔ اور جب اس کا مالک آجائے

تو اسے واپس کر دے اور جس کا کوئی طلبگار نہ ملے اور اس کے طالب کے آنے سے مایوس ہو جائے تو وہ ایسا مال ہے جس کا کوئی مالک نہیں ہے اور جس مال کا کوئی مالک نہ ہو اس کو بیت المال میں رکھ دیا جائے ہم نے ایسے مال کا ذکر پہلے کیا ہے جس کا کوئی مالک مر گیا ہو اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے جو یہ وارد ہے کہ لقطہ کو خیرات کر دینا چاہیئے تو یہ آپ نے اس لئے فرمایا تھا کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا بیت المال متغلبین کے قبضے میں تھا۔ لہذا آپ اس وقت یہ مناسب نہ سمجھتے تھے کہ اس میں ایسی کوئی چیز رکھی جائے اور اس کے متعلق یہ حکم کہ اس کو آپ کے حوالہ کر دیا جائے کیونکہ آپ جہاں اس کا مناسب مصرف دیکھتے وہیں صرف کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گمراہ لوگ ہی گم شدہ جانوروں کو کھا جاتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پڑی ہوئی چیز کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو بخشا جا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کو کوئی پڑی ہوئی چیز مل جائے تو اس کو ایک سال تک مشہور کرے پھر اس کو اپنے مال و اسباب میں شامل کر دے پس جو اس کے مال کا حال ہوگا وہی اس مال کا بھی حال ہوگا حتیٰ کہ اس مال کا کوئی طلب گار آ جائے اور اگر اس کو موت آ جائے تو اس مال کی وصیت کر جائے اور اگر اس نے خیرات کر دیا ہے تو وہ اس مال کا ضامن و ذمہ دار ہے پس اگر اس کا مالک اور طلبگار آ جائے وہ اسے ادا کر دے یا اس کی قیمت دیدے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! مجھے ایک بکری ملی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے، یا پھر بھیڑیئے کی ہے اس نے کہا کہ میں نے ایک اونٹ

پایا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا پاؤں اس کی جوتی ہے اور اس کا پیٹ اس کا شکیزہ ہے پس تم اس کو نہ لو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے گم شدہ جانوروں کے لئے ایک مویشی خانہ بنایا تھا پس آپ ان کو اتنا چارہ دیتے تھے کہ وہ نہ تو موٹے تازے ہوتے تھے اور نہ دُبلے پتلے ہوتے تھے، اور آپ ان کا چارہ بیت المال سے کھلاتے تھے، پس وہ اپنی گردنیں اونچی کرتے تھے پس جو شخص کسی گردن کے متعلق کوئی ثبوت پیش کرتا تھا وہ وہ اس کو لے لیتا تھا ورنہ آپ ان کو ویسے ہی رہنے دیتے تھے ان کو فروخت نہیں کرتے تھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! مجھے صحراء میں ایک بکری ملی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے اس کو تم پکڑ لو اور جہاں تم نے پایا ہے وہاں اس کو مشہور کرو پس اگر اس کے مالک کو پہچان لیا جائے تو واپس کر دو اور اگر نہ پہچانی جائے تو تم اس کو کھا جاؤ لیکن اس کے ضامن تم ہو۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک سفرہ کے متعلق پوچھا گیا جو راستے میں پڑا ہوا پایا گیا جس پر بہت سی روٹیاں، گوشت، پنیر اور انڈا پڑا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی قیمت لگائی جائے اور اس کو کھا لیا جائے کیونکہ وہ تو خراب ہو جائے گا اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو باقی رہ سکے، پس اگر کوئی طلبگار آ جائے تو اس کی قیمت بطور تاوان ادا کر دی جائے۔ اس وقت لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنینؑ اگر یہ پتہ نہ ہو کہ یہ سفرہ کسی ذمی کا ہے یا مجوسی کا ہے؟ ان کو کشادگی حاصل ہے پس انھوں نے ایسی چیز کھایا ہے جس کے متعلق انھیں کوئی علم نہ تھا۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے گھر کے اندر جو چاندی پائی گئی اس کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر گھر تعمیر کیا ہوا آباد تھا تو چاندی کا حقدار اس کا مالک ہے اور اگر وہ مکان کھنڈر تھا تو وہ لقطہ کے درجے میں ہے۔

فصل (۳)

ولدالزنا اور نافرمان بھگوڑے غلام کا بیان!

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پڑا ہوا بچہ حر ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ منبوذ حر ہے اگر وہ چاہے تو اپنے تربیت دینے والے کو اپنی ولایت دے سکتا ہے،

اور اگر چاہے تو کسی اور کو اپنی ولایت دے سکتا ہے اور اگر جس نے اس کی تربیت کی ہے اس کے نان نفقے کا مطالبہ کرے تو وہ اگر مالدار ہو تو واپس کر دے، اور اگر وہ تنگدست ہے تو اس نے جو کچھ خرچ کیا تھا وہ صدقہ شمار ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ولدالزنا میں کوئی خیر نہیں ہے۔ کسی شخص کے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ کسی لونڈی سے بچہ مانگے جو ولدالزنا ہے۔ اور کسی آدمی کو لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ولدالزنا کے نکاح سے نجس کرے۔ اور اگر ولدالزنا کسی مملوکہ لونڈی کا ہے تو اس کے مولا کے لئے اس ولدالزنا کا مالک ہونا اس کو فروخت کرنا اور اس سے کام لینا حلال ہے اور اگر چاہے تو اس کی قیمت سے حج بھی کر سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے بھگوڑے غلام کی اجرت کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ واجب نہیں ہے مسلمان مسلمان کو واپس کر دیتا ہے یعنی جبکہ اس نے اجرت پر نہ رکھا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی بھگوڑے غلام کو لے آیا پس اس نے مزدوری مانگی تو وہ اسکا ذرہ برابر بھی حقدار نہیں ہے الا آنکہ اس کو مزدوری کرنے کو کہا گیا ہو اسی طرح آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی شخص نے کسی بھگوڑے غلام کو اس لئے پکڑا تھا کہ وہ اس کے مالک کو واپس کر دیگا، لیکن وہ اس کے ہاتھ سے نکلا گیا تو اس شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

کتاب القسمۃ والبنیان

فصل (۱)

تقسیم کرنے کا بیان

ہر وہ چیز جس کے کئی شرکاء ہوں یا دو شریک ہوں اس کو اس طرح سے تقسیم کرنا چاہئے کہ اس کے حصہ داروں میں سے کسی کو بھی کوئی نقصان نہ ہو۔ اور جب کچھ حصہ دار باتمام حصہ دار تقسیم کا مطالبہ کریں تو تقسیم کرنا چاہئے۔ ہم اموال غنیمت وغیرہ کی تقسیم کا بیان کر چکے ہیں اور جس چیز کی تقسیم میں ضرر اور نقصان ہو یا ایسی چیز ہو جو تقسیم نہ ہو سکتی ہو تو اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت تقسیم کر لی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں کئی جگہ پر نقصان پہنچانے سے روکا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ ولا تضارروھن لتضیقوا علیھن (ترجمہ) اور ان کو تنگ کرنے کے لئے ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ۶۵/۵

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا: (ترجمہ) اور انھیں تکلیف پہنچانے کے لئے نہ روکو۔ ۲/۲۳۱

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ: (ترجمہ) نہ ماں کا اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان گوارا کیا جائے اور نہ جس کا لڑکا ہے (باپ کا) اس کا۔ ۲/۲۳۳

رسول اللہ صلعم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں،
امام باقر اور آپ کے پدر بزرگوار امام زین العابدین اور آپ کے آباء کرام اور حضرت
علی علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ نہ کوئی نقصان دہ ضرر ہے
اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فارعہ بن شداد کو لکھا کہ حصہ داروں
کے حصہ کے مطابق جس چیز کی تقسیم نہ ہو سکے اس کو تقسیم نہ کرنا چاہیئے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے پانی کے گذرنے کی جگہ تقسیم
کرنے کی بابت آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو غیر منقسم ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک قوم کے بارے میں دریافت
کیا گیا جنہوں نے ایک زمین یا ایک گھر اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ان میں سے کسی کے واسطے کوئی
راستہ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسلمانوں کی تقسیم نہیں ہے اس تنگ تقسیم کو کشادہ کر کے
حق کی طرف موڑ دینا چاہیئے۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تقسیم کرنے والے کے بغیر چارہ
نہیں، اور اس کے لئے روزی کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک گھر کی بابت پوچھا
گیا جو دو آدمیوں کے درمیان تھا پس انھوں نے اسے تقسیم کر لیا تو ایک حصے میں اوپر کا حصہ
آیا اور دوسرے کے حصے میں نیچے کا حصہ آیا آپ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے الا آنکہ ان دونوں
کے درمیان کوئی کھلا فریب اور ظلم نہ ہوا ہو ورنہ اس تقسیم کو فسخ کر دیا جائے الا آنکہ
دونوں کو معلوم ہو اور دونوں رضامند ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک قوم کی بابت پوچھا گیا
جنہوں نے ایک گھر تقسیم کیا تھا جس کا ایک ہی راستہ تھا پس وہ راستہ ان میں سے
ایک کے حصے میں آ گیا اور دوسرے کے واسطے یہ طے کیا گیا کہ وہ اس راستے سے اپنے
پیروں سے گذر سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی

حرج نہیں ہے کہ آدمی اپنی گذرگاہ کسی کے گھر میں خرید لے یا کسی کی زمین خریدے اور باقی زمین نہ خریدے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک قوم کی بابت پوچھا گیا جو ایک گھر کو تقسیم کرتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک حصہ دار اپنے تمام حق کو چھوڑ کر صرف ایک ٹکڑے پر رضامند ہو جاتا ہے اور باقی قوم کے واسطے چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اسے باہم تقسیم کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ سب کے سب اس پر رضامند ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایسے گھروں کے متعلق پوچھا گیا جو مختلف قوم کا ہے پس ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ میں اپنا حصہ ہر گھر میں سے لونگا۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا حصہ ایک ہی جگہ ملنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر غور کرنا چاہئے پس اگر وہ گھر معتدل حالت میں ہوں اور اس میں لوگوں کی غربت ہو تو تقسیم کر دیا جائے ہر شخص کو ایک ہی مکان میں حصہ دیا جائے۔ لیکن اگر وہ گھر نمایاں طور پر مختلف ہوں تو ہر گھر میں سے ایک ایک ٹکڑا تقسیم کیا جائے اور ان میں سے ہر ایک اپنا حق لے لے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مختلف جگہوں میں مختلف باغات ہوں اور ان کے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہو تو ان کے درمیان کس طرح تقسیم کرنا جائز ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ باغ ہوگا اور اس پر نشان ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جبکہ ایک قوم جب باغ اور زمین میں جو مختلف اطراف میں ہوں حصہ دار ہوں یا وہ زمین و باغ ایک دوسرے کے پاس پاس ہوں تو اگر ان میں ہر ایک اپنا حصہ لینا چاہے ہر طرف تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہے کہ اس کا حصہ ایک ہی طرف عادلانہ قیمت کے ساتھ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب یہ صورت ہو کہ اس کی ہر چیز

برابر حصّے کے مطابق تقسیم نہ ہو یا تقسیم ہونے پر کسی حصّہ دار کو اس سے نقصان ہوتا ہو اور اس میں سے اس کا حصّہ ہو ایسا کہ وہ تنہا اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تو پھر واجب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے حصّے کو مناسب قیمت سے ایک طرف جمع کر دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ سے ایسی قوم کے بارے میں پوچھا گیا جن کے کچھ باغات ہیں جن میں مختلف جگہوں پر مختلف انواع کے پھل ہیں تو ان کو کس طرح سے تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عادلانہ قیمت سے ان میں سے ہر ایک کے حصّے کو ایک طرف جمع کر دیا جائے پس اگر اس میں کھیتی اور پھل ہوں تو پھل کے ساتھ انھیں تقسیم نہ کیا جائے اور صرف جانب کو تقسیم کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اناج اور پھل ٹوکری کے حساب سے تقسیم کرنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خرص (یعنی ٹوکری) ناپ کے مانند ہے اور یہ تو فقط تمر انگور، اور چھوٹے چھوٹے دانے کے لئے ہے لیکن سیب اور اخروٹ کے لئے نہیں ہے جو گنے جاتے ہیں ٹوکری سے تو ناپنا تولنا انھیں اشیاء کو درست ہے جو ناپی اور تولی جاتی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایسی قوم کی بابت پوچھا گیا جن کے درمیان سبزی ہے تو وہ اس کو کس طرح سے تقسیم کریں آپ نے فرمایا کہ یہ قائم حالت میں تقسیم نہیں ہو سکتی ہے اس کو بیچ کر اس کی قیمت بانٹ لی جائے یا اکھاڑ لی جائے اور جس طرح سے اس قسم کی چیزیں تقسیم کی جاتی ہیں اس طرح تقسیم کر لی جائے الا یہ کہ اس پر وہ سب متفق ہوں یا اس کو عادلانہ طور سے تقسیم کیا جا سکتا ہو یہی صورت اس کھیتی کی ہے جو ابھی تیار نہیں ہوئی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم ایسی زمین کی وارث ہو جس میں ایک گھاٹ ہو تو وہ اس زمین کو اس طرح تقسیم کر لیں کہ ان میں سے ہر ایک حصّہ دار کے لئے اس کے حصّے کے مطابق گھاٹ میں سے ایک حصّہ مل جائے

آپ سے ایک ایسی قوم کی بابت پوچھا گیا جو ایک زمین کے مالک ہیں اور اس میں مختلف قسم کے درخت ہیں آپ نے فرمایا کہ ہر درخت کو زمین کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے۔ یہ درست اور لائق نہیں ہے کہ کسی کا درخت دوسرے کی زمین میں ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک گھر کے متعلق فرمایا جس کے کچھ لوگ حصہ دار ہیں اور وہ گھر ان سے غائب ہے (دور) جسے وہ جانتے ہیں پس انھوں نے اس کے اوصاف کے مطابق باہم بانٹ لیا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنا حصہ بھی جان لیا آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے جائز ہے جس طرح سے غائب گھر کو فروخت کیا جاتا ہے جبکہ دونوں خرید و فروخت کرنے والے اس کو جانتے ہیں، پس اگر انھوں نے گھر کو نہ پہچانا ہو یا کسی نے پہچانا ہو اور کسی نے نہ پہچانا ہو تو یہ تقسیم درست اور جائز نہیں ہے جب تک وہ تقسیم کے وقت حاضر نہ ہوں، یا ان کا کوئی قائم مقام نہ ہو یہی صورت زمین اور درختوں کے متعلق ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک قوم کی بابت پوچھا گیا جنھوں نے ایک گھر کو تقسیم کر لیا پس ان میں ایک گھر کے متعلق ان کا اختلاف ہو گیا اور باہم اس کے دعوے دار ہو گئے، حالانکہ وہ ان میں سے کسی ایک کے بھی ہاتھ میں نہیں ہے یا ان کا اختلاف حد کے متعلق ہو گیا، آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی ثبوت نہ ہو تو آپس میں حلیف بن جائیں اور تقسیم کو فسخ کر دیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے گھروں کی تقسیم کے بارے میں فرمایا کہ گھروں کو قیمت کے لحاظ سے اور صحن کو گز کے حساب سے تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور صحن میں ایک راستہ چھوڑ دیا جائے جو سب کے لئے ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اوپر نیچے کی تقسیم کے متعلق پوچھا گیا کہ نچلا حصہ اگر ٹوٹ جائے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی آپ نے فرمایا کہ جو نچلے حصہ کا مالک ہے اس پر ذمہ داری ہے وہ اوپر رہنے والے کے لئے زمین کے مانند ہے اس سے وہ فائدہ لے سکتا ہے نیچے رہنے والے کو اختیار نہیں ہے کہ اس کو گرا دے

اور اوپر رہنے والے کو اس بات کی تکلیف دے کہ وہ اس پر چھت بنالے بلکہ نیچے رہنے والے پر اس کی اصلاح و مرمت واجب ہے بشرطیکہ اوپر والے نے اس پر کوئی جنایت نہ کیا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اصل مال میں سے جو کچھ خراب ہو جائے یا جس چیز کا کسی کو استحقاق حاصل ہو جائے جو ان تمام حصہ داروں کو ہے تقسیم سے پہلے تو اس کا خمیازہ تمام کے سر پر ہوگا اور جو کچھ تقسیم کے بعد خراب ہوا ہو تو اس کا خمیازہ اس کے سر ہے جس کے حصے میں وہ آیا ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کا حصہ یا کچھ کے حصہ کا استحقاق حاصل ہوا تو پھر سے تقسیم کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب نیچے کا حصہ خراب ہو جائے اور اوپر کی تعلیق ممکن ہو تو نیچے رہنے والے پر واجب ہے کہ اس کو معلق کرے اور اپنے نیچے کے حصے کی اصلاح کرے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اوپر رہنے والا اپنے اوپر کا حصہ گرا دے اور نیچے رہنے والے پر واجب ہے کہ وہ نیچے کے حصے کی اصلاح کرے پھر اگر اوپر رہنے والا اپنے حصے کے مطابق بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ اس طرح تمام گر جائے تو ان میں سے ہر ایک پر اپنے حصے کی مرمت واجب ہے اور جو حصہ دونوں کے درمیان مشترک ہے اور جس سے دونوں برابر کا فائدہ لیتے ہیں تو حصے کے مطابق دونوں پر اس کی مرمت واجب ہے الا آنکہ اس کی کوئی شرط ہو تو شرط اگر حلال و جائز ہے تو اس پر پہلے عمل کیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب بعض حصہ دار غبن کا دعویٰ کریں اور باقی اس سے انکار کریں تو غبن کے دعوے دار پر ثبوت پیش کرنا واجب ہوگا، پس اگر دعوے دار حاکم سے کہے کہ میرے ساتھ آؤ یا کسی ایسے شخص کو بھیجو جس کو تم موزوں سمجھو تاکہ وہ اس غلطی کا اندازہ لگائے تو حاکم کو اختیار ہے وہ چاہے تو ایسا کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ پس اگر اس نے ایسا کیا اور اس کو غبن کا پتہ چلا یا کھلی ہوئی غلطی نظر آئی تو پھر سے تقسیم کرے۔ یہی صورت اس وقت بھی ہے جبکہ گواہی دینے والے غلطی یا غبن کی گواہی دیں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تقسیم کی دو صورت ہے ایک صورت تو باہم رضامندی ہے جس پر تمام حصہ دار باہم رضامند ہوں اور ان کا امر جائز ہو اور ان میں سے ہر ایک اس چیز سے واقف ہو جو اس پر تقسیم کی گئی ہے اور اس سے ہر ایک راضی ہو تو ان تمام پر تقسیم ہو چکی اور دوسری صورت وہ ہے کہ جس کی دو صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقسوم کو گھیتی کے حساب سے تقسیم کیا جائے بشرطیکہ اس کے اجزا برابر ہوں اور اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ جب مختلف ہو اور باہم گھٹ بڑھ کر ہو تو قیمت کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے

فصل (۲)

عمارت کا بیان!

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی دیوار جو اس کے اور اس کے پڑوسی کے درمیان پردہ تھی گر پڑی پس وہ اس کی تعمیر سے ممتنع ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے الا آنکہ دوسرے گھر کے مالک کے لئے تعمیر کرنا واجب ہوتا ہو کسی حق کی وجہ سے یا اصل ملک میں کسی شرط کی وجہ سے البتہ صاحب منزل سے کہا جا سکتا ہے کہ تم اپنے حق میں رہ کر اگر چاہو تو اپنا پردہ کر سکتے ہو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر دیوار گری نہ ہو بلکہ اس نے گرا دیا ہو یا اس نے گرانے کا ارادہ مضرت پہنچانے کی نیت سے کیا ہو تا کہ اس کے پڑوسی کو نقصان اور تکلیف ہو حالانکہ اس کے گرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی؟ آپ نے فرمایا کہ اس دیوار کو گری ہوئی حالت میں رہنے نہ دیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کو کوئی تکلیف اور مضرت نہ پہنچانا چاہیئے لہذا اگر اس نے گرا دیا ہے تو اس کی تعمیر کا اسے مکلف اور پابند بنایا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اس دیوار کے متعلق فرمایا جو

دو گھروں کے درمیان دو گھروں میں سے ایک گھر کے مالک کی ہے اور وہ گر پڑی ہے اور اس نے اس کی تعمیر سے انکار کر دیا ہے اور دوسرے گھر کے مالک نے اس سلسلے میں اس پر دعویٰ کر دیا ہے کہ تو نے میرے بال بچوں کو بے پردہ کر دیا ہے۔ لہٰذا میرے اور اپنے درمیان پردہ کر آپ نے فرمایا کہ اس پر واجب ہے کہ اپنے درمیان عمارت بنا کر پردہ کرے یا کسی اور چیز سے پردہ کرے کہ جس سے بے پردگی نہ ہو سکے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے دو آدمیوں کی دیوار کی بابت آپ سے پوچھا گیا جو گر پڑی ہے پس ان میں سے ایک دوسرے کو اس کی تعمیر کے لئے کہتا ہے اور دوسرا اس کی تعمیر سے انکار کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس کی تقسیم ممکن ہو تو اسے تقسیم کر دیا جائے پھر ہر ایک کے حصے میں جو ہو اس کی تعمیر کر ڈالے ورنہ اس کے دوسرے پڑوسی کو نقصان نہ ہو تو رہنے دے۔ اور اگر اس کی تقسیم نہ ہو سکتی ہو تو اس سے کہا جائے کہ وہ اسے بنالے یا فروخت کر دے یا رضامند ہو تو اپنے پڑوسی کو سپرد کر دے تاکہ وہ اس کو بنالے اس صورت میں وہ اس کی دیوار ہو جائے گی اور اگر دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ بنانے کا مطالبہ کرنے والا اس کو بنالے اور اس سے فائدہ اٹھائے تو اگر اس کے ساتھ دوسرا بھی نفع اٹھانا چاہتا ہو تو نصف خرچہ اس کو دیدے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی دیوار میں سوراخ کرے تاکہ اس میں سے اپنے پڑوسی کے گھر کا اندرونی حصہ دیکھے لیکن اگر روشنی کے لئے ایسی جگہ روشندان بنالے جہاں سے اندرونی حصہ نظر نہ آتا ہو تو اس کو اس سے نہ روکا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی تعمیر اس قدر اونچائی میں لے جاتا ہے کہ جس سے اس کے پڑوسی کو سورج کی روشنی نہیں ملتی آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو اس کا اختیار ہے یہ ایسا نقصان نہیں ہے جس سے روکا جائے اس کو وہ اپنی دیوار جس قدر چاہے بلند کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ایسا منظر نہ ہو جہاں سے پڑوسیوں کو دیکھا جا سکے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کا دروازہ اس کی جگہ سے پھرانا چاہتا ہو یا اس کے ساتھ دوسرا دروازہ شارع عام کی طرف کھولنا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے الا آنکہ یہ کھلی ہوئی بات ہو کہ اس سے نقصان پہنچے گا اور اگر وہ کسی کے راستے میں دروازہ کھولنا چاہتا ہو جہاں عام گذرگاہ نہ ہو تو وہاں کوئی دروازہ نہ کھولے اور جب تک اس کج راستہ کے مالکان رضامند نہ ہوں اپنے دروازہ کو اس کی جگہ سے نہ ہٹائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کسی کو اختیار نہیں ہے کہ جس حال میں جو راستہ ہے اس میں تغیر کرے جبکہ وہ عام راستہ ہو لیکن اگر وہ کسی مخصوص قوم کا ہو اور وہ اس بات پر متفق ہوں کہ راستے کو بدل دیں جس سے دوسرے کو نقصان نہ ہو اور اور نہ وہ ان کی ملک میں ہو جن کے واسطے انھوں نے اسے مباح کیا ہے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر وہ چاہیں کہ راستے کو محفوظ کر دیں یا اس میں پھاٹک لگا دیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ راستہ صرف ایک قوم کے لئے مخصوص ہو اور وہ سب کے سب اس پر متفق بھی ہوں لیکن کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ شارع عام پر ایسا کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کا راستہ دوسرے کے باغ میں سے ہو کر جاتا ہے پس باغ کے مالک نے چاہا کہ اس کا دروازہ بنائے آپ نے فرمایا کہ وہ جب تک راستہ کے مالک سے اجازت نہ حاصل کرے ایسا نہیں کر سکتا ہے۔

کتاب الشہادات

فصل (۱)

گواہی قائم کرنے کا حکم اور جھوٹی گواہی دینے کی ممانعت کا بیان۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: واقیموا الشہادۃ للہ: (ترجمہ) اور تم خدا کے واسطے ٹھیک ٹھیک گواہی دینا۔ ۶۵/۲۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشہداء: (ترجمہ) اور اپنے لوگوں میں جن لوگوں کو تم گواہی کے لئے پسند کرو تو کم از کم دو مردوں کی گواہی کر لیا کرو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو کم سے کم ایک مرد، دو عورتیں ۲/۲۸۲

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: واشہدوا اذا تبایعتم: (ترجمہ) اور جب خرید و فروخت ہو تو گواہ کر لیا کرو۔ ۲/۲۸۲

ہم اس سے قبل بیوع، نکاح، طلاق، حدود وغیرہ کے ابواب میں اقسام شہادات بیان کر چکے ہیں۔

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جھوٹی گواہی دینے والا اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اپنی زبان آگ میں باہر نکالے ہوئے ہوگا جس طرح سے کتا اپنی زبان پانی میں نکالے ہوئے ہوتا ہے۔

آنحضرت صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ملک الموت جب بدکار کی روح قبض کرنے کے لئے اترتا ہے تو اس کے ساتھ آگ کی سیخ ہوتی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے رسول خدا صلعم! کیا آپ کی امت میں سے کسی کو وہ داغ بھی دیتا ہے آپ فرمایا کہ ہاں ظالم حکمران کو اور یتیم کا مال کھانے والے کو اور جھوٹی گواہی دینے والے کو داغ دیتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جھوٹا گواہ گمراہوں میں سے ہے اور بدبختوں میں سے ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر قیامت آئے گی جو بغیر شہادت طلب کئے ہوئے شہادت دیتے ہیں۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس پر گواہ بنایا گیا ہے گواہ کو وہی ادا کرنا چاہیئے اور اس کو اپنے پروردگار سے ڈرنا چاہیئے۔ آدمی کو جو چیز معلوم نہ ہو اس کی گواہی دینا جھوٹ ہے یا جو جانتا ہو اس سے انکار کرے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ: (ترجمہ) پس تم ناپاکی یعنی بتوں کی پرستش سے بچو اور جھوٹ بات کہنے سے بچا کرو اللہ کے لئے یکسو ہو کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے۔ ۲۲/۳۰

پس اللہ تعالیٰ نے جھوٹی شہادت کو شرک کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والا ابھی شہادت کی جگہ سے اپنا قدم اٹھاتا نہیں کہ اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے جھوٹی گواہی دینے والے کو درّے مارے جائیں اس کی کوئی حد نہیں ہے یہ کام امام کے ذمہ ہے اور اس کو گھما یا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے پس اس کے بعد اگر توبہ کرے اور اپنی گواہی میں اصلاح کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کا توبہ یہ ہے کہ اس نے اپنی شہادت سے جو نقصان پہنچایا ہے اس کو ادا کردے، اور جب جھوٹے گواہ کو اس کا علم ہو جائے تو اس نے اپنی گواہی سے جو نقصان پہنچایا ہے اس کا وہ ضامن و ذمہ دار ہوگا۔ اور اس کے ہاتھ میں جو ہو اسے اس کے صاحب کو واپس کردے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جھوٹی گواہی سے اپنے آپ کو قید نہ کرو اور نہ اپنے اموال کو ضائع کرو۔ پس کسی شخص پر اس کے دین میں نہ عیب ہے اور نہ اس کے رب کی جانب سے کوئی گناہ کا کام ہے کہ وہ حسب قدرت اسے اپنے آپ سے دفع کردے۔

فصل (۲)

کس کی شہادت جائز ہے اور کس کی ناجائز ہے اس کا بیان

حر مرد مومن بالغ عاقل، ناطق، معروف النسب کی شہادت جب سے اس کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو اور اس گواہی سے وہ متہم نہ ہوتا ہو اور نہ وہ ظنین و گمان کا شکار ہوتا ہو تو جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل اور مصنف مزاج ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ باپ کی شہادت بیٹے کے لئے اور بیٹے کی شہادت باپ کے لئے اور بھائیوں اور رشتہ داروں اور میاں بیوی کی ایک دوسرے کے حق میں شہادت دینے کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے جو مصنف مزاج اور عادل ہیں ان کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں جائز ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے یہ مروی ہے اس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی نے اپنے لئے ایسی گواہی دیا ہو جس میں اس کو فائدہ ہو تو یہ گواہی نہ اس کے لئے جائز ہے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز ہے جس نے اس کے ساتھ اس کی شہادت دی ہے۔

امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہما السلام سے منقول ہے ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ سماع پر اندھے کی شہادت جائز ہے جیسے آنکھ والے کی شہادت دیکھنے پر جائز ہے اسی طرح سے وہ جو اپنے علم کے مطابق شہادت دے تو وہ جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گونگے کی شہادت اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے اشارے کو جانا اور سمجھا جائے چنانچہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک عجمی لونڈی پیش کی گئی جس کے بارے میں کچھ شکایت تھی پس آپ نے اس سے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے آسمان کی طرف اور پھر آپ کی طرف اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ آپ خلائق کی طرف خدا کے رسول ہیں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ مسلمان عورت ہے اس کو اسلام کی تعلیم دو۔ اسی طرح رسول اللہ صلعم نے بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے پس آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں، چنانچہ وہ بیٹھ گئے پس جو اشارہ سمجھا اور جانا جا سکتا ہو وہ کلام کے درجے میں ہے۔

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ غلام کی شہادت اپنے آقاؤں کے علاوہ دوسروں کے حق میں جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔ واستشهدوا شهيدين من رجالكم: (ترجمہ) اور تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو۔

پس واضح ہو کہ غلام بھی تو مردوں میں سے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مر گیا لیکن اپنا بھائی چھوڑ گیا وہ اپنے بھائی کی طرف سے ایک لونڈی اور دو

غلام کا وارث ہو گیا پس اس نے ان دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا پس دونوں نے آزاد ہونے کے بعد اس بات کی گواہی دی کہ مرنے والا اس لونڈی کے ساتھ جماع کرتا تھا اور اس نے ایک غلام پیدا کیا تھا جو اس کے بعد مر گیا آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی شہادت لونڈی کے حق میں جائز ہے اگر وہ دونوں عادل ہیں تو ان دونوں کو حسب سابق پھر غلام بنا دیا جائے اسی طرح آپ نے فرمایا ہے کہ نابالغ کی شہادت جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے جائز نہیں ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب اہل بادیہ اپنے کسی معاملے میں گواہی دیں تو ان کی شہادت جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل ہوں اور جب اہل بادیہ اہل قریہ کے خلاف ایسی چیز کے بارے میں شہادت دیں کہ جس میں ان کے غیر اہل قریہ کی شہادت دور کی بات ہو حالانکہ اس قسم کے مسئلے میں اہل قریہ کو لائق ہے کہ وہ شہادت دیں اس صورت میں ان اہل بادیہ کا حال مہتم لوگوں کا ہوگا۔ اور ہم یہ ذکر چکے ہیں کہ فریق کی شہادت اور مہتم شخص کی شہادت جائز نہیں ہے۔ اور اہل مصر میں سے عدول کی شہادت ترک کرنا اور اس کے باوجود کہ مکان کے پڑوسی اور اس میں اہل عدالت موجود ہیں ان کو ترک کرنا اور اہل بادیہ جو واقعہ سے دور ہیں ان کی شہادت لیتے ہیں تو شک و شبہہ اور بدگمانی کا محل ہے اس سے شہادت ساقط ہو جاتی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ولد الزنا کی گواہی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپس کے معاملے میں دو حصہ داروں کی شہادت ایک دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے۔ البتہ جس معاملے میں دونوں کا حصہ نہ ہو اس میں شہادت جائز ہے۔ جیسے میراث، عتق، خون، طلاق، نکاح، اور جرائم وغیرہ معاملات میں شہادت جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے اجیر (مزدور) اور تابع کی شہادت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مہتم ہے اس کی شہادت جائز نہیں ہے

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خصم کی شہادت اور متہم اور پڑوسی

کی شہادت خود اپنے ہی لئے جائز قرار دینے سے منع فرمایا ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ متہم کی شہادت جائز نہیں ہے۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ گمراہوں کی شہادت مومنین کے حق میں جائز نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کسی حروری، قدری، مرجیٔ۔ اموی، ناصبی، اور فاسق کی شہادت جائز نہیں ہے۔ یعنی اس کی شہادت جائز نہیں ہے جو ان میں سے نمایاں ہے اور جس کی عداوت کھلم کھلا ہے۔ لیکن جو اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہے اور اس سے کار خیر ہوتا ہے اور اپنے مذہب میں عادل ہے تو اس کی شہادت جائز ہے اور اسی پر عمل بھی ہے۔

امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ الزام لگانے والا شخص جب الزام تراشی سے توبہ کرلے اور وہ عادل ہو تو اس کی شہادت جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین: (ترجمہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور (آلودگیوں سے) پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ جس سے اللہ محبت کرتا ہو اور وہ عادل ہو تو اس کی شہادت رد کردی جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے "سن ناب" کہہ کر قاذف کی شہادت کے رد کرنے کے ذکر میں اس کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا: (ترجمہ) پھر تم ان کی گواہی ہرگز قبول نہ کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: الا الذین تابوا (ترجمہ) ہاں مگر جنہوں نے توبہ کرلیا ہو۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ متہم اور ولد الزنا اور مبروص اور نشہ آور چیز کے استعمال کرنے والے کی شہادت جائز نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کی شہادت جائز ہے جو جادوگروں اور اہل لہو وجہل اور گانے بجانے والوں

کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور بدکاروں کی شہادت جائز نہیں ہے جو بدکاری کی مجلسوں میں زناکاری کا پیشہ کرانے والی عورتوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں اور نوجوانوں کی شہادت شک کی صورت میں جائز نہیں ہے وہ اپنی شرمگاہوں کو حمام وغیرہ مقامات میں کھول دیتے ہیں اور وہ سب ایک ہی لحاف میں سو جاتے ہیں اور نہ ان لوگوں کی شہادت جائز ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور نہ ان لوگوں کی شہادت جائز ہے جو نجومیوں اور جوتشیوں کے پاس آیا جایا کرتے ہیں اور نہ ان کی شہادت جائز ہے .....

..... جو منکرین سنت ہیں۔ اور نہ اس کی شہادت جائز ہے جو نماز کو ضائع کرتا ہے اور نہ اس کی شہادت جائز ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتا اور نہ اس کی شہادت جائز ہے جس نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جس سے اس پر حد اور تعزیر واجب ہوتی ہے اور نہ اس کی شہادت جائز ہے جو پڑوسیوں کو اذیت پہنچاتا ہے اور نہ ان کی شہادت جائز ہے جو کبوتر اور مرغوں سے کھیلتے ہیں۔ اس وقت تک اُن لوگوں کی شہادت جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے فعل پر قائم ہیں۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتا ہے پس لوگوں نے اس کے ساتھ حسن ظن کیا اور اس کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے اس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ جب اس کا کوئی ایسا فعل معلوم نہ ہو کہ جس سے شہادت ساقط ہوتی ہو (تو اس کی شہادت جائز ہے۔)

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہ ہو جائے تو اس کو اس قوم میں سے شمار کیا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مسلم کے حق میں کسی کافر کی شہادت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: او اٰخران من غیرکم: (ترجمہ) یا تمہارے غیر (اہل کتاب) میں سے دوسرے دو گواہ ہوں آپ نے فرمایا کہ غیر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ ابوجعفر

محمد بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص پر سفر میں موت آجائے پس اس کو کوئی مسلمان نہ ملے کہ جس کو شاہد مقرر کرے تو اس وقت دو آدمیوں کو شاہد بنادے وصیت کے سلسلے میں ان دونوں کی شہادت جائز ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص ارض غربت (پردیس) میں ہو جہاں کوئی مسلمان نہ اور اس کی موت کا وقت آجائے تو اپنی وصیت پر غیر اہل قبلہ کے دو شاہدوں کو گواہ مقرر کرجائے وہ دونوں خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے صرف برحق گواہی دی ہے کہ فلاں شخص نے ایسی ایسی وصیت کی تھی، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم.... فیقسمان باللہ: (ترجمہ) تم مومنوں میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے یا پھر دو غیر مومن ہی سہی..... پھر وہ دونوں خدا کی قسم کھائیں ۱۰۵/۲

حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے مروی ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جب کافر کو بحالت کفر شہادت کے لئے پیش کیا جائے اور طفل صغیر کو حالت صغر سنی میں پیش کیا جائے تو مشرک اسلام قبول کرنے کے بعد اور طفل صغیر بلوغ کے بعد شہادت دے اور دونوں مقبول ہوں تو ان کی شہادت جائز ہے۔

امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ عبدالملک نے آپ کو خط لکھ کر پوچھا کہ اہل ذمہ کی شہادت بعض کی بعض کے حق میں جائز ہے کہ نہیں؟ تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ میرے پدر بزرگوار نے میرے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو پکڑ کر لائے ان دونوں نے زنا کیا تھا پس انھوں نے ان دونوں کے خلاف زناکاری کی شہادت اور شادی شدہ ہونے کی شہادت دی پس آپ نے ان دونوں کو سنگسار کروایا آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہو کہ اہل ذمہ کی شہادت ایک دوسرے کے لئے جائز ہے جبکہ وہ ان کے نزدیک عادل ہوں لیکن ان کی شہادت کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ بیان کیا ہے صرف وصیت کے سلسلے میں ان کی شہادت جائز ہوسکتی ہے۔

حضرت علی اور ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے فرمایا ہے کہ عورتوں اور غلاموں کی جو شہادت اموال میں جائز ہے وہی شہادت شہود نکاح میں جائز ہے البتہ عورتوں کی شہادت طلاق اور حدود میں جائز نہیں ہے اور اموال کے سلسلے میں جائز ہے اور عورتوں کی شہادت ان باتوں میں جائز ہے جن کی اطلاع صرف انھیں کو ہو سکتی ہے جیسے پیدائش کے وقت بچے کی آواز عورتیں ہی سن سکتی ہیں اور نفاس، ولادت، اور حیض وغیرہ معاملات سے عورتیں ہی واقف ہوتی ہیں اور ان تمام امور کو وہی دیکھتی ہیں اور دائی کی شہادت جبکہ وہ پسندیدہ ہو تو جائز ہے اور قتل کے سلسلے میں عورتوں کی شہادت ایک لطخ ہے اس کے ساتھ قسم کھلانے کی ضرورت ہے

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کسی حد کے سلسلے میں ایک شہادت کے خلاف دوسری شہادت کو جائز نہیں قرار دیتے تھے۔ آپ شاہدوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب وہ کسی شخص کے خلاف زنا کی شہادت دیں اور جگہ کے متعلق وہ مختلف ہوں تو ان کو دے سارے جائیں، ہم نے شہادتوں کے اختلاف کا ذکر کسی اور جگہ کر دیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے خط کے ذریعہ شہادت دینے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار امام باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ایسی شہادت نہ دو جو تم کو یاد نہ ہو کیونکہ جو چاہے ایک خط لکھ کر اس پر مہر لگا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے فرزند رسولؐ! ہمارے کچھ پڑوسی ایک خط لے کر آئے ہیں ان کا یہ زعم ہے کہ وہ مجھے اس خط میں جو کچھ لکھا ہے اس کا گواہ بنا دیں اور میں شہادت کو یاد نہیں رکھ سکتا تو اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس وقت تک گواہی نہ دو جب تک کہ تم کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تم کو بھی گواہ بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: الا من شہد بالحق وھم یعلمون: (ترجمہ) مگر جو لوگ سچی بات کی گواہی دیں اور وہ جانتے ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کے متعلق کہا گیا کہ اس نے چوری کی ہے اور دو گواہوں نے اس کی گواہی بھی دی پس آپ نے ان دونوں کی گواہی پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر وہ دونوں ایک اور شخص کو پکڑ لائے اور کہا کہ ہم نے غلطی کی ہے پہلے کے ساتھ اور چور دراصل یہ ہے پس آپ نے دوسرے کے متعلق ان کی گواہی کو باطل قرار دیدیا اور جس کے خلاف انہوں نے گواہی دی تھی اس کے ہاتھ کی دیت کا ضامن ان دونوں کو آپ نے بنا دیا کیونکہ انھیں دونوں کی شہادت سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم دونوں نے حد سے تجاوز کیا ہے تو میں تم دونوں کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ چار آدمیوں نے کسی شخص کے خلاف زنا کی شہادت دی پس اس کو سنگسار کیا گیا پھر ان میں سے ایک پھر گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دیت کا چوتھائی حصہ بطور تاوان وصول کیا جائے جبکہ وہ کہے کہ مجھ پر ان کے زنا کا امر مشتبہ ہے۔ اور اگر دو پھر جائیں اور وہ کہیں کہ ہم پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ تو ان سے نصف دیت بطور تاوان وصول کی جائے اور اگر سب کے سب پھر جائیں اور کہیں کہ ہم نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ تو ان پر تاوان واجب ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے ملکر ایک شخص کے لئے کچھ مال کی گواہی دی پھر شہادت کے وقت دونوں پھر گئے پس اگر قاضی نے فیصلہ نہیں کیا ہے تو شہادت باطل ہے اور اگر قاضی نے فیصلہ کر دیا ہے تو اس نے ان کی شہادت سے جو فیصلہ کیا ہے اس کے وہ دونوں ضامن ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے دو گواہوں کے متعلق فرمایا جنھوں نے ایک شخص کے بارے میں یہ گواہی دی تھی کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دیا ہے درانحالیکہ وہ غائب تھا پس قاضی نے ان کی شہادت سے فیصلہ کر دیا اور اس عورت نے عدت گذار کر دوسری شادی کر لی پس ان دونوں میں سے ایک

پھر گیا، آپ نے فرمایا کہ اس عورت اور اس کے دوسرے شوہر کے درمیان علیحدگی کر دی جائے اور وہ اس دوسرے مرد کی عدت گذار کر اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جائے اور وہ اس دوسرے شوہر کے مہر کی حقدار ہے اگر اس نے دخول کیا ہے تو اس کے متعلق شاہد کی طرف رجوع کیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو ہمارے پاس شہادت دے کر پھر جائے اور اپنی شہادت کو فسخ کرنا چاہے تو ہم اس کی اس بھول کو درگذر کر دیں گے۔ یعنی جب تک کہ حکم صادر نہ ہوا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: ولا یأب الشھداء اذا ما دعوا: (ترجمہ) اور جب گواہوں کو (گواہی دینے کے لئے) بلایا جائے تو انکار نہ کریں۔

آپ نے فرمایا کہ جب لکھنے سے پہلے کوئی شہادت کے لئے بلایا جائے تو اس کو لائق نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں شہادت نہ دوں گا تمہارے لئے اور آپ نے فرمایا کہ جب تم کو شہادت کی طرف بلایا جائے تو تم اس کو قبول کرو اور جب کسی کو شاہد بنا دیا گیا پھر اداء شہادت کے لئے اس کو بلایا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے گریز کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ: (ترجمہ) اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ پس جو گواہی کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے ۲/۲۸۲

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی قوم کے درمیان حساب کے لئے کوئی شخص حاضر ہو پھر جیسا کہ اس نے سنا ہے اس کی شہادت مانگی جائے تو اگر وہ چاہے تو شہادت دے اور چاہے تو نہ شہادت دے الا آنکہ لوگ اس کو گواہ مقرر کر دیں پس اگر وہ شہادت دے تو برحق شہادت دے۔ اور اگر وہ نہ شہادت دے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہادت طلب نہیں کی گئی ہے اور کوئی جب تک کہ بات کو اچھی طرح ذہن نشین نہ کرلے اور

اس کو مضبوط نہ کرلے اس وقت تک شہادت نہ دے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے قبضے میں ایک گھر تھا پس وہ اس گھر میں پچاس ساٹھ سال تک مقیم رہا پھر ایک شخص نے اس گھر کے لئے اس پر دعوی کر دیا اور اس نے ثابت کر دیا کہ یہ گھر اصلاً اسی کا ہے۔ اور وہ گھر جس کے قبضے میں ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو خریدا ہے ایک قوم سے جو ختم ہو گئے ہیں اور دلیل و ثبوت بھی ختم ہو گیا ہے اور وہ ایک قوم کو لایا ہے جنہوں نے سماع پر یہ شہادت دی کہ اس نے اس گھر کو خریدا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ شہادت دیں کہ اس شخص نے دعوے دار کے خاندان والوں سے یہ گھر خریدا ہے تو اس کا دعویٰ باطل ہے ورنہ وہ اپنے اصل پر باقی رہے گا کیونکہ انساب سے جو اشیاء چلی آ رہی ہوں ان کے سلسلے میں اور وفات کے سلسلے میں اور اوقاف کے سلسلے میں فقط سماعی شہادت جائز ہے۔

کتاب الدعوی والبینات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون: (ترجمہ) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاجاؤ اور نہ مال کو رشوت میں حکام کے یہاں جھونک دو۔ تاکہ لوگوں کے مال میں سے جو کچھ ہاتھ لگے ناحق خورد برد کر جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ ۲/۱۸۰

امام جعفر الصادق اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی قسم کھاکر کسی مسلمان کا مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان صرف دلائل اور قسم پر فیصلہ کرتا ہوں حالانکہ تم میں سے بعض بعض سے زیادہ اپنی حجت و دلیل کو لحن سے بیان کرتا ہے۔ پس جس شخص کے لئے میں نے اس کے بھائی کے مال میں سے تھوڑا سا مال بھی قطع کر دیا ہے درانحالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس مال کا حقدار نہیں ہے تو میں اس کو دوزخ کی آگ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے درمیان بینات اور دلائل سے فیصلہ کرتا ہوں اور حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: اے پروردگار میں تیرے خلق کے درمیان جو کچھ فیصلہ کرتا ہوں

شاید میں تیرے علم کے مطابق صحیح فیصلہ نہیں کر رہا ہوں پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی بھیجی کہ: اے داؤد! تم ان کے درمیان قسم پر اور بینات اور دلائل پر فیصلہ کرو۔ اور تم سے جو چیز پوشیدہ ہو اس سلسلے میں ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔ پس میں قیامت کے دن اس سلسلے میں ان کا فیصلہ کروں گا۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پروردگار! تو مجھے آخرت کے فیصلوں پر مطلع فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤدؑ! تم نے جس چیز کا سوال کیا ہے تو تم کو معلوم ہو کہ میں نے اپنے خلائق میں سے کسی کو اس سے واقف نہیں کیا ہے، اور کسی کو لائق نہیں کہ اس کا فیصلہ میرے سوا کوئی اور کرے، پس اس کے باوجود وہ باز نہ آئے اور انھوں نے پھر سوال کیا تب پروردگار عالم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤدؑ! تم نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے کہ تم سے پہلے کسی نبی نے ایسا سوال نہ کیا تھا میں عنقریب تم کو اس سے مطلع کروں گا لیکن تم اس کی تاب نہ لا سکو گے اور دنیا میں میری کوئی مخلوق اس کی تاب لا سکتی ہے پس ایک شخص داؤد علیہ السلام کے پاس آیا وہ ایک دوسرے شخص سے گائیں طلب کر رہا تھا پس اس شخص نے انکار کیا اور دلیل پیش کی پس گایوں نے شہادت دی کہ وہ اس شخص کی ہیں اور اس کے ہاتھوں میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ یہ گائیں جس کے قبضے میں ہیں اس سے لے لو اور مدعی علیہ کو دیدو اور حکم دو کہ وہ اس شخص کی گردن مار دے جس کے پاس اس نے گائے کو پایا ہے۔ پس داؤد علیہ السلام نے ویسا ہی کیا جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا تھا۔ لیکن آپ کو اس کا سبب معلوم نہ تھا یہ معاملہ آپ پر گراں ہوا اور بنی اسرائیل نے بھی آپ کے اس حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر ایک بوڑھا آیا پس وہ ایک نوجوان سے الجھ گیا اس کے پاس انگور کا ایک گچھا تھا شیخ نے کہا کہ اللہ کے نبیؑ! اس نوجوان نے میرے باغ میں داخل ہو کر میرے انگوروں کو نقصان پہنچایا ہے اور میری اجازت کے بغیر اس میں سے کھایا ہے اور میرے حکم کے بغیر اس نے انگور کا یہ گچھا توڑ لیا ہے پس داؤد علیہ السلام نے اس نوجوان سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ پس اس نوجوان نے

اقرار کیا کہ ہاں اس نے ایسا کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد غلام کو حکم دو کہ وہ اس بوڑھے کی گردن مار دے اور اس کا باغ اس نوجوان کے حوالے کر دو۔ اور اس کو حکم دو کہ وہ اس باغ کی فلاں فلاں جگہ میں کھودے وہاں اس کو چالیس ہزار درہم ملیں گے جنکو شیخ نے وہاں دفن کیا تھا پس اس نوجوان کو دیدو۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایسا ہی کیا پھر آپ اور زیادہ غم میں مبتلا ہو گئے اور بنی اسرائیل اس کے بارے میں چہ می گوئیاں کرنے لگے اور وہ آپ کے اور زیادہ منکر ہو گئے اور ان کے پاس اکٹھا ہوئے تاکہ اس معاملے میں کچھ گفتگو کریں۔ پس وہ ابھی ان کے پاس اس حال میں بیٹھے تھے اور گفتگو کرنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ایک بیل آیا جو بھڑک گیا تھا وہ چل رہا تھا اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے گھر سے نکل کر بیل کو پکڑ لیا اور اس کو باندھ دیا پھر گھر میں گیا اور اس نے ایک چھری نکالی اور ذبح کر دیا۔ اور اس کی کھال اُدھیڑ دی وہ اس کے گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے اور اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ وہ اس کو دیکھ رہے ہیں، پس ابھی وہ دیکھ ہی رہے تھے کہ ایک شخص آنکلا جو غضبناک تھا اس نے ان میں سے کسی سے کہا کہ شاید تم نے ایک بیل کو دیکھا ہے جو تمہارے پاس ہو کر گذرا ہوگا۔ اس نے کہا کہ ہاں وہ دیکھو وہ ہے اس شخص نے اس بیل کو ذبح کر دیا ہے۔ پس وہ غضبناک ہوا اور اس شخص کو پکڑ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور کہا کہ اللہ کے نبیؑ! میرا ایک بیل چھوٹ گیا تھا پس میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے میرے بیل کو ذبح کر کے اس کی کھال اُدھیڑ دی ہے اور اس کے گوشت کا ٹکڑا بنا رہا تھا اور اپنے گھر میں لے جا رہا تھا اور یہ رہی میرے بیل کی کھال اور اس کا سر اور اس نے حاضرین کو بطور ثبوت پیش کیا پس انھوں نے شہادت دی کہ یہ بیل اس کا تھا۔ پس آپ نے اس شخص سے فرمایا جس نے اس کو ذبح کر دیا تھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؑ! میں سمجھ نہیں پاتا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں قصہ یہ ہے کہ ایک دن گھر سے میں باہر نکلا پس میں نے اپنے گھر میں

اپنے اہل وعیال کے کھانے کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا اتنے میں میں نے اس بھاگے ہوئے بیل کو پایا اور اس کو ذبح کر دیا اور اس کا گوشت اپنے گھر میں رکھ دیا جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے پس اس سلسلے میں مجھ پر جو حکم واجب ہو آپ وہ بجا لائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس شخص کو حکم دو جو بیل کا مطالبہ کر رہا ہے کہ چت لیٹ جائے اور جس نے بیل کو ذبح کیا ہے اس کو حکم دیا کہ اس شخص کو بھی بیل کی طرح ذبح کر ڈالے اور اس کے تمام املاک کا اس کو مالک بنا دو، اور جو اس کے ہاتھ میں ہے اس کا بھی مالک بنا دو۔ پس آپ نے ویسا ہی کیا جس سے آپ کا اور غم زیادہ ہو گیا اور بنی اسرائیل آپ کے خلاف اٹھ کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبیؑ! یہ کیا فیصلے اور احکام ہیں؟ ہم کو آپ کے کچھ فعل کی خبر ملی تھی بس ہم اس کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے مگر ہم نے تو اس سے بڑھ کر بات دیکھی پس آپ نے ان سے فرمایا کہ قسم بخدا میں نے یہ سب نہیں کیا ہے لیکن اللہ نے کیا ہے اور اس نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے پس آپ نے اللہ سے جو سوال کیا تھا وہ قصہ ان لوگوں سے بیان کر دیا پھر آپ محراب میں تشریف لے گئے اور بارگاہ الٰہی میں سوال کیا کہ خداوندا میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے معافی پر مطلع کر دے تاکہ میں اسے لیکر بنی اسرائیل کے پاس جاؤں پس اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤدؑ گائے کا صاحب جس کے ہاتھوں میں وہ تھی وہ دوسرے شخص کے باپ سے ملا تھا اور اس نے اس کو قتل کر کے اس کے پاس سے گائے کو لے لیا تھا پس مقتول کے اس فرزند نے گائے کو پہچان لیا تھا پس اس کو اس بات کا کوئی گواہ نہ ملا اور اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا اور مجھے یہ معلوم تھا اس لئے میں نے اس کے حق میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کیا ہے اور انگور کے گچھے کے صاحب کا معاملہ یہ ہے کہ بوڑھا جو اس باغ کا مالک تھا اس نے نوجوان کے باپ کو قتل کر دیا تھا اور اس کا بے شمار مال چھین لیا تھا اور اس کے سرمایہ سے اس نے اس باغ کو خریدا تھا اور جو سرمایہ بچ رہا اس کو باغ میں دفن کر دیا تھا اور اس نوجوان کو ذرہ برابر بھی اس

کی خبر نہ تھی اور مجھے یہ معلوم تھا پس میں نے اپنے علم کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کیا اور رہا بیل کے صاحب کا قصہ تو معلوم ہو کہ اس نے اس شخص کے والد کو قتل کیا تھا جس نے اس کے بیل کو ذبح کیا تھا اور اس کا بے شمار مال چھین لیا تھا جو اس کی اصل کمائی کا تھا اور یہ بات اس شخص کو معلوم نہ تھی اور یہ بات مجھ کو معلوم تھی لہذا میں نے اس کے حق میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ اے داؤدؑ یہ آخرت کے فیصلے ہیں جسے میں نے حساب کے دن پر چھوڑ رکھا ہے پس اس کام کے جلدی کرنے کا سوال نہ کرو جس کو میں نے مؤخر کر دیا ہے اور تم میری مخلوق کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ دو جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام اور حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اموال کے بارے میں مدعی پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے اور مدعی علیہ پر قسم کھانا واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خون کے بارے میں ثبوت پیش کرنا اس شخص پر واجب ہے جو خون کرنے کا انکار کرتا ہے کہ وہ اس ادعا سے بری ہے اور جو اس کا مدعی ہے اس پر قسم کھانا واجب ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے اس کو راضی ہو جانا چاہیئے جو راضی نہ ہو تو وہ مسلم نہیں ہے، امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم کے سوا اور کوئی قسم نہ کھانی چاہیئے اور اہل کتاب سے ان کی ملت اور کتاب کا حلف اٹھوانا چاہیئے اس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ جب وہ صرف اپنی کتاب ہی کی قسم کھانا مناسب سمجھتے ہوں اور جو اللہ کی قسم کھائے اس کے ساتھ عہد توڑنا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص برحق

ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اس کے پاس کوئی دلیل و ثبوت نہ ہو تو اس صورت میں یہ فیصلہ کیا گیا اس کے لئے کہ مدعی علیہ قسم کھائے تو اس نے مدعی علیہ پر قسم کو رد کر دیا کہ وہ قسم کھائے کہ اس کا حق برحق ہے جیسا کہ اس نے خود ذکر کیا ہے اور جو قسم کھائے گا وہ اسکو پورا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مدعی علیہ کو اس کا اختیار ہے پس اگر مدعی قسم کھانے سے انکار کر دے تو اس کا کوئی حق نہیں ہو گا اور جب دلیل سے اس شخص کا حق واجب ہو جائے اور وہ اس کا منکر ہو تو مدعی سے قسم کا سوال کرے کہ یہ حق اس کا ہے تو یہ حق مدعی علیہ سے ساقط نہ ہو گا وہ اس کا حق دار رہو گا، کیونکہ حقوق وہاں سے ساقط ہو جاتے ہیں جہاں پتہ نہیں چلتا کہ یہ حق کس کا ہے اور جو اس سلسلے میں اپنے واجب سے بے خبر ہو۔ تو حاکم پر واجب ہے کہ اس کو واجب کی خبر کرے پس اگر اس سے قسم کھانے کو کہے تو اسے قسم کھانا چاہئے اور جب کوئی شخص کوئی دعویٰ کرے پس وہ اس دعویٰ کا انکار کرے تو اس سے حلف لیا جائے پس اس نے حلف اٹھا لیا پھر بعد میں اس نے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کیا تو اس کی دلیل کو سنا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ اموال کے سلسلے میں ایک ہی شاہد کی شہادت کو طالب مال کی قسم کے ساتھ جائز قرار دیتے تھے یہ حضرت علی اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام کا قول ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک ہی چیز میں دو مختلف دلائل کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کے دو دعویدار تھے جب اس شئے کے متعلق ہر دعویدار کی دلیل مساوی درجہ رکھتی ہے جو ان میں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے تو دونوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں قرعہ ڈالا جائے اور اگر ان دونوں کے ہاتھ میں ہو تو ان کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دی جائے حلف اٹھوانے کے بعد پس وہ دونوں حلف اٹھائیں یا قسم کھانے سے نکل جائیں۔ پس اگر ان میں سے ایک حلف اٹھائے اور دوسرا انکار کرے تو جس نے حلف اٹھایا ہے وہ چیز اس کی ہو جائے گی اور اگر وہ چیز ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہے تو اس کے

متعلق مدعی پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ مدعی پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے اور مدعا علیہ پر قسم کھانا واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور امام باقر اور امام جعفر الصادق علیہم السلام سے منقول ہے ان حضرات نے مشکل معاملے میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا واجب کیا ہے ہم اس کے اقسام و وجوہ بیان کر چکے پس اس کے جو مناسب و موافق مسئلہ ہو اس میں اس حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مشکوک امر میں قرعہ اندازی سے بڑھ کر محکم اور کون سا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ کیا اس میں معاملے کو اللہ کے حوالے کرنا نہیں ہے؟ آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ: فساھم فکان من المدحضین: (ترجمہ) اور اہل کشتی نے قرعہ ڈالا تو انھیں کا نام نکلا اور یونسؑ نے (کام) اٹھائی ۳۷/۱۴۱

اور آپ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کا قصہ بیان کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ: وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم: (ترجمہ) (اے رسولؐ) تم تو ان کے پاس موجود نہ تھے وہ لوگ اپنا اپنا قلم دریا میں بطور قرعہ کے ڈال رہے تھے کہ دیکھیں کون مریم کا کفیل بنتا ہے ۳/۴۴ اور پھر آپ نے حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا کہ جب انھوں نے اس بات کی منت مانی کہ اب جو فرزند پیدا ہوگا اس کو آپ ذبح کریں گے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پدر بزرگوار مولانا عبداللہ علیہ السلام پیدا ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت مولانا عبدالمطلب علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو ان پر آپ نے قرعہ ڈالا اور ایک اونٹ پر قرعہ ڈالا جسے آپ ذبح کریں گے۔ آپ تقرباً اس اونٹ کو مولانا عبداللہ علیہ السلام کے عوض ذبح کرنا چاہتے تھے بس ہر بار قرعہ مولانا عبداللہ علیہ السلام کے نام کا نکلتا تھا اور آپ اونٹ زیادہ کرتے جاتے تھے حتیٰ کہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی تب قرعہ اونٹ کے نام کا نکلا پھر آپ نے کئی بار قرعہ ڈالا اور ہر بار قرعہ اونٹ پر نکلا تو

اس وقت آپ نے فرمایا کہ اب مجھے یقین آیا کہ میرا رب اس سے خوش ہے پس آپ نے ان اونٹوں کو ذبح کیا تھا۔

امام ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام نے اس قصے کو طویل کلام میں بیان فرمایا تھا۔ اور آپ نے حضرت علی علیہ السلام کا جو فیصلہ خنثیٰ کے بارے میں قرعہ سے کیا تھا اس کو بھی بیان فرمایا کیونکہ خنثیٰ کا امر بھی مشابہ ہو گیا تھا۔ ہم اس کو بیان کر چکے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مذکور ہے کہ باشندگان یمن کے تین افراد آپ کی خدمت میں آئے وہ ایک عورت کے بارے میں جھگڑ رہے تھے ان تینوں نے ایک ہی طہر میں اس عورت کے ساتھ جماع کیا تھا پس جب اس کو ایک فرزند تولد ہوا تو ان میں سے ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا اس کا ہے۔ پس آپ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ نکلا اس کو آپ نے لڑکا دیدیا۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے آگے کے دانت نمایاں ہو گئے اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں وہی جانتا ہوں جو علیؑ نے فیصلہ کیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے ایک دیوار کے سلسلے میں جو دو آدمیوں کے درمیان تھی آپ کے پاس وہ دونوں جھگڑتے ہوئے آئے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ دیوار اس کی ہے اور کمال کی بات تو یہ تھی کہ کسی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا پس آپ نے اس کے حق میں فیصلہ دیا جس کی دیوار سے متصل رسی یا جوڑ ہو۔ پس اگر وہ جوڑ اینٹ یا پتھر کا ہو تو یہ دیکھا جائے کہ اگر وہ دیوار ایک ہی آدمی کی دیوار سے متصل ہے تو پھر وہ دیوار تنہا اس کی ہے اور اگر دونوں کی دیوار کے ساتھ متصل ہے تو پھر اس کو دونوں کی ایک ساتھ قرار دی جائے۔ اسی طرح سے اگر کسی کی بھی دیوار کے ساتھ وہ متصل نہ ہو تو دونوں سے حلف لینے کے بعد دونوں کے درمیان مشترکہ قرار دی جائے اور ان میں سے ایک حلف اٹھالے اور دوسرا حلف نہ اٹھائے تو یہ دیوار اس کی ہو گی جو حلف اٹھائے گا متصل ہو یا متصل نہ ہو اور

اگر دیوار بانس کی بنی ہوئی ہو تو اس کی طرف غور کیا جائے وہ کس کی طرف سے آرہی ہے پس اس کو جوڑ کی جگہ اسکو قائم کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک پڑوسی اپنے دوسرے پڑوسی کو اس بات سے نہیں روک سکتا کہ وہ ایک لکڑی اس کی دیوار پر رکھے یہ واللہ اعلم تادیبًا ممانعت ہے یا ترغیبًا ممانعت ہے یہ واجب و فرض نہیں ہے ہم آپ کا یہ ارشاد نقل کر چکے ہیں کہ ہر صاحب مال اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے اور دیوار کی بات بھی ایسی ہی ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی جانب سے اس بات کی دلیل ہے کہ پڑوسی کے ساتھ کس قسم کی وصیتیں کرنی چاہئے اور یہ ایک امر ہے جس کی لوگوں کو ترغیب دی گئی ہے اور پڑوسیوں کے حق کے واسطے لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے لیکن کوئی اس کا انکار کرے تو اس پر ایسا کوئی فیصلہ صادر نہیں جا سکتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر بوجھ رکھنے کی اجازت دیتا ہے کیا اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اس کے بوجھ کو اتار دے آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو وہ اتار سکتا ہے لیکن نقصان پہنچانے کی غرض سے وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر وہ صرف اس کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو تو میری رائے میں وہ اس کا بوجھ نہیں اتار سکتا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایک لڑکی کے بارے میں پوچھا گیا جس کی عمر سات سال کی تھی اس کے بارے میں ایک عورت اور ایک مرد نے جھگڑا کیا مرد کہتا ہے کہ یہ لڑکی اس کی لونڈی ہے اور عورت کا گمان یہ ہے کہ یہ لڑکی اس کی بیٹی ہے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے عرض کیا گیا کہ وہ کیا فیصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ

علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام لوگ احرار ہیں سوائے اس شخص کے جو بالغ ہو اور اپنے مملوک ہونے کا اقرار کرتا ہو یا جس پر ملکیت کی دلیل قائم ہو چکی ہو تو وہ غلام ہے پس اگر یہ مرد چند عادلوں کو پیش کرے جو اس بات کی شہادت دیں کہ یہ لڑکی اس کی مملوکہ ہے انھیں معلوم نہیں کہ اس نے اس کو فروخت کر دیا ہے یا کسی کو بخش دیا ہے یا آزاد کر دیا ہے۔ تو وہ شخص اس لڑکی کو لے لے اور اگر عورت یہ ثبوت پیش کر دے کہ یہ لڑکی اس کی بیٹی ہے اور اس نے اس کو جنم دیا ہے درانحالیکہ وہ حرہ تھی یا وہ پہلے اس شخص کی یا کسی اور کی مملوکہ تھی لیکن اس کو آزاد کر دیا گیا تھا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک دوسرے شخص کو کچھ دینار یا درہم دیا تھا پس اس نے اس شخص کے پاس سے درہم یا دینار اپنے قبضے میں لے لیا اور وہ شخص چلا گیا پھر جب وہ واپس آیا تو اس شخص نے کہا کہ تمہارے دینار ردی تھے۔ اور میں نے تمہارے پاس ردی حالت میں لیا تھا۔ پس دینے والے نے کہا کہ میں نے تو تم کو اچھے دینار دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہو کہ اس نے یہی ردی دینار اس کو دیئے تھے تو وہی ردی دینار اس کو لوٹا دے اور اگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو تو دینے والا قسم کھا کر کہے کہ میں نے تم کو اچھے ہی دینار دیئے تھے قطعیت کے ساتھ قسم کھائے اور یہ کہ اس نے اس کو یہ ردی دینار نہیں دیئے تھے۔ پس اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو دوسرا یہ قسم کھا کر کہے کہ یہ اس کے ہی اصلی دینار ہیں پھر اس کو واپس کر دے اور وہ ان دراہم کو لے لے۔ یہی صورت کم ہونے کے وقت بھی ہوگی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک عورت ایک مرد کے متعلق فرمایا جو گھر کے مال و اسباب کے متعلق باہم دعوے دار تھے آپ نے فرمایا کہ ان میں سے کسی کے پاس کوئی ثبوت ہو کہ یہ مال و متاع اس کا ہے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اس سے جس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اگر ان

ہیں سے کسی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو تو دونوں کو قسم کھلایا جائے پس ان میں سے ایک حلف اُٹھائے اور دوسرا نہ اُٹھائے تو اس کا وہی زیادہ حقدار ہے جس نے حلف اُٹھایا ہے پس اگر دونوں نے حلف اُٹھالیا یا دونوں نے حلف اُٹھانے سے انکار کر دیا تو ان مال و متاع میں جو سامان مردوں کا معروف و مشہور ہے اس کا وہ مرد زیادہ حقدار ہے اور جو مال و اسباب عورتوں کے لئے ہوتا ہے وہ اس عورت کا ہے اور وارث مبہت کے مقام میں ہوگا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اس کپڑے کے متعلق فرمایا جو ایک شخص کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا شخص اس کا دعوے دار ہے پس وہ کپڑا جس کے قبضے میں ہے وہ کہتا ہے تو نے اس کو میرے پاس رہن رکھا ہے اور دوسرا کہتا ہے نہیں بلکہ میں نے تیرے پاس بطور ودیعت رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دعوے دار کی بات تسلیم کی جائے گی اور جس کے قبضے میں کپڑا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اس کا ثبوت پیش کرے کہ وہ اس کے پاس بطور رہن کے رکھا ہوا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اسباب فروخت کرتا ہے۔ پھر وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قیمت میں غلطی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسباب کی حالت کا جائزہ لیا جائے پس اگر اس قسم کا اسباب اتنی ہی قیمت میں فروخت ہوتا ہو یا اس کے قریب قریب فروخت ہوتا ہو تو فروختگی کو قائم رکھا جائے اور اگر قیمت میں بہت زیادہ فرق کا ہو یا کھلا ہوا غبن ہو تو فروخت کرنے والا حلف اُٹھائے کہ اس نے قیمت میں غلطی کی ہے اور پھر وہ جو کہے اتنی اس اسباب کی قیمت لگائی جائے پھر خریدار سے کہا جائے اگر تم چاہو تو اس نے جو قیمت بتائی ہے اتنے میں خرید سکتے ہو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو!!

کتاب آداب القضاۃ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل: (ترجمہ) بیشک خدا تم کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے حق داروں کے حوالے کر دو۔ اور جب تم لوگوں کے مابین کسی معاملے کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ ۴/۵۸

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم: (ترجمہ) اور تم ان کے درمیان خدا نے جیسا کہ نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو ان کی خواہشات کے پیچھے نہ پڑو۔ ۵/۴۸

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق: (ترجمہ) اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا ہے پس تم لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ ۳۸/۲۶

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ کے پدر بزرگوار امام باقر اور آپ کے آباء کرام سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص امارت اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا تعرض نہ کرے آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امارت کا سوال کرے گا تو اس کی مدد نہ کی جائیگی اور اس کو امارت کے حوالے کر دیا جائے گا اور جو اس کے پاس بغیر سوال کے آئیگا تو اس کی مدد کی جائے گی۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن اہل عدل کی ولایت کا حکم دیا ہے اور تولیت وقبول اور عمل کا حکم دیا ہے وہ من اللہ فرض ہے اور ان کی طاعت واجب ہے اور جن کو کام سونپا گیا ہے ان کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ ان کے امر سے سرتابی کریں۔ اور اہل جور کے جو والی ہیں اور جو ان کے اتباع ہیں اور ان کے جو کارندے ہیں۔ وہ سب اللہ کی معصیت کا کام کرتے ہیں وہ جن کو اپنی خدمت کی طرف بلاتے ہیں وہ ان کے لئے غیر جائز ہے۔ اور ان کے لئے کام کرنا اور نہ قبول کرنا اور نہ ان کی مدد کرنا جائز ہے اور یہ ایک قول ہے امامت کے مسئلے میں جو ہمارا مخالف ہے وہ ان ائمہ کی شہادت سے جدا نہیں ہوتا جو ان کے قول پر عمل کرتا ہے اور ظلم وعدوان کے ساتھ ان کی اقتدا کرتا ہے۔ اور ناحق مسلمانوں کا خون اور ان کا مال حلال سمجھتا ہے اور ظلم وجور سے فروج کو مباح کرتا ہے کیونکہ وہ اسی فیصلے کو قبول کرتے ہیں جس سے وہ ان تمام ناجائز امور کو مباح قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ رائے نہیں رکھتے کہ ان کو وہی مباح کر سکتا ہے جو غور وفکر میں آزاد ہو اس کو یہ آزادگی اس نے دی ہے جس کیواسطے جائز ہے کہ وہ اپنی آزادگی سے دوسرے کو آزادگی دیدے اور اس کو وہ ایسے لوگوں سے قبول کرتے ہیں جن کے فسق اور ظلم وجور اور برے حال سے واقف ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں سے قبول کرتے ہیں کہ اگر وہ خود ان کے نزدیک ایک درہم کے متعلق گواہی دیں تو ان کی شہادت کو وہ جائز قرار نہیں دیتے ان کے لئے یہ ذلت وخواری اور سزا کافی ہے اور انکی اقتدا کرنے والوں کا یہ جہل وضلال کافی ہے ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ افریقہ کے کسی قاضی کے حاکم کے سامنے ایک خط پڑھا گیا تاکہ وہ اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے مطابق شہادت دے اس وقت شہود بھی حاضر تھے پس جب قاری نے پڑھا کہ یہ قاضی فلاں بن فلاں کی جانب سے ہے تو اس قاضی کا ایک ساتھی وہاں حاضر تھا وہ مسکرایا اور اس کو قاضی نے دیکھ لیا تو خلوت میں لیجا کر اس سے کہا کہ جب خط پڑھا جا رہا تھا تو تم کیوں مسکرائے تھے؟ کیا تم نے اس خط

میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھی تھی۔ اس نے کہا کہ ہاں بہت بری بات۔ اس نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ تمہارا یہ قول کہ "قاضی کی طرف سے اس نے کہا کہ اس میں کون سی بری بات ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تم کو کس نے قاضی بنا دیا ہے! اس قاضی نے کہا کہ امیر ابراہیم بن احمد نے اس شخص نے کہا کہ اگر وہ تمہارے نزدیک گواہی دے تو کیا تم اس کی گواہی کو قبول کرو گے؟ قاضی نے کہا کہ نہیں تو اس شخص نے کہا کہ پھر کس طرح تمہارے لئے جائز ہے کہ تم قاضی بن جاؤ؟ پس وہ خاموش ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

رسول اللہ صلعم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص دس درہم کی قیمت کی چیز میں حکم الٰہی کے خلاف فیصلہ کرے گا تو قیامت کے دن اس حال میں وہ آئیگا کہ اسکا ہاتھ بندھا ہوا ہوگا، اور جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیگا تو اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت بھیجیں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ فیصلے دو قسم کے ہیں ایک اللہ کا فیصلہ دوسرا جاہلیت کا فیصلہ تو جو شخص اللہ کے فیصلے میں غلطی کرے گا وہ جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلے کرے گا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرے گا پس اگر اس نے دو درہم کے معاملے میں غلطی کی تو اس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون: (ترجمہ) اور جو لوگ خدا نے جیسا کہ حکم نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں گے تو وہ لوگ کافر ہیں۔ اس وقت آپ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ! کبھی اوقات ہمارے اصحاب میں سے دو آدمیوں کے درمیان کسی چیز کے بارے میں نزاع ہوتی ہے تو وہ دونوں ہم میں سے کسی ایک شخص کے فیصلے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس میں سے نہیں ہے۔ اس سے وہ حکم مراد ہے جس پر تلوار اور ڈنڈے سے لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے۔ ہم اس سے قبل علم و علماء کا فضل و کمال اور علم کی ترغیبات کا بیان کر چکے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی جانب روانہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا صلعم! آپ مجھے تو بھیج رہے ہیں لیکن میں ایک نوجوان ہوں ان کے درمیان کس طرح فیصلہ کروں گا جبکہ میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ قضا کیا ہے۔ پس آپ نے اپنے دستِ مبارک سے میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ بارے الٰہا! تو اس کے دل کو ہدایت دے۔ اور اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں پھر اس کے بعد جب کبھی میں نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا تو مجھے اس میں کوئی شبہہ نہ پیدا ہوا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دو انصاری مردوں کو پایا جو رسول اللہ صلعم کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ ہم اپنا مقدمہ علیؑ کے روبرو پیش کریں۔ پس میں اس کی بات سے جزع و نزع کرنے لگا۔ پس رسول اللہ صلعم نے میری طرف دیکھا۔ اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی موجودگی میں۔ میں کس طرح سے فیصلہ کروں اے پیغمبر خدا صلعم!؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم فیصلہ تو کرو۔ پس میں گیا اور ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیا پس آج تک اس کے بعد جو بھی مقدمہ میرے روبرو پیش کیا گیا وہ مجھ پر روشن و واضح ہو گیا۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے جناب رفاعہ کو خط لکھا کہ تم ایسے شخص کو عامل نہ بناؤ جو تمہارے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو اور نہ ہمارے بارے میں تمہارے قول کی تصدیق کرتا ہے، ورنہ اللہ تمہارا خصم اور طالب ہوگا اور بازار کا معاملہ کسی بدعتی کو نہ سونپو ورنہ تم اس سے زیادہ واقف ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ حاکم جو ہم اہل بیت کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ طاغوت ہے پھر آپ نے یہ

آیت کریمہ پڑھ کر سنائی: یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا: (ترجمہ) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں۔ اور شیطان ان کو بہت دور گمراہی میں ڈال دینا چاہتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا انھوں نے ایسا ہی کیا ہے انھوں نے طاغوت کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا ہے۔ اور شیطان نے ان کو اچھی طرح گمراہی میں مبتلا کیا ہے پس اس آیت سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے سوا کوئی اور نہیں بچا ہے۔ اور شیعوں کے علاوہ جو ہیں وہ ہلاک ہو گئے پس جو اس کی معرفت نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق فرمایا کہ: ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام (ترجمہ) اور تم آپس میں اپنا مال ناحق نہ کھایا کرو اور نہ رشوت کے طور پر حکام کے سامنے جھونک دو۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ امت میں ایسے حکام ہوں گے جو ظلم و جور سے کام لیں گے۔ لیکن سنو! خداوند تعالیٰ کی مراد اہل عدل کے حاکموں کی نہیں ہے بلکہ حکام اہل جور مراد ہیں۔ سنو اگر تم میں سے کسی کا حق کسی شخص پر ہو پس وہ اس کو حکام اہل عدل کی طرف فیصلے کے لئے بلائے اور وہ اس سے انکار کر دے اور کہے کہ وہ تو حکام اہل جور کے روبرو ہی مقدمہ کو پیش کرے گا تاکہ وہ اس معاملہ کا فیصلہ کریں تو وہ ان لوگوں میں شمار ہو گا جو طاغوت کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرواتے ہیں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: الم ترا الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ (ترجمہ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی وہ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجاتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس کا انکار کریں۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن آپ نے اپنے اصحاب سے

سے فرمایا کہ خبردار تم میں سے کوئی آپس کا جھگڑا اہل جور کے پاس نہ لیجائے لیکن تم اپنے درمیان ایسے شخص کو تلاش کرو جو ہمارے قضایا سے کچھ واقف ہو پس تم اس کو اپنے درمیان مقرر کرو پس میں نے اس کو قاضی بنا دیا ہے۔ اس کے پاس اپنا مقدمہ لے جاؤ۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ایک دن کوفہ میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ معاویہ جیسے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خون، احکام، فروج، اموال غنیمت، صدقہ و خیرات کا امین ہو، حالانکہ وہ اپنے دین اور اپنے نفس میں متہم ہے، وہ امانت میں خیانت کا تجربہ رکھتا ہے وہ سنت پر عمل کرنے میں ناقص ہے وہ ذمہ داری کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے والا ہے۔ اور کتاب الٰہی کو چھوڑنے والا ہے لعین ابن لعین ہے دس مقامات پر رسول اللہ صلعم نے اس پر لعنت بھیجی ہے اور آنحضرت صلعم نے اس کے باپ اور اس کے بھائی پر لعنت بھیجی ہے، مسلمانوں پر ایسا شخص مسلط نہیں ہونا چاہیئے کہ جو حریص ہو اور وہ ان کے اموال سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اور ایسا جاہل نہیں چاہیئے جو اپنے جہل سے ان کو ہلاک کر ڈالے اور نہ ایسا بخیل چاہیئے جو ان کا حقوق ہی نہ دے اور نہ ایسا جفا کار چاہیئے جو اپنی خطا اور لغزش کی وجہ سے ان کو جفا پر اکسائے۔ اور نہ حکومتوں سے ڈرنے والا چاہیئے کہ وہ ڈر کے مارے ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری قوم کو پکڑ لے اور نہ مقدمات کے فیصلے میں ایسے رشوت خور کی ضرورت ہے جو لوگوں کے حقوق کو مٹا دے اور نہ ایسے معطل سنت کی ضرورت ہے کہ جو امت کو مٹا ڈالے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص قصداً یا غلطی سے ظلم کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب زنا کاری عام ہو جائے گی تو اچانک موت واقع ہوتی جائے گی۔ اور جب حاکم ظلم و ستم کرنے لگے گا تو بارش کا قحط پڑ جائے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ قضاۃ تین قسم کے ہیں

ایک جنت میں جائے گا اور دو دوزخ میں جائیں گے جو شخص متعمداً ظلم کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو فیصلے میں غلطی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو شخص حق بات پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے قاضی ہوا زحضرت رفاعہ کو خط لکھا کہ اے رفاعہ! تم کو معلوم ہو کہ یہ امارت امانت ہے پس جو اس میں خیانت کرے گا اس پر قیامت تک خدا کی لعنت پڑے گی اور جو کسی خائن کو عامل مقرر کرے گا اس سے محمد رسول صلعم دنیا و آخرت میں بری ہوں گے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ مقدمات میں رشوت لینا حرام کی کمائی کھانا ہے، اس وقت عرض کیا گیا کہ اے فرزند رسولؐ! اگر حق کے مطابق فیصلہ کرے تب بھی؟ آپ نے فرمایا کہ خواہ حق سے فیصلہ کیوں نہ کرے، رہا باطل سے فیصلہ کرنا تو وہ کفر ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ابن ھبیرہ کی خیانت پکڑی جو اہواز کے بازار کا کارندہ تھا۔ پس آپ نے حضرت رفاعہ کو خط لکھا کہ تم میرے اس خط کو پڑھتے ہی ابن ہبیرہ کو بازار کی نگرانی سے ہٹا دو۔ اور لوگوں کے سامنے اس کو کھڑا کرو۔ اور اس کو قید کر کے لوگوں میں مذاکرہ دو اور اپنے کارندوں کو اس کے متعلق میری رائے سے مطلع کر دو تم اس میں کوئی غفلت نہ کرنا اور نہ تفریط سے کام لینا ورنہ تم خدا کے نزدیک ہلاک ہو جاؤ گے اور میں تم کو بری طرح سے معزول کر دوں گا اور میں تمہارے لئے اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پس جب جمعہ کا دن آئے تو اس کو قید خانے سے باہر نکالو اور پینتیس ۳۵ درے مارو۔ اور اس کو بازار میں گھماؤ۔ پس جو شخص اس کے خلاف کوئی گواہ لے کر آئے تو اس کے شاہد کے ساتھ اس کو قسم کھلاؤ اور اس کی کمائی میں سے اس کی رقم کو واپس کر دو جس کے لئے اس کے خلاف شہادت قائم ہو چکی ہے۔ پھر اس کو ذلت کے ساتھ بری حالت میں جس طرح کتوں کو مارا پیٹا جاتا ہے اس طرح سے مارتے ہوئے

قید خانہ میں بند کر دو۔ اور اس کی ٹانگوں کو مضبوطی سے باندھ دو اور پھر نماز کے وقت اس کو باہر نکالو۔ اور اگر کوئی اس کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے یا کپڑے پہنانے آئے یا بچھونا لے کر آئے تو تم اس کے درمیان حائل نہ ہونا اور ہاں تم اس کے پاس کسی ایسے شخص کو نہ جانے دینا جو اس کو دشمنی اور عداوت کی تلقین کرے اور نجات کی امید دلائے پس اگر تمہارے نزدیک ثابت ہو جائے کہ کسی نے اس کو ایسی تلقین کی ہے جس سے کسی مسلمان کو مضرت پہنچے گی تو تم اس شخص کو درّے سے مارو اور جب تک توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو بند رکھو اور حکم دو کہ قیدیوں کو رات میں قید خانے کے صحن میں نکالا جائے تاکہ وہ سیر و تفریح کریں لیکن ابن مُہرہ کو نکالنا الا آنکہ اس کی جان کا خطرہ ہو تو دوسرے قیدیوں کے ساتھ اس کو بھی قید خانہ کے صحن میں نکالو۔ پس اگر تم اس میں طاقت و استطاعت پاؤ تو تین دن کے بعد تینتیس درّے مارو۔ اور تم نے بازار کے معاملے میں جو کچھ کیا ہو اسے میرے پاس لکھ بھیجو اور اس کا نام لکھو جس کو تم نے اس خائن کے بعد مقرر کیا ہے اور خائن سے اس کی روزی قطع کر دو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے قاضی کو کسی خصم کی طرف دیر تک دیکھنے اور حضور ذہن سے کسی خصم کو خوف زدہ اور مبہوت کرنے سے منع فرمایا ہے اور شاہدوں کو کسی قسم کی تلقین اور تنبیہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو ان کے مقدمات کے فیصلے حق بات سے کرتا تھا۔ پس جب اس کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنی عورت سے کہا کہ جب میں مر جاؤں اور مجھ کو میری لحد میں اتار دیا جائے تو میرے پاس تم اتر کے آنا اور میرے چہرے کو غور سے دیکھنا تو انشاء اللہ تم میرا چہرہ دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس نے بڑے بڑے کیڑوں کو دیکھا جو اس کی ناک کی نالی پر لوٹ رہے تھے پس یہ دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گئی جب رات ہو گئی تو اس نے اپنے شوہر کو خواب میں دیکھا وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ تم میرا حال دیکھ کر خوف زدہ ہو گئیں؟ اس نے کہا کہ ہاں میں خوف زدہ ہو گئی تھی۔ اس کے شوہر نے کہا

کہ میرا یہ حال صرف تیری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ تمہارا بھائی ایک شخص کے ساتھ خصومت کر کے میرے پاس فیصلہ کے لئے آیا تھا جب دونوں میرے پاس بیٹھے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ بارے الٰہا! اس کو حق ملنا چاہیئے اور تو اس کے حق میں فیصلہ صادر فرما پس اسی وجہ سے میں اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا جو تم نے دیکھا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حاکم کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ ایک ہی خصم پر التفات کرے اور دوسرے پر نہ کرے۔ دونوں کے درمیان عدل و انصاف کی نگاہ سے فیصلہ کرے۔ اور کسی خصم کو موقع نہ دے کہ وہ اپنے حریف و مقابل پر بغاوت کر بیٹھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو قضاء کے عہدہ پر یمن روانہ کیا تو ان سے فرمایا کہ اے علیؑ! جب تم دو آدمیوں کے بیچ فیصلہ کرو تو جب تک تم دونوں کی بات نہ سن لو اس وقت تک کسی کے لئے فیصلہ نہ کرنا۔ آپ نے دونوں خصم کی بات سننے سے قبل قاضی کو فیصلہ صادر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ قاضی شریح اپنے گھر میں فیصلے کرتے ہیں تو آپ نے ان سے کہا کہ اے شریح! تم مسجد میں بیٹھا کرو کیونکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کے لئے وہ سب سے موزوں جگہ ہے۔ اور یہ قاضی کی کمزوری ہے کہ وہ اپنے گھر میں بند رہے، آپ نے جب شریح کو قاضی بنایا تھا تو اس وقت ان پر یہ شرط لگائی تھی کہ وہ جب تک مقدمہ آپ کے سامنے پیش نہ کر دیں اس کا کوئی فیصلہ صادر نہ کریں گے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت رفاعہ کو جب اہواز کا قاضی بنایا تو ایک خط میں اس طرح سے لکھا کہ: طمع کرنا چھوڑ دو اور خواہش نفس کے خلاف رہو اور عمارہ علامت سے علم کو زینت بناؤ دین کا بہترین مددگار صبر و شکیبائی ہے اگر صبر کوئی مرد ہوتا تو وہ مرد صالح ہوتا اور تم ملامت سے بچو کیونکہ

یہ کمزوری اور ذلت و رسوائی ہے جو شخص تم سے مشابہت نہ رکھتا ہو اس کو اپنی مجلس میں نہ بٹھاؤ اور جہاں وارد ہو اس کو انتخاب کر لو اور ظاہر کے مطابق فیصلہ دو اور باطن کو جاننے والے کے حوالے کرو۔ اور تم یہ کہنا چھوڑ دو کہ "میں گمان کرتا ہوں میرا خیال ہے میری یہ رائے ہے" دین میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ تم نہ کسی احمق سے بحث کرو اور نہ کسی فقیہہ۔ رہا فقیہہ تو وہ تم کو اپنی بھلائی سے محروم کر دے گا۔ اور احمق کا شر تم کو حزن و ملال میں مبتلا کر دے گا۔ اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو سوائے اس کے کہ تم عمدہ طریقے سے اور کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کرو اور تم اپنے نفس کو ہنسنے کا عادی نہ بناؤ کیونکہ ہنسی سے عظمت و بہا ختم ہو جاتی ہے۔ اور خصوم کو حد سے متجاوز ہونے پر جری بنا دیتی ہے اور خبردار خصوم سے کبھی تحفہ و تحائف قبول نہ کرنا اور اس شخص کے عیب و تہمت سے بچو جو کسی احمق عورت کو امین بناتا ہے اور جو شخص کسی عورت سے مشورہ کرتا ہے وہ پشیمان ہوتا ہے اور تم مومن کے آنسو سے ڈرو کیونکہ جب اس کا آنسو بہائے گا وہ اس کو پارہ پارہ کر دے گا اور وہ آگ کے دریاؤں کو بجھا دے گا اور خصوم کو حقارت سے نہ دیکھو اور سائل کو نہ جھڑکو اور جو فقیہہ نہ ہو اس کو قضا کی مجلس میں نہ بٹھاؤ اور نہ اس سے فتاویٰ میں مشورہ لو کیونکہ مشورہ تو صرف جنگ اور دنیا کے مصالح میں لیا جا سکتا ہے اور دین میں تو رائے کا دخل ہی نہیں ہے دین فقط پیروی اور اتباع کا نام ہے تم فرائض کو ضائع نہ کرو اور لوائل پر بھروسہ کرو جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تمہاری مدد کرے اس کے حق میں دعا کرو اور جو تم کو محروم کرے تم اس کو دو اور جو تم کو عطیات سے نوازے اس کی تواضع کرو اور اللہ تعالیٰ نے تم کو جو نعمتیں عنایت کی ہیں ان کے عوض اللہ کا شکر ادا کرو اور آزمائش و ابتلا میں اس کی حمد و ثنا کرو۔ علم تین قسم کا ہے آیت محکمہ اور سنت متبعہ، اور فریضۂ عادلہ اور ان سب کا قوام ہمارے امر سے ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ سے پوچھا گیا کہ قاضی کس چیز سے فیصلہ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ کتاب سے عرض کیا گیا کہ جو کتاب میں موجود نہ ہو اس کا کس طرح

فیصلہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سنت سے عرض کیا گیا جو سنت میں نہ ہو اور کتاب میں بھی نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کے دین میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو خدا کی کتاب اور سنت میں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اپنا دین کامل کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: الیوم اکملت لکم دینکم: (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب و سنت میں نہ بھی ہو تو خداوند تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو اس بات کی توفیق دیتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے جیسا نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے رائے اور قیاس سے فیصلہ کرنے سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے جو شخص اللہ کے دین میں اپنی رائے سے فیصلہ کرے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے عبیدہ سلمانی کی بابت بیان کیا گیا کہ اس نے امہات الاولاد کو فروخت کرنے کی روایت حضرت علی علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے عبیدہ پر جھوٹ باندھا ہے یا پھر عبیدہ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگایا ہے قوم (مخالفین) کا اس سے صرف یہ مقصد ہے کہ آپ کی طرف حکم بالقیاس کی نسبت کریں اور یہ ان کے لئے کبھی ثابت نہ ہو گا۔ ہم اولاد علیؑ ہیں پس ہم تم سے جو حدیث حضرت علیؑ کی جانب منسوب کر کے بیان کریں وہ حضرت علیؑ کا قول ہو گا۔ اور جس کا ہم انکار کر دیں تو سمجھنا کہ وہ افتراء اور کذب ہے، کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ قیاس علیؑ کے دین و مذہب میں داخل نہیں ہے قیاس تو صرف وہی کرتا ہے جو نہ کتاب کا علم جانتا ہے اور نہ سنت سے واقف ہے پس ایسے لوگوں کی روایت تم کو گمراہ نہ کر دے کیونکہ وہ گمراہی کی طرف بلاتے ہیں اور تم کو اس بات سے خوشی نہ ہو گی کہ تم ان میں سے لیوق، یغوث، اور نسر جیسے لوگوں سے ملو۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انھوں نے بہتوں

کو گمراہ بنا دیا ہے۔ خبردار ان سے نہ ملنا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خدا کے دین میں اپنی رائے سے کچھ کہے۔ یا دین میں اپنی رائے سے لے۔ خرابی و بربادی ہے ان اصحاب کلام کے لئے جو یہ کہتے ہیں اس میں قیاس کیا جا سکتا ہے اور اس میں قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے جب اس نے یہ کہا تو اللہ تعالےٰ نے اس پر لعنت بھیجی کہ: انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین: (ترجمہ) میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو مٹی سے بنایا ہے۔

پس اس نے اپنے بارے میں رائے سے کام لیا اور اس نے یہ بات اپنے شرک کی وجہ سے کہی کہ آگ قدر و منزلت میں مٹی سے بہت بڑھ کر ہے۔ پس اس قیاس سے اس کے لئے یہ بات کھل گئی کہ اعظم ادنیٰ کے لئے سجدہ نہ کرے اس لئے اس پر لعنت کی گئی اور اس کو سرکش شیطان بنا دیا گیا اگر قیاس جائز ہوتا تو ہر قیاس کرنے والا اپنی اپنی وسعت کے مطابق خطاکار ہوتا کیونکہ اس صورت میں قیاس ہی سے دین تمام ہوتا۔ پس اہل خلاف پر اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ وہ جو چاہیں وہ نہیں معلوم ہو کہ بنی اسرائیل کا امر اس وقت تک معتدل حالت میں تھا جب تک کہ ان میں اعیان امم کی اولاد (مولدین) نے ان میں جنم نہ لیا تھا جب وہ پیدا ہو گئے تو رائے اور قیاس پر عمل کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء صلوات اللہ علیہم کی سنتوں کو چھوڑ دیا تھا۔ پس وہ خود گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم ان دو خصلتوں سے بچتے رہنا اپنی رائے سے لوگوں کو فتویٰ نہ دینا اور جس بات کے متعلق تم کو معلوم نہ ہو اس کو اپنا دین نہ بنا لینا سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔ اور جس نے اس امت کے لئے سب سے پہلے قیاس کی سنت جاری کی وہ معروف و مشہور ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اسامہ سے اس وقت فرمایا جبکہ انھوں نے آپ سے ایک خصم کی حاجت کا سوال کیا تھا آپ نے فرمایا کہ جب تم قضاء کی مجلس میں بیٹھو تو مجھ سے کسی حاجت کا سوال نہ کرو کیونکہ حقوق کے اندر سفارش جائز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کسی قاضی کے پاس خصم کو ٹھہرنے سے منع فرمایا ہے کوفہ میں ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کے پاس قیام کیا پس آپ نے اس کی ضیافت کی پھر وہ ایک خصومت کے معاملے میں آیا تو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کیا تم ایک خصم ہو؟ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے قاضی کے پاس خصم کے قیام کرنے سے منع فرمایا ہے الا آنکہ اس کا مقابل بھی اس کے ساتھ ہو۔

رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ غصہ اور بھوک اور اونگھ کی حالت میں قاضی کو فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اے فرزند آدم! جب تجھے غصہ آئے تو اس وقت تو مجھے یاد کر تو میں تجھ کو اپنے غصہ کے وقت یاد کروں گا۔ ورنہ تجھ کو بھی ان لوگوں کے ساتھ مٹا ڈالوں گا جن کو میں مٹاؤں گا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جس طرح سے کہ "صبر" دوا سے شہد خراب ہو جاتا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے رفاعہ سے فرمایا کہ جب تم غصہ کی حالت میں یا اونگھ میں مست ہو تو اس وقت فیصلہ نہ کرو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب قاضی پر یہ بات روشن ہو جائے کہ اس نے ناجائز اور بغیر حق کے فیصلہ کیا ہے تو اپنا فیصلہ توڑ دے اور حق سے فیصلہ کرے اور اسی طرح سے کوئی ناجائز فیصلہ اس کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کو توڑ دے اور حق سے فیصلہ کرے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو کسی چیز کو لینے کا ارادہ کرتا ہو یا کسی واجب چیز سے بری ہونا چاہتا ہو تو

وہ مدعی ہے اس پر ثبوت پیش کرنا واجب ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امارت اور امیر کی رزق کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور نقیب اور اس کی روزی کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور محاسب اور اس کی روزی کے بغیر چارہ نہیں ہے اور قاضی اور اس کی رزق کے بغیر چارہ نہیں ہے اور آپ نے اسے ناپسند فرمایا ہے کہ قاضی کی روزی کا بار ان لوگوں پر ہو جن کے مقدمات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کی روزی کا بندوبست بیت المال سے ہونا چاہیئے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ بازاروں میں درہ لیکر چلتے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ لین دین کرنے والوں میں سے جس کو فریب کار اور ناپ و تول میں کم کرنے والا پاتے تھے اس کو اس درے سے مارتے تھے۔ اصبغ کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے ایک دن کہا کہ اس کام کے لئے میں کافی ہوں اے امیرالمومنین! آپ اپنے گھر میں تشریف رکھیں تو آپ نے فرمایا کہ اے اصبغ تم مجھے نصیحت نہ کرو۔ آپ رسول اللہ صلعم کے خچر شہباز پر سوار ہوتے اور ایک ایک بازار میں گھومتے پس ایک دن آپ قصابوں کی مارکیٹ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اے قصابوں کی جماعت! تم لوگ روحوں کے جسم سے نکلنے سے پہلے ان کے ساتھ جلد بازی نہ کرو اور گوشت میں پھونک مارنے سے بچو پھر آپ کھجور فروشوں کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم اپنی ردی کھجوریں ظاہر کرو جن کو تم عمدہ کھجور کہہ کر فروخت کرتے ہو، اس کے بعد آپ مچھلی فروشوں کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ صرف تازہ مچھلیاں فروخت کرو۔ اور مردہ مچھلیوں کو فروخت کرنے سے بچو۔ پھر کناسہ مقام پر تشریف لائے جہاں طرح طرح کی تجارت ہوتی تھی اس میں غلام اور جانور اور رسیاں فروخت ہوتی تھیں اور اونٹ کے تاجر اور حراف بھی تھے اور بزاز اور درزی بھی تھے پس آپ نے بلند آواز سے ندا کی کہ اے تاجروں کی جماعت! تمہاری ان بازاروں میں قسمیں کھائی جاتی ہیں پس تم اپنی قسموں کو صدقہ و خیرات سے قابل ثواب بنا دو۔ اور حلف سے دور رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

اس شخص کو کاذب کے نام سے پاک نہ کرے گا جو حلف اٹھاتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ خصومت دین کو فنا دیتی ہے اور عمل کو ساقط کر دیتی ہے اور دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔

امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک تم سے کار خیر ہو سکتا ہے کار خیر کرو۔ اور خبردار تم خصومت میں آدمیوں کے درمیان نہ پڑنا میں تمہارے لئے نذیر ہوں میں تمہارے لئے نذیر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ تہمت کی بنا پر کسی کو قید نہ کیا جائے البتہ خون کے سلسلے میں قید کیا جا سکتا ہے۔ حق بات معلوم ہو جانے کے بعد بھی قید میں رکھنا ظلم ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو دائمی قید ہو جائے تو اس کو بیت المال سے کھانا دیا جائے۔ ان تین افراد کے سوا کسی اور کو دائمی طور پر قید خانے میں نہ رکھا جائے ایک تو وہ جو ممسک علی الموت ہو، یعنی جس کو موت تک کے لئے روکا گیا ہو۔ (کسی جرم کے سلسلے میں جیسے حبس دوام) اور وہ عورت جو مرتد ہو گئی ہو الا آنکہ وہ توبہ کرلے اور وہ چور جس کے ہاتھ کے بعد اس کا پیر بھی کاٹ دیا گیا ہو یعنی جب کہ اس کے بعد اس نے تیسری بار چوری کی ہو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ دین میں کسی تنگ دست کو قید کرنا درست نہیں ہے آپ نے فرمایا ہے کہ بیماں کے سلسلے میں کسی شخص کے لئے کچھ لوگ برحق گواہی دیں اور قاضی کو ان کی عدالت کا علم نہ ہو اور کسی دوسرے شہر میں کوئی دوسرا قاضی ہو تو وہ ان کی عدالت سے اس کو باخبر کر دے پس اگر شہادت کسی طلاق یا حد کے سلسلے میں ہو تو اس کے بارے میں کسی قاضی کا خط کسی قاضی کے نام ہو تو اسے قبول نہ کیا جائے۔ اور نہ شہادت پر شہادت قبول نہ کی جائے اور حد کے سلسلے میں بھی کسی قاضی کا خط کسی قاضی کے نام ہو تو قبول نہ کیا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اہل بغاوت کے قاضی کا خط نافذ ہو گا اور نہ اس کو لکھا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص

کسی کو اپنا وکیل مقرر کر دے تو اس کے وکیل پر حکم صادر کیا جائے خصم کی عدم موجودگی میں کارروائی جائز ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر حق واجب ہے پس وہ تاخیر کا مطالبہ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ جس پر حق واجب ہے اگر وہ مال مسئول کی نیت سے تاخیر چاہتا ہے تو اس کو اس کا موقع نہ دیا جائے لیکن جو اپنے مال کو ٹکڑے ٹکڑے فروخت کرنا چاہتا ہو تو اس حساب سے اس کو موقع دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص حق ادا کرنے سے ممتنع ہو اور وہ مالدار بھی ہو اور جو واجب ہے وہ اس کے پاس موجود ہو پھر بھی اس کی ادائیگی سے امتناع کرتا ہو اور خصم سے انکار کرتا ہو کہ وہ اس کا حق ادا نہ کرے گا تو اس کو مارا جائے یہاں تک کہ وہ حق ادا کر دے۔ اور اگر وہ ایسا ہو کہ اس کے پاس صرف مال و اسباب ہو تو پھر اس کو ایک کفیل دیدے یا پھر اس کے مال کو اتنے دنوں تک روک رکھے کہ جب تک کہ وہ فروخت کر کے ادا کر دے جبکہ اس کو کوئی کفیل نہ ملتا ہو۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ غائب پر فیصلہ کرنا مناسب سمجھتے تھے اور حجت پر چھوڑنا مناسب خیال کرتے تھے اگر اس کے پاس کوئی حجت ہو پس اگر جرمانے کی سزا پانے والے پر کوئی بھروسہ نہ ہو تو اس پر ایک شخص کو کفیل بنایا جائے جو غائب کے مال کو ادا کرے گا پس اگر اس کے پاس کوئی حجت موجود ہو تو اس مال کو اس کی طرف لوٹا دیا جائے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب کسی قاضی کے روبرو مرافعہ پیش کریں تو ان کے درمیان اس حکم کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وان احکم بینھم بما انزل اللہ: (ترجمہ) اور اے رسول ہم پھر کہتے ہیں کہ جو احکام خدا نے نازل کئے ہیں تم اس کے مطابق فیصلہ کرو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے کوفہ میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر میرا حق مقرر کیا ہے میری اس ولایت اور میری اس منزلت کی وجہ سے جس منزلت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے درمیان قائم کیا ہے اور تمہارے لئے مجھ پر نصیحت اور عدل و انصاف واجب ہے۔ اور حق کسی اور کے لئے جاری نہیں ہوتا مگر اس پر جاری ہوتا ہے اور اس پر جاری نہیں ہوتا مگر اس کے لئے جاری ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو ظلم سے ایک کوڑا بھی مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کوڑے سے مارے گا۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ امام عادل کی دعا رد نہیں ہوتی اور نہ مظلوم کی دعا رد ہوتی ہے اور بیڑی کو توڑنے والا وہ ظالم و جابر بادشاہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے پھر بھی تم اس کی اطاعت کرتے ہو۔

تم کتاب الدعائم فی الحلال
والحرام والقضایا والاحکام
عن اهل البیت علیهم
افضل السلام